یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

مناقبِ اہلِ بیتؑ

(مشہور کتاب اَلقَطرَۃُ مِن بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِیِّ وَالعِترَۃِ کا ترجمہ)

حصہ اوّل

مؤلف

آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ

ادارہ منہاج الصّالحین لاہور

نام کتاب	....	مناقب اہل بیتؑ حصہ اول
مولف	....	آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہ
مترجم	....	حجتہ الاسلام مولانا ناظم رضا عترتی
اہتمام	....	مولانا ریاض حسین جعفری (فاضل قم)
ناشر	....	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
پروف ریڈنگ	....	مولانا آزاد حسین
ہدیہ	....	165 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین

الحمد مارکیٹ، فرسٹ فلور، دوکان نمبر 20

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7225252

فہرست

دریائے نور سے ایک قطرہ

پچھلے سفر میں جب میں غریب طوس حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے روضہ اقدس پر دست بوسی کے لیے گیا، زیارت کے آداب بجا لانے کے بعد میں علم واجتہاد کے شہر قم میں حضرت معصومہ قم ؑ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا۔ زیارت کے بعد علماء اعلام، مجتہدین کرام اور نابغہ شخصیات سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مشہور عالم آیت اللہ العظمیٰ سید صادق الشیرازی مدظلہ العالی سے ملاقات کی۔ آپ مرحوم آیت اللہ العظمیٰ شید محمد الشیرازی رحمتہ اللہ علیہ کے برادر خورد ہیں۔ خانوادہ شیرازی کا ہر فرد اخلاص کا مرقع نظر آتا ہے، اور ان کے چھوٹے بچوں سے لے کر بزرگوں تک ہر فرد کے چہرے پر وجاہت اور خاندانی جاہ و حشم نظر آتا ہے۔ آیت اللہ صادق الشیرازی نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جعفری صاحب آپ کو اپنے مدرسہ جامعہ زینبیہ کی طالبات کو علوم مناظرہ سے آشنا کرنا چاہیے اور ان کو اس علم کی تمرین کراتے رہنا چاہیے تاکہ وہ مستورات کو فکر آل اطہارؑ کے قریب کر سکیں۔ آیت اللہ ایک جہاندیدہ، فہمیدہ اور سنجیدہ انسان ہیں۔ بیسیوں لوگ روزانہ پوری دنیا سے کشاں کشاں ان کی دست بوسی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کی عظمت و اہمیت اپنی جگہ مسلم لیکن میں نے ان کے اس نظریہ سے جزوی طور پر اختلاف کرتے ہوئے عرض کیا کہ قبلہ میرے خیال میں مملکت پاکستان میں ہم شیعہ سنی عرصہ دراز سے مل جل کر رہ رہے ہیں۔ آپس میں بیاہ شادی میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔ ہماری آپس میں رشتہ داریاں ہیں۔ لوگوں کے اندر محبت اہل بیتؑ کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ برادران اہل سنت اہل بیتؑ اطہار سے محبت کرتے ہیں، لیکن مقام افسوس ہے کہ ہم ان تک صحیح معنوں میں مناقب کے باب کو ادا نہیں کر سکے۔ اور لوگوں کو فضائل آل اطہارؑ کے باب سے روشناس نہیں کرا سکے۔ ہمارا علمی، تحقیقی اور قلمی کام اردو زبان میں نہ ہونے کے برابر ہے۔ علماء کرام تصنیف و تالیف اور تحریر و تحقیق کے

میدان میں قدم رکھنے سے گریزاں ہیں، اور ہماری عوام مطالعہ کرنے سے قاصر ہے۔ ہمارے ادارے مالی مشکلات کا شکار رہتے ہیں۔ کوئی کسی کا بازو پکڑ کر راہ دکھانے کے لیے آمادہ نہیں ہے۔ یہ ساری خوبیاں مردحر، ابوذر زمان حضرت علامہ سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ اپنے ساتھ اپنے روضہ مبارکہ میں لے کر حوران جنت کے جھرمٹ میں گہری نیند سو گئے ہیں۔ ملت یتیم ہو چکی ہے۔

جناب آقائے شیرازی میری دانست میں ہمیں فضائل اہل بیتؑ کے درخشندہ باب کو کھولنا چاہیے، اور ہر زاویہ سے کام کرنا چاہیے، تاکہ ہماری سادہ لوح عوام کو پتہ چلے کہ یہ ذریت رسول، خانوادۂ عصمت وطہارت کس عظمت و رفعت کی مالک ہستیاں ہیں۔ ان کا کتنا مقام بلند ہے۔ پروردگار عالم نے ان کی اہمیت کو کس طرح بیان کیا ہے، اور رسول اعظم نے ان کے فضائل و مناقب کو کس قدر بیان فرمایا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ خاندان رسولؐ کی ہر جہت سے فضیلت بیان کریں۔ آیت اللہ نے ہماری اس سوچ کی تائید کی، اور آپ نے ہمارے لیے دست دعا بلند کیے۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی مشہور زمن کتاب "مدینۃ المعاجز" کا ترجمہ معجزات آل محمدؐ چہار جلد میں ہے، اور اب ہم نے آیت اللہ سید احمد مستنبط کی مشہور کتاب **"القطرۃ من بحار مناقب النبی و العترۃ"** کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ یہ دو جلدوں پر محیط ہے، جو نہایت ضخیم ہے، لہٰذا ہم نے اس کے چار حصے کیے ہیں۔ پہلے دو حصوں کا ترجمہ ہمارے دوست حجۃ الاسلام علامہ ناظم عترتی صاحب نے کیے ہیں، ہمارے ساتھ اس کتاب کی نوک پلک سنوارنے کے لیے حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین صاحب نے مدد کی ہے۔

پروردگار عالم ہم سب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے، اور ہمیں مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

طالب دعا!

ریاض حسین جعفری (فاضل قم)

سربراہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

پیش عرض

معرفت اہل بیتؑ اور اس کے زندگی پر اثرات

تمام تعریفیں خاص ہیں اس خدا کے لئے جس نے حمد کو اپنی کتاب کا سرنامہ، اپنی بخشش وعطا کا سبب اور اپنی نعمتوں، نوازشوں اور انعام واکرام کی باران رحمت کے لئے بہانہ بنایا اور عظمتوں پر راہنما قرار دیا۔ ختم نہ ہونے والے درود وسلام ہوں اس شریف ترین معراج انسانیت پر فائز خدا کے بندے، اس کی کامل ترین ہستی پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیؐ اور اس کے طاہر وطیب، اعلیٰ وارفع خاندان پر اور خاص طور پر ان کی آخری یادگار اور خدا کی حجتوں میں سے آخری حجۃ ابن الحسن ارواحنا لہ الفداء پر جو کوئی بھی حضرت رسول اکرمؐ کی عظیم شخصیت اور ان کے اہل بیتؑ کی معرفت حاصل کر لے اور ان کے علوم و معارف کے دریا میں غوطہ زن ہو اور ان کی قدرت و ولایت کے متعلق غور وفکر کرے تو وہ ایک عظیم کامیابی اور ابدی سعادت پالے گا اور تمام خوبیوں سے سرفراز ہوگا۔

اس مذکورہ مفہوم کے متعلق رسول گرامی قدر نے وضاحت فرمائی ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

مَن منّ الله علیه بمعرفة اهل بیتی و ولا یتهم فقد جمع الله له الخیر کله

”جس شخص پر خدا نے احسان فرمایا ہو' اسے میری اہل بیت کی معرفت اور ولایت عطا کی ہو گویا کہ خدا نے تمام خوبیاں اس کے لئے جمع کر دی ہیں“

(بشارة المصطفیٰ: ص،۱۷۶)

اعمال کی ابتداء اور انتہا خدا کی ان ہستیوں کی معرفت سے عبارت ہے اس طور پر کہ تمام اعمال تھوڑے ہوں یا زیادہ، آسان ہوں یا مشکل، کسی بھی مرتبہ کے کیوں نہ ہوں اور جس سے بھی انجام پائیں، ضروری ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے عقیدہ کے ساتھ شروع ہوں اور انہیں کے عقیدہ کے ساتھ ختم ہوں۔ یعنی کسی انسان کے اعمال و عبادات اسی وقت شرف قبولیت پائیں گے جب وہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محکم عقیدہ رکھتا ہو اور ان کی ولایت کو تسلیم کرتا ہو۔

بہت سی روایات اس مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔ ان روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب ''امالی'' میں نقل کیا ہے۔

ذریعہ امام صادق علیہ السلام سے عرض کرتا ہے کہ فرزند رسول! معرفت الٰہی کے بعد کونسا عمل افضل ترین ہے؟

حضرتؑ نے فرمایا:

معرفت خدا کے بعد کوئی عمل بھی نماز کے ہم پلہ نہیں ہے اول ذکر کے بعد کوئی بھی عمل زکاۃ کے ہم پلہ نہیں۔ ان اعمال کے بعد کوئی عمل بھی روزہ کے برابر نہیں ہے۔ اس کے بعد سب عملوں سے حج افضل عمل ہے۔

وفاتحة ذلک کله معرفتنا وخاتمته معرفتنا

''مذکور سبھی اعمال کی ابتداء اور انتہا ہماری ہی معرفت ہے''

(امالی طوسی، ص: ۶۹۴)

معرفت ایک اعتقادی مسئلہ ہے اور اس طرح کے مسائل عبادی اعمال کے لئے ایسے ہیں، جیسے روح جسم کے لئے ہوتی ہے۔ نماز، زکاۃ اور دوسری عبادات، مسائل اعتقادی اور اصولی کی فرع ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر انسان کے اعتقادات درست ہوں گے تو اس کی نماز اور دوسرے اعمال بھی درست ہوں گے، وگرنہ ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

جس طرح توحید اعمال کے درست ہونے کے لیے مشروط ہے اسی طرح رسالت کا اقرار اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کی ولایت پر اعتقاد رکھنا بھی عبادتوں کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

ان للا اله الاّ الله شروطاً وانّی وذرّیتی من شروطها

"بے شک لا الہ الا اللہ کے لئے شرائط ہیں، میں اور میری اولاد ان شرائط میں سے ہیں" (شرح غرر الحکم: ۲/۴۱۵ حدیث: ۳۴۷۹)

حضرت امام رضا علیہ السلام نے بھی خود کو ایک حدیث میں توحید کی شرائط میں سے شمار کیا ہے۔ اس حدیث کو اسحاق بن راہویہ نے نقل کیا ہے:

حضرت رضا علیہ السلام مرو کے سفر کے دوران جب نیشا پور پہنچے اور شہر سے باہر جانے لگے تو محدثین نے حضرتؑ کے اردگرد اجتماع کیا اور عرض کیا:

اے رسول خداؐ کے بیٹے! آپؑ اس شہر سے جا رہے ہیں کیا ہمارے لئے کوئی حدیث ارشاد فرمائیں گے کہ ہم اس سے مستفید ہو سکیں؟

امام علیہ السلام کجاوہ میں فروکش تھے اپنا سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا:

میں نے اپنے باپ حضرت موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے سنا ہے انہوں نے اپنے باپ امام صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ باقر علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امام سجاد علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امام حسین علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے باپ امیر المومنینؑ سے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ انہوں نے حضرت جبرائیلؑ سے اور انہوں نے ذات پروردگار سے سنا ہے:

لا اله الاّ الله حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی

"کلمہ لا الہ الا اللہ میرا مضبوط قلعہ ہے، پس جو کوئی بھی میرے اس قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے محفوظ و مامون ہو گیا"

جونہی حضرتؑ کی سواری ذرا آگے بڑھی تو آپؑ نے با آواز بلند فرمایا:

بشروطها وانا من شروطها

"البتہ اس کی کچھ شرائط ہیں اور میں اس کی شرائط میں سے ہوں"

(التوحید: صفحہ ۲۵: حدیث ۲۳ بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ نمبر ۲۶۹)

اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام امور الٰہی اہل بیت علیہم السلام کی طرف وحی کئے گئے ہیں اور ان کے وسیلہ سے مخلوق تک پہنچتے ہیں۔

ہم امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں عرض کرتے ہیں:

ارادۃ الربّ فی مقادیر اُمورہ تھبط الیکم وتصدر من بیوتکم

''خدا کا ارادہ اس کے امور کے مقدرات میں آپ کی طرف آتا ہے اور آپ کے مبارک گھروں سے باہر جاتا ہے'' (بحارالانوار: ۱۰۱/۱۳۵)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پاک ہستیوں کے دل خدا کی مشیتوں کا ٹھکانا ہے۔ جب خدا کسی چیز کو چاہتا ہے تو یہ چاہتے ہیں اور ان کی خاطر خدا اپنے بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے بلائیں دور کرتا ہے اور ان پر اپنی رحمتوں کا نزول کرتا ہے۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ان للہ عزّوجلّ خلقاً من رحمتہ ، خلقھم من نورہ ورحمتہ من رحمتہ لرحمتہ فھم عین اللہ الناظرۃ و اذنہ السامعۃ ولسانہ الناطق فی خلقہ باذنہ واُمناؤہ علی ما انزل من عذر او نذر اوحجۃ فبھم یمحوالسیات وبھم یدفع الضیم وبھم ینزل الرحمۃ وبھم یحیی میتا وبھم یمیت حیًا وبھم یبتلی خلقہ وبھم یقضی فی خلقہ قضیتہ

''اللہ رب العزت نے مخلوق کو اپنے نور اور رحمت سے خلق کیا ہے، تاکہ اس کی رحمت کو ظاہر کریں، وہ خدا کی دیکھتی ہوئی آنکھیں، سنتے ہوئے کان اور لوگوں کے درمیان بولتی ہوئی زبان ہے۔ وہ اس کے امین ہیں، اس پر جو اس کی طرف سے ان پر عذر، ڈر اور دلیل نازل ہوئی ہے ان کی خاطر اپنے بندوں کے گناہ معاف کرتا ہے، ظلم کو دور کرتا ہے اور اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ ان کی وجہ سے مردوں کو زندہ کرتا ہے اور زندوں کو مارتا ہے اور انہیں کے وسیلہ سے اپنی مخلوق کا

امتحان لیتا ہے۔اور اپنے امور کو جاری کرتا ہے۔"

راوی نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں وہ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اوصیاء (التوحید: صفحہ ۱۶۷، حدیث نمبر۱)

کیا ہمارے اماموں کے سوا کوئی اور اوصیاء ہیں جن کے بارے میں رسول خداؐ نے حکم فرمایا ہے کہ ان کی معرفت حاصل کریں؟ اور جو کوئی بھی مرگیا اور اپنے امام کو نہ پہچانا تو اس کی موت حالت کفر کی موت ہے۔اور انکار کی موت ہے اور بہت سی حدیثوں میں فرمایا ہے:

من مات وھو لا یعرف امامه مات میتة الجاھلیة

''جو کوئی مرگیا اور اپنے امام کی معرفت نہ کی تو وہ جاہلیت کی موت مرا''

(بحارالانوار: ج ۲۳/ص ۷۶، الاحقاق: ج ۱۳/ص ۸۶)

علامہ امینی رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے جو صحاح ستہ اور اہل سنت کی مستند کتابوں میں موجود ہے کہ جسے قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔اور کسی کا اسلام مکمل ہی نہیں ہوتا تاوقتیکہ اپنے آپ کو اس حقیقت کے مطابق نہ ڈھال لے۔اس ضمن میں دو اشخاص آپس میں اختلاف نہیں رکھتے اور کسی نے بھی اس کے متعلق شک نہیں کیا۔اور یہ تعبیر اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ جو کوئی بھی امام کی معرفت کے بغیر مرگیا اس کی عاقبت بد ہوگئی، اور وہ ہر قسم کی سعادت، خوش بختی اور کامیابی سے دور ہوگا' کیونکہ جاہلیت کی موت، موت کی بدترین قسم ہے۔(الغدیر: ج ۱/ص ۳۶۰)

پس اس دلیل کو امام باقرؑ کی روایت سے فضیل نے نقل کیا ہے۔آنحضرتؑ نے ان لوگوں کی طرف دیکھا جو کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور فرمایا:

جاہلیت کے زمانے میں بھی اس طرح طواف کرتے تھے۔البتہ لوگوں پر واجب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔پھر حضرتؑ نے ہماری طرف رخ انور کیا اور اپنی محبت و ولایت کا ہماری نسبت اظہار کیا اور اپنی نصرت و مدد کو ہمارے سامنے پیش کیا۔اس کے بعد اس آیہ شریفہ کی تلاوت فرمائی:

فَاجعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ ۔ (سورہ ابراہیم: آیۃ: ۳۷)

''پس لوگوں کے دلوں کو اس طرح قرار دے کہ ان کی طرف مائل ہوں''

(الکافی: ج ۱/ص ۳۹۲: حدیث نمبر ۱)

پس اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری زندگی انبیاء کی طرح ہو اور تمہاری موت شہداء جیسی ہو تو ولایت اہل بیت علیہم السلام کو قبول کرو اور اپنے عمل و رفتار زندگی میں ان کی پیروی کرو' تاکہ جو تمہیں پسند ہے وہ دیکھ سکو۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے متعلق رسول اکرمؐ نے وضاحت فرمائی ہے۔

من احبّ ان یحیی حیاة تشبه حیاة الانبیاء ویموت میتة تشبه میتة الشهداء ویسکن الجنان الّتی غرسها الرحمان فلیتولّ علیًّا ولیوالِ ولیّه ولیقتد بالائمّة من بعده فانّهم عترتی خُلقوا من طینتی اللهم ارزقهم فهمی وعلمی، وویلٌ للمخالفین لهم من اُمّتی اللهمّ لا تنلهم شفاعتی. (الکافی: ۱/ ۲۰۸ حدیث نمبر ۳)

''جو کوئی چاہتا ہے کہ انبیاء جیسی زندگی گذارے اور شہداء جیسی موت آئے اور جنت میں اس کا ٹھکانا ہو جسے مہربان خدا نے بنایا ہے' اسے چاہیے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے اوصیاء کی ولایت کو قبول کرلے اور ان کے بعد جو امامؑ ہیں ان کی اقتداء کرلے وہ سب میری عترت ہیں اور میری طینت سے ان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اے پروردگار! میرا فہم اور علم ان کو عطا کر۔ پھر ارشاد فرمایا: اس شخص کے لئے ہلاکت ہو جو ان کی مخالفت کرے۔ اے خدا! ایسے لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ فرما''

اگر چاہتے ہو کہ خاندان رسالت کے فضائل اور کمالات کی معرفت حاصل کرو، تو ان کے نصیحت آمیز کاموں میں دقت کرو، بلکہ ان کے شیعیان ابراہیمؑ' اسماعیلؑ' داؤدؑ اور سلمانؑ کے کاموں میں غور کرو' بلکہ حضرت سلمانؑ کے وصی آصف بن برخیا کے علم و قدرت کے متعلق بھی غور و

فکر کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس طرح طبیعت میں تصرف رکھتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس صرف کتاب کا تھوڑا سا علم تھا۔ پوری کتاب کا ان کو علم نہیں دیا گیا تھا۔

قرآن کریم اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے:

يَاأَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ. (سورہ نمل: آیت نمبر ۳۸-۴۰)

"حضرت سلمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا: کون ہے تم میں سے جو تخت بلقیس کو اس کے یہاں آنے سے قبل حاضر کردے" عفریت جن نے کہا: میں اسے لے آؤں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے مقام سے اٹھیں۔ میں اس پر قدرت رکھتا ہوں' اور امین ہوں۔ وہ شخص جس کے پاس کتاب میں سے تھوڑا سا علم تھا اس نے کہا: میں آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے حاضر کرنے پر قادر ہوں۔ جب اس نے ایسا کیا اور سلمان علیہ السلام نے تخت کا مشاہدہ کیا تو کہا: یہ خدا کا فضل و کرم ہے' تاکہ وہ ہمارا امتحان لے کہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا انکار۔ جو کوئی شکر کرے اس نے اپنے لئے شکر کیا ہے اور جو کوئی انکار کرے تو میرا پروردگار بے نیاز اور کریم ہے"

آصف بن برخیا کی اس بات میں کہ (انا اتیک بہ) "میں اس کو لے آؤں گا" ایک اہم نکتہ موجود ہے جو وہابیت اور ان کے جاہل پیروکاروں کے عقیدہ کی نفی ہے۔ ہم ایسے اشخاص کے لئے جو ولایت کے مسائل کو بہتر سمجھنا چاہتے ہیں وضاحت کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے آصف بن برخیا پر احسان فرمایا اور انہیں اپنے اسماء میں سے ایک اسم کی

تعلیم دی۔اس اسم اعظم کے توسط سے زمان ومکان میں تصرف کرنے کی قدرت وطاقت پیدا کرلی' اور بلقیس کے تخت کو مملکت سبا سے فارس تک لے آیا' حالانکہ ان دو مقامات کے درمیان ۵۰۰ فرسخ کا فاصلہ تھا اور یہ خدا کا ان پر ایک عظیم فضل وکرم تھا۔اور آصف نے اس عطا شدہ قدرت وطاقت سے فائدہ اٹھانا چاہاتو سلمانؑ سے کہا: ''میں اس کو لے آؤں گا'' یہ نہیں کہا میں اسے باذن خدا لے آؤں گا''

اس آیت کریمہ سے منکشف ہوتا ہے کہ جب خدا اپنے انبیاء اور اولیاء کو قدرت و ولایت عطا کرتا ہےتو ان پر واجب نہیں ہے کہ اظہار قدرت پر کہیں کہ ہم اس کام کو اذن خدا سے انجام دے رہے ہیں' اسی طرح ہم پر بھی واجب نہیں ہے کہ جب ہم اولیاء سے متوسل ہوں تو یہ کہیں کہ ہماری حاجت کو پورا فرما دیجئے خدا کے اذن سے۔جیسا کہ آپ نے آصف بن برخیا کی حضرت سلمانؑ کے ساتھ گفتگو کو ملاحظہ فرمایا' جب کہ آصف کا علم اور قدرت آئمہ علیہم السلام کے علم وقدرت کے مقابلہ میں دریا کے سامنے قطرہ کی مانند ہے' بلکہ اس سے بھی کمتر ہے کیونکہ آئمہ کے پاس تمام کتاب کا علم ہے۔

عبدالرحمان بن کثیر امام صادق علیہ السلام سے آیہ شریفہ

قَالَ الَّذِی عِندَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتَابِ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَن یَّرتَدَّ اِلَیْکَ طَرفُکَ. (سورہ نمل: آیت نمبر۴۰)

میں نقل کرتے ہیں کہ حضرتؑ نے اپنی انگلیوں کو کھولا اور اپنے مبارک سینہ پر رکھا اور فرمایا:

وَعِندَنَا وَاللّٰہِ عِلْمُ الْکِتَابِ کُلُّہٗ. (الکافی: ج۱/ص۲۲۹ حدیث۵)

''خدا کی قسم ہمارے پاس پوری کتاب کا علم ہے''

اس مطلب کو بیان کرنے والی بہت سی روایات ہیں۔اصبغ بن نباتہ کی روایت کی طرف متوجہ ہوں۔

اصبغ لکھتے ہیں کہ میں نے امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا: اے میرے آقا! آپ سے ایک مطلب پوچھنا چاہتا ہوں جس کے متعلق مجھے یقین ہے اور وہ رازوں میں سے ایک راز

ہے اور آپ اس سے واقف ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

اے اصبغ! کیا تم چاہتے ہو کہ رسول اکرمؐ کی حضرت ابو بکر کے ساتھ مسجد قبا کی گفتگو مشاہدہ کرو۔

اصبغ نے عرض کیا: جی یا حضرت یہ وہی چیز ہے جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: اٹھو میں نے اچانک اپنے آپ کو کوفہ میں پایا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے میں نے مسجد کو دیکھا۔ حضرت مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پھر فرمایا خدا نے ہوا کو سلیمانؑ بن داؤد کے لئے مسخر کیا۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (سورہ سباء: آیت نمبر۱۲)

''اور سلیمانؑ کو جو کچھ عطا کیا مجھے اس سے کہیں زیادہ عطا کیا''

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! برحق ہے ایسے ہی ہے۔ اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

نحن الّذين عندنا علم الكتاب وبيان مافيه وليس عند احد من خلقه ما عند نا لا نه اهل سر الله

''کتاب کا علم اور اس کا بیان ہمارے پاس ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم سرالٰہی بھی رکھنے والے ہیں''

پھر فرمایا: ہم پروردگار عالم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور رسول خداؐ کے وارث ہیں۔

فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ۔ پس میں مسجد میں داخل ہو گیا اچانک میں نے پیغمبر اکرمؐ کو مسجد کے محراب میں دیکھا کہ اوپر چادر لپیٹے ہوئے تھے۔ اسی دوران امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا جنہوں نے ایک بڑے صحابی کے گریبان کو پکڑا ہوا تھا۔ پیغمبرؐ اس وقت درحالانکہ اپنی انگلی دانتوں میں لیے ہوئے تھے۔ فرمایا تو اور تیرے اصحاب میرے بعد بدترین لوگوں میں سے تھے۔ تم پر خدا اور میری طرف سے لعنت ہو۔

(بحار الانوار: ج ۴۴/ص ۱۸۴ اس کے علاوہ کتاب مناقب آل ابی طالب، ج ۴/ص ۵۲)

اس واقعہ سے تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ خاندان وحی علیہ السلام اس ولایت کے سبب

جوان کے پاس تھی آسمانوں اورزمینوں میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتے تھے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا:

اس ذات کے حق کی قسم! جس نے دانے کو چیرا اور مخلوق کو پیدا کیا۔میرے پاس آسمانوں اور زمینوں کے متعلق وہ اختیار اور قدرت ہے کہ تم اس کے جاننے کی ہمت نہیں رکھتے۔خدا کے اسم اعظم ۷۲حروف ہیں۔آصف بن برخیا' ان میں سے صرف ایک کے متعلق علم رکھتا تھا۔اسی ایک حرف کی بناء پر تخت بلقیس اور اس کے درمیان جو زمین تھی میں تصرف کیا' وہاں گئے تخت کو اٹھایا زمین دوبارہ اپنی اصلی حالت پر چلی گئی اور یہ پورا عمل پلک جھپکنے سے پہلے انجام پایا۔

خدا کی قسم! تمام ۷۲حروف کا علم ہمارے پاس ہے۔ایک حرف ایسا ہے جو خدا کے ساتھ مخصوص ہے۔اور وہ خدا کے علم غیب میں پوشیدہ ہے۔کوئی بھی طاقت وقدرت نہیں رکھتا ہے' مگر بزرگ وبرتر خدا کے سبب سے جس نے ہماری معرفت حاصل کرلی اس نے ہمیں پہچان لیا اور جس نے ہماری پہچان نہ کی اس نے ہمارا انکار کیا۔(بحارالانوار:ج ۲۷/ص ۳۷،حدیث نمبر ۵)

امام صادق علیہ السلام ایک روایت کے ضمن میں فرماتے ہیں:

ان اللہ جعل ولایتنا اھل البیت قطب القرآن وقطب جمیع الکتب علیھا یستدیر محکم القرآن وبھا نوھت الکتب و یستبین الایمانُ

(تفسیر عیاشی: ج ۱/ص ۵)

''خدا نے ہماری ولایت کو قرآن اور تمام آسمانی کتابوں کا مدار قرار دیا ہے' قرآن کی محکم آیات اس مدار کے اردگرد چکر کاٹتی ہیں اسی کی وجہ سے آسمانی کتابوں کی آواز میں بلندی پیدا ہوئی اور ایمان ظاہر ہوا''

یہ تو وہ چیز ہے جو ان ہستیوں نے فرمائی ہے اور ظاہر کی ہے۔رہی بات ان چیزوں کی جن کو ہم قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اور انہوں نے اسے چھپا دیا، اس کا علم خدا کے پاس ہے جو کچھ اپنے فضائل وکمالات انہوں نے ذکر کیے ہیں وہ اتنی مقدار میں ہیں جن کو لوگ قبول کر سکتے تھے۔اور ان چیزوں کے بیان کرنے کا مقصد محکم حقیقتوں سے لوگوں کی راہنمائی کرنا۔ان کو

صراط مستقیم پر چلانا اور بلند ترین مراتب تک پہچانا ہے۔علاوہ ازیں خود خدا نے فرمایا ہے کہ نعمتوں کو یاد کرو۔

قرآن میں بیان ہے کہ:

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّث . (سورۃ ضحٰی: آیت ۱۱)

''اپنے رب کی نعمتوں کو یاد کرو''

اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کو یاد کرنا درحقیقت خدا کی عظیم ترین نعمتوں کی یاد کرنا ہے۔اس مطلب کی تائید امام باقر علیہ السلام کی یہ روایت کرتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جنگ نہروان سے واپسی کے بعد لوگوں نے امیرالمومنینؑ سے عرض کیا کہ معاویہ آپ کو برا بھلا کہتا ہے اور آپؑ کے اصحاب کو قتل کر رہا ہے۔آپؑ نے ایک خطبہ کے ضمن میں خدا کی حمد و ثناء، پیغمبر اکرمؐ پر درود وسلام اور خدا کی اپنے رسول پر نعمتوں کی یاد دہانی کے بعد فرمایا :اگر قرآن کی یہ آیت نہ ہوتی تو جو میں کہہ رہا ہوں نہ کہتا: خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّث

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے پروردگار! تو اس لائق ہے کہ تیری حمد و ثناء کی جائے کیونکہ تیری نعمتیں ان گنت ہیں، اور تیرے اس فضل و کرم کی وجہ سے تجھے بھلایا نہیں جاسکتا۔

اے لوگو! مجھ تک تمہاری باتیں پہنچی ہیں۔بے شک میں دیکھ رہا ہوں کہ میری موت نزدیک ہے' شائد کہ تم میری عظمت سے جاہل ہو اور مجھے ابھی تک پہچانا نہیں ہے۔میں تمہارے درمیان وہی کچھ چھوڑے جا رہا ہوں جو رسول خداؐ چھوڑ گئے ۔جو کہ خدا کی کتاب اور میری عترت ہے،اور یہ عترت نجات کی طرف ہدایت کرنے والے خاتم الانبیاء' نیکوں کے سردار اور رسول مصطفیٰ کی عترت ہے۔(بشارۃ المصطفیٰ:ص:۱۲)

ہمارے اماموں نے اپنے فضائل کے متعلق جو کچھ فرمایا ہے اسی وجہ سے تھا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں مرض ہے' ان کی فکریں کمزور ہیں اور عقلیں ناقص ہیں' اس وجہ سے انہوں نے اپنے تمام فضائل بیان نہیں کئے کیونکہ لوگوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ ان حقائق کو برداشت کر سکیں

جب کہ حق کی بات وزن دار ہوتی ہے۔اور جب قائم آل محمد علیہم السلام نے ظہور فرمائیں گے تو لوگ علم اور عقل کے لحاظ سے کامل ہو جائیں گے جیسے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

اذا قام قائمنا وضع یدہ علی رؤوس العباد فجمع بھا عقولھم وکملت بھا احلامھم (بحارالانوار: ج ۵۲/ص ۳۲۸ حدیث نمبر ۴۷)

''جب ہمارے قائم ظہور کریں گے تو آپ اپنا ہاتھ لوگوں کے سروں پر رکھیں گے جس کے سبب ان کی عقلیں اپنے اصلی مقام پر آجائیں گی اور ان کی فکریں کامل ہو جائیں گی''

اس زمانے میں جب لوگوں پر ایسی مہربانی ہو جائے گی تو اس وقت لوگ پوشیدہ رازوں اور حقیقتوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں گے اور انہیں قبول کرنے لگیں گے۔

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

یا کمیل: ما من علم الا وانا افتحہ وما من سر الا والقائم یختمہ

(بحارالانوار: ج ۷۷/ص ۲۶۹)

''اے کمیل! کوئی ایسا علم نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے اس کا آغاز کیا ہے اور کوئی بھی ایسا راز نہیں ہے مگر یہ کہ حضرت قائم علیہ السلام کے ذریعے سے اس کا اختتام ہوگا''

جب حضرت بقیۃ اللہ ارواحنا فداہ ظاہر ہوں گے اور زمین کو اپنے نور سے منور کریں گے تو علوم و حقائق کو لوگوں کے درمیان رکھیں گے، کیونکہ وہ اپنی پر برکت حکومت میں جب اپنا دست شفقت لوگوں کے سروں پر رکھیں گے تو ان کی عقلیں اور فکریں اپنے اصلی مقام پر آ گئی ہوں گی اور ان کا شعور اور فہم مکمل ہو چکا ہوگا۔

پس جو کچھ ہم تک پہنچا ہے اور جہاں تک ہماری رسائی ہے یہ کتاب ان ہستیوں کے فضائل و مناقب کے دریا میں سے ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ان کا کبھی انکار نہ کرنا اور نہ ہی ان سے خوف کھانا اور تعجب کرنا' اور خدا سے دعا کرو کہ خاندان وحی کے متعلق تمہاری معرفت کو

زیادہ فرمائے، کوشش میں رہواور رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا کیونکہ قرآن فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ

''سوائے کافروں کے رحمت خدا سے کوئی مایوس نہیں ہوتا''

(سورۃ یوسف: آیہ ۸۷)

اپنے مولا و آقا کہ جس کے تم اختیار میں ہو اور جو سب کائنات کا حاکم ہے اس سے ملتجی ہو۔

يَااَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِى الْمُتَصَدِّقِيْنَ.

''اے کائنات کے عالم ہم خود اور ہمارے اہل وعیال بیچارے ہو چکے ہیں' اور تھوڑے سے سرمایہ کے ساتھ آپ کے دربار میں حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے دامن کو بھر دے اور ہم پر احسان فرما کیونکہ خدا نیکوکار لوگوں کو اچھی جزاء دیتا ہے''

(سورۃ یوسف: آیہ ۸۸)

اور جب تیرا مولا و آقا معارف کو سمجھنے کے بارے میں تجھ پر احسان فرمائے گا تو اس وقت تو اس چیز کا متحمل ہو جائے گا جس کا فرشتہ مقرب، نبی مرسل یا وہ بندہ متحمل ہوا ہے کہ جس کے دل کا خدا ایمان کے لئے امتحان لے چکا ہے۔ (بصائر الدرجات: صفحہ ۲۱)

اور اہل بیت علیہم السلام کے اسرار اور رموز کو ان روایات سے سمجھنے کی قابلیت رکھتا ہو جو ہم تک پہنچی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور تمہیں دریائے نور سے ایک ''قطرہ'' نصیب فرمائے۔

مولف کتاب

کتاب کے مولف نجف اشرف کے مشہور علماء میں سے ہیں' اور آپ امیر المومنین علی علیہ السلام کے حرم مطہر میں امام جماعت تھے۔ علامہ متتبع حاج آقا بزرگ طہرانی مؤلف کے حالات زندگی کے متعلق فرماتے ہیں:

سید احمد بن سید رضی بن سید احمد بن سید نصر اللہ بن سید حسین موسوی ساوجی تبریزی علماء اور مدرسین میں سے تھے۔ ان کے دادا بزرگوار سید حسین ساوج کے رہنے والے تھے، اور وہاں

سے تبریز منتقل ہوئے۔ان کی اولاد نے نسل در نسل اسی جگہ زندگی گذاری ہے' اور ان میں سے بڑے صاحب علم لوگ پیدا ہوئے ہیں۔

مرحوم مستنبط ۱۲ ربیع الثانی ۱۳۲۵ھ شہر تبریز میں پیدا ہوئے اور اسی جگہ بڑے ہوئے۔ابتدائی تعلیم بعض بزرگوں سے حاصل کی۔علامہ میرزا صادق تبریزی کے درس میں شرکت فرمائی، استاد میرزا محمد حسین نائینی، شیخ ضیاء الدین عراقی' میرزا علی ایروانی اور سید ابوالحسن اصفہانی کے درسوں میں بھی شریک ہوئے اور ان علماء میں سے کچھ کی علم فقہ میں تقاریر کو بھی لکھا۔اور ان علماء میں سے بعض نے ان کو اجازہ بھی دیا تھا۔اس کے علاوہ آپ نے شیخ عباس قمی مرحوم اور آقا بزرگ طہرانی سے روایت بھی نقل کی ہے۔

مؤلف کی تالیفات اور تصنیفات

(۱) القطرہ من بحار مناقب النبی والعترۃ" جس کو ۱۳۶۰ھ میں لکھا گیا۔

(۲) "دلائل الحق فی اصول الدین" یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے، اور ۱۳۷۱ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔

(۳) "ضیاء الصالحین والمجتہدین"

(۴) ترجمہ کتاب "سبیل الصالحین ونہج السالکین" تالیف علامہ سید حسن صدر، انہوں نے اس پر کچھ اضافہ بھی کیا۔

(۵) "اوجز البیان" یہ کتاب علامہ سید محمد کشمیری کی کتاب ارجوزہ دربیان اصول دین و ایمان کی شرح پر لکھی گئی۔

(۶) مکاسب پر تعلیقہ اور علامہ نائینی، علامہ حاج میرزا علی ایروانی ، علامہ سید ابو الحسن اصفہانیؒ کے دروس مرتب کیے۔ (نقباء البشر فی القرن الرابع عشر: ص ۱/ص ۱۰۰)

بزرگ عالم دین شیخ ہادی امینی اپنی کتاب "معجم رجال الفکر والادب فی النجف" میں مؤلف کے حالات زندگی کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ احمد بن سید رضی بن سید احمد جو ۱۳۲۵ میں پیدا ہوئے

اور ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی، صاحب فضل علماء میں سے تھے۔اور بلند مرتبہ مجتہد۔ صاحب تقویٰ و عبادت اور نیک سیرت انسان تھے۔ وہ فقہ و اصول کے اکابر اساتذہ میں سے تھے۔ایک باہمت' انتہائی کوشش کرنے والے اور امام جماعت تھے۔وہ تبریز میں پیدا ہوئے' اور ابتدائی تعلیم کے لئے وہاں کے مشہور ترین علماء سے فیضیاب ہوئے ۔اس کے بعد ۱۳۴۷ھ کو نجف اشرف کی طرف کوچ کر گئے ۔اور علمی مراکز میں معروف ترین شخصیتوں کی کلاسوں میں شرکت فرمائی اور میرزا محمد حسین نائینی، شیخ ضیاء الدین عراقی، میرزا علی ایروانی اور سید ابوالحسن اصفہانی جیسے بزرگوں سے استفادہ کیا نجف اشرف میں قیام کے دوران تالیف، تحقیق ،عبادت اور نماز با جماعت قائم کرنے میں مشغول رہے۔اور ہمیشہ پرہیز گاری' بلند ترین تقویٰ اور توفیقات عبادت سے موصوف رہے۔آخرکار ۱۳۹۹ھ ق کو دعوت حق کو لبیک کہتے ہوئے اس دنیا کو داغ مفارقت دے گئے۔

آپ کے فرزندان ایک بلند مقام ادیب سید علی، ڈاکٹر سید محمد رضی، سید محمد حسین اور سید محمد علی ہیں۔

ان کی مذکورہ کتابوں کے علاوہ منظر عام پر آنے والی دیگر کتابوں کو ذکر کرتے ہیں۔

(۷) ''الرقا والاسیٰ'' (مقتل امام حسینؑ کے متعلق)

(۸) ''الزیارۃ والبشارۃ'' ۲ جلدیں

(۹) ''المناسک والمدارک''

(۱۰) ''منتخب خاتم الرسائل باحسن الوسائل'' دو جلدیں (معجم رجال الفکر والادب فی النجف (خلاالف عام)

تالیف کتاب کے بعد مؤلف کے اہم ترین خواب

مؤلف کے بڑے اور بافضیلت بیٹے سید حاجی علی مستنبط دام عزہ العالی نقل کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار خدا ان کے درجات کو بلند کرے' جب اس کتاب کے پہلے حصے سے فارغ ہوئے تو انہوں نے عالم خواب میں دیکھا کہ اس دنیا سے رخصت کر گئے ہیں،اور ان کا سر

ان کی دادی فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کی گود میں ہے۔ اتنی بڑی فضیلت اور عظمت کہ سردادی زہراءؑ کی گود میں ہے۔ بڑا تعجب کیا اور اپنے آپ سے سوال کیا کہ وہ اس مقام پر کیسے پہنچے ہیں اور کون سے عمل نے ان کو اس بلند مقام تک پہنچایا ہے؟ جب اس سوال نے ان کے ذہن میں ہلچل مچائی تو کائنات کی خواتین کی سردار حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا نے ان کی طرف الہام کیا کہ یہ اس شخص کی جزا ہے جس نے کتاب القطرہ لکھی۔

کچھ ایسے معتبر اور قابل اطمینان اشخاص نے مجھ سے نقل کیا ہے کہ مؤلف ان اشخاص میں سے تھے جو چالیس سال تک بوقت سحر امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت سے شرفیاب ہوا کرتے تھے' کیونکہ حرم مطہر کی چابی جس خادم کے پاس تھی وہ مؤلف مرحوم کو اپنے آپ پر مقدم کرتا اور چابی ان کو دے دیتا۔ مؤلف جب حرم کا دروازہ کھولتے تو اندر جا کر کچھ دیر کے لئے دروازے کو بند کر دیتے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد دوسرے زائرین کے لئے کھول دیتے تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس تھوڑی سی مدت میں طالب و مطلوب میں کونسی راز و نیاز کی باتیں ہوتی تھیں۔ لیکن ان کے ایک قریبی ساتھی نے مجھے بتایا کہ سحری کے اوقات میں، میں نے انہیں دیکھا کہ ضریح مبارک کے پاس بیٹھے ہوتے تھے اور اپنی ریش مبارک سے گرد و غبار کو صاف کیا کرتے تھے اس کے بعد جب حرم مطہر کے دروازے کو کھول دیتے تو نماز صبح تک نماز تہجد اور عبادت میں مشغول رہتے، جب تک زندہ رہے یہ سلسلہ جاری رہا وہ تنہا حرم مطہر حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں امام جماعت تھے، تمام عمر جمعہ کی راتوں کو ننگے پاؤں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ صرف ان دنوں میں سواری استعمال کرتے جب ننگے پاؤں نہ جا سکتے' لیکن زیارت کو کبھی ترک نہ کیا۔ اور سید الشہداء کی زیارت کے آخری سفر میں خود اپنی وفات سے مطلع کیا، اپنے ایک دوست سے کہا یہ میری آخری زیارت ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی کی آخری سانسیں نجف اشرف میں آئیں۔ پس جس دن نجف اشرف واپس لوٹے تو اسی دن رحلت فرما گئے۔

عَاشَ سَعِيدًا وَمَاتَ سَعِيدًا

"سعادت مندی سے زندگی بسر کی اور سعادتمندی سے دنیا سے چلے گئے"

وَلَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْم) (سورۃ یونس: آیہ ۶۴)

"اور ان کے لئے دنیا میں (رحمانی خواب دیکھنے کے سبب) اور آخرت میں (خدا کے اولیاء اور اس کی نعمتوں کے دیکھنے کی وجہ سے خوش خبری ہے۔ خدا کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہے کہ یہ بہت بڑی کامیابی خدا کے دوستوں کے لئے ہے"

کتاب القطرہ

مشہور و معروف کتاب ہے جو پیغمبر اکرمؐ اور ان کی اہل بیت علیہم السلام کے فضائل میں ہے۔ مؤلف نے اس کتاب کی تالیف میں بہت سی ہاتھ سے لکھی ہوئی قدیم و جدید کتب سے استفادہ کیا۔ مؤلف کے اپنے ذاتی کتب خانہ میں ہاتھ سے لکھی ہوئی گرانقدر کتابیں مثال کے طور پر "سلیم بن قیس" جیسی کتاب موجود تھی۔ اس جیسی کتابوں سے اور دوسری چھپی ہوئی قیمتی مثلاً بحارالانوار تالیف شدہ علامہ مجلسی سے استفادہ کیا۔

یہ کتاب شروع میں ایک ایسے نسخے کے طور پر منظر عام پر آئی جس کی تحقیق نہیں ہوئی تھی۔ اس کتاب کے پہلے حصّے کی تحقیق جناب حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ محمد ظریف نے کی اور انہوں نے دوسرے حصّے کی تحقیق فاضل اور محقق جناب آقا محمد حسین رحیمیان کے ساتھ مل کر کی۔ چھپا ہوا نسخہ غلطیوں سے مبرا نہ تھا۔ اس لئے کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کے اصلی مسودہ کو دیکھ کر اصلاح کی جائے۔ اس کتاب میں جتنی آیات و احادیث ہیں ان کی اصل سندوں کو بھی نکالا اور کچھ مشکل الفاظ کی وضاحت بھی کی، یہاں تک کہ موجودہ شکل میں کتاب آپ کے سامنے ہے۔ اور انشاء اللہ ان کے لئے جو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں مفید ثابت ہوگی اور جو اس کے نور سے ہدایت حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کو نورانیت عطا کرے گی اور حمد و ثناء خاص ہے اس ذات کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (سید مرتضیٰ مجتہدی سیستانی)

مقدمہ مؤلف

حمد وثناء لائق ہے اس خدا کے لئے جس نے ہمیں اپنی پہچان کروائی اور اپنے اولیاء کی شناخت ہمارے نصیب کی۔ جس نے اپنی اور اپنے اولیاء کی محبت کو ہماری طرف الہام فرمایا! اسے لوگوں کے لئے بہترین عمل قرار دیا، اور ختم نہ ہونے والے سلام و درود ہوں خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمدؐ اور ان کی پاک آلؑ پر۔

امابعد! مؤلف کتاب، احمد رضی الدین مستنبط جو کہ علم و آگاہی کے ایک ادنیٰ سے خدمت گذار ہیں رقمطراز ہیں کہ جب میں نے شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی روایت جو کتاب ''امالی'' میں ہے اور پیغمبر اکرمؐ سے منقول ہے کا غور سے مطالعہ کیا کہ اس میں حضرت فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرے بھائی علی علیہ السلام کے لئے وہ فضائل قرار دیئے ہیں کہ خود ان کے علاوہ کوئی اور ان کو شمار نہیں کرسکتا۔ جو کوئی بھی ان فضائل میں سے کوئی ایک فضیلت صدق دل سے یاد کرے گا تو خدا اس کے تمام گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف فرمادے گا۔ اگرچہ جنوں اور انسانوں کے جملہ گناہوں کے ساتھ قیامت کے دن آئے، جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو لکھے تو جب تک وہ لکھی ہوئی فضیلت باقی رہے گی فرشتے اس کے لئے استغفار کریں گے اور جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو سنے گا تو جو گناہ کان سے سرزد ہوئے ہوں گے خدا ان کو بخش دے گا، اور جو کوئی بھی لکھے ہوئے فضائل کو دیکھے گا تو جو گناہ آنکھ سے کئے ہوں گے خدا ان کو بھی

معاف کردے گا۔

اس کے بعد فرمایا:

النظر الی علی ابن ابی طالبؑ عبادة، وذکرہ عبادة، ولا یقبل ایمان عبدا لا بولایته والبراۃ من اعدائه.

''علی ابن ابی طالبؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے' ان کا ذکر عبادت ہے کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک وہ علیؑ سے محبت نہ رکھے اور ان کے دشمنوں سے نفرت نہ کرے''

(امالی صدوق صفحہ/۲۰۱ حدیث نمبر۱۰ مجلس ۳۸، بحارالانوار: ج ۳۸/ص۱۹۲ حدیث ۳)

مؤلف اس ضمن میں مزید تشریح فرماتے ہیں:

''خدا اس کے آئندہ گناہ معاف فرمادے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اس کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے گا' اور ان کی عاقبت کو بخیر انجام دے گا' تاکہ اس جملہ سے یہ لازم نہ آئے نا فرمانی اور گناہ کی اجازت ہے جو کہ عقلی طور پر جائز نہیں ہے۔ اور وہ روایت جو اصول کافی میں منقول ہے کہ ابی المغرا کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا: کوئی عمل بھی ابلیس اور اس کی افواج کے لئے ایمانی بھائیوں کی زیارت کرنے سے زیادہ قتل کرنے والی نہیں ہے۔ اور فرمایا:

وان المومنین یلتقیان فیذکران الله ثم یذکران فضلنا اهل البیت علیهم السلام فلا یبقی علی وجه ابلیس مضغة لحم الا تخدد حتی ان روحه لتستغیث من شدة ماتجد من الالم فتحس ملائکة السماء وخزان الجنان فیلعنونه حتی لا یبقی ملک مقرب الا لعنه فیقع خاساً حسیراً مدحوراً.

''جب دو مومن آپس میں ملاقات کرتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں، اور ہم اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تو ابلیس کے چہرہ پر جتنا گوشت ہوتا ہے گر جاتا ہے' یہاں تک کہ اس کی روح شدت درد سے چیختی ہے' آسمان کے

فرشتے اور جنت کے خزانہ دار اسے سن لیتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں اور کوئی مقرب فرشتہ باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اس پر لعنت کرتا ہے"

(الکافی: ج ۲/ص ۱۸۸ حدیث نمبر ۱۷۔ البحار الانوار: ج ۶۳/ص ۲۵۸ حدیث ۱۳۱)

ایک دوسری روایت جو تفسیر امام حسن علیہ السلام میں پیغمبر اسلام سے نقل ہوئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

اے امت محمدؐ! جب تم مصائب و آلام میں گرفتار ہو جاؤ تو محمدؐ و آل محمد علیہم السلام کو یاد کرو، تا کہ خدا ان کی برکت سے ان فرشتوں کی جو تم پر مؤکل ہیں شیطانوں کے مقابلہ میں مدد فرمائیں۔

تم میں سے ہر ایک کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہے جو اس کی نیکیاں لکھتا ہے، اور اس کی بائیں طرف دوسرا فرشتہ ہے جو اس کی برائیاں لکھتا ہے، اور اس کے ساتھ دو شیطان ہیں جو ابلیس کی طرف سے ہوتے ہیں، تا کہ اسے گمراہ کریں۔ جب دو شیطان اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرتے ہیں تو مومن خدا کو یاد کرے اور ذکر شریف "**لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین**" پڑھے تو دونوں شیطان شکست کھا جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر پاتے، لہٰذا ابلیس کے پاس جا کر شکایت کرتے ہیں کہ ہم تھک چکے ہیں لہٰذا لشکر کے ساتھ ہماری مدد کر۔ ابلیس ایک ہزار شیطانوں کے ساتھ ان کی مدد کرتا ہے۔ جیسے ہی وہ مؤمن کی طرف آنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہ ذکر خدا کرتا ہے اور محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتا ہے تو شیطانوں کا لشکر اس پر اثر نہیں کر پاتا اور اس پر حملہ کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ وہ ابلیس سے کہتے ہیں کہ تیرے علاوہ کوئی اس کا دشمن نہیں ہے، تو اور تیرا لشکر اس پر حملہ کر کے اس پر غلبہ حاصل کرو اور اسے گمراہ کرو جب ابلیس اس کا ارادہ کرتا ہے، تو خدا تعالیٰ اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے کہ ابلیس نے اپنے لشکر کے ساتھ میرے بندے کو نشانہ بنایا ہے اس کی مدد کرو اور ان کے ساتھ جنگ کرو۔

ہر شیطان کے مقابلہ میں ایک لاکھ فرشتہ جنگ کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ آگ کی سواریوں پر سوار ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کی تلواریں، نیزے، خنجر، تیر اور دوسرا

آگ کا اسلحہ ہوتا ہے۔فرشتے اس اسلحہ کے ساتھ ان کو قتل کرتے ہیں' یہاں تک کہ ابلیس کو گرفتار کر کے اسلحہ سے اس پر وار کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے: اے خدا! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وقت معلوم ومعین تک تجھے مہلت ہے۔خدا فرشتوں سے فرماتا ہے: میں نے وعدہ کیا ہے کہ اسے نہیں ماروں گا۔یہ وعدہ نہیں کیا کہ اس پر عذاب اور تکلیف مسلط نہیں کروں گا۔تم اس کو آگ کے اسلحہ کے ذریعے مارو اور میں اسے زندہ رکھوں گا۔ فرشتے اسے مار مار کر زخمی کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔ابلیس اپنی اس حالت پر اور اپنی مجروح شدہ حالت پر پریشان اور غمگین ہے، اور اس کے زخموں کو مشرکین کی کافرانہ آوازوں کے علاوہ کوئی چیز بھی مرہم پٹی نہیں کرنے دیتی۔اگر وہ مومن شخص خدا کی اطاعت، اس کی یاد اور درود بھیجنے کو فراموش نہ کرے تو ابلیس کے زخم باقی رہتے ہیں اور اس کے احکام کی نافرمانی کرے تو ابلیس کے زخم ٹھیک ہو جاتے ہیں اور اس بندے پر تسلط کر لیتا ہے۔اسے لگام دے کر اس پر سوار ہو جاتا ہے۔پھر شیطانوں سے کہتا ہے: تمہیں یاد ہے کہ اس کی وجہ سے ہمارے ساتھ کیا ہوا تھا۔اب اس کو ہم نے ذلیل اور رام کر لیا ہے اب تم اس پر سوار ہو جاؤ۔پھر پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

فان اردتم ان تديموا على ابليس سخنة عينه والم جرحاته، فداو موا على طاعة الله وذكره، والصلوة على محمد وآله وان زلتم عن ذلك كنتم اسرأ ابليس فيركب اقفيتكم بعض مردته.

"اگر چاہتے ہو کہ ابلیس کے زخم باقی رہیں اور ہمیشہ غمناک رہے تو اطاعت خدا اور محمدؐ وآل محمد علیہم السلام پر درود کو ہمیشہ بجالاتے رہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ابلیس کے اسیر ہو جاؤ گے، اور اس کے لشکر تم پر سوار ہو جائیں گے"

(تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکریؑ: صفحہ ۳۹۶)

اس روایت کو ملاحظہ کرنے کے بعد میں نے چاہا کہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل کے بیکراں دریا سے ایک قطرہ تحریر کروں اور اپنی فرصت کے مطابق اس کا ذکر کروں اور اس کتاب کا نام میں نے "قطرہ" رکھا ہے۔یعنی اہل بیت علیہم السلام کے دریا سے ایک قطرہ۔

کیف یستوعب الکتاب سجایاہ

وھل ینزح الرکاء البحارا

''کس طرح یہ کتاب ان ہستیوں کے فضائل اور کرامات کو اپنے اندر سمو سکتی ہے؟ کیا ایک چھوٹے سے پیالے کے ذریعے دریا کے پانی کو مقید کیا جا سکتا ہے؟''

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

قطرہ نیارد صفت ز دریا لیکن

برقدر خود کند حکایت دریا

ذرہ نیاور صفت زخورشا لیکن

برمثل خودکند روایت خورشا

ذرہ چہ داند حدیث طلعت خورشید

پشہ چہ داند رموز خلقت عنقاء

''قطرہ میں دریا کے اوصاف نہیں ہوتے' لیکن اپنی مقدار میں دریا کی حکایت کرتا ہے'' ذرہ میں سورج کے اوصاف نہیں ہوتے' لیکن ذرہ سورج کی خبر دیتا ہے۔ ذرہ کو سورج کے حسن کا کیا علم؟ مچھر کو کیا پتہ کہ عنقاء پرندے کی خلقت میں کتنے راز پوشیدہ ہیں؟''

فلو نظر الندمان ختم انائھا

لا سکرھم من دونھا ذلک الختم

''اگر ہم نشین اس مہر کو دیکھیں جو برتنوں پر لگی ہوئی ہے تو وہ مہر ہی بغیر پینے کے ان کو مست کر دے گی''

اس مبارک کتاب کو نجف اشرف میں قیام کے دوران لکھا جب کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی ہمسائیگی میں رہتا تھا۔ اس کتاب میں جو لطیف نکات اور گہری تحقیقات موجود ہیں وہ اس مقدس حرم کی برکت اور مولا امیر المومنین علیہ السلام کے فیض سے ہیں۔ خدا اور اپنے مولا و آقا

کے اس لطف وکرم پر شکر گذار ہوں۔

شاھا من ار بعرش رسانم سریر فضل
مملوک آن جنابم و محتاج این ورم
گر برکنم دل از تو و مہر از تو بگسلم
این مہر برکہ افکنم این دل کجا برم

''اے آقا! مجھے عرش کے تخت کے ساتھ کیا سروکار میں تو آپ کا غلام اور اس در کا محتاج ہوں

اگر دل آپ سے جدا کرلوں اور محبت کو آپ سے دور کرلوں تو پھر کس سے محبت کروں اور دل کدھر لے جاؤں''

سفینہ دلم از مدح شاہ پر گہر است
گواہ حال بدین علم عالم العلام

''آقا کی مدح سے دل بھرا ہوا ہے اس کا علم خود خدا جانتا ہے''

تطوف ملوک الارض حول جنابه
وتسعی لكم لحظی بلثم ترابه
فكان كبيت الله بيت علابه
تراجم تيجان الملوک ببابه
فيكثر عند الاستلام ازوحامها
آتاه ملوک لارض طوعا و املت
مليگا سحاب الفضل منه تهللت
ومهما دنت زادت خضوعابه علت
اذا مارانه من بعيد ترجلت
وان هی لم تفعل ترجل هامها

"زمین کے بادشاہ آنحضرتؐ کے حرم کے طواف میں مشغول ہیں اور میری آنکھیں اس مکان کی خاک کو چومنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ شان وعظمت کے لحاظ سے خدا کے گھر کی مانند ہے۔ایسا گھر کہ جس کی وجہ سے ہم فضیلت پاتے ہیں۔دنیا کے بادشاہوں کے تاج اس گھر کے دروازے کے پاس ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں اور اس گھر کو چومنے کے وقت بڑا رش ہوتا ہے۔بادشاہ اپنی چاہت اور اختیار سے آتے ہیں اس شاہی گھر کی طرف جس پر رحمت و بخشش کے بادل بارش برساتے ہیں

اور جب اس گھر کے نزدیک ہوتے ہیں تو ان کا خضوع وخشوع زیادہ ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کو برتری ملتی ہے۔اور جب دور سے اس گھر کو دیکھتے ہیں تو قدموں کے ساتھ اس کی طرف آتے ہیں اور اگر قدم یہ کام نہ کریں تو چہرے قدموں کا کام انجام دیتے ہیں"

اصل کتاب کو شروع کرنے سے قبل چند مقدمات ضبط تحریر کئے جن کا ذکر کچھ یوں ہے۔

مقدمہ اول

وہ محبت جو انسان کو ولایت کی طرف لے جاتی ہے۔وہ ولایت جو ایک مخصوص بیعت، اندرونی دعوت اور قانون الٰہی ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) موہوبی: یہ ایسی قسم ہے جو عطاء خداوندی ہوتی ہے اور کسی شخص کے اختیار میں نہیں ہوتی ہے۔

کتاب "تحف العقول" میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی مومن طاق کو سفارشات کے باب میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یابن النعمان: ان حبنا اهل البیت ینزله الله من السماء من خزائن تحت العرش کخزائن الذهب والفضة ولا ینزله الا بقدر ولا یعطیه

الا خیرالخلق وان له غمامة القطر، فاذا اراد الله ان یخص به من احب من خلقه اذن لتلک الغمامة فتهطلت کما تهطلت السحاب فتصیب الجنین فی بطن امه (تحف العقول: ج ۳۱۰ البحار الانوار: صفحہ ۷۸/ص ۲۹۲)

"اے نعمان کے بیٹے! ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت اور دوستی کو خدا عرش کے نیچے خزانوں میں سے آسمان سے نازل کرتا ہے جیسے کہ سونے اور چاندی کے خزانے ہوں۔اوراس کو مقدار معین کے علاوہ نازل نہیں کرتا۔اوراپنے بہترین بندوں کے سوا کسی کوعطا نہیں کرتا۔اور اس کے لئے ایک بادل ہے بارش برسانے والے بادل کی طرح۔جب خدا چاہتا ہے کہ اس محبت سے اس کو بہرہ مند کرے جسے دوست رکھتا ہے تواس بادل کو برسنے کی اجازت فرماتا ہے اس وقت برستا ہے اور جو بچہ ماں کے شکم میں ہوتا ہے وہ بھی اس سے مستفید ہوتا ہے"

یا یہ محبت وولایت نیک لوگوں کی اور والدین کی دعا کے مرہون منت ہوتی ہے۔جیسے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کے والد سے نقل ہوا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ آدھی رات نماز تہجد اور عبادت کے بعد ایک ایسی حالت مجھ میں پیدا ہوئی کہ جس سے میں جان گیا کہ اب جو چیز بھی میں خدا سے چاہوں گا خدا مجھے عطا فرمائے گا' گویا میں نے ایک آواز سنی جیسے کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد باقر جھولے میں ہے۔میں نے فوراً کہا: اے پروردگار! بحق محمد وآل محمد علیہم السلام اس بچے کو مروج دین اور احکام مبین کونشر کرنے والا بنااوراسے اپنی ختم نہ ہونے والی توفیقات عنایت فرمایہ کہ اس دعا کے سبب ایسے مرتبہ پرسرفراز کرکہ اگر مذہب شیعہ کو مذہب مجلسی کا نام دے دیا جائے تو بے جانہ ہو، کیونکہ دین کی رونق اسی کی وجہ سے ہے جسے کہ مذہب شیعہ کوجعفری کہتے ہیں۔(دارالسلام: ج ۲/ص ۲۰۵)

یا حضرت صالح اور حضرت ابراہیم کی دعا کے سبب ہے۔جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ. (سورۃ ابراہیم: آیہ ۳۷)

""لوگوں کے دلوں کو اس طرح بنا دے کہ ان کی طرف مائل ہو جائیں"

یا اس چیز کا مشاہدہ بیداری میں ہوتا ہے کہ یک لخت ان کی محبت دل میں ڈال دی جاتی ہے۔ جیسے کچھ بزرگوں سے سنا ہے کہ امیر المومنین کے دوستوں میں سے کسی ایک شخص کا بھتیجا تھا جو حضرت کا دشمن تھا۔ اس شخص نے حضرت سے درخواست کی کہ اسے اپنے دوستوں میں سے بنا دے، ایک دن وہ شخص اتفاق سے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا تو اس کا بھتیجا اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے گزرا اور حضرت پر سلام نہ کیا یہ شخص اپنے بھتیجے کی اس حرکت سے بڑا شرمندہ ہوا۔ اس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی نظر کرم اس نوجوان پر پڑی وہ نوجوان فوراً واپس پلٹا۔ اپنے آپ کو حضرت کے قدموں میں گرا دیا اور عرض کرنے لگا کہ آپ اس سے پہلے میرے نزدیک دشمن ترین لوگوں میں سے تھے' لیکن اب آپ سے زیادہ کسی کو دوست نہیں رکھتا ہوں۔

آپ دوستوں کو محروم نہیں کرتے بلکہ آپ تو دشمنوں پر بھی نظر کرم رکھتے ہیں، وہ جو آنکھ کے اشارے سے مٹی کو سونا بنا دیتے ہیں کیا وہ ہم سے نظر کرم دور کر سکتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ درج ذیل شعر کا دوسرا مصرعہ خود حضرت نے پڑھا ہے چنانچہ آپ کی طرف منسوب ہے۔

اور جیسا کہ ایک شاعر نے یہ مصرعہ لکھا کہ "زہرہ شیر شود آب ز دل داری دل" لیکن دوسرا مصرعہ لکھنے سے قاصر تھا تو حضرت نے خواب میں اسے دوسرا مصرعہ تعلیم فرمایا کہ۔

اسد اللہ گر آید بھوا داری دل

اور ایسا ہی واقعہ زہیر کو امام حسینؑ کے ساتھ ملاقات کے وقت پیش آیا کہ زہیر کہتا ہے میں مناسب نہیں سمجھتا تھا کہ جہاں امام حسین علیہ السلام اتریں اور خیمہ زن ہوں میں بھی اسی منزل پر اپنا خیمہ لگاؤں۔ لیکن ایک منزل پر مجبوراً ایک ہی جگہ خیمے لگائے، ہم بیٹھے تھے کہ اچانک امام حسین علیہ السلام کا قاصد ہمارے پاس آیا اس نے سلام کیا اور کہا: اے زہیر! امام حسین علیہ السلام نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تا کہ تو ان کے پاس حاضر ہو۔ اس کلام کو سنتے ہی جو کچھ اس

کے ہاتھ میں تھا زمین پر گر گیا اور اس کی حالت ایسی ہوگئی جیسے کہ سر پر پرندہ بیٹھا ہو۔اس کی بیوی نے اس سے کہا: رسول خدا کے بیٹے نے تیری طرف اپنا قاصد بھیجا ہے ان کی بات کیوں نہیں سنتے "سبحان اللہ" کیا ہوگا قاصد کے ساتھ جاؤ اور حضرت کی بات سن کر واپس آ جاؤ۔زہیر امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور زیادہ وقت نہ گذرا تھا کہ خوش وخرم چہرے کے ساتھ واپس آیا اور حکم دیا کہ اس کے خیمے امام حسین علیہ السلام کے خیموں کے پاس لگا دیں۔پھر اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے میں نے طلاق دی۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تو میری وجہ سے دکھ و تکلیف میں مبتلا ہو ۔(الارشاد: صفحہ ۲۴۶، لہوف: صفحہ ۳۰، بحارالانوار: ج ۴۴/ص ۳۷۱)

یا اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کو خواب میں دیکھنے سے بھی دل میں پڑ جاتی ہے۔ہمارے استاد محدث نوری اپنے استاد شیخ جعفر شوشتری سے نقل کرتے ہیں کہ جب میں نجف اشرف میں علوم دینی سے فارغ ہو کر تبلیغ کے لیے اپنے وطن واپس آیا کہ لوگوں کی ہدایت و راہنمائی کے متعلق اپنا وظیفہ انجام دوں، چونکہ میں وعظ و نصیحت اور عزاداری کی مجالس کے متعلق اتنا تجربہ نہ رکھتا تھا، اس لئے ماہ رمضان کے دنوں میں اور جمعہ کے دن تفسیر صافی منبر پر پڑھ کر بیان کرتا تھا اور مجالس عزاداری کے دنوں میں کتاب "روضۃ الشہداء" تحریر مولی حسین کاشفی سے پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔میرے لئے بہت مشکل تھا کہ کتاب کو دیکھے بغیر لوگوں کو وعظ و نصیحت کروں اور لوگوں کو گریہ وزاری پر مجبور کروں، یہاں تک کہ ایک سال گذر گیا اور دوبارہ محرم کا مہینہ آ گیا۔

ایک رات میں نے اپنے آپ سے کہا: کب تک کتاب کو ساتھ رکھو گے اور لوگوں کو پڑھ کر سناتے رہو گے، جب کہ دوسرے لوگ بغیر کتاب کے منبر پر جا کر تبلیغ کرتے ہیں، میں اسی فکر میں تھا کہ تھک گیا اور مجھے نیند آ گئی۔خواب میں دیکھا، گویا کہ میں سرزمین کربلا میں ہوں، اور وہی ایام ہیں جب امام حسین علیہ السلام کے سواروں نے نزول فرمایا اور خیمے نصب کیے جبکہ دشمن کے لشکر نے بھی سامنے خیمے لگائے ہوئے تھے، میں اپنے مولیٰ اور تمام لوگوں کے سردار حضرت ابا عبداللہ کے خیمے میں گیا اور آپ پر سلام کیا، آپ نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور حبیب بن مظاہر سے فرمایا:

ان فلانا واشارالی ضیفنا اما الماء فلا یوجد عندنا منه شئی وانما یوجد عندنا دقیق وسمن فقم واصنع له منهما طعاما واحضره لدیه

"فلاں شخص (اشارہ میری طرف کیا) ہمارا مہمان ہے۔ پانی تو ہمارے خیموں میں موجود نہیں ہے۔ لہٰذا جو آٹا اور گھی موجود ہے اسی سے کھانا تیار کرو اور لے آؤ"

حبیب نے ایسا ہی کیا اور کھانا تیار کرنے کے بعد میرے سامنے رکھ دیا میں نے چند لقمے ہی کھائے تھے کہ خواب سے بیدار ہوگیا۔ اس کے بعد مجھے اہل بیت علیہم السلام کے مصائب کے متعلق بڑے اہم، دقیق نکات اور آثار الہام ہوئے کہ اس سے قبل میں ان کی طرف متوجہ نہ تھا، اور روز بروز ان میں اضافہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ آ گیا اور میں بھی موعظہ بیان کرنے کے قابل ہوگیا اور مطالب کو بیان کرنے کے متعلق انتہائی بلند درجہ پر پہنچ گیا۔ یہ خدا کا فضل و کرم ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ (فوائد الرضویہ صفحہ ۶۷)

اسی طرح محدث نوری سید عبداللہ شبر جو اپنے زمانے کے مجلسی دوم مشہور تھے اور جن کی کتاب جامع المعارف والاحکام، بحارالانوار کی طرح مشہور ہے سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میری تالیفات کے زیادہ ہونے کی وجہ امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام کی نظر کرم ہے۔ میں نے آنحضرت کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے ایک قلم عنایت کیا اور فرمایا: لکھو! اسی وقت مجھ میں لکھنے کی قوت پیدا ہوگئی، اور جو کچھ بھی میں نے لکھا اسی قلم کی برکت سے ہے۔ (دارالسلام: ج ۲/ص ۲۵۰)

اور کبھی کبھی صرف ان کا مقدس نام سننے سے ان کی محبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ سلمان فارسی کے اسلام لانے کے بارے میں ہے یا آب فرات سے دانائی و حکمت حاصل ہونے کی وجہ سے محبت ہو جاتی ہے۔

فرات اور شیعیان علیؑ!

جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

الفرات من شيعة علی علیه السلام وما حنک به احد الا احبنا اهل البیت علیهم السلام

''فرات شیعیان علیؑ کے لئے ہے، کسی کو بھی فرات کے پانی سے دانائی وحکمت حاصل نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ ہم اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ محبت کرتا ہو''

(کامل الزیارات: صفحہ ۱۱۱ حدیث ۱۵، بحار الانوار: ج ۱۰۰/ص ۲۳۰ حدیث ۱۸)

یا محبت کرنے والے خاص شہروں کے لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی تعریف کی گئی ہے۔ جیسے کہ کوفہ، قم اور آبہ کا شہر اور جن شہروں کی مذمت کی گئی ہے وہ محبت کرنے والے نہیں ہوتے ہیں۔

دشمنان آل محمدؑ کون؟

کتاب خصال میں امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

ثلاثة عشر صنفا وقال تميم ستة عشر صنفا من امة جدی لا يحبوننا يحببوننا ولا الى الناس ويبغضوننا ولا يتولوننا و يخذ لوننا يوخذلون الناس عنا فهم اعداؤنا حقا لهم نار جهنم ولهم عذاب الحريق

''تیرہ اقسام اور تمیم کی روایت کے مطابق میرے جد بزرگوار کی امت میں ۱۶ قسم کے لوگ ہیں جو ہمیں دوست نہیں رکھتے، اور ہماری دوستی کی طرف لوگوں کو نہیں بلاتے، ہمارے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں اور ہماری ولایت کو قبول نہیں کرتے اور لوگوں کو ہم سے دور کرتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت میں ہمارے دشمن ہیں اور یہ جہنّم کی آگ اور جلا دینے والے عذاب کے حق دار ہیں۔

راوی کہتا ہے:

میں نے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں کو میرے سامنے بیان کریں۔ خدا ان کے

شر سے محفوظ فرمائے''

آپ نے فرمایا: وہ شخص جس کی خلقت میں کوئی عضو زیادہ ہو ایسے لوگوں میں سے کسی کو آپ نہیں دیکھو گے مگر یہ کہ ہمارے ساتھ دشمنی کا اظہار کریں گے اور ہماری ولایت ان کے پاس نہ ہوگی۔

ایسا شخص جس کی خلقت میں نقص ہو۔ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ پاؤ گے مگر یہ کہ اس کے دل میں ہمارے خلاف فریب و دھوکا ہوگا۔

ایسا شخص جس کی دائیں آنکھ پیدائشی طور پر پوری طرح نہ کھلتی ہو۔جس میں بھی ایسی صفت موجود ہوگی اسے نہیں پاؤ گے مگر یہ کہ ہمارے ساتھ حالت جنگ میں ہوگا،اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ سازشوں میں شریک ہوگا۔

ایسا شخص جس کی عمر لمبی ہو اور اس کے بال ابھی تک سفید نہ ہوئے ہوں۔اور اس کی داڑھی کوے کی دم کی طرح ہو۔جس کسی میں بھی یہ صفت موجود ہوگی وہ ہمارے خلاف لوگوں کو دشمنی اور ظلم کے لئے جمع کرتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں کو زیادہ کرتا ہوگا۔

انتہائی سیاہ رنگ ہونا۔کوئی بھی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ ہمیں گالیاں دیتا ہوگا اور ہمارے دشمنوں کی طرف داری کرتا ہوگا۔

ایسا شخص جس کے سر کے بال عیب یا کسی آفت کی وجہ سے گر گئے ہوں۔ایسا کوئی نہ پاؤ گے مگر یہ کہ ظاہر بظاہر اور چھپ کر ہماری عیب جوئی اور ہمارے خلاف چغل خوری کرتا ہوگا۔

جس کی آنکھ نیلی ہو۔کوئی بھی ایسا نہ پاؤ گے درحالانکہ کہ ایسے لوگ زیادہ ہیں مگر یہ کہ ہمارے سامنے ایک چہرے کے ساتھ ہوتے ہیں،اور اگر ہمارے سامنے نہ ہوں تو دوسرے چہرے کے ساتھ ملتے ہیں۔

حرام زادہ: کوئی بھی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ ہمارا دشمن پاؤ گے درحالانکہ وہ کھلم کھلا گمراہ ہوگا۔

ایسا شخص جو برص کی بیماری میں مبتلا ہو۔ایسا کسی کو نہ پاؤ گے اور ملاقات نہ کرو گے مگر یہ کہ ہماری گھات میں ہوگا۔ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے راستے میں بیٹھا ہوگا۔ تاکہ وہ اپنے

خیال میں راہ حق سے منحرف کر سکے۔

ایسا شخص جو جذام میں مبتلا ہو یہ لوگ جہنم میں جائیں گے اور جہنم کا ایندھن ہیں۔

ایسا شخص جسے علت ابنہ ہو۔ یعنی لواطہ کرواتا ہو۔ ایسا کسی کو نہ پاؤ گے مگر یہ کہ ہمیں برا بھلا کہتا اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتا ہوگا۔

اہل سجستان

یہ لوگ ہمارے دشمن ہیں اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں ۔ بہت برے لوگ ہیں ان کو فرعون، ہامان اور قارون جیسا ہوگا۔

اہل ری

یہ لوگ خدا، رسولؐ اور اہل بیتؑ رسولؐ کے دشمن ہیں ۔ اہل بیت پیغمبرؐ کے ساتھ جنگ کو جہاد اور ان کے مال کو غنیمت جانتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا اور آخرت میں ذلیل ورسوا کرنے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اہل موصل

یہ لوگ زمین پر رہنے والوں میں سے بدترین لوگ ہیں۔

اہل زورا یہ شہر آخری زمانے میں تعمیر ہوگا۔ یہ لوگ ہمارا خون بہانے سے سکون حاصل کریں گے ۔ ہماری دشمنی کے ذریعے سے خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں گے، ہماری دشمنی میں ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور تعلقات پیدا کریں گے ۔ ہمارے ساتھ جنگ کو واجب اور ہمیں قتل کرنا لازم جانیں گے۔ اے بیٹے! ایسے لوگوں سے اجتناب کرو اور ان سے دور رہو۔ یقینی طور پر جب بھی دو آدمی ان میں سے آپ کے دوستوں میں سے کسی کو اکیلا پائیں گے تو اسے قتل کرنے کی کوشش کریں

(الخصال: ج ۲/ص ۵۰۶ حدیث ۴، بحار الانوار: ج ۵/ص ۲۷۸ حدیث ۸)

مؤلف کہتا ہے کہ شہر ری، موصل، سجستان اور اصفہان کی روایت میں مذمت ان شہر والوں کے درمیان پانچ خصلتوں کے فقدان کی وجہ سے کی گئی ہے۔ ان پانچ مفقود خصلتوں

میں سے ایک اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ دوستی ہے۔ (بحارالانوار: ج ۶۰/ص ۲۰۱)

اسی طرح دوسرے شہروں کی روایات میں جو مذمت ذکر ہوئی ہے وہ اس اعتبار سے ہے کہ جس زمانے میں حضرت نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت ان شہروں کے رہنے والے اس طرح کے تھے۔ یا اکثریت کا لحاظ کرتے ہوئے۔ ان کے بارے میں اس طرح کا ارشاد فرمایا ہے البتہ کلی طور پر ایسا نہیں ہے۔ اور سب کو شامل نہیں کیا گیا، تاکہ ان لوگوں کو مستثنٰی کیا جاسکے جو نیک و صالح ہیں اور جو اوصاف انسان میں غیر اختیاری طور پر پائے جاتے ہیں جیسے خلقت میں زیادتی یا کمی ان کی وجہ سے آپ کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا نہ ہو، کہ کس طرح یہ اوصاف عداوت و دشمنی کی علامت بن سکتے ہیں، تاکہ ان کی وجہ سے اس شخص کی مذمت کی جائے، کیونکہ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا نے تمام صورتیں قابلیت اور استعداد کے مطابق پیدا کی ہیں۔ ہمارے ایک استاد نے اس کا یوں جواب دیا ہے کہ جو صورتیں علم ازلی میں موجود تھیں وہ زبان حال سے درخواست کر رہی تھیں کہ ان کو عالم وجود میں بھیجا جائے، پروردگار عالم جس کی پاک ذات خالصتاً بے نیاز اور بخشنے والی ہے اور جس کا کام اپنا فیض پہنچانا ہے اس نے اپنے لئے ضروری سمجھا کہ اس فیض کی بنا پر انہیں وجود عطا کرے۔ کیونکہ وجود اور بخشش درخواست کرنیوالے کی استعداد، قابلیت اور اس کے حال کے مطابق ہے لہٰذا پروردگار کا فیض پہنچانا مکمل طور پر عادلانہ اور درست تھا۔ اور اگر کوئی نقص ہے تو وہ درخواست کرنے والے کی طرف سے ہے۔ کیونکہ ہر چیز اپنے مقتضائی حال کے مطابق عمل کرتی ہے۔

مؤلف کہتا ہے: بہتر یہ ہے کہ موجودہ استعداد اور قابلیت اس بات کی اطلاع دیتی ہے کہ بعد میں کوئی اختیاری کمال واقع نہیں ہوگا۔ اس صورت میں کوئی اعتراض نہیں ہے ان شکلوں پر جو خدا کی طرف سے عطا کی گئی ہیں۔ اور بعض آثار و علامات کا تقاضا کرتی ہیں کیونکہ یہ شکلیں اس چیز کے عین مطابق ہیں جس کو یہ اختیار کریں گی۔

اگر راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو یہ علت اپنا کام چھوڑ دیتی ہے۔ باالفاظ دیگر خداتعالیٰ ان کی ارواح سے مطلع تھا کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ کو دوست نہیں رکھتے اور میثاق یعنی عالم ذر میں

اہل بیت علیہم السلام کی ولایت کے ساتھ اقرار نہیں کیا تھا۔اس لئے ان کی شکلوں کو اس طرح بنایا۔

محبت کی دوسری قسم اکتسابی ہے۔اس قسم کو حاصل کرنے کے چند طریقے اور راستے ہیں۔

اہل بیت علیہم السلام کی اچھی اور پسندیدہ صفات کے متعلق غور وفکر کرنا جن کی طرف انسان خود بخود مائل ہوتا ہے۔اور ان کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔جیسا کہ علم، بردباری، پرہیز گاری، واجب التعظیم ہونا، زہد، عبادت، شجاعت، مہربانی اور قدرت وغیرہ یقینی طور پر انسان کی فطرت اور طبیعت ایسی ہے کہ اگر کسی شخص میں اچھے اوصاف اور کمالات موجود ہوں تو اسے دوست رکھتا ہے

ان بے شمار نعمتوں کے متعلق غور وفکر کرنا جو خدا تعالیٰ نے ان مقدس ہستیوں کے وسیلہ سے دنیا اور آخرت میں عطا فرمائی ہیں اور کچھ انسان خود کسب کرتا ہے۔

پہلی قسم جو خدا نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہیں جیسے روح کا پھونکنا اور دوسری روحانی طاقتوں کو انسان کی خلقت بدن میں ڈالنا۔

دوسری قسم کسبی ہے۔جیسا کہ بدن کو نفس کی بدبو اور برائیوں سے پاک کرنا، اور نفس کو بہترین اخلاقیات سے آراستہ کرنا جیسے مال اور مقام کو حاصل کرنا۔رہی بات اخروی انعام کی جو اہل بیت علیہم السلام کے واسطہ سے ہیں حاصل ہوا ہے وہ نعمت ایمان ہے۔(بحار الانوار: صفحہ ۴۰/۹۶)

بہرحال اہم ترین دنیاوی نعمت جو کہ کائنات ہے وہ انہی پاک ہستیوں کے توسط سے ہے۔کیونکہ یہی حضرات اس کی خلقت کا اصل سبب ہیں اور تمام عالم کے وجود کی علت غائی ہیں۔لہٰذا زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے فقط ان پاک ہستیوں کے سبب سے ہے۔چنانچہ پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمایا ہے:

لولا انا وانت یا علی ما خلق الله الخلق

"اے علیؑ! اگر میں اور تو نہ ہوتے تو خدا مخلوق کو پیدا ہی نہ کرتا۔"

اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے افضل ترین مخلوق کو اس عالم میں پست ترین مخلوق کے لئے علت غائی اور سبب بنایا ہے، زمین کو نباتات کے اگنے کے لئے پیدا کیا، نباتات کو حیوانات کے لئے پیدا کیا، حیوانات کو انسانوں کے لئے پیدا کیا۔

جیسے کہ خدا تعالیٰ نے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَخَلَقَ لَكُم مَّافِى الاَرضِ جَمِيعًا (سورۃ بقرہ: آیت نمبر ۲۹)

''جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے''

اور کامل و اکمل انسان جو روئے زمین پر خدا کے جانشین ہیں اور خلقت کا آخری منشاء و مقصد ہیں وہ محمد و آل محمد علیہم السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:

زمین باقی نہ رہے

لو بقيت الارض بغير امام لساخت

''اگر زمین بغیر امام اور حجت کے ہو تو ریزہ ہو جائے گی''

(بحار الانوار: ج ۲۳/ص ۳۷ حدیث ۶۴)

یہ اس لئے ہے کہ زمین امام کی خاطر پیدا ہوئی ہے۔ جب ایک چیز دوسری چیز کی خاطر پیدا کی گئی ہو تو جب وہ چیز نہ رہے جو خلقت کا سبب بنی ہو تو دوسری چیز بھی خود بخود باقی نہیں رہے گی۔ پس واضح اور روشن ہو گیا کہ اہل بیت علیہم السلام ہر نعمت کی بنیاد اور ہر لطف و احسان کا سبب ہیں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے:

دشمنی اور محبّت

جبلت القلوب على حب من احسن اليها و بغض من اسأر اليها

(تحف العقول: ج ۳۷، بحار الانوار: ج ۷۷/ص ۱۴۲ حدیث ۶۸)

'' دلوں کو اس کی محبت پر پیدا کیا گیا ہے جو اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ نیکی کرے اور اس کی دشمنی پر پیدا کیا گیا ہے جو ان سے دشمنی کرے۔''

بہت سی ایسی روایات گواہی کے طور پر موجود ہیں کہ آئمہ علیہم السلام کو نعمت کا واسطہ، سبب اور سرچشمہ تصور کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت حجت ارواحنا فداہ سے ایک روایت کو پہلے ہم اشارہ کے طور پر ذکر کر چکے ہیں۔

فما شی منه الا وانتم له السبب والیه السبیل

''کوئی ایسی چیز نہیں ہے مگر آپ اس کے لئے سبب اور اس تک پہنچنے کا راستہ ہیں''

(بحارالانوار: ج۹۴/ص۳۷ سطر ۶)

کراجکی علیہ الرحمۃ کتاب ''کنز الفوائد'' میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ابو حنیفہ حضرت کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا جب آپ نے کھانا ختم کیا تو فرمایا:

نعمت الٰہی

الحمد لله رب العالمين اللهم ان هذا منک ومن رسولک ؑ

''تمام حمد خدا کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے۔اے خدا! یہ نعمت آپ کی اور آپ کے رسول کی طرف سے ہے''

ابو حنیفہ نے کہا: کیا خدا کے لئے شریک بنا رہے ہو۔؟ حضرت نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے۔ خدا تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

انتقام اور فضل وکرم

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰا هُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

''انہوں نے انتقام نہیں لیا مگر یہ کہ خدا اور رسول نے انہیں اپنے فضل وکرم سے غنی کر دیا'' (سورۃ توبہ: آیہ۷۴)

رضایت الٰہی

وَلَوْ اَنَّهُم رَضُوْا مَا اٰتٰاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ. (سورۃ توبہ: آیہ۵۹)

''کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ لوگ خدا اور رسول ؑ کے عطا کئے ہوئے پر راضی ہو جاتے اور کہتے خدا ہمارے لئے کافی ہے۔ اور عنقریب خدا اور اس کا رسول اپنے

رحم وکرم سے عطا فرمائے گا"

ابو حنیفہ نے کہا: کیا آپ کے خیال میں، میں نے اب تک ان دو آیتوں کو نہیں پڑھا اور نہیں سنا؟ حضرت نے فرمایا:

ان دو آیتوں کو تو نے پڑھا اور سنا ہے لیکن تو اور تجھ جیسوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

دلوں پر تالے

اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (سورۃ محمدؐ: آیہ ۲۴)

"یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں، جس کے نتیجہ میں کوئی چیز ان میں داخل نہیں ہوتی"

اور ایک یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِم مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ. (سورۃ مطففین: آیہ ۱۴)

"اس طرح نہیں ہے بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں"

ہر حال میں انسان اہل بیت علیہم السلام کے وسیلہ سے بھلائی حاصل کرتا ہے اور انہیں کے سبب سے مصیبت کو دور کرتا ہے کیونکہ حادثات زمانہ کے زہریلے تیر پے در پے نکلتے رہتے ہیں اور ہمیشہ بدیاں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ انسان اہل بیت علیہم السلام کے وسیلہ سے ہی ان کو دور کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان ان نعمتوں اور مہربانیوں جو ان حضرات کے واسطہ سے ملتی ہیں کو یاد رکھے اور فراموش نہ کرے تو اسے ایک ایسی روشنی اور نورانیت مل جائے گی کہ اہل بیت علیہم السلام کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب اور دوست سمجھے گا۔

ان پاک ومطہر ہستیوں کے ارشادات اور احکام کی پیروی کرنا، ایسی چیزوں پر عمل کرنا جو ان کی محبت میں اضافہ کریں، ان کی سیرت اور کردار کی پیروی کرنا، ان کی حرکات وسکنات میں ان کی

طرح عمل کرنا اور جس چیز سے روکیں اس سے رکنا یہ سب کی سب چیزیں مراتب محبت کے حصول میں کارآمد ثابت ہوتی ہیں اور محبت کے مراتب کو بڑھاتی ہیں۔

جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا کہ روایات میں مذکور ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت حاصل نہیں ہوتی مگر تقویٰ کے ساتھ اور تقویٰ وہی واجبات تکمیل اور محرمات کو ترک کرنا ہے اور یہ معنی اس بنا پر ہے کہ لفظ ولایت جو روایت میں آیا ہے اس کی واو کو فتحہ یعنی (زبر) کے ساتھ پڑھیں۔

طریحی ''مجمع البحرین'' میں حدیث شریف ''بنی الاسلام علی الخمس'' ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے'' اور ان پانچ میں سے ایک ولایت ہے۔کی وضاحت کی ہے کہ ولایت واو کے فتحہ (زبر) کے ساتھ محبت کے معنی میں ہے۔

(مجمع البحرین: ج ۳/ص ۱۹۸۱ مادۃ ولی' بحار الانوار: ج ۶۸/ص ۳۲۹ حدیث ۱' ص ۳۳۲ ح ۸' ص ۳۷۶ ح ۲۱)

رہی بات ان پاک و مطہر ہستیوں کے حق کی پہچان کرنا اور ان کی امامت پر اعتقاد رکھنا، تو یہ اصول دین میں سے ہے فروع میں سے نہیں ہے۔

دوسرا مقدمہ

دوسرا مقدمہ ان علامات اور نشانیوں کے متعلق ہے جن کے ذریعے سے محبّ پہچانا جاتا ہے اور غیروں سے ممتاز ہوتا ہے۔بعض روایات میں ان علامتوں اور نشانیوں کی طرف اشارہ ہی نہیں بلکہ وضاحت ہوئی ہے۔

ان روایات میں سے ایک روایت شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب خصال میں پیغمبر اسلامؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من رزقه الله حب الائمة من اهل بيتى فقد اصاب خير الدنيا ولآخرة فلا يشكن احد انه فى الجنة فان فى حب اهل بيتى عشرين خصلة، عشر منها فى الدنيا وعشر فى الآخرة

''جس کسی کو بھی اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے آئمہ اطہار علیہم السلام کی

محبت نصیب فرمائے تو دنیاو آخرت کی بھلائی اس کے شامل حال ہو جاتی ہے کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بے شک میرے اہل بیت کی محبت کے بیس اثرات ہیں ان میں سے دس دنیا کے ساتھ اور دس آخرت کے ساتھ مربوط ہیں۔ وہ اثرات جو دنیا کے ساتھ مربوط ہیں ۔وہ یہ ہیں۔

(۱) دنیا کی طرف رغبت نہ کرنا۔

(۲) عمل کرنے میں بے حد کوشش کرنا۔

(۳) دین میں تقویٰ رکھنا۔

(۴) عبادت کی طرف مائل ہونا۔

(۵) موت سے قبل توبہ کرنا۔

(۶) راتوں کو بیدار رہنے کی طرف شوق رکھنا۔

(۷) جو لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید ہونا۔

(۸) خدا کے احکام کا خیال رکھنا۔

(۹) دنیا کو دشمن سمجھنا۔

(۱۰) سخاوت کرنا ہے

آخرت کے اثرات یہ ہیں:

(۱) اس کا نامہ اعمال کھولا نہیں جائے گا۔

(۲) اعمال کو تولنے کا ترازو نصب نہیں ہوگا۔

(۳) نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

(۴) اس کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔

(۵) اس کا چہرہ سفید اور نورانی ہوگا۔

(۶) جنت کے لباس اس کو پہنائے جائیں گے۔

(۷) اپنے رشتہ داروں میں سے ۱۰۰ افراد کی شفاعت کر سکے گا۔

(۸) خدا اس کی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔

(۹) جنت کا تاج اس کے سر پر رکھا جائے گا۔

(۱۰) بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔

پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو میری اہل بیت علیہم السلام کو دوست رکھیں گے۔

(الخصال: ج۲/ص۵۱۵ حدیث ۱، بحارالانوار: ج۲۷/ص۷۸ حدیث۱۲)

مؤلف کہتا ہے کہ دنیا کی دوستی کی دو اقسام ہیں۔

پہلی قسم:

یہ کہ دنیا کو دنیا کی خاطر پسند کرے، اس کا مقصد و ہدف خود دنیا ہو۔ ایسی دنیاوی محبت قابل مذمت ہے۔

دوسری قسم

یہ ہے کہ دنیا سے محبت آخرت اور پروردگار عالم کی خوشنودی کو پالینے کا وسیلہ ہو۔ دنیا کو خدا کے حکم کے مطابق کام میں لائے۔ واضح ہے کہ دنیا کی ایسی محبت قابل مذمت و نفرت نہیں ہے بلکہ ایسی محبت قابل تحسین ہے۔ پس جب دنیا کی اس تقسیم کے مطابق ان روایات کو اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ کہ بعض میں دنیا کی مذمت ہوئی ہے اور کچھ میں دنیا کی مدح ہوئی ہے۔ محبت کی علامتوں اور نشانیوں کی روایات میں سے ایک روایت امیرالمومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

یا حنش من سره ان یعلم امحبّ لنا هو ام مبغض فلیمتحن قلبه فان کان یحبّ ولیاً لنا فلیس بمبغض (لنا) وان کان یبغض ولیا لنا فلیس بمحب لنا

''اگر کوئی چاہتا ہے کہ وہ یہ جانے کہ وہ ہمارا دوست ہے یا دشمن تو اپنے دل کا امتحان کرے اگر وہ ہمارے دوست کو دوست رکھتا ہے تو وہ ہمارا دشمن نہیں

ہے۔اور اگر ہمارے دوست کو دشمن رکھتا ہو تو وہ ہمارا دوست نہیں ہے"

(بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ۴۶ امالی طوسی: صفحہ۱۱۳ حدیث ۱۷۲ امالی مفید: صفحہ۳۳۴ حدیث۴ بحارالانوار: ج۲۷/ص۵۳ ح۶)

اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

انکم لن تنالوا ولا یتنا الا بالورع، والاجتهاد، وصدق الحدیث واداء الامانة وحسن الجوار(وحسن) الخلق، والوفاء العهد، وصلة الرحم واعینونا بطول السجود ولو ان قاتل علی علیه السلام ائتمننی علی امانة لا دیتها الیه (بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ۲۶۰)

"ہماری ولایت ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتی مگر پرہیزگاری، کوشش کرنے سے، سچ بولنے سے، امانت کو ادا کرنے سے، ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے، اچھے اخلاق رکھنے سے، وعدہ ایفاء کرنے سے، صلہ رحمی کرنے سے اور اپنے سجدوں کو لمبا کرنے کے ساتھ، ہماری مدد کرو، اگر امیر المومنین علیہ السلام کے قاتل کی امانت بھی میرے پاس ہوتی تو میں اسے واپس کر دیتا"

ان روایات میں سے ایک روایت کتاب "علل الشرائع" میں رسول اکرمؐ سے نقل ہوئی ہے۔

لایومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه وتکون عترتی احب الیه من عترته وتکون اهلی احب الیه من اهله وتکون ذاتی احب الیه من ذاته

(علل الشرائع: ج۱/ص۱۴۰ ح۱، بحارالانوار: ج۲۴/ص۳۱۷ ح۳۰، بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ۵۲ اور ۱۶۸)

کوئی بندہ بھی خدا پر ایمان نہیں لا سکتا مگر یہ کہ وہ مجھے اپنے سے زیادہ دوست رکھتا ہو، میری نسل کو اپنی نسل سے زیادہ عزیز رکھتا ہو، میرے خاندان کو اپنے خاندان سے زیادہ چاہتا ہو اور میرے رشتہ داروں کو اپنے رشتہ داروں سے زیادہ چاہتا ہو"

انہیں احادیث میں سے ایک حدیث ہے جو امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے آپ

خدا کے اس فرمان کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ. (سورۃ الاحزاب: آیہ ۴)

"خدا نے کسی آدمی کے پہلو میں دو دل نہیں رکھے کہ ایک دل کے ساتھ دوستی کرے اور دوسرے کے ساتھ دشمنی کرے۔ایسا نہیں ہو سکتا۔ہمارے دوست ہمارے ساتھ ایسی خالص دوستی رکھتے ہیں جیسے سونے کو اگر آگ میں ڈالا جائے تو اس کی ملاوٹ ختم ہو جاتی ہے اور خالص ہو جاتا ہے"

من اراد ان يعلم حبنا فليمتحن قلبه: فان شارک فی حبنا حب عدونا فليس منا ولسنا منه والله عدوه وجبرائيل و ميكائيل والله عدو للكافرين"

"جو کوئی یہ جاننا چاہتا ہے کہ ہمیں دوست رکھتا ہے یا نہیں، تو اپنے دل کا امتحان کرے۔اگر ہماری دوستی کے ساتھ ہمارے دشمن کی دوستی کو شریک کرے تو وہ ہمارا نہیں ہے اور ہم اس سے نہیں ہیں۔خدا، جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اس کے دشمن ہیں اور خدا کافروں کا دشمن ہے"

(تاویل الایات: ج ۲/ص ۴۴۷ حدیث ۵۶، بحار الانوار: ج ۲۴/ص ۳۱۷ حدیث ۲۳، بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ ۸۷، امالی طوسی: صفحہ/ ۱۴۷

شیخ صدوق کتاب "امالی" میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من جالس لنا عائبا اومدح لنا واليا او واصل لنا قاطعا او قطع لنا واصلا او والى لناعدوا او عادى لناوليا فقد كفر بالذى انزل السبع المثانى والقرآن العظيم . (امالی صدوق: صفحہ ۱۱۱ ح ۷ مجلس ۱۳، بحار الانوار: ج ۲۷ ص ۵۲)

"جو کوئی بھی ایسے شخص کے ساتھ بیٹھے جو ہمارے عیب بیان کرے، یا ایسے شخص کی تعریف کرے جو ہمیں پشت کر گیا ہو، یا ایسے شخص کے ساتھ رابطہ کرے جو ہم سے رابطہ منقطع کر چکا ہو، یا ایسے شخص سے رابطہ اور تعلق ختم کرے جس کا ہمارے ساتھ تعلق ہو، یا ہمارے دشمن کے ساتھ دوستی کرے، یا ہمارے دوست کے ساتھ

دشمنی کرے یقینی طور پر اس نے سورہ حمد اور قرآن عظیم کو نازل کرنے والے خدا کے ساتھ کفر کیا"

کتاب "اختصاص" اور "بصائر الدرجات" میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک دن حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے اصحاب آپ کے گرد جمع تھے کہ آپ کا ایک شیعہ آیا اور عرض کی، اے امیر المومنین علیہ السلام میں آپ کی محبّت کے ساتھ خدا کی چھپ کر ایسے عبادت کرتا ہوں جیسا کہ ظاہر بظاہر اس کی عبادت کرتا ہوں۔اور آپ کے ساتھ پوشیدہ محبت کرتا ہوں اور ظاہر بظاہر محبت کرتا ہوں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

صدقت اما فاتخذ للفقر جلبابا فان الفقراسرع الی شیعتنا من السیل الی قرار الوادی

"تم نے سچ کہا ہے، فقر کے لئے لباس تیار کرو (جو تیرے کو چھپا دے یہ صبر سے کنایہ ہے) بے شک فقر اور تنگدستی ہمارے شیعوں کی طرف اس سے بھی تیز جاتا ہے جتنا تیز سیلاب کا پانی نشیب کی طرف جاتا ہے۔"

وہ شخص فرمان امیر المومنین سن کر خوشی سے روتا ہوا واپس چلا گیا۔(الاختصاص:ص ۳۰۵)

ایک دوسری روایت میں امام باقر علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جو جابر جعفی کو وصیتیں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا جو ایک جامع اور نفع بخش فرمان ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

تو اس وقت تک ہمارا دوست نہیں بن سکتا جب تک تو ایسا نہ ہو جائے کہ اگر پورے شہر کے لوگ تجھے کہیں کہ تم برے آدمی ہو تو تجھے اس بات کا غم اور حزن نہ ہو۔اگر سب لوگ تجھے اچھا اور نیک آدمی کہیں تو اس سے خوشی نہ ہو۔لیکن اپنے آپ کو قرآن کے سامنے رکھ۔اگر قرآن کا راستہ تمہارا راستہ ہے یعنی قرآن دوری کا حکم دیتا ہو تو اس سے دور رہتا ہے،قرآن جس چیز کی طرف متوجہ کرتا ہو تو اس کی طرف راغب ہوتا ہے، جس سے قرآن ڈراتا ہے تو اس سے ڈرتا ہے۔تو بس ثابت قدم رہ اور مضبوط و مستحکم ہو جا' اور تجھے خوش خبری ہے اور جو کچھ تیرے متعلق کہا

گیا ہے وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔اور اگر تیرا طرز زندگی قرآن کے مخالف ہے تو پھر کوا
چیز ہے جو تیرے نفس کو مغرور کرتی ہے؟

ان المومن معنی بمجاهدة نفسه ليغلبها على هواها فمرة يقيم اودها ويخالف هواها في محبة الله ومرة تصرعه نفسه فيتبع هواها فينعشه الله فينتعش ويقيل الله عثرته فيتذكر

''مومن ہمیشہ اس میں کوشاں رہتا ہے کہ نفس کے ساتھ جہاد کرے تا کہ خواہشات نفس پر غالب آ سکے۔اور نفس کے ٹیڑھے پن کو درست کر سکے۔ راہ خدا میں نفس پرستی کی مخالفت کرتا ہے، اور جب کبھی خواہشات نفسانی اس پر غالب آ جاتی ہیں اور ان کی پیروی پر مائل ہونے لگتا ہے۔تو اس وقت خدا اس کی مدد کرتا ہے اس کو خواہشات کے غلبہ سے نجات دے کر بلند کرتا ہے۔اسے بخش دیتا ہے اور وہ دوبارہ اپنے آپ کو آمادہ کرتا ہے اور بیدار ہو جاتا ہے''

(تحف العقول:ص۲۸۴، بحارالانوار:ج ۷۸/ص۱۶۲ حدیث)

جابر سے نقل ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کائنات کے آقا اور مولیٰ امام باقر علیہ السلام کی بیس سال خدمت کی۔جب میں نے آپ سے رخصت لینے کا ارادہ کیا اور الوداع کرنا چاہا تو عرض کیا۔کچھ نصیحت فرمایئے تا کہ میرے لئے نفع بخش ہو۔

حضرت نے فرمایا: اے جابر! کیا بیس سال ہمارے پاس رہنے کے بعد بھی تجھے کسی چیز کی ضرورت ہے؟ میں نے عرض کیا: جی! آپ ایک ایسے بیکراں سمندر ہیں جس کے کنارے تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ارشاد فرمایا:

يا جابر بلغ شيعتي عنى السلام واعلمهم انه لا قرابة بيننا وبين الله عزوجل ولا يتقرب اليه الا بالطاعة له:

يا جابر من اطاع الله واحبنا فهو ولينا

'' اے جابر! میرے شیعوں کو میری طرف سے سلام پہنچانا اور ان سے کہنا

ہمارے اور خدا کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے' خدا کا قرب صرف اور صرف خدا کی اطاعت کرنے میں ہے۔"

اے جابر! جو کوئی خدا کی اطاعت کرے اور ہمارے ساتھ محبت رکھے تو اس کے پاس ہماری ولایت ہے"

(امالی طوسی صفحہ ۲۹۶ حدیث ۲۹ مجلس ۱۱، بحار الانوار: ج ۷۸/ص ۱۸۲ حدیث ۸، بشارۃ المصطفیٰ: صفحہ ۱۸۹)

کتاب "کافی" میں معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے مومن کے حقوق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: مومن کے ستر حقوق ہیں صرف سات کے متعلق تجھے بتاتا ہوں۔ کیونکہ مجھے تیرا بہت خیال ہے اور ڈرتا ہوں کہ کہیں ان سب پر عمل نہ کر سکو یا ان کو قبول نہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ آپ فرمائیں، انشاء اللہ میں ان پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا:

لا تشبع ويجوع ولاتكتسى ويعرى وتكون دليله، وقميصه الذى يلبسه ولسانه الذى يتكلم به وتحب له ماتحب لنفسک وان كانت لک جارية بعثتها لتمهد فراشه وتسعى فى حوائجه بالليل والنهار فاذا فعلت ذلک وصلت ولايتک بولا يتنا، ولايتنا بولاية الله عزوجل

(۱) ایسا نہ ہو کہ تو سیر ہو اور وہ بھوکا ہو۔

(۲) تیرے تن پر لباس ہو اور وہ بے لباس ہو۔

(۳) اس کے راہنما بنو۔

(۴) اس کے لئے چھپانے والا لباس بنو۔

(۵) اس کے لئے کلام کرنے والی زبان بنو۔

(۶) اس کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔

(۷) اگر تمہارے پاس کوئی کنیز ہو تو اس کے پاس بھیجو تا کہ اس کا بستر بچھائے۔ رات دن

اس کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش میں رہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تیرا ہماری ولایت کے ساتھ رشتہ پیدا ہو جائے گا۔ کیونکہ ہماری ولایت خدا کی ولایت کے ساتھ متصل ہے۔" (الکافی: ۲/۴/۱۷ حدیث ۱۴، بحارالانوار: ۴۷/۲۵۵ حدیث ۵۲)

کتاب "بلدالامین" میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

لیس من شیعتنا من لم یصل صلاۃ اللیل

(البلدالامین: ۴۷، روضۃ الواعظین ۳۲۱)

"جو تہجد کی نماز نہ پڑھے وہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں ہے"

اسی طرح فرماتے ہیں:

ابغض الخلق الی اللہ جیفۃ باللیل وبطال بالنہار

(بحارالانوار: ج ۸۷/ص ۱۵۸ حدیث ۵۳)

"خدا ایسے بندے کو سخت دشمن رکھتا ہے جو ساری رات مردار کی طرح پڑا رہے اور دن کو بیکار گذار دے"

تیسرا مقدمہ

مطلوب مقدمہ یہ ہے کہ لوگوں کی آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں معرفت ایک دوسرے سے مختلف ہے بلکہ کبھی تو لوگ افراط وتفریط میں پڑ جاتے ہیں۔

ایک گروہ معرفت میں اتنی زیادہ کوتاہی کا مرتکب ہو جاتا ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو ان کے حقیقی مقام و مرتبہ سے نیچے گرا دیتا ہے۔اور بہت سی ایسی روایات جو ان کے فضائل اور کمالات کے بارے میں پائی جاتی ہیں ان کا انکار کر دیتا ہے۔حالانکہ ان کی معرفت صحیح فکر اور عقل سالم کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔اور بہت سے ایسے افراد ہیں جو کسی ایک مسئلہ میں اپنے علاوہ سب کو کافر کہتے ہیں۔اسی طرح لوگ ان کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔

بہت کم لوگ ہیں جو امامت کے دقیق مسائل سے آگاہ ہیں اور آئمہ طاہرین علیہم السلام کے حقیقی حالات کو ٹھیک ٹھیک ان سے حاصل کرتے ہیں۔یعنی درمیانے راستے جس میں

افراط وتفریط نہ ہوکواپنائے ہوئے ہیں۔اور ایسے لوگ حق بات کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہادی اپنے خفیہ اور باطنی حالات ومراتب کو ہر کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتے، بلکہ صرف ایسے افراد کواپنے ان پوشیدہ حالات مقامات سے آگاہ فرماتے تھے جو معرفت میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور انہیں تاکید کرتے تھے کہ ایسے افراد سے ان چیزوں کو چھپائے رکھیں جو کم عقل اور کمینے ہوں۔

اور حکم فرماتے تھے:

ان امرنا مستصعب لا یحتمله الا ملک مقرب اونبی مرسل او عبد مومن امتحن الله قلبه للایمان (بصائر الدرجات :۲۶باب۱۲)

''ہماری ولایت وامامت کے مسائل اتنے دقیق اور دشوار ہیں کہ ان کو کوئی قبول نہیں کرسکتا مگر خدا کا مقرب فرشتہ یا نبی مرسل یا ایسا بندہ مومن کہ جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہو۔''

لوگ تفریط کا شکار ہیں ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کچھ مسائل کو اس وقت تک نہیں جانتے جب تک ان کے دلوں میں القا نہ کیے جائیں۔اس گروہ کے کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو قائل ہیں کہ آئمہ اطہار علیہم السلام اپنی رائے اور گمان کا سہارا لیتے ہیں۔اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ان حضرات کو پیغمبر اکرمؐ کے علاوہ باقی پیغمبروں سے افضل ماننے سے انکار کرتے ہیں''

سید شرف الدین نجفی علیہ الرحمہ آیۃ

(وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ (سورۃ صافات: آیت ۸۳)

''بے شک اس کے شیعوں میں سے ابراہیم ہیں''

کی تفسیر کے ضمن میں کہتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ ابراہیمؑ حضرت علیؑ کے شیعوں میں سے ہیں۔(تاویل الایات: ج۲/ص۴۹۵ حدیث ۸)

اور کہتے ہیں کہ اس مطلب کی تائید جعفر بن یزید جعفی کی وہ روایت کرتی ہے جوامام صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں نقل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا:

جب خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو پیدا فرمایاتو ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ اٹھا دیا۔ابراہیمؑ نے ایک نور کو دیکھا :عرض کیا! اے پروردگار! یہ کیسا نور ہے جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ جواب ملا یہ میری مخلوق کے افضل ترین شخص محمدؐ کا نور ہے۔ابراہیمؑ نے اس نور کے ساتھ ایک اورنور کا مشاہدہ کیا تو عرض کیا، اے خدا! یہ کیسا نور ہے۔؟ جواب ملا: یہ میرے دین کی حفاظت کرنے والے علیؑ کا نور ہے۔تین اورنوران دونوروں کے ساتھ دیکھے،عرض کیا یہ کیسے نور ہیں،جواب ملا ان میں سے ایک نور فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہے کہ جس کے ماننے والوں کو جہنّم کی آگ سے نجات دے چکا ہوں اور دوسرے دونور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دو بیٹے حسن وحسین علیہما السلام کے ہیں۔ابراہیمؑ نے عرض کیا: میرے خدا! میں نو نور اور دیکھ رہا ہوں جنہوں نے ان پانچ نوروں کو گھیرا ہوا ہے۔جواب ملا کہ وہ نو اماموں کے نور ہیں جو سب کے سب علیؑ اور فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہیں۔ پھرابراہیمؑ نے عرض کیا: اے خدا! ان پانچ نوروں کے حق کا واسطہ! ان نونوروں کی پہچان کروا۔جواب ملا: اے ابراہیمؑ ! یہ علی بن حسین ہے، ان کے بیٹے محمدؑ، ان کے بیٹے جعفرؑ، ان کے بیٹے موسیٰؑ ، ان کے بیٹے علیؑ ، ان کے بیٹے محمدؑ، ان کے بیٹے علیؑ ، ان کے بیٹے حسنؑ اوران کے بیٹے حجۃ القائم علیہم السلام ہیں۔ابراہیمؑ نے عرض کیا، بہت سے اور انوار ان کے اطراف میں دیکھ رہا ہوں جن کی تعداد کا علم تیرے سوا کسی کونہیں ہے۔جواب ملا اے ابراہیمؑ ! یہ انوار ان کے ہیں جو کہ علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ ابراہیمؑ نے سوال کیا: ان کی نشانی کیا ہے؟اور ان کی پہچان کس چیز سے ہوگی؟ جواب ملا دن رات میں ۵۱ رکعت نماز پڑھتے ہوں گے۔بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھتے ہوں گے ۔رکوع سے پہلے قنوت کرتے ہوں گے۔اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے ہوں گے۔

اس وقت ابراہیمؑ نے عرض کیا:

اللهم اجعلنی من شیعة امیر المومنین

"اے پروردگار! مجھے علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے قرار دے"

تو خدا نے اپنی کتاب قرآن میں اس کی اطلاع دی ہے اور فرمایا:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرَاهِيْمَ

"یعنی علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے ہیں"

(تاویل الایات: ج ۲/ص ۴۹۶ حدیث ۹، تفسیر برہان: ج ۴/ص ۲۰ حدیث ۱۲)

ایک اور روایت جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔ اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ امامؑ نے فرمایا:

لیس الا الله ورسوله ونحن وشعيتنا والباقى فى النار

(تاویل الایات: ج ۲/ص ۴۹۷ حدیث ۱۰)

"خدا اور اس کے رسول، ہم اور ہمارے شیعوں کے علاوہ سب جہنّم کی آگ میں ہیں یعنی باقی انبیاء ہمارے شیعوں میں سے ہیں جو جہنّم کی آگ میں نہ ہوں گے"

مؤلف کہتا ہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ابراہیم خلیل اللہ نے خود کہا:

رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تحی المَوْتٰی...... لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ (سورۃ بقرہ: آیہ ۲۶۰)

"اے پروردگار مجھے دکھلا کہ تو کیسے زندہ کرتا ہے تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے"

لیکن امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

لو كشف الغطاء ما ازددت يقينا (بحار الانوار: ج ۶۹/ص ۲۰۹ سطر ۸)

"اگر پردے دور کر دیئے جائیں تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوگی"

پس جلالت، عظمت، شرافت اور بلندی مرتبہ کو دیکھئے کہ حضرت ابراہیمؑ جو ہمارے نبیؐ کے بعد سب نبیوں سے اشرف ہیں ان کا دل اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتا جب تک واقع کو دیکھ نہ لیں۔ لیکن ہمارے مولیٰ کے نزدیک ظاہر اور باطن برابر ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء، مرسلین، اوصیاء اور نیک و صالح خدا کے بندے امیر المومنین علیہ السلام کے شیعوں میں سے

ہیں۔اور حضرت فضیلت اور برتری اور ولایت کے سبب سوائے پیغمبر اکرمؐ کے سب کے امام ہیں، اور پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ ولایت کے لحاظ سے متحد ہیں، کیونکہ تحقیق شدہ اور ثابت شدہ بات ہے کہ ولایت کلیہ روح نبوت ہے۔اس بنا پر ممکن ہے شیعہ کا معنی پیروی کرنے والا یا شعاع کے ہوں۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کو بھول چوک سے پاک جاننا اور اس بات کے قائل ہونا کہ آپ حضراتؑ گذشتہ اور آئندہ تمام چیزوں کو جانتے ہیں، غلو ہے۔ایسی بات لاعلمی کی وجہ سے کرتے ہیں اور لاعلمی سے ایسی باتیں کرنے والے کو جھوٹا نہیں کہنا چاہیے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کسی وہم وگمان کی وجہ سے ایسی روایات کو رد کر دینا اور نہ ماننا کہ جن کی عبارت ان روایات کے صحیح ہونے پر دلالت کرتی ہو آئمہ اطہار علیہم السلام کی شان میں گستاخی ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی ایسی روایت ان تک پہنچے جو معجزات پر مشتمل ہوتی ہے تو فوراً روایت کی عبارت پر اعتراض کرتے ہیں یا راوی کو برا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں، بلکہ وہ راوی مقام اعتراض میں واقع ہیں ان کا زیادہ جرم اس طرح کی روایت کو نقل کرنا ہے۔(بحارالانوار: ج۲۵/ص۳۴۷، مرآۃ الانوار:۶۱)

کتاب ''منتخب البصائر'' اور دوسری کتب میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ان حدیث آل محمد علیهم السلام عظیم صعب مستصعب لا یومن به الا ملک مقرب او نبی مرسل او عبد مومن امتحن الله قلبه لا یمان

''بے شک آل محمد علیہم السلام کی حدیث عظیم، سخت اور دشوار ہے اس پر کوئی ایمان نہیں لاسکتا مگر خدا کا مقرب فرشتہ، نبی مرسل یا وہ مومن بندہ جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لئے امتحان کیا ہو''

پس آل محمدؐ کی احادیث میں سے جو حدیث تم تک پہنچے اور تمہارا دل اسے قبول کرے اور تم اسے سمجھ جاؤ تو اس کو قبول کرلو، اور جس حدیث کو تمہارا دل قبول نہ کرے اور انکار کرے تو

اسے خدا، رسول اور آل محمد علیہم السلام کی طرف پلٹا دو۔اور وہ شخص ہلاکت کے لائق ہے جس کے لئے اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے کوئی حدیث پڑھی جائے اور وہ اسے قبول نہ کرے پس کیہیے خدا کی قسم ایسا نہیں ہے۔کیونکہ اہل بیت علیہم السلام کے فضائل اور ارشادات کا انکار کرنا کفر ہے۔(مختصر البصائر الدرجات:۱۲۳، بحار الانوار: ۲۵/۳۶۶ حدیث ۷)

اور جو لوگ افراط کے قائل ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو اہل بیت علیہم السلام کی الوہیت اور خدائی کے قائل ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام عبادت میں خدا کے ساتھ شریک ہیں، یا اس بات کے قائل ہیں کہ یہ حضرات مستقل طور پر بغیر واسطہ اور بغیر اذن خدا خالق اور رازق ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ خدا ان کے اندر حلول کر گیا ہے اور وہ اور خدا ایک ہو گئے ہیں۔یا اس بات کے قائل ہیں کہ بعض روحیں بعض دوسرے لوگوں میں چلی جاتی ہیں، یا یہ کہتے ہیں اہل بیت علیہم السلام کی معرفت واجبات کو انجام دینے اور محرمات کو ترک کر دینے سے بے نیاز کر دیتی ہے، یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام قتل نہیں ہوئے بلکہ یہ صرف لوگوں کا خیال ہے، یا اس بات کے قائل ہیں کہ آئمہ علیہم السلام میں سے کوئی ایک نبی اکرمؐ پر فضیلت رکھتا ہے۔ایسے لوگ گروہ حلاجیہ سے ہیں اور یہ ایک صوفی گری کی قسم ہے جو حلول اور اباحہ کے قائل ہیں شیخ مفید فرماتے ہیں حلاج کے کام اگرچہ صوفی گری کے تھے لیکن اظہار شیعہ ہونے کا کرتا تھا۔اس کے پیروکار زندیق اور کافر ہیں۔کیونکہ ہر فرقہ کے دین کا اظہار کرتے ہیں اور حلاج کے لئے غلط اور باطل چیزوں کا دعویٰ کرتے ہیں۔جیسے کہ مجوسی زردشت کے لئے معجزے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ حلاجیہ فرقہ کے لوگ غالی ہیں اور ان کی علامت یہ ہے کہ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ عبادت کے لئے فارغ رہنا چاہیے حالانکہ نماز اور باقی تمام واجبات کو ترک کرتے ہیں۔اور یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم لوگ خدا کے اسم اعظم کو جانتے ہیں اور حق ان کے ساتھ رہتا ہے۔ان کی ایک اور علامت یہ ہے کہ وہ علم کیمیا کو جاننے کا دعوی کرتے ہیں۔حالانکہ دھوکہ اور جادو کے علاوہ کچھ نہیں جانتے۔(بحار الانوار: ج ۲۵/ص ۳۴۵ مقدمہ تفسیر مراۃ الانوار: ص ۶۳)

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام اور کتاب ''احتجاج'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے

روایت نقل ہوئی ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے:

آنحضرت "المغضوب علیہم ولا الضالین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جن پر غضب ہوا اور جو گمراہ ہیں، ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو امیر المومنین علی علیہ السلام کو مقام عبودیت سے بلند سمجھتے ہیں۔ایک شخص بلند ہوا اور امام سے عرض کی کہ آقا! اپنے خدا کے ہمارے سامنے اوصاف بیان کریں۔حضرت رضا علیہ السلام نے صفات باری تعالیٰ کا ذکر کیا۔راوی نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو آپ کی ولایت کو ماننے کا دعویٰ کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ یہ جو تمام اوصاف آپ نے بیان فرمائے ہیں علی علیہ السلام کے اوصاف ہیں۔جب حضرت نے اس بات کو سنا تو آپ کا جسم کانپنے لگا، اور فرمایا:

سبحان اللّٰہ عما یقول الظالمون والکافرون علوا کبیرا: اولیس کان علی علیہ السلام آکلا فی الاکلین وناکحا فی الناکحین وکان مع ذلک مصلیا خاضعا بین یدی اللہ؟ آفمن کان ھذہ صفاتہ یکون الھا فان کان ھذا الھا فلیس منکم احد الا وھو الہ لمشارکتہ لہ فی ھذہ الصفات الدالات علی حدوث کل موصوف بھا

"خدا پاک ومنزہ ہے ان چیزوں سے جو ظالم اور کافر لوگ اس کے بارے میں کہتے ہیں۔کیا علی علیہ السلام غذا نہیں کھاتے؟ دوسرے لوگوں کی طرح نکاح نہیں کرتے تھے؟ اس کے ساتھ ساتھ نماز پڑھتے تھے۔خدا کی بارگاہ میں خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کرتے تھے۔جو ایسے صفات رکھتا ہو کیا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ اگر وہ خدا ہے تو پھر تم میں سے ہر ایک خدا ہوگا، کیونکہ وہ صفات جو حدوث میں دلالت کرتی ہیں ان میں وہ بھی شریک ہے"

اس شخص نے عرض کیا کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو ایسے معجزے دکھلائے جن سے دوسرے لوگ عاجز تھے۔لہٰذا اس لئے وہ خدا کہتے ہیں کیونکہ جب وہ ممکن اور عاجز چیزوں کی صفات کو ظاہر کرتے تو اس طرح معاملہ ان پر مشتبہ کر دیتے تھے اور

ان کا امتحان لیتے تھے تاکہ ان کا ان کے بارے میں ایمان اختیاری ہو۔ حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے اس بات سے غلط مطلب اخذ کیا ہے، صحیح تو یہ ہے کہ وہ کہیں کہ جب ان سے عاجزی اور محتاجی ظاہر ہوتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کمزور اور محتاج لوگوں کے ساتھ ان کی صفات میں شریک ہیں۔ اور جب ان سے معجزات ظاہر ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ کہنا چاہیے کہ معجزات ان کا کام نہیں ہے بلکہ اس قدرت کا کام ہے جو مخلوق کی طرح نہیں ہے یعنی قدرت پروردگار کو ظاہر کیا ہے اور خدا کا کام اس کے توسط سے انجام پایا ہے۔

پھر حضرت رضا علیہ السلام نے فرمایا: یہ کافر اور گمراہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے یہاں تک کہ ان کو غرور اور تکبر نے دبوچ لیا، وہ اپنے غلط نظریات اور ناقص عقلوں کے ذریعے غیر خدا کے راستے پر چل پڑے، اس طرح انہوں نے خدا کی قدرت کو کم اور اس کے حکم کو ہیچ شمار کیا اور اس کی شان عظیم کے متعلق توہین کے مرتکب ہوئے کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ خدا قدرت اور طاقت والا ہے اور اس کی قدرت اس کی اپنی ذاتی ہے کسی دوسرے نے اس کے پاس امانت نہیں رکھی اور نہ ہی اس نے اپنی بے نیازی میں کسی دوسرے سے فائدہ اٹھایا۔

(تفسیر امام حسن عسکریؑ: ص۵۰۔۵۶، الاحتجاج: ج۲/ص۴۳۹، بحار الانوار: ج۲۵/ص۲۷۴)

مؤلف کہتا ہے: حق بات تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو آئمہ طاہرین علیہم السلام کے بارے میں غلو کرتے ہیں انہوں نے مقام پروردگار کو محدود کر دیا ہے اور ان کا خیال ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی معرفت اپنی عقل کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں درحقیقت انہوں نے آئمہ طاہرین علیہم السلام کو نہ افضل جانا ہے اور نہ ہی تعظیم کی ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا مقام اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ ان کی عقل اس کا احاطہ کر سکے۔ بلکہ انہوں نے تو خالق متعال کو حقیر جانا ہے کہ اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ خدا کی شان اس سے بلند تر ہے جو کافروں اور ظالموں نے بیان کی ہے۔

(بحار الانوار: ج۲۵/ص۲۸۴ حدیث ۳۳)

حقیقت میں مذہب حقہ جس پر ہمارے بزرگ تھے اور اب ہم ہیں یہ ہے کہ خدا تبارک وتعالیٰ تمام جہانوں کا خالق اور تمام موجودات کو رزق دینے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک اور مثل

نہیں ہے۔رسول اکرم حضرت محمدؐاور آئمہ طاہرین علیہم السلام اس کے خاص بندے ہیں، وہ خلق ہوئے ہیں اور انہوں نے پرورش پائی ہے۔ضروریات بندگی ان پر واجب ہے۔یعنی جو کچھ بندگی اور عبودیت کے لئے ضروری اور لازم ہے اس پر عمل کریں۔آئمہ طاہرین علیہم السلام میں نبوت کا احتمال نہیں پایا جاتا ہے اور نبوت ان کے پاس نہیں ہے۔پیغمبر اکرمؐ کے لئے شان الوہیت سے کوئی حصہ نہیں ہے، بلکہ خدا نے ان عظیم ہستیوں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے اور تمام پسندیدہ امور اور حالات عجیبہ ان کو عطا فرمائے ہیں۔اپنے اسرار اور اسم اعظم ان کے اختیار میں دیئے ہیں۔ان کی پیروی کے بغیر اپنی اطاعت کو مخالفت شمار کیا ہے۔اور ان کے ساتھ ہر طرح کے برتاؤ کو اپنے ساتھ برتاؤ قرار دیا ہے۔

جیسے کہ زیارت جامعہ صغیرہ میں اس کے متعلق وضاحت ہوئی ہے۔

من والا هم فقد والى الله ومن عاداهم فقد عادى الله ومن عرفهم فقد عرف الله ومن جهلهم فقد جهل الله ومن اعتصم بهم فقد اعتصم بالله ومن تخلى منهم فقد تخلى من الله عزوجل

(من لا یحضرہ الفقیہ: ج۲/ص۶۰۸ حدیث ۳۲۱۲، اخبار الرضاؑ: ج۲/ص۲۷۶ حدیث ۱، التہذیب: ج۶/ص۸۳)

"جس نے ان کو دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے ان کے ساتھ دشمنی کی اس نے خدا کے ساتھ دشمنی کی۔جس نے ان کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا جس نے ان کو نہ پہچانا اس نے خدا کو نہیں پہچانا، جو کوئی ان کی پناہ حاصل کرے اس نے خدا کی پناہ حاصل کی، اور جس نے ان سے روگردانی کی اس نے خدا سے روگردانی کی"

تمام امور کی تدبیر خدا نے ان کے سپرد کی ہے، سوائے مستقل طور پر اور بغیر واسطہ اور بغیر مرضی خدا کے پیدا کرنے، روزی دینے، مارنے اور زندہ کرنے کے امور کے ایسا نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی اور وحی یا الہام کے بغیر ہی جس کو چاہیں حلال کردیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى. (سورۂ نجم: آیت ۳ اور ۴)

''یہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے بلکہ وحی الٰہی کے مطابق بولتے ہیں''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے اپنے پیغمبر کو اس طرح سے کامل بنایا کہ وہ حق اور صحیح کے علاوہ کسی چیز کو اختیار ہی نہیں کرتے اور ان کی فکر میں کوئی ایسی چیز آتی ہی نہیں ہے جو خدا کی مرضی کے مخالف ہو۔ لہٰذا خدا نے بعض امور ان کے سپرد کر دیئے ہیں۔ جیسے کہ بعض نمازوں کی رکعات کو زیادہ کرنا، نماز نافلہ کو متعین کرنا، مستحبی روزوں کی تعیین، دادا کا میت پوتے سے وراثت میں چھٹا حصہ لینا۔ اور تمام ایسی چیزوں کو حرام قرار دینا جو نشہ آور ہوں۔ یہ سب اس لئے ہے تا کہ خدا کے نزدیک آنحضرتؐ کی جو عزت و مقام ہے اسے ظاہر کرے۔ البتہ ان تمام امور میں اصل تعین وحی یا الہام کے بغیر نہیں ہے۔ (بحار الانوار: ج ۲۵/ص ۳۴۸)

جیسے کہ صفار نے کتاب ''بصائر'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا نے اپنے پیغمبر کو اپنی تعلیم و تربیت کے ساتھ پرورش دی، یہاں تک کہ جیسے وہ چاہتا تھا اور اس کا ارادہ تھا ویسے ہی اسے مستحکم اور مضبوط بنا دیا۔ پھر شریعت بنانے کا کام ان کے سپرد کر دیا، اور فرمایا:

مَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهَاکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

''ہمارا رسول تمہیں جو حکم دے اسے لے لو اور جس امر سے روکے اس سے اجتناب کرو'' (سورہ حشر: آیہ ۷)

فما فوض الله الی رسوله فقد فوضه الینا

''جو کچھ خدا نے اپنے رسول کو عطا کیا ہے ہمیں بھی اس کا اختیار دیا ہے''

(بصائر الدرجات: ۳۸۳ حدیث ۱ بحار الانوار: ج ۲۵/ص ۳۳۲ حدیث ۹، اصول کافی: ج ۱/ص ۲۸۶ حدیث ۹)

عیاشی اپنی تفسیر میں جابر سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام باقر علیہ السلام کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (سورۃ آل عمران: آیہ ۱۲۸)

''یعنی امور کا اختیار تیرے پاس نہیں ہے''

حضرت نے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم امور کا اختیار اس کے ہاتھ میں ہے اور فرمایا:

وکیف لا یکون له من الامر شی وقد فوض الله الیه ان جعل ما احل فهو حلال وماحرم فهو حرام

''کس طرح وہ امور پر اختیار نہیں رکھتا حالانکہ خدا نے اپنے دین کے معاملہ کو اس کے سپرد کیا ہے اور جس چیز کو اس نے حلال کیا اسے حلال قرار دیا اور جس چیز کو حرام کیا اسے حرام قرار دیا۔

(تفسیر عیاشی: ۱/۱۳۹، بحارالانوار: ۲۵/۳۳۷ حدیث ۱۷، تفسیر برہان: ۱/۳۱۴ حدیث ۲، الاختصاص: ۳۲۶)

اور امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے جو فرمان شریف شیخ بزرگوار ابو جعفر محمد بن عثمان بن سعید کے وسیلہ سے ہم تک پہنچا ہے۔ وہ ایک دعا ہے کہ جس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ اسے رجب کے مہینے میں ہر روز پڑھیں:

اللهمّ انّی اسالک بمعانی جمیع مایدعوک به ولاة امرک المامونون علی سرک المستبشرون بامرک والواصفون لقدرتک ، المعلنون لعظمتک، اسالک بما نطق فیهم من مشیتک فجعلتهم معادن لکلماتک وارکانا لتوحیدک وآیاتک ومقاماتک التی لا تعطیل لها فی کل مکان یعرفک بها من عرفک لا فرق بینک وبینها الا انهم عبادک وخلقک فتقها ورتقها بیدک بدوها منک وعودها الیک اعضاد واشهاد فبهم ملات سماءک وارضک حتی ظهر ان لا اله الا انت......)

''اے خدا! تجھ سے ان معانی کا سوال کرتا ہوں جن کے ذریعے سے والیان امر تجھے پکارتے ہیں' وہ جو تیرے رازوں کے امین اور تیرے امر کے ساتھ خوشخبری دینے والے ہیں۔ وہ جو تیری قدرت کے اوصاف اور تیری عظمت کو بیان کرنے والے ہیں۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس چیز کے ساتھ جس کے

ساتھ تیرا ارادہ ان کے بارے میں نطق کرتا ہے، پس تو نے ان کو اپنے کلمات کی کان اور اپنی یکتائی کی نشانیوں کے ارکان قرار دیا ہے۔ اور ان کو ہر مقام پر اپنا جانشین بنایا ہے جس نے بھی تیری معرفت حاصل کی، انہی کے ذریعے سے کی۔ تیرے اور ان کے درمیان (علم، قدرت اور دیگر صفات کے لحاظ سے) کوئی فرق نہیں ہے' سوائے اس کے کہ وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہیں۔ ان کے امور کا کھلنا اور بند ہونا تیرے ہاتھوں میں ہے۔ ان کی ابتداء اور انتہا تجھ سے اور بازگشت تیری طرف ہے۔ وہ تیرے مددگار اور تیری مخلوق پر گواہ ہیں۔ ان کے وجود سے آسمان اور زمین کو پر کیا، تا کہ یہ ظاہر ہو کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے"

یہ مکمل دعا شیخ طوسی کی کتاب ''مصباح'' اور دعاؤں کی دوسری کتابوں میں موجود ہے اور اس دعا میں ایسے راز ہیں کہ اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ نا اہل اشخاص کے سامنے راز نہ کھل جائیں، اس کا ذکر نہیں کیا جا سکتا؟ خدا تعالیٰ ایسے ارشادات کو سمجھنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (مصباح المتہجد، ص ۵۵۹۔ الاقبال، ص ۲۴۲)

کافیؒ میں ایک حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

وان عندنا سرا من سر الله وعلما من علم الله

(الکافی: ۱/۴۰۲ حدیث ۵' الوافی: ۳/۶۴۵ حدیث ۵' بحار الانوار: ۲۵/۳۸۵ حدیث ۴۴)

"ہمارے پاس خدا کے رازوں میں سے راز ہے اور علم باری تعالیٰ میں سے علم ہے ''کشی'' نے اپنی کتاب رجال میں جابر سے بیان کیا ہے' کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں قربان جاؤں آپ نے اپنے مخصوص رازوں میں سے چھ مطالب ایسے بتائے ہیں جو میں کسی کو بتا نہیں سکتا، میرے کندھوں پر ان کا بڑا بوجھ ہے جو کبھی کبھی میرے سینے میں طوفان برپا کر دیتے ہیں اور میں دیوانے کی طرح گننے لگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

یا جابر فاذا کان ذلک فاخرج الی الجبانة فاحفر حفیرة ودل

راسک فیھا ثم قل حدثنی محمدبن علی علیھما السلام بکذا و کذا

(رجال کشی:۱۹۴ح۳۴۳)

''اے جابر! جب تیری حالت ایسی ہو جائے تو صحرا کی طرف نکل جایا کرو اور ایک گڑھا کھود کر اپنا سر اس کے اندر کر کے کہا کرو، امام باقر علیہ السلام نے ایسے ایسے فرمایا ہے''

مؤلف کہتا ہے کہ سر کا معنی مخفی کرنا اور ظاہر نہ کرنا ہے۔اور یہ دو طرح سے ہوتا ہے۔کبھی ایسے مطلب کو سر کہتے ہیں جو ظاہر کرنے کے قابل تو ہوتا ہے لیکن بہت کم لوگ اس کے سننے کی ہمت رکھتے ہیں،اور کبھی ایسے مفہوم کو سر کہتے ہیں جو ظاہر کرنے کے قابل نہیں ہوتا کیونکہ اس کے متعلق اگر بتایا جائے تو وہ راز ہی نہیں رہتا۔پہلی قسم کو سر نسبی کہتے ہیں اور دوسری کو سر حقیقی کہتے ہیں۔

پہلی قسم کے راز ایسے ہیں جو اہل بیت علیہم السلام نے اپنے خاص اور منتخب بندوں پر افشاں کیے ہیں۔جب کہ دوسری قسم کے اسرار صرف انہیں کے پاس ہیں کیونکہ ان کی حقیقت ہی سر (راز) ہے۔لہذا جو کلمات ان سے ہم تک پہنچے ہیں انہوں نے ان میں ایسے امور کے ساتھ تعریف کی ہے جو محدود اور معین نہیں۔ان میں سے ایک مذکورہ عبارت بھی ہے۔''تیرے مقامات کے ذریعے سے'' وہ مقامات کہ ان کے لئے کسی مکان میں کوئی تعطیل نہیں ہے۔ان معانی کے ذریعے سے کہ تیرے والیان امر ان کے ذریعے سے تجھے پکارتے ہیں۔

آپ رحمت کے دروازے اور ایسے کامل کلمات ہیں کہ فکر و عقل اور گہری سوچوں سے بھی ماوراء ہیں۔

یہ ایسا مقام ہے جس کی تشریح اور توضیح نہیں ہو سکتی۔کیونکہ اس مقام پر قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔امام صادق علیہ السلام کے فضائل کے باب میں ہم ایک حدیث نقل کریں گے۔جس میں جملہ (فبھم ملات سمائک وارضک) ''تو نے آسمان اور اپنی زمین کو ان کے وجود سے پر کیا ہے'' کی تفسیر کی ہے۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی اشکال و اعتراض نہیں ہے کہ کوئی اس بات کا قائل ہو کہ

لوگوں کے اجتماعی معاملات مثلاً لوگوں کی سیاست اور اس کی تکمیل ان کے سپرد کی ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ "آیہ شریفہ" (وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ) (سورہ حشر: آیہ ۷) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ہم خدا کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام کرتے ہیں، اسی طرح کے عطا کئے گئے علم کے مطابق لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔

(بحار الانور: ۲۵/۳۴۹)

اسی طرح اس میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے کہ کوئی اس بات کا قائل ہو کہ علوم اور احکام کو بیان کرنا ان کی اپنی صوابدید کے مطابق ان کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ جیسا وہ بہتر سمجھیں، بیان کریں' کیونکہ لوگوں کی عقلیں ایک جیسی نہیں ہیں۔ لہٰذا کچھ لوگوں کے جواب میں تو تقیہ اختیار کرنا پڑ جاتا ہے' اسی لئے بہت سی روایات میں فرماتے ہیں:

علیکم المسالة ولیس علینا الجواب (بحار الانوار: ۲۳/۱۷۴)

"تم پر استفسار کرنا واجب ہے لیکن ہم پر جواب دینا واجب نہیں ہے"

اسی طرح عطا کرنے کا معاملہ بھی ان کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

کتاب "بصائر" میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اذا ارائت القائم صلوات الله علیه اعطی رجلا مائة الف واعطی رجلا آخرا درهما فلا یکبر فی صدرک فان الامر مفوض الیه

(بصائر الدرجات ۳۸۶ حدیث ۱۰، مختصر البصائر: ۹۵ حدیث ۲۷)

"جب تم دیکھتے ہو کہ حضرت قائم علیہ السلام ایک شخص کو ایک لاکھ درہم اور دوسرے کو ایک درہم دیتے ہیں تو تیرے دل پر سخت نہ گزرے کیونکہ وہ معاملات میں مختار ہیں"

اور یہ بات معلوم ہے کہ اہل بیت علیہم السلام وہی اختیار کرتے ہیں جسے خدا چاہتا ہے "بصائر" میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے:

ان الله جعل قلوب الائمه موردا لا رادته فاذا شاء الله شیئا شاوه

وهو قول الله عزوجل (وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ)

(سورہ الانسان: آیت۳۰، سورۃ تکویر: آیت۲۹)

"خدا نے آئمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادے کا ٹھکانا بنایا ہے جب خدا کسی چیز کو چاہتا ہے تو یہ حضرات بھی اسی کو چاہتے ہیں اور قول خدا" کہ اولیاء خدا وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے" کا بھی یہی معنی ہے۔

بعض دوسری روایات میں فرمایا ہے: (بصائر الدرجات: ۵۱۲، تفسیر قمی: ۲/۴۰۹)

ان الا مام وکرلا رادة الله عزوجل لایشاء الا ان یشاء الله

(بحارالانوار: ۲۵/۳۸۵ حدیث ۴۱)

"بے شک امام علیہ السلام خدا کے ارادے کی تجلی گاہ ہے۔ امام علیہ السلام نہیں چاہتے مگر وہی جو خدا چاہتا ہے۔"

مذکور ہو چکا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں ہم ایسے کہتے ہیں۔

وارادة الرب فی مقادیر اموره تهبط الیکم وتصدر من بیوتکم

(الکافی: ۴/۵۷۵ حدیث ۲، الفقیہ: ۲/۵۹۴ حدیث ۳۱۹۹، التہذیب: ۶/۵۴ حدیث ۱)

"خدا کا ارادہ اس کے امور کی تقدیروں میں تمہاری طرف نازل ہوتا ہے اور تمہارے گھروں سے نکلتا ہے"

اسی طرح زیارت جامعہ کبیرہ میں ہم پڑھتے ہیں۔

لا یوازیها خطر ولا یسموا الی سمائها النظر ولا یقع علی کنهها الفکر ولا یطمع الی ارضها البصر، ولا یقادر سکانها البشر

(بحارالانوار: ج۱۰۲/ص۱۵۱)

"کوئی مرتبہ و منزل اس کے ہم پلہ نہیں ہے، اور نظر سے اس کے مرتبہ آسمانی کا ادراک نہیں ہوسکتا، فکریں اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتیں، بصیرت کا کیا کام اس کی سرزمین میں سیر کرے، بشری قدرت اس جگہ ٹھکانا نہیں کرسکتی۔ زیارت

امام منتظر حضرت حجت صلوات اللہ علیہ السلام میں پڑھا جاتا ہے: یہ وہ زیارت ہے جس کو سید بن طاؤس نے نقل کیا ہے اور زیارت ندبہ کے نام سے مشہور ہے۔اور یہ زیارت بارہ رکعات نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے جس کی ہر رکعت میں قل ھواللہ احد پڑھا جاتا ہے۔اسی زیارت کی ابتداء ان کلمات کے ساتھ ہے"

سلام علی آل یس ذلک ھوا لفضل المبین

(بحارالانوار:۹۴/ ۳۷ حدیث ۲۳، صحیفہ مھدیہ :۱۳۳)

اس زیارت میں ایسے دقیق اور جاذب نظر نقاط ہیں کہ بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں۔

فما شئی منہ الا وانتم لہ السبب والیہ السبیل

اس سے کوئی ایسی چیز نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس کے لئے اور اس تک پہنچنے کا راستہ ہو"

ودلیل ارادتہ

"تم اس کے ارادے تک پہنچنے کے لئے راہنما ہو"

وانتم جاھنا اوقات صلاتنا وعصمتنا بکم

"آپ نماز کے اوقات میں ہمارے سامنے ہیں ہماری حفاظت آپ ہی کے سبب سے ہے"

والقضاء المثبت ما استاثرت بہ مشینکم والممحوما استاثرت بہ سنتکم

"وہ جس پر قضاء ثابت اور تبدیل نہیں ہوسکتی جس کے متعلق تمہارا ارادہ ہو چکا ہو اور جس کو تمہاری سنت اختیار کرلے وہ تبدیل ہونے اور محو ہونے کے قابل ہو جاتی ہے"

شیخ طبرسی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "احتجاج" میں ایک روایت نقل کی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امور اہل بیت علیہم السلام کے سپرد نہیں ہوئے، کچھ شیعہ حضرات اس معاملہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ آیا خدا نے پیدا کرنے اور روزی دینے کے امور آئمہ علیہم السلام

کے سپرد کیے ہیں یا نہیں ۔ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ خدا نے ان کو یہ قدرت عطا کی ہے اور ان کے سپرد کیا ہے لہٰذا نتیجۃً یہ حضرات خلق بھی کرتے ہیں اور روزی بھی دیتے ہیں۔

ایک دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہے کہ یہ امر محال ہے۔

دونوں گروہ اکٹھے ہو کر محمد بن عثمان جو امام زمانہ علیہ السلام کے نائب خاص اور ترجمان تھے کے پاس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے آئے، خط لکھ کر حضرت کی خدمت میں ارسال کیا۔حضرت نے فرمایا:

کہ وہ خدا تبارک وتعالیٰ ہے جس نے جسموں کو پیدا اور روزی کو تقسیم کیا ہے۔اس لئے کہ نہ وہ جسم ہے اور نہ ہی اس میں حلول کیا ہے۔

لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ

"اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے،وہ دیکھنے والا اور سننے والا ہے"

(سورہ شوریٰ: آیت ۱۱)

فاما الائمة عليهم السلام فانهم يسالون الله تعالى فيخلق ويسالونه فيرزق ايجابا لمسالتهم واعظاما لحقهم

"آئمہ علیہم السلام خدا تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں پس وہ پیدا کرتا ہے،اور اس سے تقاضا کرتے ہیں چنانچہ وہ روزی دیتا ہے' ان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اور ان کے حق کی عظمت کی خاطر"

(الاحتجاج:۲/۲۸۴،بحارالانوار:۲۵/۳۲۹ حدیث۴،غیبۃ طوسی:۱۷۸)

کتاب "روضۃ الواعظین" میں کامل بن ابراہیم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے کہ میں امام عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، تا کہ ان سے تفویض کے متعلق سوال کروں۔آنحضرت کی خدمت میں سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا،اچانک میں نے ایک چاند سے بچے کو دیکھا کہ جس کی عمر تقریباً چار سال کی ہوگی۔اس شہزادے نے مجھے فرمایا:

يا كامل جئت الى ولى الله وحجة تساله عن مقالة المفوضة،

كذبوا بل قلوبنا اوعية لمشية الله (فاذاشاء شئنا) والله يقول (وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ) (سورہ دھر: آیت ۳۰، سورہ تکویر: آیت ۲۹)

"اے کامل خدا کے ولی اور اس کی حجت کے پاس آئے ہوتا کہ ان سے مفوضہ کے عقیدہ کے متعلق پوچھو۔ وہ جھوٹ کہتے ہیں جس طرح وہ کہتے ہیں مطلب اس طرح نہیں ہے، بلکہ ہمارے دل خدا کے ارادے کا محل ہیں جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ تم نہیں چاہتے ہو مگر وہ جو خدا چاہتا ہے"

(تبصرة الولی: ۶۰، الخرائج: ۱/ ۴۵۸ حدیث ۴ کشف الغمة: ۲/ ۴۹۹، ینابیع المودة: ۴۶۱)

کتاب "خصال" میں چار سو حدیث کے ضمن میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں:

اياكم والغلو فينا قولوا انا عبيد مربوبون، وقولوا فى فضلنا ماشئتم

(الخصال: ۲/ ۶۱۴ سطر ۸، بحار الانوار: ۲۵/ ۲۷۰ ح ۱۵)

"ہمارے متعلق غلو کرنے سے بچتے رہنا، کیونکہ ہم خدا کے پرورش کئے ہوئے بندے ہیں۔ اس وقت ہماری فضیلت میں جو کہنا چاہو کہو"

امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں آنحضرت سے نقل ہوا ہے۔

لاتتجاوزوا بنا العبودية ثم قولوا ما شئتم ولن تبلغو واياكم والغلو كغلو النصارى فانى برى من الغالين

(تفسیر امام حسن عسکری: ۵۰ حدیث ۲۴)

"ہمیں مقام عبودیت سے بلند نہ جانو، اس کے بعد جو چاہو کہو تم ہماری حقیقت کی عظمت تک نہیں پہنچ سکتے۔ نصاریٰ کی طرح ہمارے بارے میں غلو نہ کرنا کیونکہ میں غالی لوگوں سے بیزار ہوں"

مزید فرماتے ہیں: -

لا ترفع البناء فوق طاقته فينهدم اجعلونا مخلوقين وقولوا فينا ماشئتم فلن تبلغوا۔ (بصائر الدرجات/ ۱۴۳ حدیث ۲۱)

''عمارت کو اس کی طاقت سے زیادہ بلند نہ کرو، وگرنہ وہ گر جائے گی۔ ہمیں خدا کی مخلوق قرار دینے کے بعد ہمارے متعلق جو فضیلت بھی بیان کرنا چاہو بیان کرو، لیکن تم ہماری عظمت کو نہیں پا سکتے''۔

کتاب ''بصائر'' میں کامل تمار سے منقول ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا کامل: اجعلوالنا ربا نووب الیه وقولوا فینا ماشئتم ثم قال وما عسی ان تقولوا وعسی ان نقول ماخرج الیکم من علمنا الا الفا غیر معطوفة (بصائر الدرجات: ۵۰۷ حدیث ۸، بحار الانوار: ۲۵/۲۸۳ حدیث ۳۰)

''اے کامل! ہمارے لئے رب قرار دو کہ جس کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں، اس کے بعد ہماری فضیلت میں جو چاہو کہو۔ پھر فرمایا: ممکن نہیں ہے کہ ہمارے حق کو ادا کرو اور ہمارے علوم و معارف میں سے تم تک صرف وہ الف پہنچا ہے جس کا عطف نہ ہوا ہو۔ (یہ کمی اور قلت کی طرف اشارہ ہے)''

''علل الشرائع''، ''عیون الاخبار''، ''کمال الدین'' اور ''امالی'' میں حضرت رضا علیہ السلام سے ایک طویل حدیث امام کی صفات اور عظمت کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا امامت قدر و منزلت کے لحاظ سے بلند تر ہے اور از لحاظ شان و مرتبہ عظیم تر ہے اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے اس سے بلند تر ہے کہ لوگوں کی عقلیں اس کو پاسکیں اور اپنے ارادے اور نظریات کے ساتھ اس تک پہنچ سکیں یا یہ کہ کوئی امام یا پیشوا اپنی مرضی سے نصب کر سکے۔ حضرت ابراہیمؑ کو مقام نبوت اور مقام خلت خدا نے مقام امامت کے بعد عطا کیا اور ان کو مقام اشرف سے نوازا۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا:

هیهات هیهات، ضلت العقول، وتاهت الحلوم، وحارت الالباب، وحسرت العیون' وتصاغرت العظماء، وتحیرت الحکماء وحسرت الخطباء، وجهلت الالباء ،وعجزت الارباء، وکلت الشعراء، وعییت البلغاء عن وصف شان من شانه اوفضیلة من

فضائله فا قرت بالعجزو التقصیر و کیف یوصف اوینعت بکنهه؟ او یفهم شئی من امرہ، او یوجد من یقوم مقامه، او یغنی غناء ہ لا کیف وانی ؟

''بعید ہے بعید ہے۔امامت کے متعلق عقلیں سرگردان ہیں، فہم اور شعور حیرت میں ہیں،اور فکریں پریشان ہیں، آنکھیں کمزور ہیں، بڑے بڑے جھوٹے نظر آتے ہیں، حکماء پریشان اور خطباء گونگے ہیں،صاحبان علم جہالت میں چالاک اور ہوشیار عاجز ہو جاتے ہیں' شعرااور فصیح و بلیغ کمزور ہیں، کسی کی طاقت نہیں کہ مقام امامت کی شان بیان کر سکے۔سب کے سب اپنی کمزوری اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہیں کہ کس طرح امامت کے اوصاف بیان کئے جاسکتے ہیں یا اس کی حقیقت کی پہچان کی جاسکتی ہے یا اس کے امور میں سے کوئی امر سمجھ آسکے، یا کوئی ایسا ہو جو مقام امامت پر بیٹھ کر لوگوں کی ضروریات کو پورا کر سکے......''

(کمال الدین:۲/۶۷،حدیث۳۱،عیون الاخبار:۱/۱۷۱،حدیث۱،امالی صدوق:ص۵۳۶،حدیث۱)

کتاب ''بحارالانوار'' میں مفضل سے نقل ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لو اذن لنا ان نعلم الناس حالنا عند الله ومنزلتنا منه لما احتملتم فقال له: فی العلم؟ فقال : العلم السر من ذلک ان الا مام وکر لا رادة الله عزوجل لا یشاء الا ماشاء الله

(المختصر:۱۲۸، بحارالانوار:۲۵/۳۸۵حدیث۴۱)

''اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ جو مقام ہمارا خدا کے نزدیک ہے وہ لوگوں کو بتا سکیں تو تم میں اسے تحمل اور قبول کرنے کی طاقت نہ ہوتی''

راوی نے عرض کیا: کیا اس سے مراد آپ کا علم ہے؟ حضرت نے فرمایا:علم تو اس مقام سے آسان ترین ہے، بے شک امام خدا کے ارادے کے لئے محل ہے، امام نہیں چاہتا مگر وہ جو خدا چاہتا ہے کتاب '' نوادر الحکمۃ '' میں اسحاق قمی سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے

اپنے ایک صحابی بنام حمران بن اعین سے فرمایا:

یا حمران: ان الدنیا عند الامام والسماوات والارضین الا ھکذا واشار بیدہ الی راحتہ یعرف ظاھرھا وباطنھا وداخلھا وخارجھا ورطبھا ویابسھا (المختصر:۱۴۳، بحارالانوار:۲۵/۳۸۵ حدیث۴۲)

''اے حمران: دنیا آسمان اور زمینیں امام کے نزدیک اس ہتھیلی کی مانند ہیں (اور آپ نے اشارہ اپنے ہاتھ کی طرف فرمایا) ان کے ظاہر اور باطن ان کے خارج اور داخل اور ان کے خشک و تر سب امام جانتا ہے''

امام صادق علیہ السلام اپنے آباؤ واجداد سے روایت فرماتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ نے پیغمبر اکرمؐ کی وفات کے تین روز بعد ایک خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! میری باتوں کی طرف توجہ کرنا اور غور وفکر کرنا۔ مجھے بہت سا علم عطا کیا گیا ہے۔ اگر وہ سب کچھ جو امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل کے متعلق میں جانتا ہوں آپ کو بتلا دوں تو تم میں سے ایک گروہ مجھے دیوانہ سمجھنے لگے گا اور دوسرا گروہ کہے گا کہ خدایا! سلمان کو قتل کرنے والے کو بخش دے۔

ان لکم منایا تتبعھا بلایا الا وان عند علی ابن ابی طالب المنایا والبلایا و میراث الوصایا وفصل الخطاب

''تمہارے لئے موت اور اس کے بعد بلائیں ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علی ابن ابی طالب کے نزدیک موت اور بلاؤں کا علم ہے وہ میراث کا علم رکھتے ہیں۔ اور حق کو باطل سے جدا کرنے والی حقیقت سے بھی باخبر ہیں'' (بحارالانوار:۳۲/۳۸۷)

ایک روایت کے ضمن میں مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: مولا! آپ پر قربان جاؤں، کیا امام میں اتنی طاقت ہے کہ بغداد سے کوئی چیز اٹھائے حضرت نے فرمایا: "**نعم وما دون العرش**"

''ہاں: نہ تنہا بغداد بلکہ خدا نے عرش کے نیچے جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب امام کے اختیار میں ہے'' (بحارالانوار:۲۵/۵۸ حدیث ۲۵)

اس مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے، کہ ہر شخص پر واجب ہے کہ اجمالی طور پر آئمہ معصومین علیہم السلام کے فضائل ومناقب کا اعتراف کرے' چاہے وہ ان کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔

اور اس مطلب کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو کتاب ''کافی'' میں یحیٰی بن زکریا سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

من سره ان يستكمل الايمان كله فليقل القول منى فى جميع الاشياء قول آل محمد فيما اسروا ما اعلنوا وفيما بلغنى عنهم وفيما لم يبلغنى (الکافی، ج ا،ص ۳۹۱۔ بحارالانوار ج ۲۵ ص ۳۶۴)

''جو چاہتا ہے کہ اس کا ایمان کامل ہو اسے چاہیے کہ وہ کہے کہ میری ہر بات میں محمد و آل محمد علیہم السلام کی بات ہے جو کچھ بھی انہوں نے ظاہر کیا ہے یا چھپایا ہے یا جو ان سے مجھ تک پہنچا ہے یا نہیں پہنچا''

ان مقدمات کے بعد اب ہم شروع کرتے ہیں ان کے ساتھ محبت کی فضیلت سے ایک قطرے کو اور اس کی فضیلت کو جو ان پاک ہستیوں کے ساتھ محبت رکھتا ہو اور ان کے شیعوں میں سے ہو، تا کہ آپ کی آنکھوں کا نور بن سکے اور آپ کے دلوں کی ان کی محبت میں مضبوط اور مستحکم رکھے۔

ان مطالب کو پیغمبر اکرمؐ سے لے کر امام وقت حضرت حجۃ بن الحسن صلوات اللہ علیہ وعلی آباۂ الطاہرینؑ تک ترتیب سے ایک ایک باب کر کے لاؤں گا، اس حال میں کہ اپنی آنکھیں ان ذوات مقدسہ کے لطف اور مہربانی کی طرف لگائے ہوئے ہوں۔ خدا کی توفیق اور مدد کے ساتھ جس قدر شامل حال ہوگی اور یہ توفیق کہ خدا بہترین دوست ہے اور خدا تبارک وتعالیٰ ہی ہے جو توفیق شامل حال فرماتا ہے۔

پہلا باب

وہ روایات جو پیغمبر اکرم حضرت محمدؐ کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں

(۱) امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ ایک صحرا میں رہنے والے عربی نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا کہ بہشت کی کیا قیمت ہے؟ آپ نے فرمایا:

اخلاص

لا اله الا الله يقولها العبد مخلصا

''عبد کا خلوص دل کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہنا اس نے عرض کیا: اس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

العمل بما بعثت به وحب اهل بيتي واله لمن اعظم حقها''

''جس لئے میں بھیجا گیا ہوں اس پر عمل کرنا اور میری اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنا جو اس کا سب سے بڑا حق ہے''

(امالی طوسی: ۵۸۳ حدیث ۱۲، بحار الانوار: ۳/۱۳ حدیث ۳۰)

مؤلف کہتا ہے حقیقت اخلاص یہ ہے کہ تم اس طرح کہو: میرا پروردگار خدا ہے پھر اس پر استقامت سے قائم رہو، عمل خدا کے لئے انجام دو۔ اور اس چیز کو پسند نہ کرو کہ کوئی تمہاری تعریف کرے۔ (بحار الانوار: ۲۹۴/۷۲ اور ۳۰۱)

اقرار عبودیت

پیغمبر اکرمؐ اخلاص کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

المخلص الذی لایسال الناس شیئا حتی یجد، واذا وجد رضی، واذا بقی عنده شی اعطاه فی الله فان لم یسال المخلوق فقد اقر الله عزوجل بالعبودیة واذا وجد فرضی فهوعن الله راض والله تبارک وتعالی عنه راض واذا اعطی لله عزوجل فهو علی حد الثقة بربه عزوجل.

"مخلص کوئی چیز لوگوں سے نہیں مانگتا' یہاں تک کہ وہ خود اسے پالیتا ہے، اور جب اسے پالیتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور جب اس کے پاس کوئی چیز باقی بچ جاتی ہے تو اسے راہ خدا میں دے دیتا ہے' اگر مخلوق سے کسی چیز کا سوال نہ کرے تو اس نے اللہ جل جلالہ کی عبودیت کا اقرار کیا ہے اور جب وہ لے اور خوش ہو جائے تو خدا سے خوش ہوا ہے اور خداوند تبارک و تعالیٰ اس سے خوشنود ہوا ہے، اور جب وہ راہ خدا میں کسی چیز کو عطا کرے تو اس پر غماز ہوگا کہ وہ پروردگار سے مطمئن ہے"

(معانی الاخبار: ۲۶۰ حدیث ۱، بحار الانوار: ۶۹/۴/۲۷۴ حدیث ۱۹)

(۲) کتاب "عیون اخبار الرضا" میں ابا صلت ھروی امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے اپنے ابا و اجداد سے اور انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

خدا نے مجھ سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا' اور خدا کے نزدیک مجھ سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں ہے' امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ افضل ہیں یا جبرائیل؟ آپ نے فرمایا:

علیؑ دوسرے انبیاء سے افضل

یا علی ان اللہ تبارک وتعالی فضل انبیاء ہ المرسلین علی ملائکتہ المقربین و فضلنی علی جمیع النبیین والمرسلین والفضل بعدی لک یا علی والائمۃ من بعدک وان الملائکۃ لخدامنا وخدام محبینا

"یا علیؑ! خدا نے اپنے رسولوں کو اپنے مقرب فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور مجھے سب نبیوں اور رسولوں پر فضیلت بخشی ہے' میرے بعد فضیلت یا علیؑ تیرے لئے اور تیرے بعد والے اماموں کے لئے ہے، بے شک فرشتے ہمارے اور ہمارے محبین کے خدمت گزار ہیں"۔

یا علیؑ! وہ فرشتے جو خدا کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو عرش کے اطراف میں خدا کی حمد وثناء کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہیں۔

اگر آل محمدؐ نہ ہوتے

یا علی لولا نحن ما خلق اللہ آدم، ولا حواء، ولا الجنۃ ولا النار، ولا السماء ولا الارض.

"یا علیؑ! اگر ہم نہ ہوتے تو خدا آدم، حوا، جنت، جہنم، آسمان اور زمین پیدا نہ کرتا کس طرح ہم فرشتوں سے افضل نہ ہوں۔ حالانکہ ہم نے فرشتوں سے پہلے خدا کی تسبیح، تہلیل اور تقدیس بیان کی ہے کیونکہ خدا نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا۔ ہمیں اپنی توحید اور تعریف کرنے والی زبان عطا فرمائی۔ پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ جب فرشتوں نے ہمارے بے نظیر نور کو دیکھا تو ہمیں عظیم شمار کیا۔ ہم نے حق تعالیٰ کی تسبیح کی تاکہ فرشتے جان لیں کہ ہم اس کی پیدا کی ہوئی مخلوق ہیں اور وہ ہماری صفات سے پاک ہے۔ ہماری تسبیح

کو دیکھ کر فرشتوں نے بھی تسبیح کی اور اسے ہماری صفات سے پاک ومنزہ جانا"

جب فرشتوں نے ہماری عظمت کا مشاہدہ کیا کہ ہم نے اس خدا کی تہلیل کی جو وحدہ لاشریک ہے اور ہم اس کے بندے ہیں اور خدا نہیں ہیں کہ اس کے ساتھ یا اس کے بعد ہماری عبادت واجب ہو۔پس فرشتوں نے کلمہ "لا الہ الا اللہ" پڑھا: اور جب فرشتوں نے ہمارے مقام کی بلندی کو دیکھا تو ہم نے تکبیر کہی، تا کہ فرشتے جان لیں کہ خدا اس سے بلند تر ہے' کہ کوئی اس کے سبب کے بغیر بلند مقام و مرتبہ تک پہنچ سکے۔

اور جب فرشتوں نے ہماری عزت و قوت کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا " لا حول ولا قوۃ الا باللہ" تا کہ فرشتے جان لیں کہ کوئی قوت و طاقت خدا کے سبب کے بغیر نہیں ہے۔فرشتوں نے ہمیں خدا کی دی ہوئی نعمت اور ہماری اطاعت جو لوگوں پر واجب ہے کا مشاہدہ کیا تو ہم نے کہا "الحمد للہ" تا کہ فرشتے جان لیں کہ نعمتوں کی خاطر حمد و ثناء صرف پروردگار کے لائق ہے پس فرشتوں نے بھی "الحمد للہ" کہا: پس فرشتوں نے ہمارے وسیلے سے توحید، تسبیح، تہلیل، تحمید کی اور معرفت کی طرف ہدایت حاصل کی۔

آدمؑ کو سجدہ کیوں؟

ثم ان اللہ تبارک و تعالی خلق آدم فاو دعنا صلبہ وامر الملائکۃ بالسجود لہ تعظیما لنا واکراما

"پھر خدا نے آدم کو پیدا کیا اور ہمیں امانت کے طور پر اس کی صلب میں رکھا اور پھر فرشتوں کو حکم دیا تا کہ ہماری تعظیم کی خاطر آدم کو سجدہ کریں پس فرشتوں کا سجدہ خدا کے لئے اس کی عبادت کی خاطر تھا اور آدم کے لئے سجدہ خدا کی اطاعت اور احترام کے لئے تھا۔کیونکہ ہم اس کی صلب میں تھے۔پس کس طرح ہم فرشتوں سے افضل نہ ہوتے؟ جب کہ تمام فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا ہے۔"

(عیون اخبار الرضاؑ:۱/۲۰۴حدیث۲۲،کمال الدین:۱/۲۵۴حدیث۴،علل الشرائع:۱/۵ح۱)

ایک شاعر نے اس مطلب کو اس طرح شعر میں بیان کیا ہے:

تصاعدت فی مراقی العز رتبتهم
فظن انهم لله اقران
فلا تقس فضلهم للانبیاء اجل
فان سلمانهم بعد تصغیر سلیمان

''عزت وعظمت کے درجات میں ان کا رتبہ بلند ہوا یہاں تک کہ یہ گمان ہونے لگا کہ یہ خدا کے نزدیک ہیں۔ان کی فضیلت کو انبیاء کے ساتھ قیاس نہ کرو بے شک اگر ان کے سلمان کو چھوٹا کرو تو وہ سلیمان ہو جاتا ہے''

(۳) علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ابلیس، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس وقت آیا جب آپ خدا کے ساتھ مناجات میں مشغول تھے۔ایک فرشتے نے اس سے کہا: تیرا برا ہو تو ان سے کیا امید رکھتا ہے جب کہ وہ خدا کے ساتھ مناجات میں مصروف ہیں؟ ابلیسؑ نے کہا وہی امید جو آدم کے ساتھ تھی جس وقت وہ جنت میں تھے۔

خدا نے حضرت موسیٰ سے فرمایا:

اے موسیٰؑ! میں اس وقت تک کسی کی نماز قبول نہیں کروں گا مگر یہ کہ وہ میری عظمت کے سامنے عاجزی رکھتا ہو، اور ایسی حالت میں رات بسر نہ کرے کہ گناہ اور غلطیوں پر مصر ہو۔میرے اولیاء اور میرے خاص بندوں کے حق کو پہچانتا ہو۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: کیا اولیاء سے آپ کی مراد حضرت ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ ہیں؟ خدا نے فرمایا: یہ بھی میرے اولیاء میں سے ہیں لیکن میری مراد وہ ہیں جن کی خاطر میں نے آدم اور حوا کو پیدا کیا، جنت اور جہنم کو خلق کیا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! مجھے ان کی پہچان کروا۔خدا نے فرمایا: وہ محمد ہے اور اس کا دوسرا نام احمد ہے، میں نے اس کا نام اپنے نام سے نکالا ہے، کیونکہ میں محمود ہوں اور وہ محمد ہے'موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے خدا! مجھے

ان کی امت میں سے قرار دے ۔خدا نے فرمایا: یا موسیٰ علیہ السلام:

انت من امته اذا عرفته وعرفت منزلته ومنزلة اهل بيته ان مثل ومثل اهل بيته فيمن خلقت كمثل الفردوس في الجنان الا ينتثرو رقها ولا يتغير طعمها.

"اے موسیٰ! اگر تو ان کی اور ان کے اہل بیت کی معرفت کرے تو تو ان کی امت میں سے ہے۔ میری مخلوقات کے درمیان ان کی اور ان کے اہل بیت کی مثال ایسے ہے جیسے فردوس کی مثال جنت میں ہے۔ اس کے پتے نہیں گرتے اور اس کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا"

(محمد و آل محمدؐ ہمیشہ ثابت قدم ہیں اور کبھی بھی لغزش اور انحراف ان میں پیدا نہیں ہوتا) جو بھی ان کو پہچانے اور ان کے حق کی معرفت رکھتا ہو، تو اسے جہالت کے بدلے میں علم و ہنر اور ظلمت و تاریکی کے مقابلے میں نور و روشنی عطا کروں گا۔ مجھ کو پکارنے سے پہلے اسے جواب دوں گا، اور اس کے مانگنے سے قبل عطا کروں گا۔

اے موسیٰ! جب تو دیکھے کہ فقر و تنگدستی نے تیری طرف رخ کیا ہے تو کہو: خدا کے نیک بندوں کی علامت مبارک ہو، اور جب دیکھو مال و دولت آ رہا ہے تو کہو یہ کسی گناہ کی وجہ سے عذاب آ رہا ہے۔

اے موسیٰؑ! دنیا سزا کا گھر ہے۔آدم کو میں نے اس میں سزا دی جب اس نے غلطی کی، دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سوائے اس کے جو میرے ساتھ مربوط ہے سب پر میں نے لعنت کی ہے۔

اے موسیٰؑ! نیک اور صالح بندے اس دنیا کی حقیقت کا ادراک رکھنے کے سبب اس سے دوری اور بے رغبتی کا اظہار کرتے رہے اور جو لوگ اس کی حقیقت سے ناواقف تھے انہوں نے اس کی طرف رغبت پیدا کی۔میری مخلوق میں سے جس نے بھی دنیا کو اہمیت دی میں نے اس کی آنکھوں کو اس کے ساتھ روشن کیا۔اور جس کسی نے بھی اس کو حقیر جانا میں نے

اسے اس سے بہرہ مند کیا۔

پھر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر ہو سکے تو ایسا کام انجام دو جس سے لوگ تجھے نہ پہچانیں۔ اگر لوگ تیری تعریف نہ کریں تو اس میں تیرا کوئی نقصان نہیں ہے۔اور تیرے لئے کوئی اشکال نہیں ہے کہ لوگ تجھے برا بھلا کہیں، لیکن خدا کے نزدیک تو قابل تعریف ہو۔بے شک امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

لا خیر فی الدنیا الا لاحد رجلین رجل یزداد کل یوم احسانا ورجل یتدارک منیته بالتوبة وانی له بالتوبة واللہ لو سجد حتی ینقطع عنقه ماقبل اللہ منه الا بولایتنا اھل البیت

''سوائے دو آدمیوں کے کسی کے لئے بھلائی نہیں ہے ایک وہ آدمی جو ہر روز ایک نیا احسان کرنے کے ساتھ اپنی خوبی میں اضافہ کرتا ہو۔اور دوسرا وہ جو گذشتہ گناہوں کا توبہ کے ساتھ جبران کرتا ہو۔وہ توبہ کیسے کرسکتا ہے؟ خدا کی قسم اگر اس قدر طویل سجدہ کرے کہ اس کی گردن جدا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک اہل بیت کی ولایت اس کے پاس نہ ہوتی''۔

آگاہ رہو، جو بھی ہمارے حق کی پہچان رکھتا ہے۔ یہ امید رکھتا ہے کہ ہمارے ساتھ تعلق کی وجہ سے اسے اجروثواب ملے گا تو وہ روزانہ کی ضرورت کے مطابق خوراک، تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا اور سر چھپانے کے لئے چھت پر راضی ہوتا ہے اور وہ اس وصف کے ساتھ خوف زدہ اور مضطرب ہوتا ہے۔(تفسیر قمی:۱/۲۴۳، معانی الاخبار:۲۰)

مؤلف کہتے ہیں: فیضؒ نے اس روایت کے آخر میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے کہ وہ دوست رکھتے ہیں کہ دنیا سے ان کا نصیب اور حصہ اس قدر ہو، خدا تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں ان کی اس طرح توصیف کی ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ (المومنون: آیہ ٦٠)

"وہ لوگ جو ان کا وظیفہ تھا اس کو بجا لائے پھر بھی ان کے دل خوفزدہ ہیں"

راوی نے عرض کیا:

وہ عمل جو انجام دے چکے ہیں وہ کیا ہے؟

حضرت نے فرمایا: وہ عمل خدا کی اطاعت ہے ہماری حجت اور ولایت کے ساتھ، اور ان کو خوف اس بات کا ہے کہ شائد عمل قبول نہ ہو۔ خدا کی قسم ان کا ڈر اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ صحیح راہ پر چلے ہیں یا نہیں، بلکہ ان کا خوف تو اس وجہ سے ہے کہ کہیں ہماری محبت اور اطاعت میں کمی یا کوتاہی تو واقع نہیں ہوئی۔

پھر فرمایا: اگر کر سکتے ہو کہ اپنے گھر سے باہر نہ جاؤ، تو نہ جاؤ، کیونکہ جب تم باہر جاؤ گے تو تم پر واجب ہو جائے گا کہ غیبت نہ کرو، جھوٹ نہ بولو، حسد نہ کرو، سستی اور کمزوری نہ دکھلاؤ، لوگوں کے سامنے اپنی نمائش اور ریا کاری نہ کرو، لوگوں کے ساتھ دھوکا اور فریب نہ کرو۔

اس کے بعد فرمایا: بہترین عبادت کرنے کی جگہ کسی مسلمان کے لئے اس کا گھر ہے' اس میں اپنی آنکھ' زبان' خواہشات' اوراعضاء شہوانی کی حفاظت کر سکتا ہے، جو کوئی بھی خدا کی نعمت کی پہچان کر لیتا ہے اور اس کی معرفت اسے حاصل ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ اس کی نعمت میں اضافہ کرے قبل اس کے کہ اس کی زبان سے اس نعمت کا شکر ادا ہو۔ اور جو کوئی اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھے وہ متکبرین میں سے ہے۔

راوی نے عرض کیا: کوئی اپنی فضیلت اور برتری اس عافیت میں دیکھتا ہے جو اسے نصیب ہوئی ہے کیونکہ وہ اس کا گناہوں کے ارتکاب کے وقت مشاہدہ کرتا ہے، حضرت نے فرمایا: ھیھات: کبھی خدا اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے اور تیرے گناہوں کو حساب کے لئے باقی رکھتا ہے۔ کیا تو نے موسیٰ کے جادوگروں کا قصہ نہیں پڑھا؟ پھر فرمایا: بہت سے ایسے لوگ ہیں جو خدا کی عطا کردہ نعمتوں کی وجہ سے غفلت اور غرور میں گرفتار ہیں۔ اور بہت سے ایسے بھی ہیں جو خدا کی پردہ پوشی کی وجہ سے غافل ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو لوگوں کی طرف سے اپنی مدح وتعریف سن کر غرور کرتے ہیں۔

پھر فرمایا:

بے امید لوگ

انی لا رجو النجاۃ لمن عرف حقنا من ھذہ الامۃ الا لاحد ثلاثۃ صاحب سلطان جائر و صاحب ھوی فاسد والفاسق المعلن

"میں ان لوگوں کی اس امت میں سے نجات کی امید رکھتا ہوں جو ہمارے حق کو پہچانتے ہوں البتہ تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جن کی نجات کی امید نہیں ہے۔(۱) وہ جو ظالمانہ حکومت کرتے ہوں ۔(۲) جو فاسد اور بری خواہشات رکھتے ہوں (۳) وہ جو سر عام برائیوں کا ارتکاب کرتے ہوں"

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

"ان سے کہہ دو اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تا کہ خدا تمہیں دوست رکھے" (سورۃ آل عمران : آیت ۳۱)

اس کے بعد فرمایا: اے حفص! محبت و دوستی، خوف اور ڈر سے بلند تر ہے۔ پھر فرمایا:

واللہ ما احب اللہ من احب الدنیا ووالی غیرنا ومن عرف حقنا واحبنا فقد احب اللہ تبارک و تعالی

"خدا کی قسم جو کوئی دنیا کی محبت رکھتا ہو اور غیر کی ولایت کو قبول کرے، اس کے پاس خدا کی محبت نہ ہوگی، اور جو کوئی ہمارے حق کی معرفت رکھتا ہو اور ہماری محبت کا دم بھرتا ہو تو وہ خدا کو دوست رکھتا ہوگا"

اس وقت ایک شخص رونے لگا۔ حضرت نے فرمایا: کیوں روتے ہو؟ بارگاہ خداوندی میں تمام آسمان و زمین گریہ و زاری کریں تا کہ تو بخشا جائے اور جنت میں داخل ہو جائے تو تیرے متعلق ان کی شفاعت قبول نہ ہوگی۔

پھر حضرت نے فرمایا: اے حفص! ہمیشہ پیچھے رہو۔اپنے آپ کو معاملات میں آگے نہ رکھو۔(یعنی سربراہ بننے کی کوشش نہ کرو)

اے حفص! پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں خدا کا خوف آجاتا ہے تو اس کی زبان کام کرنا چھوڑ دیتی ہے۔اس کے بعد فرمایا: ایک دن حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اپنے صحابی کو نصیحت فرما رہے تھے، ان میں سے ایک اٹھا اور اس نے اپنا قمیض پھاڑ دیا۔خدا نے حضرت موسیٰؑ کو پیغام بھیجا کہ ہمارے اس بندے سے کہہ دو کہ قمیض نہ پھاڑے بلکہ اپنے دل کو ہمارے لئے کھول دے (تا کہ ہماری بات اور نصیحت اس میں جگہ بنائے)

پھر حضرت نے فرمایا: حضرت موسیٰ بن عمرانؑ اپنے ایک صحابی کے پاس سے گذرے جب کہ وہ سجدہ کر رہا تھا۔حضرت موسیٰؑ اپنے کام سے فارغ ہو کر جب واپس آئے تو وہ تب بھی سجدے میں تھا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: اگر تیری حاجت میرے اختیار میں ہوتی تو میں اسے ضرور پورا کر دیتا۔خدا کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوا۔

یا موسی لو سجدحتی ینقطع عنقه ما قبلته حتی یتحول عما اکره الی ما احب

"اے موسیٰؑ اگر وہ سجدہ کو اتنا لمبا کرے کہ اس کی گردن جدا ہو جائے تو بھی قبول نہ کروں گا یہاں تک کہ اپنی فکر اور دل کو اس سے ہٹائے جس کو میں پسند نہیں کرتا اور اس طرف متوجہ ہو جسے میں پسند کرتا ہوں"

(الوافی:۲۶/ ۲۶۵ حدیث ا،کافی:۸/ ۱۲۸ حدیث ۹۸)

(۴) کتاب "تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام" میں حضرت سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ نے ایک سفید رنگ کی کوفی چادر اپنے، امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام پر اوڑھی ہوئی تھی۔اور آنحضرتؐ فرما رہے تھے:

اللهم هولاء اهلی انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن کلمهم

"اے پروردگار! یہ میری اہل بیت ہیں ان کے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ ہے ان کے ساتھ صلح میرے ساتھ صلح ہے"

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! مجھے بھی اپنوں میں داخل فرمالیں آپ نے فرمایا: تو ہم میں سے ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: مجھے اجازت ہے کہ اس چادر کے نیچے داخل ہو جاؤں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! جبرائیل علیہ السلام چادر میں داخل ہوگئے۔ پھر باہر نکلے اور آسمان کی طرف ملکوت اعلیٰ میں چلے گئے، جو فرشتوں کا مقام ہے۔ جبرائیل علیہ السلام جب اوپر گئے تو ان کی خوبصورتی اور نورانیت میں اضافہ ہو چکا تھا، فرشتوں نے پوچھا، جب آپ گئے تھے اس وقت اتنا نور نہ تھا مگر اب آئے ہیں تو آپ کے نور میں اضافہ ہو چکا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ایسے کیوں نہ ہو؟ میں محمد و آل محمد علیہم السلام میں شامل ہوگیا ہوں۔ آسمان، کرسی اور عرش کے فرشتوں نے کہا: یہ فضیلت تیرے لائق ہے کیونکہ جو تجھ جیسا ہو اسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ (تفسیر امام عسکریؑ :۳۷۶ حدیث ۲۶۱، بحارالانوار: ۷،/۲۶۱ اور ۲۶۲)

(۵) کتاب "محاسن" میں آیا ہے کہ جنوں کے گروہ سے ایک عورت رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام قبول کرلیا۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی۔ چالیس دن تک غائب رہنے کے بعد پھر حاضر ہوئی تو آپؐ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! میں ایک ایسے دریا میں کسی کام کی خاطر گئی تھی، جو اس دنیا کے برابر تھا۔ میں نے اس دریا کے ساحل پر ایک سبز رنگ کا بڑا پتھر دیکھا جس پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے ہوئے تھے اور کہہ رہا تھا۔

اللهم انی اسالک بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن والحسین علیهم السلام الا ماغفرت لی

"اے خدا! تجھے محمدؐ، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے بخش دے"

میں نے اس سے سوال کیا، تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں ابلیس ہوں' میں نے اس سے کہا کہ یہ جن ناموں کو تو نے یاد کیا ہے ان کو کیسے جانتے ہو؟ اس نے کہا: میں نے زمین پر خدا کی اتنے سال عبادت کی اور آسمان پر اتنے سال عبادت کی۔میں نے آسمان کا کوئی ستون اور پایہ ایسا نہیں دیکھا جس پر یہ نہ لکھا ہو:

لا اله الا الله محمد رسول الله علی امیر المومنین ایدته به

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اس کے رسول ہیں، علیؑ مومنوں کے امیر اور حاکم ہیں اور میں نے علیؑ کے ذریعے اپنے رسولؐ کی تائید اور مدد چاہی ہے" (المحاسن:۳/۲۷۳حدیث۹۸، بحارالانوار:۳۹/۱۶۶حدیث۶)

مؤلف کہتا ہے کہ یہ روایت تھوڑے سے فرق کے ساتھ کتاب "خصال" میں امام صادق علیہ السلام سے بھی نقل ہوئی ہے اس روایت کا آخری حصہ کچھ یوں ہے:

اے خدا جب تو نے میرے بارے میں جو قسم کھائی ہے اس پر عمل کرتے ہوئے مجھے جہنم میں ڈال دیا تو میں تجھ سے درخواست کروں گا کہ محمد، علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کے حق کی قسم، مجھے جہنم سے نجات دے اور ان پانچ کے ساتھ مجھے محشور فرما:

جن عورت کہتی ہے میں نے اس سے کہا: اے حارث (ابلیس کا نام ہے) جن ناموں کے ساتھ تو نے خدا کو پکارا ہے یہ کہاں ہیں؟

اس نے کہا: آدم کی خلقت سے سات ہزار سال پہلے میں نے ان ناموں کو عرش الٰہی کے اوپر دیکھا میں تو جان گیا کہ یہ خدا کی عزیز ترین مخلوق ہے اور قابل احترام ہے اسی لئے میں نے ان کے حق کا واسطہ دے کر خدا سے سوال کیا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

واللہ لو اقسم اهل الأرض بهذا الاسماء لا جابهم

"خدا کی قسم اگر تمام اہل زمین ان ناموں کی قسم دیں تو خدا ان کی قسم قبول فرمالے گا" (الخصال:۲/۶۳۹حدیث۱۳، بحارالانوار:۲۷/۱۳حدیث۱، کشف الغمة:۱/۴۶۶)

(۶) کتاب ''مصباح الانوار'' میں مفضل سے نقل ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک دن میں امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت نے مجھ سے فرمایا: اے مفضل! کیا محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسین علیہم السلام کو جس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح سے پہچانتے ہو اور ان کی معرفتؑ کی حقیقت تک پہنچ گئے ہو؟ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! ان کی حقیقی معرفت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

معیار معرفت

یامفضل : من عرفهم كنه معرفتهم كان مومنا فی السنام الاعلى

''اے مفضل: جو بھی ان کی حقیقی معرفت رکھتا ہے وہ ایمان کے بلند ترین درجات پر فائز ہے''

مفضل کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: اے میرے مولا مجھے ان کی معرفت کروا دیجئے۔؟ آپ نے فرمایا:

معرفت الٰہی کے خزانہ دار

یا مفضل:تعلم انهم علموا ما خلق الله عزوجل وذراه براه وانهم كلمة التقوىٰ وخزان السماوات والارضين والجبال والرمال والبحار وعلموا كم فی السماء من نجم وملک ووزن الجبال وكيل ماء البحار وانهارها وعيونها.وما تسقط من ورقة الا علموها ولا حبة فی ظلمات الارض ولا رطب ولا يابس الافی كتاب مبين وهو فی علمهم وقد علموا ذلک.

''اے مفضل! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ یہ حضرات وہ سب کچھ جانتے ہیں جو خدا نے پیدا کیا ہے اور اسے عدم سے وجود عطا کیا ہے۔یہ خدا کے تقویٰ کے مظہر ہیں۔ یہ آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، صحراؤں اور دریاؤں کے خزانہ

دار ہیں۔یہ حضرات آسمان میں ستاروں اور فرشتوں کی تعداد کو جانتے ہیں۔پہاڑوں کے وزن ، دریاؤں کے پانی کی مقدار، نہروں اور چشموں کی تعداد سے واقف ہیں۔کوئی ایسا پتہ کسی درخت سے نہیں گرتا جس کا علم ان کے پاس نہ ہو۔زمین کی تاریکیوں میں ہر دانے کا علم رکھتے ہیں اور کوئی خشک وتر نہیں مگر کتاب مبین میں موجود ہے۔یعنی ان کے علم میں اس کا نقشہ موجود ہے اور وہ اسے جانتے ہیں"

مین نے عرض کیا : اے میرے آقا! میں اس بات کو سمجھ گیا ہوں، اس کا اقرار کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔

حضرت نے فرمایا: ہاں اے مفضل! تو نے درست کہا ہے۔اے قابل عزت، اے وہ جس کو نعمت عطا کی گئی ہے، اے پاک مرد، تم پاک ہو چکے ہو۔بہشت تمہیں اور ان اشخاص کو مبارک ہو جو اس طرح کا ایمان رکھتے ہیں۔ (مصباح الانوار:۲۳۷، بحارالانوار:۲۶/۱۱۶حدیث۲۲)

اسباب راحت

(۷) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "امالی" میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ اپنے والد محترم سے اور وہ اپنے والد بزرگوار سے اور وہ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من اراد التوسل الی وان تکون له عندی ید ینتقع بها یوم القیامة فلیصل اهل بیتی ویدخل السرور علیهم

(امالی صدوق:۴۶۱،حدیث۵مجلس۴۰، بحارالانوار:۲۶/۲۲۷،حدیث۱)

" جو کوئی چاہتا ہے کہ میرا تقرب حاصل کرے اور مجھ پر ایسا حق رکھتا ہو جو قیامت کے دن اسے فائدہ پہنچائے تو اسے چاہیے میرے اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ احسان کرے اور ان کو خوش کرنے کے اسباب فراہم کرے"

اہل بیتؑ پر درود

(۸) برقی امام باقر علیہ السلام سے کتاب ''محاسن'' میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو خدا ابتداء سے لے کر انتہاء تک اپنی تمام مخلوق کو ایک مقام پر جمع کرے گا، اس وقت ایک منادی ندا دے گا کہ اگر رسول خدا پر کسی کا حق ہے تو کھڑا ہو جائے' پس ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا کونسا حق پیغمبر پر ہے۔وہ جواب دیں گے۔

" کنا نصل اهل بیته من بعده "

''ہم آنحضرتؐ کے بعد ان کے اہل بیت پر درود بھیجا کرتے تھے''ان سے کہا جائے گا۔''

اذهبوا فطوفوا فی الناس فمن کانت له عند کم ید فخذوا بیده فادخلو الجنة

'' جاؤ اور لوگوں کے درمیان تلاش کرو،جس کسی نے بھی تمہارے ساتھ کوئی مہربانی کی ہو اور تمہیں کوئی نعمت دی ہو اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں لے جاؤ''

(المحاسن:۴۷حدیث۱۰۹،وسائل الشیعہ :۱۱/۵۵۸حدیث۹)

ایک دوسری روایت میں حضرت سے نقل ہوا ہے:

من اصطنع الی احد من اهل بیتی یدا اکافیه یوم القیامة

''جس کسی نے بھی میرے اہل بیت میں سے کسی ایک کو کوئی نعمت دی ہو اور اس پر احسان کیا ہو، میں قیامت کے دن اس کا بدلہ دوں گا''

پھر وہ جنت میں جائے گا

(۹) حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام'' ایک طویل روایت جس میں اس میثاق کا ذکر فرماتے ہیں جو خدانے اپنے بندوں سے لیا تھا کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

يا آدم لو احب رجل من الكفار او جميعهم رجلا من آل محمد واصحابه الخيرين لكافاه الله عن ذلک بان يختم له بالتوبة والايمان ثم يدخله الله الجنة.

"اے آدم! اگر ایک کافر یا تمام کفار پیغمبر کے اہل بیت میں یا اس کے اصحاب میں سے کسی ایک کو دوست رکھتے ہوں گے تو خدا انہیں ان کے عمل کی جزا دے گا اور آخر کار انہیں توبہ کرنے اور ایمان لانے کی توفیق اسے عنایت فرمائے گا پھر انہیں اپنی جنت میں داخل فرمائے گا" (تفسیر امام عسکریؑ: ۲۰)

خدا محمد و آل محمد علیہم السلام اور آنحضرتؐ کے اصحاب کے دوستوں میں سے ہر ایک پر اتنی رحمت نازل فرمائے گا کہ اگر اول تا آخر خدا کی تمام مخلوق کی تعداد کو جمع کیا جائے اور وہ سبھی کافر ہوں تو سب کے لئے کافی ہوگی اور آخر کار وہ ایمان کی طرف لوٹ آئے گا تا کہ اس کے سبب جنت میں داخل ہو سکے۔

ولو ان رجلا يبغض آل محمد واصحابه الخيرين او واحدا منهم لعذبه الله عذابا لو قسم على مثل عدد ما خلق الله لا هلكهم الله اجمعين

"اگر کوئی شخص محمد و آل محمد اور ان کے نیک اصحاب یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ دشمنی رکھے گا تو خدا اس کو ایسا عذاب دے گا کہ اگر وہ عذاب تمام مخلوق پر تقسیم کیا جائے تو سب ہلاک ہو جائیں گے"

(تفسیر امام عسکریؑ: ۳۹۲ حدیث ۲۶۷، بحار الانوار: ۲۶/۳۳۱ حدیث ۱۲)

شفاعت رسولؐ

(۱۰) شیخ صدوق علیہ الرحمہ کتاب "خصال" میں حضرت رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباء و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اربعة انا الشفيع لهم يوم القيامة ولو اتونى بذنوب اهل الارض:

المعين لاهل بيتی والقاضی لهم حوائجهم عند ما اضطروا اليه والمحب لهم بقلبه ولسانه والدافع عنهم بيده

"قیامت کے دن چار طرح کے آدمیوں کی شفاعت کروں گا اگرچہ وہ تمام اہل زمین کے گناہوں کا وزن اپنے سر لے کر میرے پاس آئیں، وہ لوگ جو میرے اہل بیت کی مدد کرتے ہوں، وہ لوگ جو میرے اہل بیت کی ضروریات کو پورا کرتے رہے، وہ لوگ جو ان کو دل اور زبان سے دوست رکھتے ہوں اور وہ لوگ جو میرے اہل بیت علیہم السلام کی حمایت کرنے کے ساتھ ان کا دفاع کرتے رہے ہوں"

(الخصال:۱/۱۹۶حدیث۱،صحیفۃ الرضاؑ۲،بحارالانوار:۹۶/۲۲۵ حدیث۲۴،عیون اخبار الرضاؑ:۱/۲۵۳)

ایک دن کی محبّت

(۱۱) اربلی علیہ الرحمۃ کتاب "کشف الغمہ" میں مسند احمد بن حنبل سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حب آل محمد يومًا خير من عبادة سنة ومن مات عليه دخل الجنة

"آل محمد علیہم السلام کے ساتھ ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔ جو کوئی بھی آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوگا" (کشف الغمۃ:۱/۱۲۷)

اسی کتاب میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

"خير كم منی خير كم لاهلی

(کشف الغمہ، ج۱،ص ۱۲۷،بحارالانوار:۲۷/۱۰۴ حدیث۲۷ اور۷۳)

"میرے نزدیک تم میں بہتر وہ ہے جو میرے اہل بیت علیہم السلام کے لئے بہتر ہو"

پل صراط

(۱۲) راوندی کتاب ''نوادر'' میں امام صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے اباو اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

انکم علی الصراط اشد کم حبا لاھل بیتی ولا صحابی

(نوادر راوندی:۱۵،فضائل الشیعہ:۵)

''پل صراط پر تم میں سے سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس کی میرے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب کے ساتھ محبت زیادہ ہوگی''

آل محمدؐ کی محبت کے فوائد

(۱۳) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''خصال'' میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ اپنے آباؤ واجداد علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

حبی وحب اھل بیتی نافع فی سبعة مواطن اھوالھن عظیمة: عند الوفاة وفی القبر وعند النشور، وعند الکتاب، وعند الحساب، وعند المیزان، وعند الصراط. (الخصال:۲/۳۶۰ حدیث ۴۹، بشارۃ المصطفیٰ:۱۷)

''میری اور میرے اہل بیت علیہم السلام کی محبت سات مقامات پر فائدہ دے گی۔ایسے سات مقامات کہ جن میں خوف و وحشت زیادہ ہے موت کے وقت، قبر میں، قبر سے اٹھنے کے وقت، جب نامہ اعمال ملے گا، حساب و کتاب کے وقت، جب میزان لگے گا اور پل صراط سے گزرنے کے وقت''

چنے ہوئے

(۱۴) برسی علیہ الرحمۃ کتاب ''مشارق انوار الیقین'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله فاطمة خیرة الله الحسن

والحسين صفوة الله علی محبیهم رحمة الله وعلی مبغضیهم لعنة الله

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اس کے رسول ہیں، علی اللہ کا ولی ہے، فاطمہ خدا کی منتخب شدہ خاتون ہے اور حسنؑ اور حسینؑ خدا کے چنے ہوئے ہیں ان کے دوستوں پر خدا کی رحمت ہو اور ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہو''

(مشارق انوار الیقین:۱۱۸)

نوری فرشتہ

(۱۵) ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ رسول اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اے ابوذر! جب مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو میں نے ایک فرشتہ دیکھا جو نور سے بنا ہوا تاج پہنے ہوئے تھا، نورانی تخت پر متمکن تھا، اس تخت کے دو پایوں سے ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف، اس کے سامنے ایک تختی تھی جس کی طرف وہ دیکھ رہا تھا، تمام دنیا اس کے سامنے اور تمام مخلوق اس کے دو زانوؤں کے درمیان تھی اور اس کے دونوں ہاتھ مشرق ومغرب تک پہنچے ہوئے تھے۔میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کونسا فرشتہ ہے؟ ملائکہ کے درمیان اس سے بڑی خدا کی مخلوق میں نے نہیں دیکھی۔جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: یہ عزرائیل علیہ السلام ہیں اس کے نزدیک جاؤ اور سلام کرو، میں اس کے نزدیک گیا اور کہا: اے میرے دوست! اے ملک الموت! تجھ پر سلام ہو اس نے عرض کیا: وعلیک السلام یا احمد ما فعل ابن عمک علی ابن ابی طالب علیہ السلام: اے احمد تجھ پر سلام تیرے چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں کیا خبر ہے؟ وہ کیا کرتے ہیں؟

میں نے اس سے کہا: کیا میرے چچازاد کو جانتے ہو؟ اس نے عرض کیا:

وکیف لا اعرفه فان الله جل جلاله وکلنی بقبض ارواح الخلائق ما خلا روحک وروح علی بن ابی طالب علیه السلام فان الله یتوفاهما بمشیته

"میں کس طرح علی علیہ السلام سے واقف نہ ہوں، جبکہ خدا تبارک وتعالی نے مجھے تمام روحوں کے قبض کرنے پر مامور کیا ہے سوائے آپ اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روحوں کے، ان دو روحوں کو خدا خود اپنی مرضی سے نکالے گا"

(المناقب:۲/۲۳۶، مدینۃ المعاجز:۳/۵۳ حدیث ۱۷، بحارالانوار:۳۹/۹۹ حدیث ۱۰، کتاب الروضۃ :۳۲)

(۱۶) پیغمبر اکرمؐ سے آیت:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى (سورۃ شوریٰ: آیت ۲۳)

کی تفسیر کے متعلق روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا میں قیامت کے دن چار گروہوں کی شفاعت کروں گا۔ اگرچہ تمام دنیا کے گناہوں کے ساتھ میدان محشر میں وارد ہوں۔

رجل نصر ذریتی ورجل بذل ماله للذریتی عند الضیق ورجل احب ذریتی باللسان والقلب و رجل سعی فی حوائج ذریتی اذ طردوا او شردوا

"وہ جو میری اولاد کی مدد کریں، وہ جو تنگدستی کے وقت میری اولاد کو مال عطا کرے، وہ جو میری اولاد کو دل اور زبان کے ساتھ دوست رکھے اور وہ جو دربدری کے عالم میں میری اولاد کی ضروریات کو پورا کرے"

فرشتوں کا فخر کرنا

(۱۷) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ ابو ذر علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسولؐ خدا سے سنا کہ اسرافیل نے جبرائیل پر فخر کیا کہ میں تجھ سے افضل ہوں، جبرائیل نے کہا: کس طرح اور کیا دلیل ہے کہ تو مجھ سے افضل ہے۔؟ اس نے کہا کہ میں ان آٹھ فرشتوں میں سے ایک ہوں جو عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں اور میں صور پھونکنے پر مامور ہوں اور میں خدا کے دربار میں نزدیک ترین فرشتہ ہوں جبرائیل نے کہا: میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اسرافیل نے کہا: کیا دلیل ہے کہ تو مجھ سے

افضل ہے، جبرائیل نے کہا: میں خدا کی طرف سے وحی پر امین ہوں۔میں وہ ہوں جس کو خدانے اپنے انبیاء اور رسولوں کی طرف بھیجا۔چاند گرہن اور چیزوں کے غرق کرنے پر مامور فرمایا: اور خدا جن امتوں کو ہلاک کرے گا تو وہ میرے ہاتھ سے ہی کرے گا۔اس کے بعد آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں فرشتوں نے اپنا جھگڑا خدا کے دربار میں پیش کیا: خدائے ذوالجلال نے فرمایا: خاموش ہو جاؤ ایک دوسرے پر فخر نہ کرو۔ مجھے میری عزت و جلالت کی قسم، کوئی ایسا بھی ہے جس کو میں نے تم سے افضل بنایا ہے۔دونوں فرشتوں نے عرض کی: کیا ہم سے بہتر کوئی مخلوق پیدا کی ہے جب کہ ہمیں نور سے پیدا کیا ہے؟ خدانے فرمایا: ہاں، پھر حجاب قدرت کو حکم دیا کہ ظاہر ہو جائے ۔جب ظاہر ہوا تو دیکھا کہ ساق عرش پر لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله وعلی وفاطمة والحسن والحسین خیر خلق الله .

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، علی ،فاطمہ ،حسن اور حسین علیہم السلام خدا کی بہترین مخلوق ہیں"

جبرائیل نے عرض کیا: یارب!

اسالک بحقهم علیک ان تجعلنی خادمهم

"اے خدا! تجھ سے ان عظیم ہستیوں کے حق کے صدقے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ان کا خدمت گذار بنادے، خدانے قبول فرمالیا۔پس جبرائیل اہل بیت میں سے قرار پایا اوروہ ہمارا خادم اور خدمت گذار ہے"

(بحارالانوار:۲۶/۳۴۴حدیث۱۷،تاویل الآیات۲/۸۳۴حدیث۷،ارشادالقلوب:۲/۲۹۵،مدینة المعاجز:۲/۳۹۴)

طورسینا پر نورالٰہی

(۱۸) سید شرف الدین علیہ الرحمۃ کتاب "تاویل الایات الظاهرة فی العترة

الطاہرۃ‘‘ میں امام موسیٰ ابن جعفر علیہما السلام سے ایک بہترین اور نادر حدیث نقل ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب محمدؐ کو اس نور سے پیدا کیا جو خدا کی عظمت اور جلالت سے ظاہر ہوا۔ اور یہ وہی نور الٰہی ہے جو طور سینا پر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے لئے ظاہر ہوا تھا اور چمکا تھا۔ اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام میں جسے دیکھنے کی طاقت نہ تھی۔ جسے دیکھ کر چیخ مار کر زمین پر گر پڑے اور بے ہوش ہوگئے۔ جب خدا نے ارادہ فرمایا کہ اپنے حبیب محمدؐ کو پیدا کریں تو اس نور کو دو حصے کیا۔ پہلے حصے سے محمدؐ اور دوسرے حصے سے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو پیدا کیا، ان دو ہستیوں کے علاوہ کسی اور کو اس نور سے پیدا نہیں کیا۔ ان دونوں کو خدا نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور خود اپنی روح ان میں پھونکی، ان کی خود تصویر بنائی اور ان کو اپنی تصویر بنایا۔ اور یہ دونوں خدا کی طرف سے اس کی مخلوق پر گواہ، مخلوق کے درمیان اس کے جانشین، مخلوقات پر اس کی دیکھتی ہوئی آنکھ اور لوگوں کے درمیان اس کی بولتی ہوئی زبان ہیں۔ اپنے علم کو ان میں امانت کے طور پر رکھا، علم کو بیان کرنے کا جوہر ان کو عطا کیا۔ اور اپنے غیب اور پوشیدہ رازوں سے ان کو آگاہ کیا۔ ان دو میں سے ایک کو اپنی روح اور دوسرے کو اپنا نفس قرار دیا۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کا مؤید اور تائید کرنیوالا قرار دیا اس طرح کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہ سکتے۔

ظاهر هما بشرية وباطنهما لا هوتية ظهرا للخلق على هياكل الناسوتية حتى يطيقوا روتيهما.

’’ان دونوں کا ظاہر بشری ہے اور باطن خدا کی طرف منسوب اور مربوط ہے لوگوں کے درمیان لوگوں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں تاکہ لوگ ان کو دیکھ سکیں۔‘‘ اور اسی ضمن میں خدا یہ فرماتا ہے‘‘

وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَايَلْبِسُوْنَ. (سورۃ انعام: آیت ۹)

''ہم نے ان کو وہی لباس پہنایا جو لباس لوگ پہنتے ہیں''

فھما مقاما رب العالمین وحجابا خالق الخلائق اجمعین بھما فتح بدء الخلائق وبھما یختم الملک والمقادیر

'' یہ دونوں خدا کے جانشین ہیں اور خالق کائنات کا حجاب ہیں۔ خلقت کا آغاز ان دونوں سے کیا، کائنات اور مقدرات کا اختتام ان دو کے ساتھ فرمائے گا''

پس فاطمہ علیہا السلام کو نور محمدؐ سے پیدا کیا جیسے نور محمدؐ کو اپنے نور سے اخذ کیا تھا۔ اور علی و فاطمہ علیہا السلام کے نور سے حسن و حسین علیہما السلام کے نور کو پیدا کیا۔ اس نور کی مانند جو چراغوں سے لیا جاتا ہے یہ ہستیاں نور سے پیدا کی گئی ہیں۔ ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف ایک باپ کے صلب سے دوسرے باپ کی صلب کی طرف اور ایک ماں کے رحم سے دوسری ماں کے رحم کی طرف منتقل ہوئے ہیں۔ نہ یہ کہ گندے پانی سے اور نجس و پست نطفے سے ہیں بلکہ ایسا نور ہیں جو پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوئے ہیں اس لئے کہ وہ چنے ہوئے موتیوں سے ہیں۔

اصطفا ھم لنفسه وجعلھم خزان علمه وبلغاء الی خلقه اقامھم مقام نفسه لانه لایری ولا یدرک ولا تعرف کیفیته ولا اینیته

'' ان ہستیوں کو خدا نے اپنے لئے منتخب کیا اور چنا ہے۔ انہیں اپنے علم کے خزانوں کا محافظ بنایا ہے، لوگوں تک اپنا پیغام رساں قرار دیا ہے، ان کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھا نہیں جاتا اور اس کو درک نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی کیفیت کی معرفت نہیں ہو سکتی اور اس کے مکان کی شناخت نہیں ہو سکتی''

فھولاء الناطقون المبلغون عنه، المتصرفون فی امره ونھیه فبھم یظھر قدرته ومنھم تری آیاته ومعجزاته وبھم ومنھم عرف عباده نفسه وبھم یطاع امره

"یہ وہ حضرات ہیں جو خدا کی طرف سے گفتگو کرتے ہیں، اس کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس کے امر و نہی کو واضح و روشن کرتے ہیں، پس ان کے ذریعے سے خدا نے اپنی قدرت کو ظاہر کیا، اپنی نشانیوں معجزات کو دکھلایا، انہی کے ذریعے سے اپنے بندوں کو اپنے سے آشنا کروایا اور انہی کے سبب سے اس کے فرمان کی اطاعت ہوئی"

ولو لا هم ما عرف الله ولا يدرى كيف يعبد الرحمان

"اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو خدا کی معرفت نہ ہوتی اور پتہ نہ چلتا کہ رحمٰن کی عبادت کیسے کی جاتی ہے۔اور خداوہ ذات ہے جس طرح ارادہ کرتا ہے اسی انجام دیتا ہے"

ارشاد قدرت ہے:

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ. (سورہ انبیاء: آیہ ۲۳)

"خدا جو کرتا ہے اس کے متعلق سوال نہ ہوگا لوگوں سے باز پرس ہوگی۔ان سے سوال کیا جائے گا"

(بحار الانوار: ۳۵/ ۲۸ حدیث ۲۲، تفسیر برہان: ۳/ ۱۹۳ حدیث ۷، تاویل الایات: ۱/ ۳۹۷ حدیث ۲۷)

شب معراج

(۱۹) کتاب "المختصر" میں رسول خداؐ سے منقول ہے کہ جب شب معراج مجھے آسمانوں کی سیر کروائی گئی تو ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور عرض کی: اے محمدؐ! جو آپ سے پہلے رسالت پر مبعوث ہوئے ہیں ان رسولوں سے سوال کریں کہ وہ کس عقیدہ پر مبعوث کئے گئے ہیں؟ میں نے ان سے سوال کیا، اے خدا کے رسولو! تم مجھ سے پہلے کس عقیدہ پر رسول بنائے گئے ہو؟ ان تمام نے عرض کیا:

على ولايتك وولاية على ابن ابى طالب عليه السلام

"آپ کی اور علی ابن ابی طالب کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں"

(المختصر: ۱۲۵، بحار الانوار: ۲۶/ ۳۰۷ حدیث ۷۰)

محاسبہ نفس

(۴۰) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیۂ شریفہ (مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ) کی تفسیر میں آنحضرتؑ سے منقول ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا: يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد وہ دن ہے جس دن لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔

مزید فرمایا: کیا تمہیں ذہین ترین افراد (نابغہ) اور احمق ترین اشخاص کے متعلق بتلاؤں؟ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ارشاد ہو۔

آپ نے فرمایا:

اکیس الکیسین من حاسب نفسه وعمل لما بعد الموت، واحمق الحمقاء من اتبع نفسه هواه وتمنی علی الله الامانی

"عقلمند ترین اور باہوش ترین شخص وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد عالم برزخ کے لئے عمل بجا لائے، اور احمق ترین وہ ہے جو خواہشات نفس کی پیروی کرے اور امیدوں کے ساتھ دل باندھ لے اور ان کا خدا سے تقاضا کرے"

اس وقت ایک شخص نے امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا کہ کس طرح انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرسکتا ہے اور اپنی باز پرس کر سکتا ہے؟ آنحضرت نے فرمایا: جب سارا دن گزرنے کے بعد رات آئے تو خود اپنی طرف توجہ کرلے اور اپنے نفس کو مخاطب کرکے کہے۔ اے نفس! جو دن گذر چکا ہے وہ واپس نہیں آئے گا، خدا تجھ سے سوال کرے گا کہ وہ دن تم نے کیسے گزارا اور اس میں کون سا عمل انجام دیا؟ کیا خدا کو یاد کرتے رہے ہو اور اس کی حمد میں مشغول رہے ہو؟ کیا اپنے مومن بھائی کا حق ادا کیا ہے؟ یا دکھ درد کو اس سے دور کیا

ہے؟ کیا اس کی عدم موجودگی میں اس کے اہل وعیال اور اولاد کی عزت وآبرو کی حفاظت کی ہے؟ کیا اس کی موت کے بعد اس کے وارثوں کے متعلق حرمت کی حفاظت کی؟ کیا ایک مومن بھائی کی غیبت کرنے سے اپنے آپ کو روکا ہے؟ کیا کسی مسلمان کی مدد کی؟ آج کون سا کام انجام دیا ہے؟ اپنے تمام کاموں کو یاد کرو۔

فان ذکر انه جری من خیر حمد الله عزوجل وکبره علی توفیقه وان ذکر معصیة او تقصیرا استغفر الله عزوجل وعزم علی ترک معاودته و محا ذلک (عن نفسه) بتجدید الصلوة علی محمد وآله الطیبین و عرض بیعة امیر المومنین علی نفسه وقبولها واعادة لعن شانئیه واعدائه وادا فعیه عن حقوقه

"اگر دیکھے کہ اس کے تمام کام اچھے تھے تو خدا کی حمد کرے اور اس کی کبریائی بیان کرے کہ اس نے مجھے توفیق عطا فرمائی تاکہ میں اچھے کام انجام دے سکوں۔اور اگر اپنے نامہ اعمال میں غلطی اور خطا کو دیکھے تو خدا سے مغفرت طلب کرے اور عہد کرے کہ آئندہ ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کرے گا، اور ان گناہوں کو بار بار درود پڑھنے ، ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے نفس کے سامنے پیش کرنے اور اس کے قبول کرنے ، ان کے دشمنوں جنہوں نے ان کے حق کو غصب کیا اور ان کے مقام سے محروم کیا پر لعنت کرنے اور نفرت کرنے کے ذریعے سے نامہ اعمال سے محو کرے۔جب کوئی مومن ایسا کرے گا تو خدا تبارک وتعالیٰ فرمائے گا"

لست انافشک فی شئی من الذنوب مع موالاتک اولیائی ومعاداتک اعدائی

"میرے اولیاء کے ساتھ تیری ولایت کی وجہ سے اور میرے دشمنوں کے ساتھ تیری برأت کی وجہ سے میں تیرے حساب میں تیرے گناہوں کی وجہ

سے سخت گیری نہیں کروں گا" (تفسیر امام عسکریؑ: ۳۸، بحارالانوار: ۷۰/۶۹ حدیث ۱۶)

نورانی چہرہ

(۲۱) ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا:

من قال لا اله الا الله تفتحت له ابواب السماء ومن تلاها بمحمد رسول الله تهلل وجه الحق سبحانه واستبشر بذلک ومن تلاها بعلی ولی الله غفر الله له ذنوبه ولو کانت بعدد قطر المطر

(الروضۃ: ۲، بحارالانوار: ۳۸/۳۱۹ حدیث ۲۷)

"جو کوئی بھی "لا الہ الا اللہ" کہے تو آسمان کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور جو اس کے بعد "محمد رسول اللہ" کہے تو خدا کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے اور خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جو کوئی اس کے بعد "علی ولی اللہ" کہے تو خدا تبارک وتعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگر چہ اس کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں"

نبیوں میں افضل کون؟

(۲۲) شیخ صدوق کتاب "امالی" میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ایک یہودی پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرتؐ کو گھو گھور کر دیکھنے لگا۔رسول خداؐ نے اس سے فرمایا: اے یہودی! میرے ساتھ کوئی کام ہے کوئی حاجت ہے؟ اس نے عرض کیا: میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمرانؑ کہ جن کے ساتھ خدا نے کلام فرمایا، ان پر تورات نازل کی، ان کو عصا عطا کیا، جن کے لئے دریا پھٹ گیا اور بادلوں کو حکم دیا کہ ان پر سایہ کریں؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی کو اپنی تعریف نہیں کرنی چاہیے لیکن تیرے جواب میں اتنا کہتا ہوں کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا واقع ہوئی تو انہوں نے توبہ کرنے کے لئے یوں کہا:

اللھم انی اسالک بحق محمد و آل محمد لما غفرت لی

"اے خدا! تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ کے حق کے صدقے میں مجھے معاف فرما دے" تو خدا نے انہیں معاف کردیا۔

اور جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں غرق ہونے سے ڈرے تو کہا:

اللھم انی اسالک بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی من الغرق

"اے خدا! بحق محمد و آل محمد علیہم السلام مجھے غرق ہونے سے نجات دے۔"

خدا نے انہیں نجات دی اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا:

اللھم انی اسالک بحق محمد و آل محمد لما انجیتنی منھا

"اے خدا محمد و آل محمد کے صدقے میں مجھے آگ سے نجات دے"

خدا نے انہیں نجات دی اور آگ کو ان پر سرد کردیا"

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا اور ڈرنے لگے تو کہا:

اللھم انی اسالک بحق محمد و آل محمد لما امنتینی

"اے خدا تجھے محمد و آل محمد کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اس خوف و ہراس سے نجات عطا فرما"

خدا تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

لاَ تَخَف اِنَّکَ اَنتَ الاَعلٰی (سورۃ طہٰ: آیہ ۶۸)

"مت ڈرو کیونکہ تو ہی بلند و کامیاب ہوگا"

اے یہودی! اگر موسیٰ اس زمانے میں آجائے اور مجھے پالے اور پھر مجھ پر اور میری نبوت پر ایمان نہ لائے تو ان کا ایمان اور نبوت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی۔

یا یھودی و من ذریتی المھدی علیہ السلام اذا خرج نزل عیسی بن مریم لنصرتہ فقدمہ وصلی خلفہ

"اے یہودی میری نسل میں سے مہدیؑ جب ظہور کریں گے تو عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے ان کی مدد کے لئے نازل ہوں گے' اور نماز کے وقت عیسیٰ بن مریمؑ مہدی کو آگے کریں گے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور اگر موسیٰؑ اس زمانے میں زندہ ہوتے تو سوائے اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ میری متابعت اور پیروی کرتے"

(امالی صدوق: ۲۸۷ حدیث ۴ مجلس ۳۹، الاحتجاج: ۱/ ۵۴، بحارالانوار: ۱۶/ ۳۶۶ حدیث ۷۲)

پل صراط اور محبت

(۲۳) ابن بابویہ کتاب "بشارۃ الشیعۃ" میں امام صادق علیہ السلام سے اور حضرت اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

اثبتکم قدما علی الصراط اشد کم حبا لا هل بیتی

"پل صراط سے گزرتے وقت سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جس کی محبت میرے اہل بیت کے ساتھ سب سے زیادہ ہوگی"

حوض کوثر کا سردار

(۲۴) سید بن طاؤس کتاب "طرائف" میں امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا: اے علیؑ! میں تمہیں حوض کوثر پر کھڑا کروں گا۔ تو ساقی ہے اور اپنے دوستوں کو پانی پلاؤ گے' حسن علیہ السلام غیروں کو حوض سے دور کریں گے، حسین علیہ السلام وہاں حکم جاری کریں گے، علی بن الحسین علیہ السلام ان کو تقسیم کریں گے محمد بن علی علیہ السلام حصے کریں گے، جعفر بن محمد علیہ السلام ان کے پیشوا اور راہنما ہوں گے، موسیٰ بن جعفر علیہ السلام دوستوں کو دشمنوں کو شمار کریں گے اور منافقوں کو ہلاک کریں گے، علی ابن موسیٰ علیہ السلام مومنین کو زینت دیں گے اور انہیں آراستہ کریں گے، محمد بن علی علیہ السلام اہل بہشت کو ان کے مخصوص مقامات پر ٹھہرائیں

گے۔علی بن محمد علیہ السلام مومنوں کی حور العین کے ساتھ شادی کرائیں گے اور ان کا خطبہ عقد پڑھیں گے۔اور حسن بن علی علیہ السلام اہل بہشت کے لئے ایک روشن چراغ ہیں کہ جن کے نور سے وہ نورانیت حاصل کریں گے۔

والمهدی علیه السلام شفیعهم یوم القیامة حیث لا یاذن الا لمن یشاء ویرضی

"اور مہدی علیہ السلام اس وقت اپنے دوستوں کی شفاعت کریں گے جب کوئی شفاعت نہیں کرسکتا مگر وہ جسے خدا اجازت دے گا"

(بحارالانوار:۲۶/۳۱۶ حدیث ۸۰)

ہندوستان میں ایک درخت

(۲۵) ابن شہر آشوب علیہ الرحمۃ کلیب نامی ایک شخص سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے: میں نے ہندوستان کے ایک شہر میں ایک درخت کو دیکھا جس کے پھول سرخ رنگ کے تھے اور ان پر لکھا ہوا تھا۔"محمد رسول اللہ" اور بہت سے ایسے درخت اور پتھر بھی دیکھے جن پر نام مبارک محمدؐ اور علی علیہ السلام لکھا ہوا تھا۔

(لسان المیزان :۴/۳۹۰ حدیث ۱۵۵۸، مدینۃ المعاجز۲/۳۶۰ح ۶۸۰)

کشتی پر سواری

(۲۶) کتاب بستان الواعظین میں محمد بن ادریس سے نقل کرتے ہیں کہ عیسائیوں کے ایک رہبر کو مکہ میں طواف کرتے ہوئے دیکھا، میں نے اس سے کہا: وہ کون سی وجہ ہے کہ تو اپنے باپ دادا کے دین سے روگردان ہوگیا ہے؟ اس نے کہا کیونکہ اس دین سے بہتر دین میں نے اپنا لیا ہے۔مزید کہا: میں سمندر میں ایک کشتی پر سوار تھا کہ اچانک وسط سمندر میں کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختے کے ساتھ چمٹ گیا۔سمندر کی موجیں مجھے کبھی ادھر اور کبھی ادھر لے جاتی تھیں یہاں تک کہ میں

ایک جزیرہ میں جا پہنچا کہ جس میں گھنے درخت تھے۔اور ان پر شہد جیسے پھل تھے۔جزیرہ کے درمیان ایک نہر گذرتی تھی جس میں میٹھا پانی بہہ رہا تھا۔میں نے اس نعمت پر خدا کا شکریہ ادا کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ درختوں کے پھل سے کچھ کھانا چاہا اور نہر سے پانی بھی پینا چاہیے تا کہ تیری جان میں جان آئے اور تو موت کے منہ سے بچ سکے۔میں نے پورا دن اس جگہ گذارا، جب رات ہوئی تو ڈرنے لگا کہ ہوسکتا ہے کوئی درندہ آ کر مجھے تکلیف پہنچائے ۔ایک درخت کے اوپر چڑھ گیا۔اور ایک شاخ کا سہارا لے کر سو گیا۔آدھی رات کے وقت میں نے پانی کے اوپر کسی کو چلتے دیکھا جو خدا کی تسبیح پڑھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

لا اله الا الله العزیز الجبار محمد رسول الله النبی المختار علی ابن ابی طالب سیف الله علی الکفار، فاطمة وبنوها صفوة الجبار، علی مبغضیهم لعنة الله الجبار، وماواهم جهنم وبئس القرار

"خدائے جبار کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ خدا کے رسولؐ اور اس کے منتخب نبی ہیں، علی ابن ابی طالب علیہ السلام خدا کی تلوار ہے کافروں پر اور فاطمہ علیہا السلام اور اس کے بیٹے خدا کے پسندیدہ ہیں۔ان کے دشمنوں پر خدائے جبار کی لعنت اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔اس تسبیح کا تکرار کرتا رہا یہاں تک کہ صبح نمودار ہوگئی۔پھر اس نے کہا: اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اپنے کیئے ہوئے وعدوں میں سچا ہے، محمدؐ اس کے رسولؐ جو ہدایت کرنے والے اور باعث رشد و کمال ہیں، علی علیہ السلام کے دشمنوں پر بڑا سخت عذاب ہے۔فاطمہ اور اس کے بیٹوں کو پسندیدہ اوصاف والے خدا نے چنا ہے اور ان کے دشمنوں پر صاحب عزت و عظمت والے خدا کی لعنت ہو۔

جب وہ خشکی پر پہنچا تو میں نے اسے اچھی طرح دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ کی طرح، شکل انسان کی مانند، ہاتھ اور پاؤں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی کی دم کی طرح تھی۔میں

بہت ڈر گیا کہ اب نہیں بچوں گا۔میں بھاگنے لگا۔ایک آواز میرے کانوں میں سنائی دی، کوئی کہہ رہا تھا رک جاؤ وگرنہ ہلاک ہو جاؤ گے، میں اسی جگہ رک گیا۔اس نے مجھ سے کہا: تو کونسا دین رکھتا ہے ؟میں نے کہا: نصرانی ہوں۔ اس نے کہا: افسوس ہے تجھ پر۔ابھی اسلام قبول کرلو کیونکہ تو اس وقت جنوں کے ایک مسلمان گروہ کے درمیان ہے اور یہاں پر صرف وہ بچ سکتا ہے جو مسلمان ہو۔میں نے اس سے کہا: کیسے اسلام لاؤں ؟ اس نے کہا کہ خدا کی وحدانیت اور محمدؐ کی رسالت کی گواہی دو اور کہو"لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں نے یہ گواہی دی اور اسی طرح کہا: پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اپنے اسلام کو علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کے ساتھ مکمل کرو۔میں نے اس سے کہا کہ یہ عقائد تیرے تک کیسے پہنچے اور تجھے کس نے سکھائے ہیں۔اس نے کہا کہ ہم جنوں میں سے ایک گروہ رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور آنحضرتؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو بہشت ایک بلند اور فصیح زبان کے ساتھ ندا کرے گی۔

یا الٰھی قدو عدتنی تشد ارکانی و تزیننی

"اے پروردگار! تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو مضبوط اور مجھے تزئین فرمائے"

خدائے تبارک وتعالیٰ فرمائے گا:

قد شددت ارکانک وزینتک بابنة حبیبی فاطمة الزھراء وبعلھا علی ابن ابی طالب وابنیھما الحسن والحسین والتسعة من ذریة الحسین علیھم السلام.

"میں نے تیرے ارکان کو مضبوط کردیا ہے اور تجھے اپنے حبیب کی بیٹی فاطمۃ الزہراء اس کے شوہر علی ابن ابیطالب ان کے دو بیٹے حسنؑ اور حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو کے ذریعے مزین کیا ہے"

پھر اس جزیرے کی عجیب وغریب مخلوق نے مجھ سے کہا: اس جگہ رہو گے یا اپنے

وطن واپس جاؤ گے۔میں نے کہا: واپس جاؤں گا۔اس نے کہا: تھوڑا سا صبر کرو۔اگر کوئی کشتی یہاں سے گذرے تو تمہیں سوار کردیں گے، اچانک ایک کشتی کو پانی میں دیکھا اسے اشارہ کیا: اور مجھے ایک چھوٹی کشتی کے ذریعے اس کی طرف بھیج دیا۔جب میں اس کشتی میں سوار ہوا تو گروہ نصاریٰ سے بارہ آدمیوں کو میں نے اس میں دیکھا اور جب تمام قصہ ان کو سنایا تو تمام کے تمام اسلام لے آئے۔

ناصبی لوگ کون؟

(۲۷) محمد بن یعقوب، ابن اذینہ سے نقل کرتے ہیں کہ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ناصبی (جو لوگ آل محمد علیہم السلام کے ساتھ دشمنی کا اظہار کرتے ہوں) لوگ کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کس موضوع کے بارے میں، آپ نے فرمایا: اپنی اذان' رکوع اور سجدوں کے متعلق، میں نے عرض کیا وہ کہتے ہیں کہ ابن ابی کعب نے ان چیزوں کو خواب میں دیکھا ہے۔حضرت نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہیں خدا کا دین اس سے بلند تر ہے کہ خواب میں دیکھا جائے۔حضرت کے اصحاب میں سے سدیر نام کے ایک شخص نے عرض کیا: مولا! آپ پر قربان جاؤں۔اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت فرما دیجئے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب خدا اپنے پیغمبر کو سات آسمانوں پر لے گیا تو پہلے مرحلہ میں آپ کے وجود کو با برکت اور خیر و رحمت کا سرچشمہ قرار دیا۔ دوسرے سرحد میں آپ کو نماز کی تعلیم دی پھر ایک نور کا کجاوہ آپ کی طرف بھیجا جس میں چالیس طرح کے انوار تھے۔جو عرش الٰہی کے اطراف کا احاطہ کئے ہوئے تھا۔اور دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ تھیں، ان نوروں میں سے ایک زرد رنگ کا تھا اب جو چیزیں بھی زرد رنگ کی ہیں وہ اسی نور کی وجہ سے ہے۔ایک نور سرخ رنگ کا تھا۔اور سرخ رنگ چیزوں نے اس سے سرخی حاصل کی ہے۔ایک نور سفید رنگ کا تھا۔اور تمام سفیدی اس کی وجہ

سے ہے اور باقی انوار دوسری مخلوقات کے رنگ کی طرح تھے۔اس کجاوہ کا دستہ اور زنجیر چاندی کے تھے۔پیغمبر اکرمؐ اس میں بیٹھ گئے اور انہیں آسمان کی طرف لے گئے، فرشتوں نے جب دیکھا تو ایک طرف ہو کر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے ''سبوح قدوس'' پاک و منزہ ہے پروردگار، یہ نور کس قدر ہمارے خالق کے نور کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔جبرائیل نے کہا: ''اللہ اکبر'' تمام فرشتے خاموش رہے پھر آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، گروہ در گروہ بن کر فرشتے آنے لگے اور حضرت پر سلام کرتے اور کہتے ۔اے محمدؐ آپ کا بھائی کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: اچھا ہے فرشتوں نے عرض کیا: جب واپس جاؤ تو ان کی خدمت میں ہمارا سلام کہنا: حضرتؐ نے فرمایا: کیا تم میرے بھائی کو جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا:

وکیف لا نعرفه وقد اخذ الله عزوجل میثاقک ومیثاقه منا وشیعته الی یوم القیامه علینا وانا لنتصفح وجوه شیعته فی کل یوم ولیلة خمسا یعنون فی وقت کل صلوة وانا لنصلی علیک وعلیه

''ہم کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں؟ جب کہ خدا نے آپؐ اور ان کے متعلق ہم سے عہد و پیمان لیا ہے اور ہم علی علیہ السلام کے شیعوں کے چہروں کو پانچ نمازوں کے وقت میں غور سے دیکھتے ہیں اور ہم آپؐ اور آپ کے بھائی پر درود بھیجتے رہتے ہیں''

پھر خدا نے میرے لیے چالیس نوروں کا اضافہ کیا کہ ہر نور پہلے والے نور سے مختلف تھا ان کے دستے اور زنجیر چاندی سے بنائے۔ اس کے بعد مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے، جب دوسرے آسمان کی فضا کے قریب پہنچے تو فرشتے آسمان کی ایک طرف ہو کر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے:

سبوح قدوس رب الملائکة والروح''

''پاک و منزہ ہے فرشتوں اور روح کا پروردگار کس قدر یہ نور ہمارے خالق

کے نور کے ساتھ ملتا ہے"

پھر جبرائیل نے کہا:

اشهد ان لا اله الاالله

فرشتے جمع ہوئے اور جبرائیل سے سوال کیا کہ جس کو ساتھ لائے ہو وہ کون ہے؟ جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ محمدؐ کا وجود مبارک ہے۔انہوں نے کہا: کیا ان کو رسالت عطا کی گئی ہے؟ جبرائیل نے کہا: ہاں! رسول خداؐ نے فرمایا کہ فرشتے آ کر مجھے ملنے لگے اور سلام کرنے لگے اور کہا کہ اپنے بھائی کو ہمارا سلام عرض کرنا۔میں نے ان سے کہا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا: کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں؟ جب کہ خدا نے ہم سے آپ' آپ کے بھائی اور ان کے شیعوں کے بارے میں قیامت کے دن تک عہدو پیان لیا ہوا ہے۔ ہم آپ کے بھائی کے شیعوں کے چہروں کی طرف پانچ نمازوں کے وقت غور سے دیکھتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: پھر پہلے چالیس نوروں سے مختلف دوسرے چالیس انوار کا اضافہ ہوا اور چاندی کا دستہ اور زنجیر مجھے دی گئی پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے۔اس آسمان کے فرشتے ایک طرف جا کر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے۔

سبوح قدوس رب الملائكة والروح

"اور کہنے لگے یہ کس کا نور ہے جو ہمارے پروردگار کے نور کی مانند ہے"؟

جبرائیل نے پڑھا:

اشهد ان محمدا رسول الله

تمام ملائکہ نے جمع ہو کر آنحضرتؐ سے عرض کیا: اے خدا کی پہلی اور آخری مخلوق خوش آمدید۔اے وہ جو تمام لوگوں کو جمع اور انہیں تقسیم کرنے والے ہو۔محمدؐ تمام پیغمبروں کے درمیان بہترین پیغمبر ہیں اور علی علیہ السلام تمام اوصیاء کے درمیان بہترین وصی ہیں۔رسول خدا نے فرمایا کہ پھر فرشتوں نے مجھ پر سلام کیا اور میرے بھائی علی علیہ السلام کے متعلق مجھ سے سوال کیا، میں نے ان سے کہا کہ میں اسے آسمانوں پر نہیں لایا وہ زمین پر ہے کیا تم اسے

جانتے ہو؟ فرشتوں نے کہا:

کیف لا نعرفه وقد نحج البیت المعمور کل سنة وعلیه رق ابیض فیه اسم محمد صلی الله علیه وآله وسلم والآئمه واسم علی والحسن والحسین علیهم السلام وشیعتهم الی یوم القیامة وانا لنبارک علیهم کل یوم ولیلة خمسا یعنون فی وقت کل صلوة یمسحون رووسهم بایدیهم.

”ہم کس طرح انہیں نہ جانتے ہوں درحالانکہ ہر سال ہم بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں وہاں ایک سفید رنگ کا ورقہ ہے جس پر محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور دوسرے آئمہ کے اسماء اور قیامت تک کے آنے والے ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں ہم ہر روز پانچ وقت کی نمازوں کے اوقات میں ان کے شیعوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں تاکہ خدا ان کے وجود میں خیر و برکت عطا فرمائے“

آنحضرتؐ نے فرمایا: پھر پہلے والے چالیس نوروں سے مختلف دیگر چالیس نور، چاندی کا دستہ اور زنجیر میرے لئے بڑھا دیئے گئے، اور مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے اس جگہ فرشتے کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ وہاں صرف مختلف قسم کی آوازوں کو میں نے سنا، فرشتے جمع ہوگئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور سب کے سب میری طرف اس طرح آئے جیسے کسی کے ساتھ معانقہ کرتے ہیں: جبرائیل نے دو مرتبہ کہا: ”حی علی الصلوۃ“ اس کے بعد دو مرتبہ کہا ”حی علی الفلاح“ فرشتوں نے کہا: یہ دو آوازیں ایک دوسرے کے قریب اور جانی پہچانی ہیں محمدؐ کے ذریعے سے نماز پڑھی جائے گی اور علی علیہ السلام کے سبب نجات اور فلاح تک پہنچیں گے۔ پھر جبرائیل نے دو مرتبہ کہا ”قد قامت الصلوۃ“ فرشتوں نے کہا: یہ مخصوص ہے قیامت تک شیعوں کے لئے، شیعہ ہی نماز قائم کریں گے۔ اس وقت فرشتوں نے مجھ سے سوال کیا۔ آپ کے بھائی کا کیا حال ہے؟ میں نے ان سے کہا: کیا تم اسے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا:

نعرفه وشيعته وهم نور حول عرش الله وان فی البيت المعمور قالبا من نور فيه كتاب من نور فيه اسم محمدؐ و علی والحسن والحسين والآئمةؑ وشيعتهم الی يوم القيامة لا يزيد فيهم رجل ولا ينقص منهم رجل وانه لميثاقنا(الذی اخذ علينا) وانه ليقراء علينا فی كل يوم الجمعة

''ہم انہیں اور ان کے شیعوں کو جانتے ہیں وہ عرش الٰہی کے اردگرد نور ہیں بیت المعمور میں نور کا تختہ ہے جس میں محمدؐ، علیؑ حسنؑ حسینؑ دیگر آئمہؑ اور قیامت تک ان کے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔شیعوں کی تعداد میں نہ کسی کا اضافہ ہوتا ہے اور نہ کوئی کم ہوتا ہے اور یہ وہ عہدو پیان ہے جو ہم سے لیا گیا ہے۔اور ہر جمعہ کے دن اسے ہمارے لئے پڑھا جاتا ہے۔''

اس حدیث میں وضو، رکوع اور سجود کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ہم نے صرف اپنے موضوع کے ساتھ مربوط حصّے کو ذکر کیا ہے''

(الکافی:۳/۳۸۲ حدیث۱،علل الشرائع:۳۱۲ حدیث۱،بحارالانوار:۱۸/۳۵۴ح۶۶)

مؤلف کہتے ہیں کہ حدیث معراج پردو اعتراض کئے گئے ہیں ایک یہ کہ آسمانوں سے گذرنے کی وجہ سے لازم یہ آئے گا کہ آسمانوں میں شگاف پڑ جائے اور پھر دوبارہ آپس میں مل جائیں۔دوسرا اعتراض یہ کہ ایک بھاری اور وزنی جسم کس طرح اوپر جا سکتا ہے اور آسمان تک پہنچ سکتا ہے؟ پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے آسمان ایک لطیف جسم ہو جیسے کہ پانی یا مثل پانی، لہٰذا اعتراض وارد نہیں ہوگا اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے۔تعجب تو اس بات پر کرنا چاہیے کہ عالم لاہوت سے اس عالم خدا کی طرف آ گئے نہ یہ کہ یہ اوپر کس طرح چلے گئے کیونکہ وہ تو ہیں ہی اوپر سے، بلکہ ان کا وجود کائنات کی خلقت کا سبب اورعلت ہے۔جیسا کہ بہت سی روایات میں اس مفہوم کا ذکر ہو چکا ہے۔

ایک شخص اور آگ

(۲۸) شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں امام باقر علیہ السلام سے اور حضرت اپنے اباؤ و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی اہل بہشت، بہشت میں اور اہل جہنم، جہنم میں چلے جائیں گے تو ایک شخص آگ کے درمیان ستر خریف اور ہر خریف ستر سال کا ہوگا۔ رہنے کے بعد خدا کو پکارے گا اور کہے گا:

یارب اسالک بحق محمد واهل بیته لما رحمتنی

''اے پروردگار تجھ سے بحق محمد و آل محمد علیہم السلام سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحمت فرما۔اس وقت خدا جبرائیل کو حکم دے گا کہ ہمارے اس بندے کے پاس جاؤ اور اسے جہنم سے باہر نکال دو، جبرائیل عرض کرے گا کہ پروردگار میں آگ میں کیسے جاؤں؟ دربار خداوندی سے آواز آئے گی کہ ہم نے حکم دیا ہے لہٰذا آگ تمہارے لئے سرد اور بے ضرر ہو جائے گی''

جبرائیل عرض کرے گا: مجھے اس کی جگہ کا علم نہیں ہے۔خدا فرمائے گا: جہنم میں مقام سجین کے کنویں میں ہے۔جبرائیل فوراً دوزخ کی طرف آئے گا اور اسے وہاں گرفتار دیکھے گا خدا کے حکم کے مطابق اسے آزاد کر دے گا۔اس وقت وہ شخص دربار خداوندی میں اس بات کا منتظر ہوگا کہ اب کیا حکم صادر ہوتا ہے۔پروردگار عالم فرمائے گا۔اے میرے بندے کس وقت سے مجھے یاد کر رہے ہو وہ عرض کرے گا: خدایا! مجھے اس کا علم نہیں ہے۔خدا فرمائے گا:

اما عزتی وجلالی لولا ما سالتنی بحقهم عندی لا طلت هوانک فی النار ولکنه حتم علی نفسی ان لا یسالنی عبد بحق محمد واهل بیته الا غفرت له ما کان بینی وبینه وقد غفرت لک الیوم ثم یومر به الی الجنة.

''میری عزت و جلالت کی قسم: اگر مجھے میرے عزیزوں کی حرمت کا واسطہ اور

قسم نہ دی ہوتی تو ایک لمبی مدت تک تو جہنم میں رہتا، لیکن میں نے اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ جو کوئی بھی مجھے محمد و آل محمد علیہم السلام کی قسم دے گا اس کے گناہ معاف کردوں گا اور اسے بخش دوں گا۔ آج میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ پھر خدا کا حکم ہوگا کہ اسے جنت میں داخل کردو“

(امالی مفید: ۲۱۸ حدیث ۶ مجلس ۲۵، بحار الانوار: ۲۷/۳۱۲ حدیث ۵)

کتاب ”تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام“ میں حضرت سے نقل ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا تو اس کے تین لاکھ ساٹھ ہزار رکن بنائے اور ساٹھ ہزار فرشتے پیدا کئے۔ اگر خدا ان فرشتوں میں سب سے چھوٹے (کم رتبہ والے) فرشتے کو اجازت دے کہ آسمانوں اور زمین کو نگل جائے تو اس کے دو لبوں کے درمیان ایک وسیع و عریض بیابان ایک ذرے کی مانند ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے بندو! میرے عرش کو اٹھاؤ، وہ کھڑے ہوئے اور ہاتھوں کو بلند کیا تا کہ عرش کو اٹھائیں لیکن اس کو نہ اٹھا سکے، بلکہ اسے حرکت بھی نہ دے سکے۔ خدا تعالیٰ نے اتنی تعداد میں اور فرشتے پیدا کئے تا کہ ان کی مدد کریں لیکن وہ بھی عرش کو نہ ہلا سکے۔ ان کی تعداد میں دس گنا اضافہ کیا لیکن پھر بھی عرش کو حرکت نہ دے سکے، خداوند تبارک و تعالیٰ نے ان سب کے مقابلے میں اتنے اور پیدا کئے لیکن یہ سب مل کر بھی عرش کو حرکت نہ دے سکے، خدا نے فرشتوں کو حکم فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ میں خود اپنی بے پایاں قدرت کے ذریعے اسے اٹھالوں گا تمام فرشتے ایک طرف ہوگئے اور خدا نے اپنی قدرت کے ذریعے اسے اٹھالیا۔ پھر فرشتوں میں آٹھ کو حکم دیا کہ میرے عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھالو۔ انہوں نے عرض کیا: اے پروردگار! ہم سب نے مل کر کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے، اب ان کے بغیر کس طرح اٹھا سکتے ہیں؟ خدا عزوجل نے فرمایا: میں دور کو نزدیک، بھاری کو ہلکا اور مشکل کو آسان کر دینے پر قادر ہوں۔ اور جو ارادہ کروں اس کا حکم دیتا ہوں۔ میں تمہیں ایسے کلمات تعلیم دوں گا کہ تم ان کلمات کو پڑھو گے تو آسانی سے اسے اٹھالو گے۔ فرشتوں نے عرض کیا: وہ کون سے

کلمات ہیں۔؟ خدانے فرمایا: کہو!

بسم اللہ الرحمن الرحیم:ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین الطاہرین

''شروع کرتا ہوں رحمٰن و رحیم اللہ کے نام کے ساتھ کوئی قدرت و طاقت نہیں ہے سوائے خدا بلند و بالا کے اور درود و سلام ہو محمدؐ اور ان کی پاک و پاکیزہ آل پر''

فرشتوں نے یہ ذکر پڑھا اور عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھالیا۔یہ عرش اتنا ہلکا ہوگیا تھا جیسے کسی طاقتور اور جسیم شخص کے کندھے پر کوئی بال اگا ہو۔پھر خداوند عظیم الشان نے باقی فرشتوں سے فرمایا کہ یہ آٹھ نفر میرے عرش کو اٹھائیں گے اور تم اس کا طواف کرو، میری تسبیح اور حمد وثناء کرو، اور یہ میری قدرت کا ایک نمونہ ہے بے شک میں ہر چیز کی طاقت رکھتا ہوں۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۳۶حدیث۶۷، بحارالانوار:۹۷/۲۷حدیث۶۰)

ایک چرواہا

(۳۰) کتاب ''تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام'' میں حضرت سے نقل ہے کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے تھے کہ ایک چرواہا اچانک وہاں وارد ہوا جس کا وجود لرز رہا تھا اور اس کی حالت عجیب بنی ہوئی تھی۔پیغمبر اکرمؐ نے جب دور سے اسے دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا: اس شخص کو کوئی عجیب معاملہ پیش آیا ہے جس کی خبر تمہارے پاس لایا ہے۔

جب چرواہا قریب ہوا تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: جو حادثہ تجھے پیش آیا ہے اسے ہمارے سامنے بیان کرو۔اس نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! بڑا عجیب اتفاق ہے کہ میں اپنی بھیڑوں کے درمیان تھا، ایک بھیڑیا آیا اور ایک بھیڑ اٹھالی میں نے اپنا گوپیا (جس میں پتھر وغیرہ رکھ کر پھینکتے ہیں) اس کی طرف مارا اور بھیڑ کو چھڑوا لیا۔اس نے دوبارہ بھیڑوں

کے دائیں طرف سے حملہ کیا اور ایک بھیڑ کو اٹھالیا۔میں نے دوبارہ گوپیا کو اس کی طرف مارا اور بھیڑ کو آزاد کروالیا۔پھر وہ بھیڑوں کے بائیں طرف سے حملہ آور ہوا اور ایک بھیڑ کو اٹھالیا۔میں نے پھر وہی حربہ استعمال کیا اور بھیڑ کو آزاد کروالیا۔اسی طرح چار مرتبہ ہوا۔پانچویں دفعہ بھیڑیا اپنی مادہ کے ساتھ آیا تا کہ بھیڑ کو اٹھا کر لے جائے۔میں بھی دفاع کرنے کے لئے سامنے آ گیا۔وہ اچانک ایک بلند جگہ پر کھڑا ہوا اور مجھ سے کہنے لگا، کیا تجھے شرم نہیں آتی ہے میرے خدا کی طرف سے دی گئی میری روزی کے درمیان رکاوٹ بن رہے ہو۔کیا مجھے غذا کی ضرورت نہیں ہے کہ اپنی بھوک ختم کرسکوں؟ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ کتنا عجیب ہے کہ یہ بھیڑیا انسان کی طرح فصیح زبان میں میرے ساتھ بات کر رہا ہے۔اس نے کہا: کیا تمہیں اس سے عجیب تر مطلب بتلاؤں ؟ محمدؐ پروردگار عالم کا رسول لوگوں کے درمیان ہے۔انہیں ماضی، حال اور مستقبل کی خبریں دے رہا ہے۔گروہ یہود کو یقین ہے کہ پیغمبر خدا سچے ہیں کیونکہ انہوں نے آسمانی کتب میں اس بات کو پڑھا ہے کہ وہ سب سے سچا اور سب سے افضل ہے، پھر بھی اسے جھٹلا رہے ہیں، حالانکہ وہ ان کو دردوں سے شفا اور جہالت اور گمراہی سے نجات دے گا۔

اے چرواہے! تجھ پر افسوس ہے تو ان پر ایمان لے آتا کہ عذاب الٰہی سے بچ سکے، میں نے کہا: تیری باتوں پر مجھے تعجب ہے، اور میں شرمندہ ہوں کہ تجھے تیری خوراک سے منع کیا ہے۔اب تو ہے اور یہ میری بھیڑیں ہیں جس قدر چاہتے ہو ان سے کھالو، میں تجھے نہیں روکوں گا۔

بھیڑیئے نے کہا: اے بندۂ خدا! خداتعالیٰ کا شکر ادا کرو کیونکہ تو ان اشخاص میں سے ہے جو خدا کی قدرت کی نشانیوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں اور اس کے حکم کو ماننے والے ہیں لیکن بد بخت اور گمراہ وہ ہیں جو خدا کی قدرت کی نشانیوں کو محمدؐ اور ان کے بھائی علی علیہ السلام کے بارے میں مشاہدہ کرتے ہیں، جو عطا شدہ فضائل وکرامات میں یکتا، علم و دانش میں بے مثل، زہد وتقویٰ اور شجاعت میں یگانہ ہیں۔ان تمام باتوں کے باوجود پیغمبر اکرمؐ انہیں

حکم دیتے ہیں کہ ان کی اور ان کے اولیاء کی ولایت قبول کریں اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کا اظہار کریں ۔مزید فرماتا ہے کہ خدا ایسے شخص کا عمل چاہے کتنا ہی کیوں نہ ہو، قبول نہیں کرے گا جو اس کی مخالفت کرتے ہیں اس کے ساتھ جھگڑا کرتے ہیں، اس کا حق ادا نہیں کرتے، اس پر ظلم کرتے ہیں، اس کے دوستوں کے ساتھ دشمنی اور دشمنوں کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔یہ تمام باتیں مجھے تیرے منع کرنے سے عجیب تر اور حیران کن تر ہیں۔

اس کے بعد چرواہے نے کہا کہ میں نے بھیڑیئے سے کہا: کیا ایسا ہوگا؟ اس نے کہا ہاں! اس سے بڑھ کر یہ کہ بہت جلد ان کو ناحق قتل کردیں گے، ان کی اولاد کو قتل کریں گے اور ان کی حرمت کا خیال نہیں رکھیں گے۔اس کے باوجود یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان سمجھیں۔اور ان کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ دین اسلام پر ہیں۔جبکہ اپنے زمانے کے آقا کے ساتھ ایسا عمل کرتے ہیں کیا یہ عمل تیرے منع کرنے سے عجیب تر نہیں ہے۔؟ آخر کار ہمارا خدا ہمارے گروہ کو اس کام پر مامور فرمائے گا کہ ہم ان کو جہنّم میں ٹکڑے ٹکڑے کریں اور ہم میں یہ خواہش پیدا کرے گا کہ ہم ان کو شکنجہ میں دیں، اور ان کو سخت ترین درد رنج اور غم میں مبتلا کرکے لذت حاصل کریں۔

اس کے بعد چرواہے نے کہا : میں نے اس سے کہا: خدا کی قسم! اگر ان جانوروں کی حفاظت جو کچھ میرے ہیں اور کچھ امانت ہیں میرے ذمہ نہ ہوتی تو محمدؐ کی طرف جاتا اور زیارت کرتا۔بھیڑیئے نے کہا: اے خدا کے بندے! تو جا اور اپنی بھیڑوں کو میری حفاظت میں چھوڑ جا۔میں نے اس سے کہا: میں تجھ پر کیسے اطمینان کرلوں۔؟ اس نے کہا : اے خدا کے بندے جس نے مجھے طاقت گویائی عطا کی ہے وہی حفاظت کی طاقت بھی عطا فرمائے گا۔کیا میں محمدؐ پر ایمان نہیں رکھتا، کیا جو کچھ انہوں نے اپنے بھائی علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔اسے قبول نہیں کرتا؟ تم اپنے کام کی طرف جاؤ۔میں ان کی حفاظت کروں گا : خدا اور اس کے مقرب فرشتے بھی میرے ساتھ محافظ ہوں گے، کیونکہ میں علی علیہ السلام کے دوستوں کا خدمت گذار ہوں۔اے رسول خداؐ ! اس وقت میں اپنی بھیڑوں کو بھیڑیئے اور اس کی مادہ

کے سپرد کر کے آیا ہوں، پیغمبر اکرمؐ نے اصحاب کے چہروں کی طرف نگاہ کی، دیکھا کہ کچھ چہرے مسرور تھے، جب کہ کچھ چہرے بوجہ شک غمگین تھے اور منافقین ایک دوسرے سے سرگوشی میں مصروف تھے کہ پیغمبر اکرمؐ ایک منصوبے کے تحت ایسا ماحول بنا رہے ہیں تاکہ کمزور اور جاہل لوگوں کو دھوکہ دے سکیں۔

رسول خداؐ مسکرائے اور فرمایا: تمہیں اگرچہ شک ہے لیکن مجھے یقین ہے اور میرے اس ساتھی اور دوست کو بھی یقین ہے جو پروردگار عالم کے عرش کے عظیم ترین محل میں میرے قریب تھا اور چشمہ حیات میں میرے طواف کرتا تھا۔ وہ جس کے پاس میرے بعد نیک صفت لوگ کی راہنمائی کا عہدہ ہے وہ جو میرے ساتھ پاک ماؤں کے رحموں اور پاکیزہ صلبوں میں آتا جاتا رہا، وہ جو فضیلت اور برتری میں میرے ہم قدم رہا، وہ جو علم، حکمت اور عقل میں میرے جیسا ہے، وہ میرا ساتھی جو صلب اور صلب ابو طالب سے خارج ہوتے وقت مجھ سے جدا ہوا۔ اس کے جو فضائل اور کمالات ہیں وہ میرے مثل ہیں۔

آمنت به انا والصديق الا كبروساقي اوليائه من نهر الكوثر

"میں اس واقعہ کو سچ جانتا ہوں، اور وہ بھی اس قصہ پر ایمان رکھتا ہے جو سب سے بڑا سچا ہے اور اپنے دوستوں کو حوض کوثر سے سیراب کرے گا"

آمنت به اناوالفاروق الاعظم وناصر اوليائي السيد الاكرم

"میں اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو حق و باطل کو جدا کرنے والوں میں سے سب سے بڑا ہے، میرے دوستوں کا مددگار اور عظیم سردار ہے"

آمنت به انا ومن جعله الله محنة لاولاد الغى والرشد وجعله للموالين له افضل العدة

"میں اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جس کو خدا نے گمراہوں اور ہدایت یافتگان کی اولاد کے لئے باعث امتحان اور اہل

ولایت کے لئے بہترین سرمایہ قراردیا ہے"

آمنت به انا ومن جعله لدینی قواما ولعلومی علاما وفی الحروب مقداما وعلی اعدائی ضرغاما اسدا قمقامًا

" اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو میرے دین کو قائم کرنے والا، اور میرے علوم کا وارث، جنگوں میں سب سے آگے ہوتا ہے اور میرے دشمنوں پر غضب ناک شیر کی مانند ہے"

آمنت به ومن سبق الناس الی الایمان فتقدمهم الی رضاء الرحمن تفرد دونهم بقمع اهل الطغیان وقطع بحججه وواضح بیانه معاذیر اهل البهتان.

" اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جو ایمان لانے میں دوسروں سے سبقت لے گیا اور جو خالق کائنات کی رضا وخوشنودی کے حصول میں سبقت لے گیا۔جس نے اکیلے سرکشوں کو سرنگوں کر دیا، اور جس نے جھوٹ بولنے والوں اور تہمت لگانے والوں کے بہانوں کو دلیل کے ساتھ ختم کر دیا"

آمنت به انا وعلی بن ابی طالب الذی جعله الله لی سمعا وبصرا ویدا وموید وسندا وعضدا، لا ابالی من خالفنی اذا وافقنی ولا احفل بمن خذلنی اذا نصرنی ووازرنی ولا اکترث بمن ازور وانحرف عنی اذا ساعدنی

" اس کے ساتھ میں ایمان رکھتا ہوں اور وہ بھی ایمان رکھتا ہے جس کو خدانے میرے لئے کان، آنکھ اور ہاتھ قرار دیا ہے۔جو میرا مددگار، میرا حمایتی اور میرا رکھوالا ہے۔جب وہ میری حمایت کرتا ہے تو دوسروں کی مخالفت کا مجھے کوئی ڈر نہیں ہوتا اور جب وہ میرا مددگار ہوتا ہے تو جو مجھے رسوا

نے لوگوں کو محمدؐ کی پہچان کروائی ہے۔اور اب علی علیہ السلام کہ جن کا تم نے نام لیا ان کی پہچان کرواؤ۔

دو بھیڑیئے لوگوں کے درمیان آ کر سب کو غور سے دیکھنے لگے اور ہر ایک کو پیچھے چھوڑتے چلے گئے، یہاں تک کہ علی علیہ السلام تک جا پہنچے۔جب علی علیہ السلام کو دیکھا تو اضع اور انکساری کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر لیٹنے لگے اور آپ کے سامنے زمین پر پڑے پڑے کہنے لگے:

السلام علیک یا حلیف الندی و معدن النھی، ومحل الحجیٰ، والعالم بمافی الصحف الاولی ووصی المصطفیٰ السلام علیک یا من اسعد الله به محبیه واشقی بعد اوته شانیه وجعله سید آل محمدؐ و زویه السلام علیک یا من لو احبه اھل الارض کما یحبه اھل السماء لصاروا لاصفیاء ویا من لواحس باقل قلیل من بغضه من انفق فی سبیل الله مابین العرش الی الثری لانقلب باعظم الخزی والمقت من العلی الا علیٰ.

"درود و سلام ہو اے صاحب بخشش اور جوانمرد! اے سرچشمہ عقل اور اے وہ جو شائستگی اور لیاقت کا مقام ہے۔وہ جو آسمانی کتابوں کا عالم ہے، وہ جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین ہے۔درود ہو آپ پر اے وہ جس کے دوست اس کی محبت کے ساتھ سعادت مند ہوں گے، اور اس کے دشمن اس کی دشمنی کی وجہ سے بد بخت اور گمراہ ہیں۔اور اے وہ جو اہل بیت پیغمبرؐ کے آقا اور سردار ہیں۔ درود ہو آپ پر اے وہ کہ اگر اہل زمین بھی اہل آسمان کی طرح آپ کو دوست رکھتے تو اصفیاء کے درجے تک پہنچ جاتے، اے وہ کہ اگر کوئی آپ کے ساتھ تھوڑی سی بھی دشمنی رکھتا ہواگرچہ آسمان و زمین کے درمیان تمام چیزیں خدا کی راہ میں خرچ کردے، پھر بھی خدا کی

نفرت اور غضب کے علاوہ اسے کچھ نصیب نہ ہوگا"

جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب آپ کے ساتھ تھے ان دو حیوانوں کے طریقہ کار اور گفتگو کو دیکھ کر بڑے حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہ گمان نہیں تھا کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام درندوں کے درمیان اتنا بلند مقام رکھتے ہیں اور وہ ان کا اتنا احترام کرتے ہیں۔رسول خداؐ نے فرمایا: اگر تم علی علیہ السلام کا وہ مقام جو خشکی و تری آسمانوں و زمین اور ظاہری و باطنی مخلوق میں پایا جاتا ہے کا مشاہدہ کرو تو کیا کہو گے؟ خدا کی قسم! سدرۃ المنتہٰی کے فرشتوں نے جو عجز و انکساری علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تصویر کے مقابلہ میں کی وہ ان دو بھیڑیوں کی عجز و انکساری اس کے مقابلہ میں بہت ہی زیادہ تھی۔

فرشتے اور دوسرے صاحبان عقل کس طرح علی علیہ السلام کے لئے عجز و انکساری کا اظہار نہ کریں، حالانکہ خدا تعالیٰ نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی بھی علی علیہ السلام کے سر کے بال کے برابر عجز و انکساری کرے گا تو بہشت کے درجات میں اس کا مقام ایک لاکھ سال کے برابر بلند کردوں گا، اور جو عجز و انکساری آپ نے دیکھی ہے وہ اس بلند و عظیم مرتبہ و مقام کے مقابلہ میں ایک کمترین مقدار ہے۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۸۱ حدیث ۸۷، بحارالانوار:۱۷/۳۲،۳۲۶، ثاقب المناقب:۳۹ حدیث ۲۱)

(۴۱) ابن بابویہ ابی سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں رسول خدا کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شخص آپ کی طرف آیا اور عرض کرتا ہے: اے رسولؐ خدا اس آیت کے بارے میں جس میں خدا فرماتا ہے:

اِسۡتَکۡبَرۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡعَالِیۡنَ

"تو نے تکبر کیا ہے یا تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے"؟

مجھے بتلایئے کہ ان بلند مرتبہ ہستیوں سے کیا مراد ہے جو فرشتوں سے بلند تر ہیں؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: میں، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ عرش کے پردہ میں آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے تھے۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے۔ فرشتوں نے ہمیں دیکھ کر تسبیح کرنا سیکھا۔

جب خدانے آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں۔تمام فرشتوں نے اس حکم کی اطاعت کی اورآدم کو سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ جس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

يَا اِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدِىْ اِسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ. (سورۂ ص: آیت ۷۵)

''اے ابلیس کس چیز نے تجھے آدم کو سجدہ کرنے سے منع کیا ہے جس کو میں نے اپنے دست مبارک سے پیدا کیا ہے کیا تو نے تکبر کیا ہے یا تو بلند مرتبہ والوں میں سے ہے؟ (یعنی ان پانچ مقدس نوروں میں سے ہے کہ جن کے نام پردہ عرش پر لکھے ہوئے ہیں''

فنحن باب الله الذى يونى منه بنا يهتدى المهتدون فمن احبنا احبه الله واسكنه جنته ومن ابغضنا ابغضه الله واسكنه ناره ولا يحبنا الامن طاب مولده

''ہم رحمت خدا کا وہ دروازہ ہیں کہ جو بھی اسے حاصل کرنا چاہے اسے اس میں سے گزرنا ہوگا، ہدایت پانے والے ہم سے ہدایت پاتے ہیں، جو کوئی ہمارے ساتھ دوستی رکھے گا خدا اسے دوست رکھتا ہے اوراسے بہشت میں ٹھہرائے گااور جو کوئی ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہوگا تو خدا بھی اسے دشمن رکھتا ہے اوراسے جہنّم میں ڈالے گا، ہمیں صرف وہ دوست رکھتا ہے جس کی ولادت پاک ہو''

(فضائل الشیعہ :۴۹حدیث۷ بحارالانوار:۱۱/۱۴۲احدیث۹،۱۵/۲۱حدیث۳۴،۲۵/۲حدیث۳،۳۹/۳۰۶حدیث۱۲۰)

محبّت اہل بیتؑ کی راہنمائی

(۳۲) تفسیر وکیع بن جراح میں آیہ شریفہ (**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ**) کے ذیل میں

ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

قولوا معاشر العباد ارشد نا الی حب محمد واهل بيته

''اے بندگان خدا: کہو! اے خدا ہمیں محمد اہل بیت محمد علیہم السلام کی محبت کی طرف راہنمائی فرما''

(المناقب: ۳/۳/۷۳، بحارالانوار: ۲۴/۱۶ حدیث ۱۸، تفسیر برہان: ۱/۵۲ حدیث ۳۸، شواہد التنزیل: ۱/۵۸ حدیث ۸۷)

نجات نوح

(۳۴) سید ہاشم بحرانی کتاب ''غایۃ المرام'' میں ایک حدیث اہل سنت کی طرف سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو محمدؐ علی، فاطمہ، حسن وحسین علیہم السلام کی وجہ سے نجات ملی۔

سید بن طاؤوس کتاب'' امان الاخطار'' میں اس حدیث کو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ جب خدا نے قوم نوحؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت نوح علیہ السلام سے فرمایا: ایک ساج نامی درخت سے تختے کاٹ کر تیار کریں جب تختے بن گئے تو حضرت نوحؑ نہ جانتے تھے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔حضرت جبرائیل علیہ السلام نیچے آئے اور انہیں کشتی کی ایک شکل دیکھائی۔اور ساتھ ایک صندوق لائے جس میں ایک لاکھ میخیں تھیں۔چنانچہ ایک کو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ چمکی اور ایسے نور افشانی کرنے لگی۔ جیسے ایک روشن ستارہ آسمان میں چمکتا ہے۔حضرت نوح یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے، خدا نے اس میخ کو زبان دی۔ اس نے لب کشائی کی اور کہا: میں سردار انبیاء حضرت محمدؐ بن عبداللہ کے نام پر ہوں، اس وقت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے حضرت نوحؑ نے ان سے سوال یہ کونسی میخ ہے کہ اس کی مثل میں نے نہیں دیکھی، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ خدا کی تمام مخلوق میں سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ ہے، اس میخ کو کشتی کے دائیں طرف لگاؤ۔نوح علیہ السلام نے دوسری میخ کو

اٹھایا وہ بھی چمکی اور اس سے نور نکلنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے متعلق سوال کیا؟ جبرائیل نے کہا: یہ میخ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی علی علیہ السلام کے نام پر ہے، اس میخ کو کشتی کی بائیں طرف لگاؤ۔ جب تیسری میخ کو ہاتھ میں لیا تو وہ بھی چمکی اور روشن ہوگئی۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ میخ فاطمہ علیہا السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔ اس میخ کو اس طرف لگاؤ جس طرف ان کے والد بزرگوار کی میخ لگائی ہے۔ حضرت نوح نے چوتھی میخ اٹھائی۔ وہ بھی چمکی اور نور افشانی کرنے لگی۔ جبرائیل نے فرمایا: یہ میخ حسن علیہ السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے، اس میخ کو ان کے والد بزرگوار کی میخ کی طرف لگاؤ، جب حضرت نوحؑ نے پانچویں میخ کو پکڑا، تو وہ بھی چمکی اور روشن ہوئی اور اس کے اندر سے رونے کی آواز آنے لگی۔ حضرت نوحؑ نے عرض کیا: یہ گریہ کیسا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: یہ میخ سید الشہداء حسین بن علی علیہما السلام کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔ اس میخ کو ان کے بھائی والی میخ کی ایک طرف لگادو، اورخدا تبارک وتعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَحَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ. (سورہ قمر: آیت ۱۳)

"پیغمبر اکرمؐ نے اس کی تفسیر میں فرمایا:

الالواح خشب السفینة ونحن الدسر لولانا ما سارت السفینة باهلها

"الواح کشتی کے تختے تھے اور دسر یعنی میخوں سے مراد ہم ہیں۔

(امان الاخطار: ۱۰۷، نوادر المعجزات: ۶۴ حدیث ۲۸، بحار الانوار: ۲۶/۳۳۲ حدیث ۱۴)

مؤلف کہتا ہے: محمد بن نجار جس نے اس حدیث کو نقل کیا ہے وہ مذاہب اربعہ کے نزدیک ایک مشہور ومعروف اور سرشناس شخص ہے، پھر اس حدیث کا نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب اس کشتی کی نجات، ان پانچ ہستیوں کی برکت سے ملی ہے تو یہ باعث تعجب نہیں ہے کہ جب انسان کسی سواری پر سوار ہو تو ان ہستیوں پر درود وسلام بھیجے اور ان کے مقامات عالی کی تعریف کرے تاکہ ہر قسم کی ہلاکت سے محفوظ رہے اور ان کی برکت سے اپنے مقصد تک پانچ سکے۔

جو کوئی کشتی پر سوار ہونا چاہتا ہے۔ اور اسے کشتی کے غرق ہونے کا ڈر ہے تو اسے

چاہیے جس طرح حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ کشتی پر پانچ تن پاک کے نام مبارک لکھے یا کسی کاغذ پر لکھ کر چسپاں کردے، بفضل کبریا ان پاک ہستیوں کے طفیل گوہر مقصود حاصل کرے گا۔

ہادی کی ضرورت

(۳۴) ابن شاذان اہل سنت کی ایک روایت عبداللہ بن عمر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: میرے واسطے سے تم پر حجت کامل ہوئی اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے تمہیں ہدایت دی گئی اور اس آیت کی تلاوت کی:

إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ . (سورہ رعد: آیت ۷)

''تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہدایت کرنے والا ہے''

اس کے بعد فرمایا: حسن علیہ السلام کے توسط سے تمہیں احسان اور نیکی عطا کی گئی اور حسین علیہ السلام کے واسطہ سے سعادت مند ہوگا وہ گروہ جو ان کی اطاعت کرے گا اور گمراہ ہوگا وہ گروہ جو ان سے جنگ کرے گا یا ان کی مخالفت کرے گا۔ پھر فرمایا:

الا وان الحسين باب من ابواب الجنة من عانده حرم الله عليه ريح الجنة

'' جان لو! حسین علیہ السلام جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہیں جو بھی ان کی مخالفت کرے گا خدا نے اس پر جنت کی خوشبو حرام کردی ہے''

(مائۃ منقبۃ: ۲۲ منقبت ۲، بحارالانوار: ۳۵/۴۰۵ حدیث ۲۸، غایۃ المرام: ۲۳۵ حدیث ۶)

وہ خدا کی عبادت کرتے تھے

(۳۵) ابن بابویہ، ابوحمزہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام سجاد علیہ السلام سے سنا:

ان الله تبارک وتعالی خلق محمداً وعليا عليه السلام والآئمة الاحد عشرعليهم السلام من نور عظمته ارواحاً فی ضياء نوره يعبدونه قبل خلق الخلق بسبحون الله عزوجل ويقدسونه وهم الائمة الهادية من آل محمد عليهم السلام .

(کمال الدین:۳۱۸ حدیث۱: بحارالانوار:۱۵/۲۳ حدیث۱۳۹ور۲۵/۱۵حدیث۲۸)

''خداوند تبارک و تعالیٰ نے محمدؐ علی علیہ السلام اور گیارہ اماموں کو اپنے نورعظمت سے پیدا کیا جب کہ وہ ارواح تھے اور نور کی روشنی میں مخلوق کی خلقت سے پہلے وہ خدا کی عبادت اوراس کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے اوروہ آل محمد علیہم السلام سے ہادی ہیں''

متقی مومن

(۳۶) ابن بابویہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں :

لایتم الایمان الا بمحبتنا اهل البیت وان الله تبارک و تعالی عهد الی انه لا یحبنا اهل البیت الا مومن تقی ولا یبغضنا الا منافق شقی فطوبی لمن تمسک بی وبالآئمة الا طهار من ذریتی

''اہل بیت علیہم السلام کی محبت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا اور یہ خدا تبارک وتعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ متقی مومن کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور سوائے شقی و منافق کے ہمارے ساتھ کوئی بھی دشمنی نہیں رکھے گا۔پس خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے میرے اور میری اولاد میں سے آئمہ اطہار کے ساتھ تمسک کیا''

آنحضرت سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد امام اور ہادی کتنے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (**عدد نقباء بنی اسرائیل**) ''بنی اسرائیل کے راہنماؤں کی تعداد کے برابر''

(کفایۃ الاثر:۱۱۰، بحارالانوار:۳۶/۳۲۲ حدیث۱۷۸، منتخب الاثر:۴۸ حدیث۸)

اسلام ایک برہنہ بدن

(۳۷) ابن بابویہ کتاب'' امالی'' میں امام صادق علیہ السلام سے اور حضرت اپنے اباؤ و اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الاسلام عریان فلباسه الحیاء وزینته الوقار ومروته العمل الصالح و عماده الورع ولکل شی اساس واساس الاسلام حبنا اهل البیت

(امالی صدوق:۱۶۱،المحاسن:۲۸۶،الکافی:۲/۴۶)

"اسلام ایک برہنے بدن کی مانند ہے اس کا لباس حیاء ہے، اس کی زینت وقار ہے، اور عمل صالح اس کی مروت ہے، اور ورع (یعنی واجبات کو انجام دینا اور محرمات کو ترک کرنا اس کا ستون اور پایہ ہے۔ ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے"

ذکر علیؑ عبادت ہے

(۴۸) شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب "اختصاص" میں اصبغ بن نباتہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے سنا اور انہوں نے رسول خداؐ سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

ذکر الله عزوجل عبادة و ذکری عبادة وذکر علی عبادة وذکر الائمة من ولده عبادة

"خدا کا ذکر عبادت ہے، میرا ذکر عبادت ہے، علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے اور میری اولاد میں سے اماموں کا ذکر عبادت ہے"

اس ذات کے حق کی قسم جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا اور اپنی مخلوق سے افضل قرار دیا۔ میرا وصی اور جانشین تمام اوصیاء سے افضل ہے اور وہ خدا کی طرف سے اس کے بندوں پر حجت اور مخلوق کے درمیان اس کا جانشین ہے، اس کی اولاد سے ہدایت کرنے والے ہیں، ان کے واسطہ سے خدا اہل زمین سے عذاب کو دور کرتا ہے اور ان کے سبب سے آسمان کو زمین پر گرنے سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔ مگر اس کی اجازت کے ساتھ انہی کے سبب سے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ ہونے سے بچایا ہوا ہے۔ انہی کے سبب سے اپنے بندوں کو باران رحمت سے سیراب کرتا ہے۔ ان کے سبب سے درخت، پھول اور دوسری بوٹیاں وغیرہ اگاتا ہے۔

اولئک اولیاء اللہ حقا و خلفاوہ صدقًا عدتهم عدة الشهور وهی
الثنا عشر شهرا وعدتهم عدة نقباء موسیٰ بن عمران

''وہ حقیقی خدا کے اولیاء اور اس کے سچے خلفاء ہیں، ان کی تعداد مہینوں کی تعداد کے برابر ہے۔جوکہ بارہ ہیں، ان کی تعداد موسیٰ بن عمران کے اوصیاء کی تعداد کے برابر ہے''

پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ. (سورہ بروج: آیت ۱)

''اس آسمان کی قسم جو برجوں والا ہے''

اس کے بعد آپ نے فرمایا : اے ابن عباس! کیا تیرے خیال میں خدانے جو آسمان اور اس کے برجوں کی قسم کھائی ہے یہ آسمان اور اس کے برج ہیں ؟ ابن عباس نے کہا : اے رسول خداؐ پھر اس سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

اما السماء فانا واما البروج فالائمة بعدی اولهم علی علیه السلام
وآخر هم المهدی صلوات الله علیهم اجمعین

''آسمان سے مراد میں ہوں اور برجوں سے مراد میرے بعد آئمہ ہیں ان میں سے پہلا علی علیہ السلام ہے،اور ان کا آخری مہدی علیہ السلام ہے''

(الاختصاص :۲۱۸، بحارالانوار:۳۶/۳۷۰ حدیث۲۴۳، منتخب الاثر:۶۰ حدیث۶)

ابلیس اور سات آسمان

(۳۹) شیخ صدوق علیہ الرحمہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: ابلیسؒ سات آسمانوں تک جا سکتا تھا۔جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو تین آسمانوں پر جانے سے منع کردیا گیا۔صرف چار آسمانوں تک رسائی تھی،اور جب حضرت محمدؐ پیدا ہوئے تو اسے تمام آسمانوں پر جانے سے روک دیا

گیا۔اور شیاطین کو آسمانوں میں جانے سے ستاروں کے ذریعے سے روکا جاتا۔ قریش کہنے لگے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے۔جو ہم اہل کتاب سے سنتے آئے ہیں۔عمر بن امیہ جو زمانہ جاہلیت میں علم نجوم میں شہرت رکھتا تھا نے کہا: تم ستاروں کی طرف دیکھو، اگر وہ ستارے جن سے گرمیوں اور سردیوں کے موسم میں راستوں کا پتہ معلوم کیا جاتا ہے اپنی جگہ چھوڑ کر بھاگتے ہیں تو سمجھ لو کہ مخلوق کی ہلاکت اور بربادی کا وقت آ گیا اور اگر ان ستاروں کے علاوہ دوسرے ستارے حرکت کرتے اور گرتے ہیں تو کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔

جس رات ولادت پیغمبر اکرمؐ ہوئی تو صبح کو دیکھا گیا کہ جہاں جہاں بت تھے سبھی زمین بوس پائے گئے۔اس رات قیصر و کسریٰ کے محلات لرز اٹھے۔ اس محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر پڑے۔ساوہ کی جھیل خشک ہوگئی۔وادی ساوہ میں پانی جاری ہوگیا۔فارس کا آتش کدہ جوایک ہزار سال سے مسلسل جل رہا تھا ٹھنڈا ہوگیا۔ایک مجوسی عالم نے خواب میں دیکھا کہ ایک سرکش اونٹ چند نسلی گھوڑوں کو کھینچ رہا ہے جو دجلہ سے عبور کر کے شہروں میں داخل ہوگئے ہیں۔کسریٰ کا محراب ٹوٹ گیا اور دجلہ ٹوٹ کر پانی اس کے محل میں داخل ہوگیا۔حجاز کی طرف سے ایک ایسا نور اٹھا جس نے تمام مشرق کو روشن کردیا، ہر بادشاہ کا تخت سرنگوں ہوگیا اورخود بادشاہ اس دن بات نہ کرسکتا تھا۔نجومی کا علم اس دن بے کار ہوگیا جب کہ جادوگروں کا جادو باطل کردیا گیا۔عرب میں جتنے نجومی تھے سب کے مرید انہیں چھوڑ کر چلے گئے۔عربوں میں قریش کو عظمت ملی اور آل اللہ کہلانے لگے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

انما سموا ال الله لانهم فی بيت الله الحرام

''ان کو آل اللہ اس لیئے کہتے تھے کیونکہ وہ حرم بیت اللہ میں تھے''

حضرت آمنہ علیہا السلام فرماتی ہیں: خدا کی قسم جب میرا بیٹا پیدا ہوا تو دونوں ہاتھ زمین پر رکھے، سر کو آسمان کی طرف بلند کیا،اور دیکھا پھر ایک نور اس سے ظاہر ہوا،جس نے ہرطرف روشنی کردی۔اس روشنی کے درمیان ایک آواز میں نے سنی، کوئی کہہ رہا تھا:

انک قد ولدت سید الناس فسمیه محمدا

"تیرے ہاں وہ بچہ پیدا ہوا جو تمام مخلوق کا سردار ہے اس کا نام محمدؐ رکھو"

اور اسے عبدالمطلب کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اسے دیکھے۔جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لائے۔آپؐ کی والدہ کی باتیں آپ کے متعلق حضرت عبدالمطلب تک پہنچ چکی تھیں۔حضرت عبدالمطلب نے آپ کو پکڑا اور اپنی گود میں بٹھالیا اور کہا:

الحمد لله الذی اعطانی
هذا الغلام الطیب الاردان
قد ساد فی المهد علی الغلمان

"حمد و ثناء ہے اس خدا کے لئے جس نے مجھے یہ نیک و پاک بچہ عطا فرمایا ہے جو گہوارہ میں کائنات کے تمام بچوں سے افضل ہے"

پھر آپؐ کو ارکان کعبہ کی پناہ میں دیا اور کچھ شعر پڑھے۔اس وقت ابلیس نے چیخ ماری اور اپنی فوج کو بلایا۔سب کے سب اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے، ہمارے سردار کس چیز نے تجھے بے عقل کیا اور ڈرایا ہے۔شیطان نے کہا کہ اس رات کے شروع سے ہی میں آسمان کی حالت عجیب وغریب قسم کی دیکھ رہا ہوں، ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔کیونکہ جب سے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر پہنچایا گیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک ایسا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔جاؤ اور معلوم کرو کونسا واقعہ پیش آیا ہے؟

تمام کے تمام اس سے جدا ہوئے، پھر معلوم کرنے کے بعد آئے اور کہنے لگے جو کچھ تو کہہ رہا ہے ہمیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوا۔

ابلیس نے کہا: میں خود معلوم کرتا ہوں یہ میرا کام ہے۔پھر وہ دنیا کی طرف گیا اور ہر جگہ پرواز کی، یہاں تک کہ حرم تک جا پہنچا۔وہاں فرشتوں کو دیکھا کہ حرم کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، جب اس نے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کی تو تمام فرشتوں نے آواز بلند کی اور وہ واپس چلا گیا۔پھر دوبارہ ایک چڑیا کی شکل میں آیا اور ایک طرف سے حرم میں داخل

ہوگیا۔جبرائیل نے اس سے فرمایا: اے ملعون! واپس لوٹ جا۔ابلیس نے کہا: میں نے آپ سے ایک سوال کرنا ہے کہ زمین پر آج کونسا واقعہ رونما ہوا ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو سردار انبیاء اور خاتم المرسلین ہیں اس زمین پر اپنا قدم مبارک رکھا ہے اس نے کہا: کیا ان کے متعلق میرا بھی کوئی حصہ ہے۔؟جبرائیل نے فرمایا: نہیں اس نے سوال کیا کیا ان کی امت میں میرا کوئی حصہ ہے۔؟ جبرائیل نے فرمایا: ہاں ،ابلیس نے کہا میں اس بات پر راضی اور شاداں ہوں۔

(امالی صدوق :۳۶۰حدیث امجلس ۴۸، بحارالانوار:۱۵/ ۲۵۷ حدیث ۹ تفسیر برہان:۲/ ۳۲۶ حدیث ۳)

اشعار کا ترجمہ

"میں اس کی ولادت پر خوش ہوں جس کا ظہور میں آنا نیک ہے۔ایسے چمکا جیسے چودہویں رات کا چاند چمکتا ہے اور تمام اندھیرے اس میں چھٹ گئے ہیں"

"ایران کا بادشاہ کسریٰ کے سر سے تاج گر پڑا جب ایمان کا تاج مریخ سے بلند تر ہوا خاتم الانبیاء کے آنے کی وجہ سے اس کے تاج کا زیور گر گیا اور سلطنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلطنت کے تخت پر آنے کے بعد اس کا تخت ٹوٹ پھوٹ گیا"

"پاک ومنزہ ہے وہ ذات جس نے اپنے پیغمبر کو آسمانوں کی سیر کرانے کے ساتھ ان کا رتبہ اپنے قریب اور نزدیک ہونے کے ساتھ خاص کیا، حالانکہ وہ ذات کیفیت اور تشبیہ سے پاک ہے"

"ان کو آپ کے مبارک جسم کے ساتھ سیر کروائی گئی اور جبرائیل ان کی خدمت میں تھا اور خداتعالیٰ نے ان کو اس کام کے ساتھ تعظیم وتکریم عنایت کی"

"اس سفر میں ان کی سواری ایک آسمانی براق تھی اور راستہ آسمان تھا اور سفر میں ان کی راہنمائی جبرائیل کر رہا تھا"

"وہ دین حق رکھتا ہے جس کی تبلیغ وہدایت مخلوق کی خاطر ہے۔ تمام پانی ان

کی بخشش اور عطا ہے اور دریائے نیل ایک ادنٰی سی چیز ہے"

روح الامین جو قرآن ان پر لے کر آیا ہے اس نے روح اللہ کے دین اور ان کی انجیل میں جو کچھ ہے اسے نسخ اور ختم کر دیا ہے"

حضرت موسٰی " کی تورات کی تمام فضیلتیں قرآن کریم کی سورتوں اور آیات کے آنے کے بعد دم توڑ گئی ہیں۔

اگر وہ نہ ہوتے تو نہ علم ہوتا اور نہ عمل، نہ کتاب ہوتی نہ نص (ظاہر کتاب) اور نہ تاویل باطن کتاب، نہ کوئی وجود ہوتا نہ کوئی انسان، نہ فرشتہ نہ کوئی وحی ہوتی اور نہ کوئی قرآن۔

وہ صاحب معجزات ہے اور حیرت انگیز کارناموں کا مالک اور کھجور کی ایک شاخ خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار بن گئی۔

وہ جنگیں جن میں وہ شریک ہوئے یا وہ جنگیں جن میں خود شریک نہ تھے ایک ایسی سیرت اور نمونہ ہیں کہ لوگ نسل در نسل ان کو یاد کرتے رہیں گے۔

شیخ ازری نے کیا خوب اشعار کہے ہیں۔

اشعار کا ترجمہ

"اس ہستی کے متعلق میں کیا کہوں جن کا مقام بلند اور مرتبہ عظیم ہے۔ ان کے بلند مراتب میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اس کائنات کی خلقت کا سبب ہیں"

"تمام انبیاء نے ان کی بشارت دی ہے اور ان کا مبارک نام سن کر خوشحال ہوئے ہیں اور ان کے قصیدے پڑھے ہیں۔ آسمان اور زمین نے ان کے نام کو بلند کیا ہے اور ان کو اوپر لے گئے ہیں۔ اس طرح جیسے صبح کی روشنی صبح کے آنے کے خبر دیتی ہے"

"زمین نے ان کے نام پر خوشی منائی اور ان کی ولادت کے باعث کمترین مرتبہ والی زمین نے بلندترین مرتبہ والے آسمان کے مقابلہ میں فخر کیا"

"اپنی فکر کو اوصاف احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنانے کی کوشش پر مجبور نہ کر، کیونکہ وہ ایک ایسی صورت ہے جس کی نظیر نہیں ملتی"

"وہ ایسی شخصیت ہے جس کی قدر و قیمت خدا کے نزدیک عزیز اور عظیم ہے ان کو اس نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور چنا ہے"

"علم و حکمت ایک موجیں مارتا ہوا سمندر ہے جو ختم نہیں ہوتا اگر وہ ختم ہوتا ہے تو وجود احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدغم ہوتا ہے"

"مقدس علوم اور علم اعلیٰ ان کے پاس ہے، اگر ان کے پاس نہ ہوتا تو وہ کون تھا جو اس قابل ہوتا"؟

"تمام بلند صفات اور اخلاقی بلندیاں قسم کھاتی ہیں کہ ان سب کی پرورش کرنے والا وہ ہے"

"اسی کی طرف سے علم اور بردباری مخلوق کی طرف آئی ہے۔تمام عقلوں نے اس کی عقل سے فکر و تدبر حاصل کیا ہے"

"جب ان کا نام نوح علیہ السلام کی کشتی پر لکھا گیا تو غرق ہونے سے بچ گئی۔اور اپنے چلنے والے مقام پر آرام پکڑ گئی"

"ابراہیمؑ انہیں کے ذریعے مقام خلیل پر پہنچے اور آتش نمرود انہیں کے اسم مبارک کے صدقے میں ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہوئی"

"جو راز انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا اسی کے سبب موسیٰؑ کے عصا نے ان کے ہاتھ پر اطاعت کی"

"اسی کے سبب عیسیٰ علیہ السلام قبروں کو تسخیر کرتے تھے اور قبروں میں جو مردے ہوتے وہ ان سے ہم کلام ہوتے تھے"

"وہ ملاء اعلیٰ میں جو فرشتوں کا مقام ہے اس کائنات کا راز اور رمز ہیں، وہ نہ ہوتے تو فرشتے مٹی پر پیشانی نہ رکھتے اور عبادت نہ کرتے"

"یہ تمام عناصر صرف اپنے اصلی مادہ سے ہیں اور وہ اس کائنات کا اصلی مادہ اور خلقت کا باپ ہے"

خلقت عقل

(۴۰) علامہ مجلسی "بحارالانوار" میں کتاب "محاسن برقی" سے اور وہ امام صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدانے عقل کو پیدا کیا اور اسے فرمایا: اپنا منہ پھیر لے، اس نے منہ پھیر لیا پھر اس کو فرمایا: سامنے آ، وہ سامنے آئی۔اس کے بعد فرمایا:

ما خلقت خلقاً احب الی منک

"میں نے تجھ سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کسی کو پیدا نہیں کیا"

پس اس عقل کے سو حصوں میں ننانوے حصے وجود مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیے۔ایک جز باقی رہ گیا جسے تمام لوگوں میں تقسیم کیا:

(المحاسن:۱۴۷حدیث۸، بحارالانوار:۱/۹۷حدیث۶اور۱۶/۲۲۴حدیث۲۶)

تربیت علیؑ

(۴۱) اسی کتاب میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

انا ادیب اللہ وعلی علیہ السلام ادیبی

"میں نے خدا سے تربیت لی ہے اور علی علیہ السلام میرا تربیت یافتہ ہے"

(بحارالانوار:۱۶/۲۳۱سطر۴)

سریانی زبان

(۴۲) سعد اربلی اپنی کتاب "اربعین" میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری کے نوشتہ جات میں سے ایک ورق ملا جس پر سریانی زبان میں لکھا ہوا تھا۔جو کتاب تورات سے نقل ہوا ہے کہ اس گفتگو

کے بعد جو حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے درمیان کشتی، دیوار اور غلام کے قصہ کے متعلق واقع ہوئی، اپنی قوم کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی حضرت ہارون نے ان سے سوال کیا کہ حضرت خضرؑ سے کیا سیکھ کر آئے ہو؟ اور دریا کے عجائب میں سے کس چیز کا مشاہدہ کر کے آئے ہو؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اور خضر دریا کے کنارے بیٹھے تھے۔اچانک ایک پرندہ نیچے آیا، جس نے اپنی چونچ کے ساتھ پانی کا ایک قطرہ اٹھایا اور مشرق کی طرف پھینک دیا، پھر ایک دوسرا قطرہ اٹھایا اور مغرب کی طرف گرادیا: پھر تیسرا قطرہ اٹھایا، اسے آسمان کی طرف ،پھر چوتھا قطرہ اٹھایا، اسے زمین کی طرف اور پھر پانچواں قطرہ اٹھایا اسے دریا میں پھینک دیا۔ہم اس صورت حال کو دیکھ کر بہت حیران و پریشان ہوئے۔میں نے خضر علیہ السلام سے دریافت کیا، وہ بھی جواب نہ دے سکے۔اسی وقت ایک شکاری جو اس علاقے میں شکار کیا کرتا تھا نے ہماری طرف دیکھا اور کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ گویا اس صورت حال کی وجہ سے حیران و پریشان ہو؟ ہم نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔اس شکاری نے کہا: میں ایک شکاری ہوں اور اس پرندے کا اشارہ سمجھ گیا ہوں اور آپ دونوں بزرگ اور پیغمبر ہیں لیکن نہیں سمجھ سکے؟ ہم نے کہا: ہم صرف وہ جانتے ہیں جو خدا نے ہمیں سکھایا ہے۔اس شکاری نے کہا یہ دریا میں جو پرندہ ہے اس کا نام مسلم ہے کیونکہ جب یہ پرندہ بولتا ہے تو اس کی آواز جو نکلتی ہے مسلم کا لفظ ہوتا ہے۔ اس پرندے نے یہ کام جو کیا ہے کہ پانچ قطرے دریا سے اٹھائے ہیں، ایک قطرہ مشرق، دوسرا مغرب ،ایک آسمان ،ایک زمیں اور پانچواں قطرہ دریا میں پھینکا ہے اپنے اس عمل سے وہ یہ کہنا چاہتا ہے:

یاتی فی آخر الزمان نبی یکون علم اهل المشرق والمغرب واهل السماء و الارض عند علمه مثل هذه القطرة الملقاة فی البحر، ویرث علمه ابن عمه و وصیه.

" آخری زمانے میں ایک پیغمبر آئے گا اہل مشرق و مغرب اور اہل آسمان و

زمین کا علم اس کے علم کے برابر اس قطرہ کی مانند ہے جو دریا میں پھینکا گیا ہے اور اس کے تمام علم کا وارث اس کا چچا زاد بھائی اور اسکا وصی ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ مطلب سننے کے بعد ہم دونوں نے اپنی بحث کو ختم کیا اور اپنے اپنے علم پر ہمیں جو ناز تھا وہ ہماری نظروں میں حقیر سا ہوگا۔ اس کے بعد وہ شکاری ہماری نظروں سے غائب ہوگیا، ہم سمجھ گئے کہ وہ ایک فرشتہ تھا۔ جو خدا نے ہماری طرف بھیجا تھا، تا کہ ہمیں اپنے علم کی کمی سے آگاہ کرے جب کہ ہمارا دعویٰ یہ تھا کہ ہم بڑے کمال کے مالک ہیں"

(المختصر:۱۰۰ بحار الانوار:۲۶/۱۹۹ حدیث ۱۲، تاویل الآیات:۱/۱۰۴ حدیث ۹)

چہرے کی رنگت

(۴۳) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ جب رسول خداؐ کہتے یا یہ کہتے کہ رسول خداؐ نے فرمایا تو آپ کا رنگ تبدیل ہو جاتا، اس قدر سبز اور زرد ہو جاتا تھا کہ پہچاننے والے لوگ بھی اس تبدیلی کے بعد پہچاننے سے انکار کر دیتے تھے۔

(الخصال:۱۶۷ حدیث ۲۹، امالی صدوق:۲۲۴)

ایک دوسری روایت میں نقل ہوا ہے کہ جب آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنتے تھے تو تعظیم کی خاطر اپنی صورت زمین کی طرف کر لیتے اور فرماتے " محمد، محمد، محمد اس قدر زیادہ کہ آپ کا رخ مبارک زمین کے ساتھ لگنے کے قریب ہو جاتا۔

(الکافی:۸/۹۲، بحار الانوار:۱۷/۳۰ حدیث ۹)

کیا خوب شعر کہا گیا ہے۔

ہزار مرتبہ شستن دھان بمشک وگلاب
ھنوز نام تو بردن کمال بی ادبی

"ہزار مرتبہ بھی منہ کو مشک وگلاب کے ساتھ دھو لیا جائے تب بھی تیرا نام لینا کمال بے ادبی ہے"

نورآل محمدؐ

(۴۴) شیخ طوسی علیہ الرحمہ کتاب ''امالی'' میں امام صادق سے اور حضرت اپنے آباؤ واجداد سے اور وہ امام حسن علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے جد بزرگوار رسول خداؐ سے سنا:

خلقت من نور الله عزوجل وخلق اهل بيتى من نورى وخلق محبيهم من نور هم وسائر الخلق من النار

''مجھے خدا کے نور اور میرے اہل بیت کو میرے نور سے پیدا کیا گیا ہے، اور ان کے دوستوں کو ان کے نور سے پیدا کیا گیا ہے، اور باقی تمام مخلوق آگ سے ہے''۔(امالی طوسی:۶۵۵ حدیث۵ مجلس۳۴)

عالم ارواح

(۴۵) کلینی علیہ الرحمہ کتاب '' کافی '' میں مفضل سے نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب آپ عالم اظلہ (عالم ارواح) میں تھے تو کیسے تھے اور کیا کرتے تھے؟

آپ نے فرمایا:

يا مفضل كنا عند ربنا ليس عنده احد غيرنا فى ظلة خضراء نسبحه و تقدسه نهلله نمجده وما من ملك مقرب ولاذى روح غيرنا حتى بداله فى خلق الدنياء الاشياء فخلق ماشاء كيف شاء من الملائكة وغيرهم ثم انهى علم ذلک الينا.

'' اے مفضل! ہم پیشگاہ پروردگار میں ایک سبز رنگ کے سایہ میں تھے، ہمارے علاوہ وہاں کوئی نہ تھا، ہم خدا کی تسبیح ،تقدیس ، تحلیل اور تمجید میں مشغول تھے ۔کوئی فرشتہ مقرب اور ذی روح نہ تھا۔ یہاں تک کہ خدانے باقی

مخلوق کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔اس نے جو چاہا اور جس شکل میں چاہا فرشتوں اور غیر فرشتوں سے پیدا فرمایا اور ہمیں اس سے آگاہ کیا"

بت گرے

(۴۶) ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ کتاب "مناقب" میں حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ سے روایت نقل کرتے ہیں:

لما ولد رسول الله القيت الاصنام في الكعبة على وجوهها فلما امسى سمع صبحة من السماء (جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا). (سورہ اسراء: آیت ۸۱)

"جب رسولِ خداؐ کی ولادت ہوئی تو خانہ کعبہ کے اندر جو بت تھے وہ زمین پر گر گئے، اور جب رات ہوئی تو آسمان سے ایک آواز سنائی دی جو فرما رہی تھی "حق ظاہر ہوگیا اور باطل نابود ہوگیا، بے شک باطل نابود ہونے والا ہے"

نقل ہوا ہے کہ اس رات تمام دنیا روشن ہوگئی۔ پتھر، سنگریزے اور درخت مسکرانے لگے۔آسمان و زمین کی مخلوق نے خدا کی تسبیح کی، شیطان ملعون ٹوٹ پھوٹ گیا، اور کہنے لگا، امتوں میں سے بہترین شخص، افضل مخلوقات عالم، عزیز ترین بندہ اور کائنات کی بزرگ ترین شخصیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (المناقب: ۱/۳۱، بحار الانوار: ۱۵/۲۷۴ حدیث ۲۰)

کھجور بطور صدقہ

(۴۷) کتاب "کنز الفوائد" میں حلیمہ سعدیہ سے روایت ہوئی ہے وہ کہتی ہیں کہ جب پیغمبر اکرمؐ ایک سال کے ہوئے اور لب کشائی فرمائی تو ایسی کلام ارشاد فرمائی کہ میں نے اس سے بہتر کوئی کلام نہ سنی تھی۔آپؐ نے فرمایا:

قدوس قدوس نامت العيون والرحمان لا تاخذه سنة ولا نوم

"خدا تعالیٰ ہر نقص سے پاک و منزہ ہے آنکھیں سو گئیں اور رحمان کو نہ اونگھ

آتی ہے اور نہ ہی نیند"

ایک عورت نے مجھے اک مٹھی کھجور بطور صدقہ دیں، میں نے لے لیں، حضرتؐ اس وقت تین سال کے تھے آپ نے رد کردیں اور فرمایا:

یا ام لا تاکلی الصدقه فقد عظمت نعمتک و کثر خیرک فانی لا آکل الصدقة

"اے ماں! صدقہ نہ کھاؤ کیونکہ نعمت کے دروازے تجھ پر کھلے ہیں اور بہت سی خیر تجھ تک پہنچی ہے اور میں ہرگز صدقہ نہیں کھاتا"

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں خدا کی قسم کلام حضرتؐ کو سننے کے بعد میں نے کبھی صدقہ قبول نہیں کیا: (کنز الفوائد:۱/۱۶۸، بحارالانوار:۱۵/۴۰۰ حدیث ۲۸)

سب سے افضل

(۴۸) کتاب "قرب الاسناد" میں فضیل سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا:

اتقوا الله وعظموا الله وعظموا رسوله صلى الله عليه وآله وسلم ولا تفضلوا على رسول صلى الله عليه وآله وسلم احدا فان الله تبارک و تعالی قد فضله.

"تقویٰ اختیار کرو، خدا اور اس کے رسولؐ کو عظمت دو اور کسی ایک کو بھی رسول خداؐ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ خدا نے انہیں سب پر فضیلت دی ہے"

(قرب الاسناد:۶۱' بحارالانوار:۲۵/۲۶۹ حدیث ۱۲)

مصطفیٰؐ سب سے افضل

(۴۹) کتاب کافی میں نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ السلام نے رسول خداؐ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ما بر الله نسمة خيرا من محمدؐ

"خدا تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کسی کو پیدا نہیں فرمایا"

(الکافی:۱/۴۴۰ حدیث ۲)

اسم اعظم

(۵۰) اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام کے اصحاب سے نقل ہوا ہے کہ میں نے حضرت سے سنا کہ آپ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم کو اسماء اعظم میں سے دو حرف دیئے گئے تھے، وہ ان دو حرفوں کی وجہ سے خارق العادہ کام انجام دیتے تھے حضرت موسیٰ کو چار حروف۔ حضرت ابراہیمؑ کو آٹھ حروف، حضرت نوحؑ کو پندرہ حروف، اور حضرت آدمؑ کو پچیس حروف عطا کئے گئے۔ خداوند تبارک وتعالیٰ نے یہ تمام حروف جو تمام انبیاء کو عطا کئے تھے۔ وہ سب حضرت محمدؐ کے لئے جمع کر دیئے بے شک خدا کے اسمائے اعظیم تہتر حروف ہیں ان میں سے بہتر انہیں عطا کئے گئے اور ایک پوشیدہ رکھا گیا۔

(الکافی:۱/۲۳۰ حدیث ۲، بحارالانوار:۱۷/۱۳۴ حدیث ۱۱، الوافی:۳/۵۶۴ حدیث ۳)

تمام انبیاء کا علم

(۵۱) صفار کتاب بصائر الدرجات میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام سے پیغمبر اکرمؐ کے علم کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: پیغمبر اکرمؐ کا علم تمام انبیاء کے علم کے برابر ہے۔ آپ گذشتہ اور آئندہ کے تمام واقعات سے آگاہ ہیں۔ (بصائر الدرجات:۱۲۷ حدیث ۱، بحارالانوار:۱۷/۱۴۳ حدیث ۳۱)

(۵۲) ابن شہر آشوب کتاب "مناقب" میں نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کی ولادت سے پہلے، بعثت اور وفات کے بعد چار ہزار چار سو چالیس معجزے رکھتے ہیں۔ ان میں سے اہم ترین اور قوی ترین قرآن ہے۔ (بحارالانوار:۱۷/۳۰۱ حدیث ۱۳)

انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے پہاڑ کے اوپر کسی کو آواز دیتے ہوئے سنا جو کہہ رہا تھا: خدایا! مجھے اس امت سے قرار دے جو امت مرحومہ ومغفور ہے۔ جب

وہ رسول خداؐ کے قریب ہوا، تو دیکھا وہ ایک بوڑھا مرد ہے جس کا قد تین سو ذراع ہے۔ (کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ایک ذراع ہے) آنحضرت نے اس کے ساتھ مصافحہ کیا۔ اس بوڑھے شخص نے عرض کیا: میں سال میں ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہوں اور اب وہ وقت آ گیا ہے، اسی وقت ایک کھانے کا برتن آسمان سے نازل ہوا۔ دونوں نے اس سے کھایا۔

(المناقب: ۱/ ۱۱۷، بحارالانوار: ۱۷/ ۳۰۱ حدیث ۱۲)

امتحان

(۵۳) قطب راوندی کتاب "خرائج" میں لکھتے ہیں کہ روایت ہوئی ہے کہ ایک عربی پیغمبر اکرمؐ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ جس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں اس کے صحیح ہونے پر آپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اس درخت کے پاس جاؤ اور کہو۔ کہ رسول خداؐ نے تجھے بلایا ہے، جب اس شخص نے حضرت کا پیغام درخت تک پہنچایا تو اس درخت نے اپنے آپ کو دائیں بائیں ٹیڑھا کیا یہاں تک کہ اس کی جڑیں جدا ہوگئیں پھر زمین پر گھستا ہوا آیا اور پیغمبر اکرمؐ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ عربی شخص نے کہا: اسے حکم دیں واپس اپنی جگہ پر چلا جائے، حضرت نے اسے حکم دیا اور وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ اسی وقت اس شخص نے کہا: کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں آپ کو سجدہ کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر کسی دوسرے شخص کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں۔

اس کے بعد اس نے اجازت مانگی کہ ہاتھ چوموں، آپ نے اجازت دے دی۔

(الخرائج: ۱/ ۴۴ حدیث ۵۳، بحارالانوار: ۱۷/ ۳۷۷ حدیث ۴۰)

(۵۴) اسی کتاب میں یہ بھی روایت ہوئی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اپنے اصحاب کے درمیان تھے اتنے میں ایک عربی شخص آیا، جو شکار شدہ گوہ لیے ہوئے تھا۔ اس نے وہ اپنی آستین میں چھپائی ہوئی تھی۔ عربی شخص پیغمبر اکرمؐ کی طرف اشارہ کر کے پوچھنے لگا یہ کون ہے؟ اصحاب نے کہا: رسول خداؐ ہیں۔ اس شخص نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم تجھ سے

زیادہ کسی کے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا ہوں۔ تو میرے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض ترین شخص ہے اور اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ قوم مجھے جلد باز کہے گی تو میں تجھے کب کا قتل کر چکا ہوتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کس چیز نے تجھے بھڑکایا ہے؟ ایمان لے آ! اس نے کہا: میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے اور اس گوہ کو آستین سے چھوڑ دیا۔ رسول خداؐ نے گوہ کو آواز دی، اس نے عربی زبان میں اتنی بلند آواز سے جواب دیا کہ سب لوگوں نے سنا۔ اس نے کہا: جی جناب آپ پر قربان جاؤں، کیا حکم ہے، اے وہ جو میدان قیامت کی زینت ہو۔ آپ نے فرمایا گوہ بتاؤ تم کس کی عبادت کرتی ہو۔ میں اس کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں، سلطنت زمین پر، عجائبات سمندر میں رحمت جنت میں اور جس کا عذاب آگ میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اے گوہ بتا میں کون ہوں؟ اس نے کہا

رسول رب العالمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقک و خاب من کذبک

"آپ رب العالمین کے رسول ہیں،" خاتم الانبیاء ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ راندہ درگاہ ہوا۔"

عربی شخص نے کہا: کوئی دلیل اور برہان دیکھنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ میں اس حال میں آیا تھا کہ آپ کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا لیکن اس وقت آپ کو اپنی اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ اس نے مزید کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور بے شک آپ خدا کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ وہ قبیلہ بنی سلیم سے تھا۔ جب اس نے اپنی داستان سنائی تو ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گیے۔

(الخرائج: ۱/ ۳۸ حدیث ۴۳، بحارالانوار: ۱۷/ ۴۰۶ حدیث ۳۶)

تمام لوگوں کے لیے

(۵۵) علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمہ کتاب "تفسیر" میں حفص سے نقل کرتے ہیں:

عبداللہ بن بکر سے سنا، اس نے کہا: امام صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: کہا ایسا نہیں ہے کہ رسولؐ خدا کی رسالت عام تھی اور سب کوشامل تھی۔خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِّلنَّاسِ. (سورہ سباء: آیت ۲۸)

''تجھے میں نے نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے''

یعنی اہل مشرق ومغرب کے لئے اور اہل آسمان و زمین کے لئے تمام انسانوں اور جنوں کے لئے۔حضرت نے فرمایا: سوال یہ ہے کہ کیا حضرت نے اپنی رسالت تمام تک پہنچائی اور کس طرح یہ کام کیا؟ میں نے عرض کیا: مجھے معلوم نہیں۔

آپ نے فرمایا: اے بکر کے بیٹے اگر پیغمبر اکرمؐ مدینہ سے باہر نہیں گئے تو انہوں نے کس طرح اپنا پیغام اہل مشرق ومغرب تک پہنچایا؟ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔آپ نے فرمایا: خداوند تبارک وتعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا، اس نے زمین کو اپنے پر کے ذریعے اکھیڑا اور رسول خداؐ کے سامنے نصب کردیا۔اس طرح زمین رسول خداؐ کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند تھی۔اس کے ذریعے سے آپ نے اہل مشرق ومغرب کی طرف نگاہ کی اور ہر گروہ سے اس کی زبان میں مخاطب ہوئے اور انہیں خدا اور اپنی نبوت کی طرف دعوت دی۔لہٰذا کوئی ایسا شہر اور دیہات باقی نہ رہا مگر یہ کہ خود پیغمبر اکرمؐ نے ان کو دعوت دی۔

(تفسیر قمی:۲/۲۰۲، بحارالانوار:۱۸/۱۸۸ حدیث ۲۰)

ابوطالبؑ اور پیغمبر

(۵۶) کتاب الدر النظیم میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ کی ولادت کو بائیس مہینے گذر گئے، تو آپ کو آنکھ میں درد ہوئی، عبدالمطلب نے ابو طالب علیہ السلام سے فرمایا: اپنے بھتیجے کو اپنے ساتھ جحفہ لے جاؤ۔وہاں ایک راہب عبادت گاہ میں بیٹھا مریضوں کا علاج کرتا ہے۔آنحضرت کو ہندی زنبیل

میں ڈال کر راہب کے پاس لے آئے۔حضرت ابو طالب علیہ السلام نے راہب کو آواز دی۔اس نے اپنی عبادت گاہ سے اپنا سر باہر نکالا، نیچے دیکھا تو عبادت گاہ کے اطراف میں ایک روشن نور کو دیکھا، اور فرشتوں کے پروں کی آواز سنی۔

اس نے کہا: آپ کون ہیں؟ حضرت ابو طالبؑ نے کہا: میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور اپنے بھتیجے کو تیرے پاس لایا ہوں تاکہ تو علاج کرے۔اس نے کہا: وہ کہاں ہے؟ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا وہ ایک ٹوکری میں ہے جس کو سورج کی دھوپ سے بچنے کے لئے چھپایا ہوا ہے۔اس نے کہا: اس کے اوپر سے پردہ اٹھاؤ۔جیسے ہی اوپر سے پردہ اٹھا تو راہب نے نور کی ایک روشنی دیکھی جو حضور کے چہرے سے عیاں تھی۔راہب اس صورت حال کو دیکھنے سے خوفزدہ ہوگیا، اور فوراً کہا: اسے چھپا دو۔اس کے بعد کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔اور بے شک تو خدا کا برحق رسولؐ ہے۔اور یہ وہی ہے کہ جس کے بارے میں تورات اور انجیل میں موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔

راہب نے اپنی شہادت کو دو مرتبہ اپنی زبان پر جاری کرنے کے بعد کہا: میرے بیٹے اس کو لے جاؤ۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔حضرت ابو طالب نے فرمایا: اے راہب میں تجھ سے بڑی اہم بات سن رہا ہوں۔راہب نے کہا: میرے بیٹے تیرے بھتیجے کی شان و عظمت جو تو نے مجھ سے سنی ہے اس سے کہیں زیادہ بلند ہے اور تو اس کی رسالت میں اس کا مددگار رہے گا اور جو اسے قتل کرنا چاہیں گے تو منع کرے گا۔ابو طاب علیہ السلام عبدالمطلب کے پاس واپس آیا اور تمام ماجرا بتایا۔

عبدالمطلب نے کہا: اے میرے بیٹے! اس قصہ کو پوشیدہ رکھنا، خدا کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اس دنیا سے نہ جائے گا جب تک عرب و عجم پر سرداری حاصل نہ کرلے۔

(العدد القویۃ :۱۲۳ حدیث ۳۰، بحار الانوار: ۱۵/ ۳۵۸ حدیث ۱۵)

حضورؐ کے اسماء مبارکہ

(۵۷) ابن شہر آشوب کتاب "مناقب" میں روایات میں بیان کردہ حضورؐ کے ناموں کا یوں ذکر کرتے ہیں:

العاقب: جو انبیاء کے بعد آیا ہے۔

الماحی: جس کے سبب سے کفر ختم ہوا یا جس کے سبب سے اس کے ماننے والوں کے گناہ معاف ہوں گے۔

الحاشر: وہ جس کے بعد لوگ محشر میں وارد ہوں گے۔

المقفی: یعنی جو تمام انبیاء کے بعد آیا ہے اور ان کی متابقت کی ہے۔

الموقف: جو لوگوں کو بارگاہ الٰہی میں ٹھہرنے کا حکم دے گا اور ان کو روکے رکھے گا۔

القثم: یعنی نشر کرنے والا

الناصح: خیر خواہ۔

الوفی: جو اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے۔

المطاع: جس کی اطاعت دوسرے پر واجب ہے اور انہیں چاہیے اس کی پیروی کریں۔

المنجی: نجات دینے والا۔

المامون: مورد اعتماد۔

الحنیف: وہ جو برائی سے اچھائی کی طرف مائل ہو۔ وہ جو بتوں کی عبادت سے روگردان ہو۔

المغیث: فریاد سننے والا:

الحبیب: دوست

الطیب: وہ جس نے پلیدی اور آلودگی سے اجتناب کیا اور اپنے آپ کو فضائل کے ساتھ آراستہ کیا۔

السید: سردار، آقا۔

المقرب: نزدیک کرنے والا:

الدافع: دفاع کرنے والا۔

الشافع: شفاعت کرنے والا۔

المشفع: وہ جس کی شفاعت قبول ہوئی۔

الحامد: حمد کرنے والا

المحمود: تعریف کیا ہوا۔

الموجہ: آبرومند:

المتوکل: وہ جو خدا پر اعتماد رکھتا ہو۔اور اپنے کاموں کو اس کے سپرد کیے ہوئے ہو۔

الغیث: ایسی بارش جو خیر اور نفع سے پر ہو۔

اس کے بعد ان ناموں اور القاب کو ذکر کیا ہے جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں۔جن کی تعداد چار سو تک ہے۔(المناقب:۱/۱۵، بحارالانوار:۱۶/۱۰۳ا حدیث ۴۰)

طریحی علیہ الرحمہ کتاب ''مجمع البحرین'' میں ابن اعرابی سے نقل کرتے ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ کے ایک ہزار ایک نام ہیں اور پیغمبر اکرمؐ کے ایک ہزار نام ہیں۔ان میں سے بہترین محمدؐ، محمود، اور احمد ہیں۔محمدؐ یعنی جس کی اچھی خصلتیں زیادہ ہوں، کہا گیا ہے کہ حضورؐ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ تھا۔اور خداوند تعالیٰ نے حضورؐ کے گھر والوں کو الہام فرمایا تھا کہ یہ نام رکھیں۔اس لیے کہ خدا، فرشتے تمام پیغمبر اور رسول اور تمام امتیں ان پر درود بھیجتی ہیں اور ان کی تعریف کرتی ہیں۔(مجمع البحرین:۳/۴۰)

مؤلف کہتا ہے: محدث نوری علیہ الرحمہ کتاب مستدرک میں نقل کرتے ہیں کہ ایک خبر میں وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جس کا نام محمد ہوگا۔ خداوند تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے شرم نہیں کی اور گناہ کرتے رہے اور اپنا نام میرے حبیب کے نام پر رکھا، لیکن میں حیا کروں گا اور تجھے عذاب نہیں دوں گا، کیونکہ تو نے میرے حبیب کے نام پر اپنا نام رکھا ہے۔(المستدرک:۱۵/۱۳۰ا حدیث ۴)

مجموعہ شہید علیہ الرحمہ میں کتاب انوار سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے بیٹے کا نام محمد رکھو تو اس کا احترام کرو، اس کی عزت کرو، اپنی محافل میں اس کے لئے جگہ بناؤ، اس کے لئے ناراضگی کا اظہار نہ کرو۔

جو گروہ بھی مشورہ کرنے کے وقت اپنے درمیان ایسا شخص رکھتا ہوگا جس کا نام محمد یا احمد ہوگا اور اسے اپنے مشورے میں شریک کرے گا تو خیر اور بھلائی ان کے نصیب ہوگی۔

کوئی بھی دستر خوان بچھایا گیا ہو، اگر اس پر ایسا شخص موجود ہو، جس کا نام محمد یا احمد ہو تو وہ گھر دن میں دو مرتبہ باعث تقدیس قرار پائے گا۔

(عیون اخبار الرضاؑ:۲/۲۸ حدیث ۲۹، ۳۰ اور بحار الانوار:۱۰۴/۱۲۸ حدیث ۸، ۱۰، ۱۲)

نام محمد رکھا ہے

(۵۸) کلینی کتاب 'کافی' میں ابوہارون سے نقل کرتے ہیں کہ میں مدینے میں امام صادق علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا، لیکن چند دن میں نہ جا سکا۔ پھر جب شرف یاب ہوا تو آپ نے فرمایا: اے ابو ہارون! چند دنوں سے میں نے تجھے نہیں دیکھا؟ اس نے عرض کیا خدا نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: خدا اسے مبارک کرے۔ اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا اس کا نام محمد رکھا ہے۔ جیسے ہی حضرت نے نام محمد سنا تو اپنا چہرہ زمین کی طرف جھکا دیا اور اتنی بار فرمایا ''محمدؐ، محمدؐ، محمدؐ'' قریب تھا کہ حضرت کا چہرہ مبارک زمین کو لگ جائے۔ پھر فرمایا: میں، میری اولاد اور میرے ماں باپ رسول خداؐ پر قربان ہوں۔ یہ تیرا بیٹا جس کا نام تو نے محمدؐ رکھا ہے۔ اس کو گالی نہ دینا اسے مارنا نہیں، اس کے ساتھ کبھی برا سلوک نہ کرنا۔ اس کے بعد فرمایا: زمین پر ایسا کوئی گھر نہیں ہے کہ جس میں نام محمد ہو مگر یہ کہ ہر روز پاک اور مبارک ہو۔

(الکافی:۶/۳۹ حدیث ۲، بحار الانوار:۱۷/۳۰ حدیث ۹، وسائل الشیعہ:۱۵/۱۲۶ حدیث ۴)

ایک نیکی ہے

(۵۹) سبزواری اپنی کتاب "شرح الاسماء" میں پروردگار عالم کے نام " یا ولی الحسنات" کی شرح میں ایک حدیث بیان فرماتے ہیں:
بے شک علی علیہ السلام رسولوں کے سردار کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔
(شرح الاسماء: ص ۲۳)

یوسفؑ اور زلیخا

(۶۰) ابن فہد کتاب "عدة الداعی" میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: زلیخا نے اجازت مانگی کہ یوسفؑ کے پاس جانا چاہتی ہے۔ اس سے کہنے لگے جو کچھ تو نے یوسفؑ کے ساتھ کیا ہے کیا اس کے پاس جانے سے ڈر نہیں لگتا؟ اس نے کہا: جو خدا سے ڈرتا ہے مجھے اس سے ڈر نہیں لگتا۔ جب زلیخا حاضر ہوئی تو یوسفؑ نے فرمایا: کیا ہوا ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے چہرے کا رنگ تبدیل ہو رہا ہے: اس نے کہا: حمد وثناء خاص ہے اس خدا کے لئے جس نے بادشاہوں کو نافرمانی کے سبب غلام بنادیا اور غلاموں کو فرمانبرداری کے سبب بادشاہ بنادیا۔ یوسفؑ نے اس سے فرمایا: کس چیز نے تجھے میرے ساتھ ایسا کرنے پر مجبور کیا تھے؟ اس نے کہا: تیرے حسن اور خوبصورتی نے۔ یوسفؑ نے فرمایا: اگر اس پیغمبر کو دیکھ لو جس کا اسم مبارک محمدؐ ہے اور آخری زمانے میں رسالت پر مبعوث ہوں گے تو کیا کروگی ؟ ان کا حسن وجمال، اخلاق عالیہ اور جودو سخاوت مجھ سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ زلیخا نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔ یوسفؑ نے کہا: تجھے کیسے معلوم ہوا کہ میں سچا ہوں۔ اس نے عرض کیا: جیسے ہی آپ نے ان کا نام لیا اور اوصاف بیان کیئے تو ان کی محبت میرے دل میں اتر گئی۔

خداوند تبارک وتعالیٰ نے یوسفؑ سے خطاب فرمایا: زلیخا نے جو کہا ہے وہ درست

ہے میں اسے اپنے حبیب کی محبت کی خاطر جو اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے پسند کرتا ہوں اور اس وقت حضرت یوسفؑ کو حکم دیا کہ وہ زلیخا سے شادی کرلیں۔

(عدۃ الداعی:۱۵۲، علل الشرائع:۵۵ حدیث ۱)

نور کا ایک ٹکڑا

(۶۱) کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ کو رات کے وقت دیکھا جاتا تو آپ کے چہرہ کے اطراف میں نور کا ایک ایسا دائرہ دیکھائی دیتا جیسے چاند کا کوئی ٹکڑا ہو۔

(الکافی:۱/۴۴۶ حدیث ۲۰، بحار الانوار:۱۶/۱۸۹ حدیث ۲۷)

اولاد آدم کا سردار

(۶۲) کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں حسین بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا، کیا رسول خداؐ اولاد آدم کے سردار ہیں؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ تمام مخلوق کے سردار ہیں، اور خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کوئی مخلوق پیدا ہی نہیں کی۔

(الکافی:۱/۴۴۰ حدیث ۱، بحار الانوار:۱۶/۳۶۸ حدیث ۷۶)

درہ اور درخت

(۶۳) کلینی علیہ الرحمہ کتاب ''کافی'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ ایک جنگ بنام ذات الرقاع میں ایک درخت کے نیچے ایک ایسے درہ کے پاس اترے جہاں سے سیلاب جاری ہوتا تھا۔ اچانک سیلاب کا پانی آیا اور اس نے رسول خداؐ اور اصحاب کے درمیان فاصلہ ڈال دیا۔ اسی دوران مشرکین میں سے ایک شخص نے دیکھ لیا کہ مسلمان درے کے ایک کنارے کھڑے منتظر تھے کہ سیلاب رک جائے۔ اس مشرک مرد نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کروں گا۔ اپنی تلوار پکڑی اور رسول خداؐ

کی طرف آیا اور سختی سے کہا: اے محمدؐ! اب کون تجھے میرے ہاتھ سے چھڑا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا میرا اور تیرا خدا۔ اتنے میں جبرائیل آیا اور اس مشرک کو گھوڑے سے گرادیا۔ اور وہ مشرک اوندھا زمین پر گر پڑا۔ رسول خداؐ اٹھے اور اس کی تلوار پکڑ کر اس کے سینے پر بیٹھ گئے اور فرمایا: اب تجھے کون میرے ہاتھ سے نجات دے گا؟ اس نے کہا:

جودک و کرمک یا محمدؐ

"آپ کی بخش اور کرم نوازی اے محمدؐ"

یہ سن کر رسول خداؐ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا خدا کی قسم آپ مجھ سے بہتر اور افضل ہیں۔ (الکافی: ۸/ ۱۲۷ حدیث ۹۷، بحارالانوار: ۲۰/ ۱۷۹ حدیث ۶)

بستر بیماری

(۶۴) شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب "امالی" میں ابن عباس سے ایک طولانی حدیث نقل کرتے ہیں جو وفات رسولؐ کے موضوع اور جو آپؐ نے بستر بیماری پر اپنے اصحاب کو ارشاد فرمایا کے متعلق ہے۔ حضرت جب اس جگہ پہنچے اور فرمایا: بے شک میرے عظیم الشان پروردگار نے قسم کھائی ہے کہ وہ کسی ظالم کے ظلم کو معاف نہیں فرمائے گا، اور میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس کسی کو بھی مجھ سے کوئی شکایت ہو، یا کوئی زیادتی تمہارے متعلق مجھ سے واقع ہوئی ہو، ابھی اٹھے اور مجھ سے قصاص طلب کرے، کیونکہ اگر میں اس دنیا میں اپنے عمل کی سزا پالوں تو میرے نزدیک یہ بہتر ہے چہ جائیکہ مجھے قیامت کے دن فرشتوں اور انبیاء کے سامنے سزا دی جائے۔

اس وقت ایک شخص بنام سوادۃ بن قیس مجلس کے آخر سے بلند ہوا اور کہنے لگا۔ اے رسول خداؐ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، جب آپ طائف سے تشریف لائے تھے تو میں آپ کے استقبال کے لئے آیا تھا۔ آپ اس وقت اپنے اونٹ پر سوار تھے اور آپ کے ہاتھ میں ایک باریک سی چھڑی تھی۔ آپ نے اس شاخ کو اوپر اٹھایا تا کہ اسے اپنے اونٹ کو ماریں تو وہ

میرے پیٹ پر جا لگی تھی، اب مجھے معلوم نہیں کہ غلطی سے یہ کام واقع ہوا ہے یا عمداً؟ رسول خداؑ نے فرمایا: میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ اگر میں نے ایسا کام اپنی مرضی سے کیا ہو۔اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے بلال! فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر جاؤ اور وہاں سے وہی باریک شاخ اٹھا کر میرے پاس لے آؤ۔ بلال مسجد سے باہر گئے اور مدینے کے کوچہ و بازار میں بلند آواز میں صدا دینے لگے، اے لوگو! تم میں سے کون ہے جو قیامت سے پہلے اس دنیا میں ہی اپنے آپ کو قصاص کے لئے پیش کرے۔؟ اس وقت پیغمبر اکرم محمدؐ نے اپنے آپ کو قصاص کے لئے حاضر کیا ہے۔یہاں تک کہ رسول خداؑ نے فرمایا: وہ بوڑھا شخص کہاں ہے؟ بوڑھا شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا میں اس جگہ ہوں ۔اے رسول خداؑ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت نے فرمایا: اس جگہ آؤ اور مجھ سے قصاص لو، تاکہ تو راضی ہو جائے۔اس نے کہا: اپنے کرتے کو اوپر اٹھائیں۔ حضرت نے اوپر اٹھایا، اس بوڑھے شخص نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ کیا آپ اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنے لبوں سے آپ کے شکم مبارک کا بوسہ لوں؟ حضرت نے اجازت دی۔ اس بوڑھے شخص نے کہا: میں رسول خداؑ کے شکم مبارک کا قصاص کرنے کے ساتھ آتش جہنم سے پناہ مانگتا ہوں رسول خداؑ نے فرمایا: اے سوادہ! کیا قصاص لو گے یا معاف کرو گے؟ اس نے کہا: معاف کروں گا یارسول اللہ، پیغمبر اکرمؐ نے اس کو دعا دی اور فرمایا: اے پروردگار سوادہ بن قیس کو معاف فرمادے جس طرح اس نے مجھے معاف کیا ہے۔

(امالی صدوق:۳۲۷حدیث۶ مجلس۹۲، بحارالانوار:۲۲/۵۰۷حدیث۹)

مؤلف اس واقعہ کے بعد اس اشکال کا جواب ذکر کرتے ہیں جس کے بارے میں امکان ہے کہ کوئی کرے۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے فضائل و مناقب، رسول خداؑ کے فضائل و مناقب سے زیادہ کیوں بیان کئے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے بعد جتنے بھی اولیاء حق ہیں ان کی عظمت نبیؐ ہی کی عظمت ہے۔ہم جس قدر بھی چاند کے اوصاف بیان کرلیں اور اس کی مدح سرائی کرلیں، درحقیقت وہ

سورج کی مدح سرائی ہوگی، کیونکہ چاند کا نور، سورج کے نور کے تابع ہے۔اور دوسرا یہ کہ حقیقت میں پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ معصومین علیہم السلام ایک ہی ہیں اس لئے ان کی توصیف در حقیقت پیغمبر اکرمؐ کی توصیف ہے۔اس کے علاوہ یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کی شخصیت مسلمانوں کے درمیان اختلافی نہیں ہے اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کی اولاد طاہرین کے اہم ترین فضائل کا کچھ لوگ انکار کرتے ہیں، حالانکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پیغمبر اکرمؐ کی تصدیق کرتے ہیں۔دیگر یہ کہ رسول اکرمؐ کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ امیر المومنین اور ان کے جانشینوں کی معرفی کریں، اسی لئے ان کے کمالات اور فضائل کو لوگوں کے سامنے بیان فرمایا، اور خود اپنی تعریف اپنی ہی زبان سے کرنے سے اجتناب کیا ہے لیکن چونکہ آیہ مباہلہ کے مطابق علی علیہ السلام نفس پیغمبرؐ ہیں اس لئے علی علیہ السلام کی مدح اور تعریف خود پیغمبر اکرمؐ ہی کی مدح اور تعریف ہے۔

اس کے بعد مؤلف کہتے ہیں کہ ہم نے رسولؐ خدا کے فضائل کے باب کے بعد آنحضرتؐ پر درود بھیجنے کے باب کو تشکیل دیا ہے اوراس باب میں ہم نے بہترین روایات اورخوبصورت حکایات کو ذکر کیا ہے جن کے پڑھنے سے آپ کا دل خوش ہوگا۔

محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کی فضیلت

(۱/۶۵) محقق اردبیلی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "زبدۃ البیان" میں فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ سے آیہ شریفہ:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِ۔ (سورہ احزاب: آیت ۵۶)

کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ آپ نے جواب دیا یہ پوشیدہ علوم میں سے ہے۔ اگر مجھ سے سوال نہ کیا ہوتا تو کبھی بھی میں اس کے متعلق خبر نہ دیتا۔

خدا تعالیٰ نے دو فرشتے مجھ پر موکل بنائے ہیں، جب بھی کسی مسلمان کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ دو فرشتے کہتے ہیں " غفر اللہ لک " خدا تجھے معاف کرے، خدا اور دوسرے فرشتے ان دو فرشتوں کی دعا پر آمین کہتے ہیں، اور اگر کسی مسلمان کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ دو فرشتے کہتے ہیں۔ (لاغفر اللہ لک) "خدا تجھے نہ بخشے" خدا اور دو فرشتے کہتے ہیں، آمین۔

(زبدۃ البیان: ۸۵، بحار الانوار: ۸۵/۲۷۹ اور ۹۴/۶۸ حدیث ۵۷)

اسی طرح اردبیلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: اگر کسی کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو خدا اسے جہنم میں داخل کرے گا اور اسے اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔

(امالی صدوق:۶۷۶حدیث۲۰مجلس ۸۵، بحارالانوار:۹۴/۴۹حدیث۷)

مؤلف کہتا ہے حدیث میں یہ جو کہا گیا ہے کہ جس کسی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا، اس سے یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ یہ کام واجب ہے کیونکہ اس کے ترک کرنے پر عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور جو عمل ایسا ہو، وہ واجب ہوتا ہے۔

علماء کا ایک گروہ مثلاً ابن بابویہ، فاضل مقداء، کرخی، سید علی خان علیہم الرحمہ صحیفہ سجادیہ کے شارح وجوب کے قائل ہیں۔ اہل سنت کے علماء میں سے طحاوی اور زمخشری نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

آدمؑ کی توبہ

(۲/۶۶) شیخ ابو الفتوح رازی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر میں ایک حدیث جو حضرت آدمؑ کی خلقت کے متعلق ہے میں کہتے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ نیند سے بیدار ہوئے تو حوا کو اپنے پاس دیکھا، اپنے ہاتھ کو اس کی طرف بڑھانے کا ارادہ کیا۔ تو فرشتوں نے ان کو منع کیا۔ حضرت آدم نے فرمایا کیا خدا نے حوا کو میرے لئے پیدا نہیں کیا؟ فرشتوں نے کہا پہلے تین مرتبہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجو۔

(تفسیر ابو الفتوح رازی:۹/۱۷۶، بحارالانوار:۱۵/۳۳سطر۱۲)

کثرت سے درود

(۳/۶۷) کلینی علیہ الرحمۃ امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

جب بھی پیغمبر اکرم کو یاد کریں تو آپ پر بہت زیادہ درود بھیجیں، بے شک جو کوئی بھی آپؐ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے تو خدا اس پر ہزار فرشتوں کی صف میں ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور خدا کی تمام مخلوق اس پر درود بھیجتی ہے، کیونکہ خدا اور اس کے فرشتوں نے ان پر درود بھیجا ہے۔

جو کوئی اس کام کی طرف رغبت اور میلان نہ رکھتا ہو وہ نادان اور مغرور ہے۔خدا، رسول خداؐ اور آنحضرت کی اہل بیت اس شخص سے بیزار ہیں۔

(الکافی:۲/۴۹۲ حدیث ۶، الوافی: ۹/ ۱۵۱۷ حدیث ۱۰، وسائل الشیعہ: ۴/ ۱۲۱۱ ح ۴)

درود کی عظمت

(۴/۶۸) کتاب حدائق میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ایک دن رسول خداؐ نے امیر المومنین سے فرمایا: کیا آپ کو ایک خوش خبری دوں؟

حضرت نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ تو ہمیشہ ہمیں خیر و خوبی کی بشارت دیتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ جبرائیل میرے لئے ایک شگفت انگیز خبر لایا ہے۔امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا: جبرائیل نے کونسی خبر آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اس نے کہا ہے: اگر میری امت میں سے کوئی شخص مجھ پر درود بھیجے اور میری اولاد کو بھی اس میں شامل کرے تو آسمان کے دروازے اس پر کھول دیئے جاتے ہیں اور فرشتے اس پر ستر مرتبہ درود بھیجتے ہیں، اگرچہ وہ بہت زیادہ خطا کار اور گناہ گار کیوں نہ ہو، اس کے سبب اس کے تمام گناہ گر جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں۔خدا تبارک و تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے اور اسے جواب دیتا ہے اور اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے۔اے فرشتو تم نے اس شخص پر ستر مرتبہ درود بھیجا ہے میں اس پر سات سو مرتبہ درود بھیجوں گا۔

اور اگر مجھ پر درود بھیجنے والا اپنے درود میں میرے اہل بیت کو شامل نہ کرے تو اس کے اور آسمان کے درمیان ستر پردے حائل ہو جاتے ہیں، خدا اس کا درود قبول نہیں کرتا۔اسے جواب نہیں دیتا اور اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے کہ اس کی دعا کو اس وقت تک اوپر مت لے جانا جب تک اہل بیت پیغمبر کو درود بھیجنے میں شامل نہ کرے۔پس فرشتے ہمیشہ اس کے اور اس کی دعا کے قبول ہونے کے درمیان مانع ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ میری اہل بیت کو میرے ساتھ ملائے۔

(امالی صدوق: ۶۷۵ حدیث ۱۸ مجلس ۸۵، بحار الانوار: ۹۴/ ۵۶ حدیث ۳۰، جامع الاخبار: ۷۳، وسائل الشیعہ: ۴/ ۱۲۲۰ حدیث ۱۰)

فرشتے بھی درود بھیجتے ہیں

(۵/۶۹) امام صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

جو کوئی محمد و آل محمد علیہم السلام پر دس بار درود بھیجے تو خدا اور اس کے فرشتے سو مرتبہ اس شخص درود بھیجتے ہیں، اور جو کوئی محمد و آل محمد علیہم السلام پر سو مرتبہ درود بھیجے تو خدا اور اس کے فرشتے ہزار بار اس پر درود بھیجتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّی عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُهٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ وَکَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا. (سورہ احزاب : آیہ ۴۳)

"وہ ایسی ذات ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر درود بھیجتے ہیں، تاکہ تمہیں تاریکیوں سے باہر نکالے، اور نور کی طرف لے جائے اور وہ اہل ایمان پر بڑا مہربان ہے" (الکافی:۲/۴۹۳ حدیث۱۴، الوافی:۹/۱۵۱۸ حدیث۱۴)

درود ایک وزنی عبادت ہے

(۶/۷۰) امام باقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اعمال کے ترازو میں محمد و آل محمد علیہم السلام پر درورد سے زیادہ وزنی کوئی نیکی نہیں ہے۔اس کے بعد فرمایا:

کل قیامت کے دن ایک شخص کے اعمال کو ترازو میں رکھیں گے اگر اس کے (نیک) اعمال کم ہوں گے تو اس وقت رسول خداؐ اپنے اوپر پڑھے گئے درود کو حاضر کریں گے اور اس شخص کے ترازو میں رکھ دیں گے۔جس کی وجہ سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

(الکافی:۲/۴۹۴ حدیث۱۵، قریب الاسناد:۱۲، بحارالانوار:۹۴/۴۹ حدیث۹)

باآواز بلند درود پڑھنا

(۷/۷۱) امام صادق علیہ السلام اپنے اباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ارفعوا اصواتکم بالصلوۃ علی فانها تذهب بالنفاق

(ثواب الاعمال:۱۵۹، بحارالانوار:۹۴/۵۹حدیث۴۱)

"مجھ پر درود بھیجتے وقت اپنی آواز کو بلند کرو، کیونکہ ایسا کرنے سے نفاق دور ہو جاتا ہے"

درود کفارہ گناہ ہے

(۷۲/۸) شیخ صدوق علیہ الرحمہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

اگر کوئی شخص اپنے کئے ہوئے گناہ کا کفارہ دینے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ محمدؐ و آل محمدؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجے، کیونکہ صلوات گناہ کی بنیاد کو ویران کر دیتا ہے اور اسے ختم کر دیتا ہے۔ (امالی صدوق:۱۳۱حدیث۸مجلس۱۷، بحارالانوار:۹۴/۴۷حدیث۲)

حاجتیں اور درود

(۷۳/۹) قطب راوندی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: جو کوئی خلوص نیت کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ پر ایک بار درود بھیجے تو خدا اس کی سو حاجتوں کو پورا فرماتا ہے، جن میں سے تیس حاجتیں دنیا کی اور ستر حاجتیں آخرت کی ہوتی ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

جو کوئی بھی مجھ پر شوق اور محبت سے تین باردرود بھیجے تو وہ اس لائق ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اس کے دن اور رات کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

(دعوات راوندی:۸۹/۲۲۵، بحارالانوار:۹۴/۷۰حدیث۶۳)

شیطان کی اقسام

(۷۴/۱۰) شہید اول اپنے مجموعہ میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

الشیطان شیطانان،شیطان الجن ویبعد بلا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم وشیطان الانس ویبعد باالصلوة علی النبی وآلہ

(المستدرک:۵/۳۴۲حدیث۱۱)

"شیطان دو طرح کے ہیں۔ایک شیطان جن سے ہے وہ تو "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کے پڑھنے سے بھاگ جاتا ہے، اور دوسرا شیطان انسان سے ہے اور وہ نبیؐ اور ان کی آلؑ پر درود بھیجنے سے بھاگتا ہے"

باب عافیت

(۱۱/۷۵) کتاب جامع الاخبار میں پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے خدا اس پر عافیت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(جامع الاخبار:۶۹ حدیث۵، بحار الانوار:۹۴/۶۳ حدیث۵۲)

مؤلف کہتا ہے: رسول خداؐ کے اس فرمان کی تائید وہ مطلب کرتا ہے جو میرے ایک شاگرد نے اہل علم کے حوالے سے نقل کیا ہے۔وہ کہتا ہے کہ میں آنکھ کے شدید درد میں مبتلا ہوگیا تھا درد اتنا شدید تھا کہ مجھے بینائی کے جانے کا خوف ہونے لگا۔خواب میں ایک شخص نے مجھے زیادہ درود بھیجنے کا حکم دیا۔اور میں نے اس کام کو جاری رکھا۔تھوڑی سی مدت میں خدا نے صلوات کی برکت سے مجھے شفا عنایت فرمادی، اور جس درود کے پڑھنے کا مجھے حکم دیا وہ اس طرح تھا:

اللھم صل علی محمد و آل محمد بعدد کل داء و دواء

درود اور گناہ

(۱۲/۷۶) پیغمبر اکرمؐ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من صلی علی مرۃ لم یبق من ذنوبہ ذرۃ

"جو کوئی مجھ پر ایک بار صلواۃ پڑھے گا تو اس کے گناہوں میں سے ایک ذرہ گناہ باقی نہیں رہے گا"

درود بھیجنا

(۱۳/۷۷) ابن مسعود آنحضرت سے نقل کرتے ہیں کہ

اولی الناس بی یوم القیامة اکثرهم علی صلوة فی دار الدنیا

''قیامت کے دن میرے نزدیک ترین وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا''۔(المستدرک:۵/۳۳۳اور۳۳۴حدیث۱۳اور۱۴)

طشت عناب

(۱۴/۷۸) ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

میں نے عالم رؤیا میں اپنے چچا حمزہ اور بھائی جعفر بن ابی طالب کو دیکھا، ان کے سامنے عناب کا ایک طشت تھا کافی دیر تک اس سے انہوں نے کھایا، اس کے بعد وہ انگور میں تبدیل ہوگیا۔ایک مدت اسے کھاتے رہے پھر وہ کھجوروں میں تبدیل ہوگیا، اسے بھی ایک مدت تک کھاتے رہے اس وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا: میرا باپ آپ پر قربان ہو جائے آپ نے اعمال میں سے کس عمل کو افضل ترین عمل پایا ہے؟

ان دو بزرگوں نے فرمایا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یارسول اللہ! ہم نے افضل ترین عمل آپ پر درود بھیجنا، پیاسوں کو پانی پلانا اور علی ابن ابی طالب کی دوستی کو پایا ہے:

(دعوات راوندی:۹۰/حدیث۲۲۷،بحارالانوار:۹۴/۷۰حدیث۶۳)

سومرتبہ درود

(۱۵/۷۹) راوندی کتاب نوادر میں رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

من صلی علی محمد مائة مرة قضی الله له مائة حاجة

(نوادر راوندی:حدیث۱۸۵،المستدرک:۵/۳۳۲حدیث۱۰)

''جوکوئی مجھ پر سومرتبہ درود بھیجے خدا اس کی سو حاجتوں کو پورا کرے گا''

ایک انوکھا فرشتہ

(۱۶/۸۰) شیخ ابو الفتوح رازیؒ اپنی تفسیر میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات آسمان کی سیر کرتے ہوئے ایک فرشتے کو دیکھا جس کے ایک ہزار ہاتھ تھے اور ہر ہاتھ میں ہزار انگلیاں تھیں وہ فرشتہ حساب کر رہا تھا اور اپنی انگلیوں سے گن رہا تھا۔

میں نے جبرائیل سے کہا: یہ فرشتہ کون ہے اور کس چیز کا حساب کر رہا ہے۔

جبرائیل نے کہا: یہ فرشتہ بارش پر موکل ہے، اور حساب کر رہا ہے کہ کتنے قطرے آسمان سے زمین پر گرے ہیں۔

آپؐ نے اس فرشتے سے فرمایا: کیا تجھے ابتداء سے لے کر آج تک معلوم ہے کہ کتنے قطرے زمین پر پڑے ہیں؟ اس نے عرض کیا: مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ نہ صرف یہ کہ مجھے اتنا پتہ ہے کہ آسمان سے زمین پر کتنے قطرے پڑے ہیں بلکہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کتنے قطرے سمندر میں، کتنے قطرے خشکی میں، کتنے قطرے آبادی میں، کتنے قطرے باغ میں، کتنے قطرے شور زمین میں اور کتنے قطرے قبرستان میں پڑے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے اس کے حافظہ سے تعجب کیا اس نے جب مجھے تعجب سے دیکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ باوجود اس کے کہ ہاتھوں اور انگلیوں کے لحاظ سے میرے پاس اتنی طاقت ہے، اور اتنا میرا حافظہ قوی ہے لیکن ایک چیز کا حساب کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے اس سے سوال کیا وہ کس چیز کا حساب ہے؟ اس نے عرض کیا: جب آپ کی امت میں سے ایک گروہ جمع ہوتا ہے اور آپؐ کا نام آنے پر درود بھیجتا ہے تو میں اس کے ثواب کو شمار نہیں کرسکتا۔

(تفسیر ابو الفتوح:۲/۲۲۸المستدرک:۵/۳۵۵حدیث۸)

(۱۷/۸۱) شیخ عبدالحق دہلوی کتاب تاریخ مدینہ میں نقل کرتے ہیں:

حج کے موقع پر ایک شخص کو دیکھا گیا جو حج کے تمام اعمال اور مناسک میں سوائے صلوات محمدؐ و آل محمدؐ کے اور کوئی دعا نہیں کرتا۔اس سے پوچھا گیا وہ دعائیں کیوں نہیں پڑھتے جو ان مقامات کے لئے واجب ہیں، اس نے کہا: میں نے اپنے طور پر عہد کیا ہے، کہ فقط صلوات بھیجوں، کوئی اور دعا اس کے ساتھ شریک نہ کروں، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میرا باپ اس دنیا سے گیا تو میں نے اسے گدھے کی شکل میں دیکھا، جو دکھ کا باعث ہوا۔اس کے بعد میں نے رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا، میں نے آپ کے دامن احسان کو پکڑ لیا ، آپ سے باپ کی شفاعت طلب کی اور آپ سے اس واقعہ کا سبب پوچھا: آپؐ نے فرمایا: تیرا باپ سود خور تھا اور جو کوئی بھی سود خور ہو اس کی یہی سزا ہے۔لیکن تیرے باپ میں ایک خصوصیت موجود تھی وہ یہ کہ جب رات کو سوتا تھا تو ہر رات سوتے وقت مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا کرتا تھا، اس عمل کی وجہ سے ہم نے اس کے بارے میں تیری شفاعت کو قبول کرلیا اور اسے بخش دیا ہے۔اس وقت میں نے اپنے باپ کا چہرہ چاند کی طرح نورانی دیکھا اور اسے دفن کرتے وقت ایک ہاتف غیبی کی آواز سنی، جو کہہ رہا تھا کہ تیرے باپ پر خدا کی عنایت اور بخشش کا سبب وہ صلوات ہے جو رسول خداؐ پر بھیجا کرتا تھا۔(دارالسلام:۲/۹۴)

آل محمدؐ پر درود

(۱۸/۸۲) محدث نوری شیخ احمد بن زین الدین (جو اپنے زمانے میں اپنا بدل نہ رکھتے تھے) سے نقل کرتے ہیں:

میں نے عالم خواب میں امام زین العابدین علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان کے پاس شکوہ اور نالہ کیا کہ آخرت کے لئے کچھ جمع نہیں کیا، توبہ کی توفیق بھی حاصل نہیں ہو سکی اور میں اعمال صالح بجالا نہ سکا۔

حضرت نے فرمایا: تیرے لئے جو ضروری ہے وہ یہ ہے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجا کر اور ہم اس بھیجے ہوئے درود کے عوض تمہاری طرف سے وہ

اعمال قیامت تک بجالائیں گے جن کی توفیق تجھے حاصل نہیں ہوئی۔ (دارالسلام:۲/۱۱۲)

(۱۹/۸۳) کلینی علیہ الرحمۃ کتاب کافی میں امام رضا علیہ السلام سے روایت نقل کرتے ہیں:

آپ نے ایک شخص سے فرمایا: (وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلّٰى) کا معنی کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ جب بھی اس کے پروردگار کا نام آئے تو وہ اٹھے اور نماز پڑھے۔ آپ نے فرمایا: اگر خدا نے ایسی تکلیف دی ہوتی تو بڑا مشکل تھا۔ اس شخص نے عرض کیا پس اس کا معنی کیا ہے آپ نے فرمایا:

کلماذکر اسم ربه صلی علی محمد و آله

"جب بھی اپنے رب کا نام یاد کرو تو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجو"

درود اور مشکلات کا حل

(۲۰/۸۴) تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیہ شریفہ

وَاِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ

(سورۃ بقرہ: آیت ۴۹)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ان کا عذاب سخت یہ تھا کہ ان سے عمارتیں بنانے کے لئے مٹی کھینچنے کا کام لیتے تھے، اس ڈر سے کہ کہیں بھاگ نہ جائیں انہیں باندھ کر رکھتے تھے۔ بمشکل یہ لوگ مٹی کو سیڑھیوں کے اوپر لے کر جاتے تھے۔ بسا اوقات اوپر سے نیچے گر کر مر جاتے تھے یا ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھتے تھے، کوئی ان کی طرف توجہ نہ کرتا تھا، یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کہ کوئی کام بھی شروع نہ کرو مگر یہ کہ اس کی ابتداء محمدؐ اور ان کی آل طیبین علیہم السلام پر درود بھیجنے کے ساتھ کرو۔ انہوں نے اس حکم پر عمل کیا اور مشکل آسان ہوگئی۔ یہ بھی فرمایا: کہ جو کوئی بھی درود بھول جانے کی وجہ سے زمین پر گر پڑے یا لنگڑا لولہ ہو جائے اگر وہ خود پڑھ سکتا ہو تو صلوات پڑھے اور اگر وہ خود نہ پڑھ سکتا ہو تو کوئی دوسرا اس کی طرف سے پڑھے تا کہ یہ مصیبت اس کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

اس تفسیر میں آیت کے اس حصے (یُذَبِّحُوۡنَ اَبۡنَآئَکُمۡ)(سورۃ بقرہ: آیت ۴۹) "تمہارے بیٹوں کو قتل کرتے تھے" کے ذیل میں فرماتے ہیں ان کی عورتوں میں سے جو کوئی بھی حاملہ ہوتی تو دائی کو رشوت دیتے تھے تا کہ کسی کو نہ بتلائے، یوں مدت حمل مکمل ہو جاتی تھی، جب بچہ پیدا ہوتا تو اسے صحرا میں، یا کسی پہاڑ کے سوراخ میں، یا کسی دور مقام پر چھوڑ آیا کرتے تھے اور دس مرتبہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجتے تھے جس کے سبب خدا تعالیٰ ایک فرشتے کو اس بچے پر مامور کرتا تھا تا کہ اس کی تربیت کرے۔ وہ بچہ ایک انگلی سے دودھ پیتا تھا اور دوسری انگلی سے نرم غذا کھاتا تھا۔ اس طرح بنی اسرائیل کی قوم بڑھتی رہی۔ جتنی تعداد ان کی بچی وہ اس تعداد سے کہیں زیادہ تھی جو قتل ہوئی۔

تفسیر میں اس آیت " وَیَسۡتَحۡیُوۡنَ نِسَآءَکُمۡ "(سورہ بقرہ: آیت ۴۹) "تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے تھے" کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ عورتوں کو باقی رکھتے تھے اور اپنی کنیزیں بنا لیتے تھے، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور گریہ و نالہ کرنے لگے، اور کہا کہ ہماری بہنوں اور بیٹیوں کو کام پر لگائے رکھتے ہیں اور ان سے خدمت کرواتے ہیں لہٰذا مدد فرمایئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا کرو تا کہ اس مصیبت سے نجات حاصل کرو۔ آیہ شریفہ:

وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ فَاَنۡجَیۡنٰکُمۡ. (سورۃ بقرہ: آیت ۵۰)

"جب ہم نے دریا کو چیرا اور تمہیں نجات دی" کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت موسیٰ ؑ دریا کے کنارے پہنچے تو خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو میری توحید کی تجدید کریں، اپنے دلوں کے ساتھ مخلوق کے سردار محمد ؐ کی نبوت کا اقرار کریں، ان کے بھائی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ تجدید عہد کریں اور ان سے کہو یہ کہیں کہ خدایا ہمیں یہ دریا عبور کرنے کی ہمت فرما: اگر ایسا کرو گے تو دریا کا پانی زمین کی طرح ہو جائے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ دستور دیا تو انہوں نے جواب میں کہا،

ہمیں جو اچھا نہیں لگتا اسے بجا لانے کا حکم دیتے ہو۔آیا موت کے علاوہ اور کوئی ڈر تھا کہ ہمیں فرعون سے بھگا کر لائے ہو۔؟ اب آپ ہمیں موجیں مارتے ہوئے دریا کے سامنے یہ کلمات پڑھنے کا حکم دیتے ہو۔معلوم نہیں ہمارے سر پر اب کون سی مصیبت آئے گی۔

کالب بن یوحنا جو گھوڑے پر سوار تھا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوئی بڑی بات نہیں کہ یہ دریائی خلیج چار فرسخ لمبی ہو۔کیا خدا نے آپ کو یہ حکم فرمایا ہے کہ ان کلمات کو پڑھ کر اس میں داخل ہو جائیں؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: آپ بھی ہمیں یہی حکم دیتے ہیں آپ نے فرمایا: ہاں! اس وقت وہ کھڑا ہوا۔اور اس نے خدا کی توحید، محمدؐ کی نبوت اور امیر المومنینؑ اور ان کی آل اطہار علیہم السلام کی ولایت کا اقرار کیا اور ان کے ساتھ اپنے عہد کی تجدید کی پھر یہ عرض کیا:

اللھم بجاھھم جوزنی علی متن ھذا الماء

"اے خدا تجھے ان عظیم ہستیوں کا واسطہ دیتا ہوں مجھے اس پانی کے اوپر سے گذار دے"

اس کے بعد اپنے گھوڑے کو پانی کے اندر لے گیا اور پانی کے اوپر چلنے لگا، پانی ایسے ہوگیا جیسے نرم اور ہموار مٹی ہو، یہاں تک کہ سمندر کے کنارے تک چلا گیا۔ پھر جلدی سے واپس آیا اور بنی اسرائیل سے کہنے لگا۔

اے گروہ بنی اسرائیل! پیغمبر موسیٰؑ کی اطاعت کرو۔

فما ھذا الدعا الا مفتاح ابواب الجنان مغالیق ابواب النیران ومستنزل الارزاق والجالب علی عباداللہ وامائہ رضاء الرحمان المھیمن الخلاق.

"یہ دعا جس کی تمہیں تعلیم دی گئی ہے یہ جنت کے دروازوں کی چابی، جہنم کے دروازوں کا تالا رزق کو نازل کرنے والی اور خدائے مہربان کی خوشنودی

کو جلب کرنے والی ہے"

بنی اسرائیل نے انکار کیا اور کہنے لگے کہ ہم سوائے زمین پر چلنے کے کسی طرح بھی نہ جائیں گے۔خدا تعالیٰ نے موسیٰ ؑ سے فرمایا: اِنِ اضْرِبْ بِعَصَاکَ الْبَحْرَ" اپنے عصا کو دریا پر مارو اور کہو "اللھم صل علی محمد و آله لما فلقته" اے خدا محمد و آل محمد پر درود بھیج اور اس دریا کو ہمارے لئے چیر دے ۔پس یہ پڑھنا تھا کہ دریا اور دریا کی تہہ تک زمین نظر آنے لگی۔حضرت موسیٰ ؑ نے فرمایا: اب اس میں داخل ہو جاؤ۔وہ کہنے لگے: ابھی اس کی زمین تر اور پھسلا دینے والی ہے۔ہمیں ڈر ہے کہ کہیں اس میں دھنس نہ جائیں، خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے فرمایا: اے موسیٰ! کہو:

"اللھم بحق محمد و آله الطیبین جففھا"

اے معبود محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے میں اس زمین کو خشک کر دے۔

جب موسیٰ ؑ نے یہ کہا تو خدا نے باد صبا کو اس کی طرف بھیجا اور وہ زمین خشک ہوگئی۔پھر موسیٰ نے فرمایا: اب داخل ہو جاؤ۔انہوں نے کہا: اے پیغمبر خدا! ہم بارہ قبیلے ہیں۔جب ہم دریا میں داخل ہوں گے تو ہر قبیلہ کی یہ کوشش ہوگی کہ ہم دوسرے سے آگے جائیں، ہوسکتا ہے کہ کوئی حادثہ رونما ہو جائے ۔اگر ہر قبیلے کے لئے علیحدہ راستہ بن جائے تو اس چیز کا خطرہ نہ ہوگا۔خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا کہ اپنے عصا کو ان کی تعداد کے مطابق بارہ مرتبہ زمین پر مارو اور یہ کہو:

اللھم بجاہ محمد و آله الطیبین بین لنا الارض وامط الماء عنا

" اے خدا! محمد اور ان کی پاک آل کی آبرو کی قسم زمین کو ہمارے لئے ظاہر فرما اور پانی کو دور کر دے پس ایسا کرنا تھا کہ بارہ راستے بن گئے"

اور اوپر سے زمین باد صبا کے چلنے کی وجہ سے خشک ہوگئی۔اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا اب داخل ہو جاؤ۔انہوں نے کہا جب ہم میں سے ہر گروہ اپنے اپنے راستے پر چل نکلے گا تو دوسرے گروہ کو معلوم نہ ہوگا کہ ان پر کیا گذری۔خدا تعالیٰ نے فرمایا:

ان راستوں کے درمیان اپنے عصا سے مارتے جاؤ اور یہ کہتے جاؤ:

اللهم بجاه محمدوآله الطيبين لما جعلت فی هذا الماء طيقانا واسعة يرى بعضهم بعضاً"

اے خدا! تجھے محمد اور ان کی پاک آل کا واسطہ، اس پانی کے درمیان بڑے بڑے روشندان بنادے تاکہ یہ گروہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں، اس کے بعد بنی اسرائیل داخل ہوگئے۔

نماز سے مراد آل محمدؐ پر درود

(۲۱/۸۵) امام حسن عسکری علیہ السلام آیت شریفہ

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِي اِسْرَائِيْلَ لاَ تَعْبُدُوْنَ اِلاَّ اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذَي الْقُرْبٰى وِلَيَتٰمٰى الْمَسَاكِيْنَ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ

(سورۃ بقرہ: آیت ۸۳)

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہدو پیان لیا کہ سوائے خدا کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ والدین، غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ احسان کرو، لوگوں کے ساتھ اچھی گفتگو کرو اور نماز قائم کرو"

کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں نماز سے مراد نماز پنجگانہ اور محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا ہے۔ نیز امام فرماتے ہیں کہ مختلف حالات میں محمد و آل محمد پر درود بھیجتے رہا کرو۔ جب تمہیں غصہ آئے یا خوشحال ہو، جب تم مشکلات میں دوچار ہو یا تم نعمت سے سرشار ہو، اور جب تمہارے دلوں کو دکھ و تکلیف پہنچے۔ (تفسیر امام عسکریؑ: ۳۲۷)

(۲۲/۸۶) امام حسن عسکری علیہ السلام آیہ شریفہ:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ. (سورۃ بقرہ: آیت ۸۹)

"بعثت سے قبل آنحضرتؐ کے نام کے ذریعے کافروں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے اور جب وہ آیا اور اسے پہچان لیا تو اس کا انکار کردیا پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے" کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو بعثت سے پہلے یہودیوں کے ایمان کے بارے مطلع کیا ہے کہ یہودی پیغمبر کا نام لے کر اور ان اور ان کی اہل بیت پر صلوات بھیجنے کے ذریعے سے دشمنوں پر فتح ونصرت طلب کرتے تھے۔

(تفسیر امام عسکریؑ: ۳۹۳)

یہودی اور درود

(۸۷۔۲۳) امام فرماتے ہیں کہ خداوند تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے بعد والے زمانے کے یہودیوں کو حکم فرمایا تھا کہ وہ جب بھی کسی مشکل میں پڑیں اور یا کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو خدا کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکاریں اور ان کے وسیلے سے مدد طلب کریں۔

یہودی اس حکم پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ مدینہ کے یہودی بعثت پیغمبر سے قبل سالہا سال تک ایسا کرتے اور بلاؤں، مصیبتوں اور مشکلات پر غلبہ حاصل کرتے تھے۔ رسول اکرمؐ کی بعثت سے دس سال قبل دو قبیلے اسد اور غطفان اور کچھ مشرکین یہودیوں کے ساتھ دشمنی کرنے اور ان کو اذیت وتکلیف دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر درخواست کی تو اس تقرب کے واسطہ سے انہوں نے مشکلات پر قابو پالیا۔

ایک دفعہ ان دو قبیلوں نے تین ہزار گھوڑوں پر سوار ہو کر مدینہ کے اطراف میں یہودیوں کے کچھ محلوں پر حملہ کردیا، یہودی جو تین سو سے زیادہ نفر نہ تھے انہوں نے مقابلہ کرنے کے لیے خدا کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکارا تو خدا کے فضل وکرم سے

ان کو شکست دے دی۔

شکست کے بعد ان دو قبیلوں نے مشورہ کر کے یہ پروگرام بنایا کہ باقی قبیلوں سے مدد لی جائے، اس طرح انہوں نے اپنی تعداد تیس ہزار تک کر لی اور دوبارہ ان تیس ہزار نفر کے ساتھ تین سو یہودیوں پر حملہ کر دیا، ان کو اپنے محاصرہ میں لے لیا، ان کا کھانا پانی بند کر دیا۔ یہودیوں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان سے امان طلب کی لیکن انہوں نے قبول نہ کیا، اور کہنے لگے کہ تمہارے لئے بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر یہ کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا تمہارے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے گا اور تمہارے اموال لوٹ لئے جائیں گے۔

جب یہودیوں نے امید کے تمام راستے بند دیکھے تو چارہ جوئی کی فکر کرنے لگے، یہودیوں کے بزرگوں نے کہا: اپنے گذرے وقت کو کیوں بھول گئے ہو؟ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بزرگوں کو یہ حکم نہیں فرمایا تھا کہ جب کبھی مشکلات میں پھنس جاؤ تو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر خدا سے مدد طلب کرو۔ اور اس کے دربار میں آ کر آہ و بکا کرو اور اپنی مشکلات کو محمد وآل محمد علیہم السلام کے واسطہ سے برطرف کرو۔ سب نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔ انہوں نے کہا: تم بھی ایسا ہی کرو تا کہ نجات پا سکو۔

یہودی دست بہ دعا ہوئے:

اے خدا محمد وآل محمد علیہم السلام کی عزت وعظمت کے واسطے ہم تک پانی پہنچا دے، ان ظالموں نے پانی بند کر دیا ہے۔ حال یہ ہو چکا ہے کہ ہمارے جوان کمزور ہو چکے ہیں اور ہلاکت کا سخت خطرہ ہے۔

ان کی دعا اللہ نے مستجاب فرمائی اور ایسی موسلا دھار بارش نازل فرمائی کہ ان کے حوض، نہریں اور تمام برتن بھر گئے۔ یہودیوں نے کہا کہ دو احسانوں میں سے ایک احسان تو ہم تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ چھتوں پر چڑھ کر دیکھنے لگے کہ جس لشکر نے ان کا محاصرہ کیا ہوا تھا ان کے ساتھ کیا گذری، انہوں نے دیکھا کہ پورا لشکر مصیبت میں گرفتار ہے۔ ان کا اسلحہ بیکار ہو چکا ہے، ان کے تمام وسائل اور کھانے کی چیزیں خراب ہو چکی ہیں۔ اس لشکر کے کچھ

لوگ اس غیر متوقع بارش کو اپنے لئے فال بد سمجھتے ہوئے واپس چلے گئے۔ وہ لشکریوں کی تعداد جو باقی بچ گئی تھی نے یہودیوں سے کہا کہ فرض کرلیا پانی تو آپ کو مل گیا لیکن کھانا کہاں سے حاصل کرو گے۔؟ اگر ہمارے کچھ لوگ واپس چلے گئے ہیں ہم تو واپس نہیں گئے، یہاں تک کہ تم، تمہارے اہل و عیال اور تمہارے اموال پر غلبہ حاصل کرلیں۔ اپنی تکلیف کو دور اور دل کو تسلی دیں لیں، یہودیوں نے کہا: جس ذات نے ہمیں محمد و آل محمد علیہم السلام کے صدقے پیاس سے نجات دی ہے وہ اس چیز پر قدرت رکھتا ہے کہ ہمیں کھانا کھلائے، اور جس ذات نے تمہارے ایک گروہ سے نجات دی ہے وہ دوسروں کے شر کو بھی دور فرمادے گا۔ اس کے بعد یہودیوں نے خداوند تعالیٰ کو محمد وآل محمد علیہم السلام کا واسطہ دے کر پکارا اور کھانے کا سوال کیا تو خداوند تعالیٰ نے ان کی طرف ایک ایسا بڑا قافلہ بھیج دیا جن کے ساتھ دو ہزار اونٹ، خچر اور گدھے تھے اور اپنے ہمراہ آٹا، گندم اور کھانے کی دوسری چیزیں رکھتے تھے۔ جب یہ قافلہ پہنچا تو دشمن کا تمام لشکر نیند میں تھا، خدا نے ان پر نیند کو اس قدر غالب کردیا کہ انہیں اس قافلے کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی، اور وہ قافلہ بڑے آرام سے بستی میں داخل ہوگیا، اپنا سارا مال و متاع زمین پر رکھ دیا اور یہودیوں کو بیچ دیا، اس کے بعد اس مقام سے دور چلے گئے لیکن لشکر ابھی تک سویا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد جب لشکر والے نیند سے بیدار ہوئے اور یہودیوں سے لڑائی کا ارادہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ یہ لوگ بھوک کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہیں، بہت جلد ہمارے ہاتھ لگ جائیں گے، یہودیوں نے ان کے جواب میں کہا کہ جو تم نے خیال کیا ہے ایسا نہیں ہے، بلکہ خدا نے ہمیں کھانا پہنچادیا ہے، جب تم سوئے ہوئے تھے اور اس وقت اگر ہم چاہتے تو تم سب کو ختم کرسکتے تھے لیکن ہم نے ایسا کرنا پسند نہ کیا اب تم واپس چلے جاؤ۔ اور ہمیں ہمارے حال پر باقی چھوڑ دو وگرنہ خدا سے محمد وآل محمد علیہم السلام کی مدد طلب کریں گے تاکہ تمہیں ذلیل و رسوا کرے لیکن انہوں نے جواب نہ دیا۔ یہودیوں نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور خدا سے محمد و آل محمد علیہم السلام کے واسطہ سے مدد طلب کی اور اپنی کم تعداد کے ساتھ اس بڑے لشکر پر حملہ کردیا۔ ان میں سے بعض کو قتل کردیا

اور کچھ کو قیدی بنالیا اور باقیوں کو ادھر ادھر بھگا دیا۔ان یہودیوں نے بعثت پیغمبرؐ اور ظہور اسلام کے بعد رسول اکرمؐ سے حسد کیا اور ان کو جھٹلایا۔اور یہ کہتے تھے کہ وہ عرب کے قبیلے سے کیوں ہیں۔پھر رسول خداؐ نے فرمایا: یہ فتح اور نصرت صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دیتے تھے۔

پس تم اے امت محمدؐ مصائب اور پریشانی کے وقت محمد و آل محمد علیہم السلام کا واسطہ دو تا کہ خدا ان کی برکت سے تمہارے مؤکل فرشتوں کے ذریعے تمہارے دشمن شیطان کے خلاف تمہاری مدد کرے۔تم میں سے ہر ایک کے دائیں طرف ایک فرشتہ ہے جو نیکیوں کو لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں طرف ہوتا ہے جو گناہ لکھتا ہے اس فرشتے کے ساتھ ابلیس کی طرف سے دو شیطان ہیں جو اسے گمراہ کرتے ہیں۔جب وہ دو شیطان دل میں وسوسہ ڈالتے ہیں۔اگر وہ ذکر خدا کرے اور یہ ذکر شریف کرے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین" تو وہ دو شیطان بے بس ہو جاتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۳۹۴-۳۹۶)

شدید عذاب

(۸۸/۲۴) محدث نوری اپنی کتاب "دارالسلام" میں کتاب "ریاض الذوھان" سے نقل کرتے ہیں:

ایک عورت نے خواب میں اپنی مرحوم بیٹی کو شدید عذاب میں گرفتار دیکھا، جب خواب سے بیدار ہوئی تو اس مشاہدے نے اسے غمناک کردیا، اور رونے لگی۔دو دن بعد پھر اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑی خوش و خرم جنت کے باغوں میں چہل قدمی کر رہی ہے۔جب اس نے اپنی بیٹی سے سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھی،لیکن آج ایک شخص اس قبرستان سے گذرا اور اس نے چند بار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھا، اس درود کے ثواب کو اہل قبور کے درمیان تقسیم کردیا، اس طرح سبھی

کا عذاب رحمت خداوندی میں تبدیل ہوگیا۔ (دارالسلام: ۲/۱۸۸)

درود رات کے وقت

(۲۵/۸۹) محدث نوری کتاب شفاء الاسقام سے محمد بن سعید کی روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے معین مقدار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجا کروں گا۔ ایک رات میں نے عالم رویا میں رسول خداؐ کو دیکھا کہ ہمارے کمرے میں تشریف لائے ہیں۔ حضرت کے نور اقدس سے تمام گھر منور ہوگیا۔ حضور نے فرمایا:

وہ منہ کہاں ہے جس کے ساتھ مجھ پر درود بھیجتے ہو، تا کہ اس کا بوسہ لوں، میں نے اپنا منہ آگے کرنے سے شرم محسوس کی اور اپنا چہرہ آگے کردیا، آنحضرتؐ نے میرے چہرے کو بوسہ دیا۔ میں خوشی کے عالم میں بیدار ہوا اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کیا۔ گھر کے تمام کمرے اس طرح خوشبودار ہو چکے تھے گویا وہاں پر مشک وعنبر کی خوشبو چھڑکی گئی ہو۔ اور یہ خوشبو آٹھ دنوں تک میرے چہرے سے آتی رہی، اور ہر کوئی اس سے بہرہ مند ہوتا تھا۔ (دارالسلام: ۲/۱۸۸)

ابراھیمؑ اور درود

(۲۶/۹۰) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ "علل الشرائع" میں امام ہادی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا کیونکہ ابراہیم محمد و آل محمد علیہم السلام پر بہت زیادہ درود بھیجا کرتے تھے۔ (علل الشرائع: ۱/۳۳)

(۲۷/۹۱) کتاب بشارۃ المصطفیٰ لشیعۃ المرتضیٰ میں حضرت باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کوئی اپنی نماز کے رکوع سجدہ اور قیام میں درود بھیجے یعنی کہے " **اللھم صل علی محمد و آل محمد علیھم السلام** " تو خدا تعالیٰ اسے رکوع سجود اور قیام کا ثواب عطا کرے گا۔ (بشارۃ المصطفیٰ: ۱۹۳، الکافی: ۳/۳۲۴ حدیث ۱۳)

درود سب سے بہتر ہے

(۲۸/۹۲) شیخ حر عاملی کتاب وسائل الشیعہ میں اصول کافی سے نقل کرتے ہیں۔

ایک شخص جس کا نام عبدالسلام تھا نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا: جب میں طواف کر رہا تھا تو محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود بھیجنے کے علاوہ مجھے کوئی دعا یاد نہ آئی، یہی عمل جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہا تھا تو دھرایا۔

حضرت نے فرمایا: جس کسی نے بھی دعا کی ہے جو تجھے عطا کیا گیا ہے، اس سے بہتر ان کو عطا نہیں کیا گیا: (الکافی:۲/۴۹۴حدیث۱۷؛وسائل الشیعہ :۴/۱۲۱۱حدیث۵،ثواب الاعمال:۱۵۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ درود افضل ترین عمل ہے۔

درود اور تحریر

(۲۹/۹۳) شہید قدس اللہ مرقدہ اپنی کتاب "منیۃ المرید" میں رسول خداؐ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جو کوئی بھی اپنی تحریر میں مجھ پر درود پڑھنے کا تذکر کرے گا تو جب تک میرا نام اس کتاب میں باقی رہے گا فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔(منیۃ المرید:۲۱۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس بابؑ کو دو مطالب کے ذکر مکمل کرتے ہیں:

اول: وہ فضائل جو آنحضرتؐ کے ساتھ بہت زیادہ اختصاص رکھتے ہیں اگرچہ وہ بہت زیادہ ہیں لیکن ہم صرف اس روایتؑ پر اکتفاء کرتے ہیں جو "کافی" میں امام باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔آپ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو پیغمبر اکرمؐ کے وجود اقدس کے ساتھ خاص ہیں، اور آپؐ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔ پیغمبر اکرمؐ کا سایہ نہ تھا۔جس مقام سے آپ کا گذر ہوتا تو دو یا تین دن تک گذرنے والے کو ایسی خوشبو آتی جس سے وہ سمجھ جاتا کہ یہاں سے حضورؐ کا گذر ہوا ہے۔اور جس درخت یا پتھر کے پاس سے گذرتے وہ آپ کو سجدہ کرتا۔ (الکافی:۱/۴۴۲،بحارالانوار:۱۶/۳۶۸حدیث۷۹)

مؤلف کہتے ہیں کہ ایک فارسی شاعر نے کیا خوب شعر کہا ہے۔

سایہ پیمبر ندارد ہیچ می دانی چرا؟
آفتابی چون علی در سایہ پیغمبر است

"آپ کو معلوم ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کا سایہ کیوں نہیں ہے۔اس لئے کہ علیؑ جیسا سورج ان کے سایہ میں ہے۔"

دوسرا مطلب: یہ ہے کہ آیا محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھنا ان کے مقام و مرتبہ کی بلندی کا سبب بنتا ہے یا نہیں؟

ایک گروہ نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے، کیونکہ ان کے گمان میں خداوند تعالیٰ نے ان کو انسانیت کے کامل ترین مرتبہ پر فائز کیا ہے، اس مرتبہ سے بڑھ کر کسی اور مرتبہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔اس نظریہ کے مطابق درود پڑھنے کا فائدہ صرف درود پڑھنے والے کو پہنچتا ہے۔جیسے کہ زیارت جامعہ میں حضرت امام ہادی علیہ السلام کا فرمان اس مطلب پر دلالت کرتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

ہمارے درود اور اس ولایت کا فائدہ جو آپ اہل بیت کے ساتھ رکھتے ہیں ہماری اخلاق اور نفوس کی پاکیزگی قرار دیا ہے۔ (عیون الاخبار:۲/۲۷۲۔۲۷۷، بحارالانوار:۱۰۲/۱۲۷ حدیث۴)

لیکن مؤلف نے پہلے نظریے کو اختیار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ہمارا درود بھیجنا محمد و آل محمد علیہم السلام کے مرتبہ اور درجہ کی بلندی اور زیادتی کا باعث بنتا ہے۔اس وجہ سے کہ روایات اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں، اور اس لئے کہ قابل اور کامل دونوں موجود ہیں۔یعنی چہاردہ معصومین علیہم السلام کی ذات مقدسہ ایسے موجود ہیں جو فیض کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور پروردگار عالم کی ذات ایسی ذات ہے جو سب کے لئے فیاض (یعنی فیض کثیرا) ہے کیونکہ مقتضی موجود ہے اور مانع مفقود۔یعنی تقاضا کرنے والی چیز موجود ہے اور کوئی مانع بھی نہیں ہے۔لہٰذا اس قول کو قبول کرنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔اور خود آنحضرتؐ بھی اس طرح تھے کہ امت کے نیک وصالح افراد سے دعا کا تقاضا کیا کرتے تھے کہ:

ان ربی وعدنی مرتبة الشفاعة والوسیلة ولا تنال الا بالدعاء

" میرے پروردگار نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے شفاعت اور وسیلہ کے مرتبہ و درجہ تک پہنچا دے، لیکن دعا کے بغیر اس مرتبہ تک نہیں پہنچا جا سکتا، یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے، اہل فکر کے لئے کافی ہے۔خداوند تبارک وتعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں محمد وآل محمد علیہم السلام کی ولایت پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں ان کے ساتھ محشور فرمائے ۔اور وہ جو چاہتا ہے اس پر قدرت رکھتا ہے"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فضائل ومناقب

(۱/۹۴) امیر المومنین علی علیہ السلام سے ایک مشہور روایت ہے کہ

تمام وہ جو قرآن میں ہے سورہ حمد میں ہے اور تمام جو سورہ حمد میں ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں جمع ہے اور وہ تمام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے اس کی "باء" میں ہے اور "باء" کے تمام اسرار اس کے نقطہ میں ہے، اور میں باء کے نیچے والا نقطہ ہوں۔

مؤلف اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ جو فرمایا ہے کہ "بسم اللہ" کی باء میں مندرج ہے۔یہ اس قول کی بنا پر ہے جس میں باء کو روشنی، رونق یا قدرت کے معنی میں لیا گیا ہو، اور یہ بعد میں ذکر ہونے والے تمام اسماء کو شامل ہے۔یا اس ربط کی وجہ سے جو اسم حق اور مخلوق کے درمیان باء کے ذریعے سے حاصل ہوگا۔

کیونکہ یہ بات واضح اور روشن ہے کہ تمام مخلوقات ہستی کی بنیاد وہ تعلق اور رابطہ ہے جو مخلوقات اور اسم حق کے درمیان موجود ہے۔اگر یہ تعلق نہ ہوتا تو کوئی شئے نہ ہوتی۔نہ کوئی ذات ہوتی نہ کوئی صفت اور نہ کوئی موصوف ۔پس یہی ربط اور تعلق ہی ایک ایسی اصل اور بنیاد ہے جو چیزوں کی حفاظت اور احاطہ کئے ہوئے ہے۔اور اس عبارت کا معنی جو کمیل بن زیاد

سے ہم تک پہنچی ہے کہ "باء ہی کے سبب وجود ظاہر ہوا ہے اور نقطہ کے سبب عابد معبود میں تمیز پیدا ہوتی ہے" کا معنی بھی یہی ہے۔ (مشارق الانوار: ۳۸)

اور اس روایت کی توجیہ بھی یہی ہے جس میں حضرت فرماتے ہیں کہ:

"موجودات کو باء بسم اللہ کے ساتھ ظاہر کیا ہے"

اور رہا یہ مطلب کہ نقطہ تمام اسرار کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے جو باء میں ہیں، تو ممکن ہے اس کا مطلب یہ ہو کہ نقطہ باء کے ظاہر ہونے کا مقام ہے اور یہ نقطہ ہی ہے جس نے باء کو معین اور ظاہر کیا ہے۔ جیسے کہ لکھا ہوا نقطہ باء کو ظاہر کرتا ہے اور اس کو اس کے مشترکات سے جدا اور معین کرتا ہے۔

پس امام علیہ السلام کا مقصود حقیقت ہے یعنی وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں اسم الٰہی کا اٹھانے والا ہوں۔ اور میں نے اسے عالم میں ظاہر اور معین کیا ہے، یا نقطہ سے مراد وہ چیز ہو جو الف یا دوسرے حروف کی اصل ہے اور یہ اس نام کا تذکرہ ہے جو الف اور بطریق اولی باء اور اپنی عین بساطت کے ساتھ تمام حروف کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پس اسی وجہ سے صحیح ہے کہ اس نقطہ کو تحت الباء کا نام دیا جائے۔ جیسے ہم کہیں کہ معنی تحت لفظ ہے۔ یعنی لفظ اپنے اندر یہ معنی لئے ہوئے ہے، کیونکہ نقطہ باطن ہے اور باء اس کی حکایت کرتا ہے اور بذات خود باء کے نیچے چھپا ہوا ہے اگرچہ باء کے جسم میں ظاہر ہے۔ پس نقطہ ایک اعتبار سے خدا کے نزدیک مقام و مرتبہ رکھتا ہے، با الفاظ دیگر اس کے ساتھ متحد ہے اور مقام پروردگار کا مظہر ہے، اور صحیح ہے کہ تحت الباء عبارت صفت میں خبر کے لئے مبتداء ہو۔ مقصود یہ ہے کہ میں خود نقطہ ہوں اس کے ساتھ کہ تحت الباء واقع ہوں اور یہ اپنے نزول کے لحاظ سے اس عالم سفلی میں حقیقت محمدیہ ہے۔

علیؑ کے چہرے کا بوسہ

(۲/۹۵) بحرانی تفسیر "برہان" میں آیہ شریفہ

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا۔ (سورۃ قصص: آیت ۳۵)

"تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے سے ہم طاقت ور کریں گے اور ہم تم دونوں کے لئے حجت، برہان، قدرت اور توانائی قرار دیں گے"

کے ذیل میں انس سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے اپنا ایک قاصد ایک گروہ کی طرف بھیجا۔ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا، یہ خبر آنحضرت تک پہنچی، آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا۔ حضرت نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور باقی افراد کو قیدی بنالیا جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو رسول خداؐ سے ملاقات کی، آپؐ نے حضرت علیؑ کو گلے لگالیا اور چہرے کا بوسہ دیا اور فرمایا: میرے ماں باپ قربان اس پر جس کے ذریعے سے خدا نے میرے بازو کو قوی کیا جیسے کہ موسیٰؑ کے بازو کو ہارونؑ کے ذریعے سے طاقت ور کیا۔

(تفسیر برہان: ۳/۲۲۶ حدیث ۱، تاویل الآیات: ۱/۴۱۵ حدیث ۶، بحار الانوار: ۳۸/۳۰۵ سطر ۴)

وجود مثالی

(۳/۹۶) بحرانی تفسیر برہان میں برسی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہیں کہ

جب ہارونؑ اپنے بھائی موسیٰؑ کے ساتھ اکٹھے ہوئے اور ایک دن فرعون کے پاس گئے اور اُن کے دل میں فرعون کا خوف پیدا ہو گیا۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے جس نے سونے کا لباس پہنا ہوا ہے اور ہاتھ میں سونے کی تلوار لیے ہوئے ہے ان کے آگے آگے چل رہا ہے۔ فرعون کو سونا بہت پسند تھا۔ اس گھوڑے پر سوار شخص نے فرعون کی طرف منہ کیا اور فرمایا: ان دو آدمیوں کا جواب دو ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا فرعون نے جب اس صورت حال کو دیکھا تو بڑا پریشان ہوا اور کہا اس کام کو کل انجام دوں گا۔ جب موسیٰؑ اور ہارونؑ باہر چلے گئے تو اپنے دربار کے محافظوں کو بلایا اور ان سے پوچھ گچھ شروع کر دی اور انہیں سزا کی دھمکی دیتے ہوئے کہا: یہ گھوڑے پر سوار شخص میری اجازت کے بغیر کس طرح داخل ہوا ہے؟ سب نے فرعون کی قسم کھا کر کہا کہ ان دو آدمیوں کے سوا اور کوئی شخص اندر نہیں آیا۔

گھوڑے پر سوار شخص علی علیہ السلام کا مثالی وجود مبارک تھا۔ جس کے ذریعے سے خدانے پردے میں اپنے انبیاء کی مدد کی اور خاتم الانبیاء کی ان کے ذریعے سے ظاہر بظاہر مدد کی۔ علی علیہ السلام خدا کا وہ عظیم کلمہ ہیں کہ خدانے جس صورت میں چاہا اپنے اولیاء کے لئے ظاہر کیا اور ان کی مدد فرمائی ، انہوں نے اس کلمہ خدا کو پکارا۔ اس نے جواب دیا اوران کو نجات دی۔ یہ آیت اس قصہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جس میں خدا ارشاد فرماتا ہے:

وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَا. (سورۂ قصص: آیت ۳۵)

"آیات اور معجزات کے ذریعے سے ہم نے تم دونوں کو وہ قدرت عطا کی ہے کہ دشمن ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے"

ابن عباس کہتے ہیں سب سے بڑی الٰہی نشانی اور معجزہ جو خدا نے ان دو بزرگواروں کو عطا کیا وہ وہی گھوڑے پر سوار ہستی تھی۔ (مشارق انوار الیقین :۸۱، تفسیر برہان: ۳/۲۲۶ حدیث ۲)

جن مکھی بن گیا

(۴/۹۷) برسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق میں نقل کرتے ہیں کہ تاریخ دانوں نے روایت کی ہے کہ ایک دن رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے ، اور ان کے نزدیک ایک جن آپؐ سے مشکل احکام پوچھ رہا تھا۔ اتنے میں امیر المومنینؑ علیہ السلام وارد ہوئے تو وہ اس قدر چھوٹا ہوا کہ مکھی بن گیا۔ پھر وہ بولا اے رسول خداؐ! مجھے اپنی پناہ میں لے لیجئے۔ آپ نے فرمایا: کس سے ڈر رہا ہے؟ اس نے کہا اس جوان سے جو ہماری طرف آرہا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: ڈرنے کی وجہ کیا ہے؟ اس نے کہا: جب طوفان نوح آیا تو میں نے کشتی نوح کو غرق کرنا چاہا، لیکن اسی نوجوان نے مجھے ضرب لگائی اور میرا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا کٹا ہوا ہاتھ دکھایا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہاں یہ وہی جوان ہے۔ (مشارق انوار الیقین: ۸۵)

جوان سے پناہ

(۵/۹۸) ایک اور روایت کرتے ہیں کہ ایک جن رسول خداؐ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام وہاں تشریف لائے، اس جن نے آپ کو دیکھ کر آواز بلند کی اور مدد طلب کی اور عرض کرنے لگا، اے رسول خداؐ! مجھے اس جوان سے پناہ دیجئے۔ حضرت نے فرمایا: اس جوان نے آپ کے ساتھ کیا کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے سلمانؑ کی نافرمانی کی تو حضرت سلیمان نے میری طرف کچھ جنوں کو بھیجا۔ میں ان پر غالب آ گیا۔ لیکن یہ جوان گھوڑے پر سوار میرے پاس آیا اور مجھے مجروح کر کے قیدی بنالیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا وہ زخم بھی دکھلایا جو ابھی تک ٹھیک نہ ہوا تھا۔

(مشارق انوار الیقین: ۸۵، تفسیر برہان ۳/۲۲۶ حدیث ۴، مدینۃ المعاجز: ۱/۱۴۲ حدیث ۸۲)

مؤلف کہتے ہیں اگرچہ امیر المومنینؑ علیہ السلام ظاہری طور پر اس دنیا پر بعد میں آئے ہیں لیکن آپ کے لئے زمان و مکان اس طرح سمٹے ہوئے ہیں کہ ان کے لئے ماضی، حال اور مستقبل کوئی اہمیت نہ رکھتا ہے، کیونکہ ان کا زمانہ اور زمانیات پر کنٹرول ہے۔ یہ سب کچھ آپ کی ولایت اور تصرف کے مرحون منت ہے۔ آپ کا وجود مقدس زمانے کا مقید نہیں۔ آپ تمام مخلوقات پر شاہد ہیں۔ حضرت امام ہادی علیہ السلام کا فرمان زیارت جامعہ میں جو موجود ہے اس کی تفسیر اسی معنی میں کی گئی ہے۔ جس میں حضرت فرماتے ہیں۔

واجساد کم فی الاجساد وارواحکم فی الارواح وانفسکم فی النفوس وقبور کم فی القبور.

"یعنی آپ کا وجود مبارک تمام اجساد، ارواح، نفوس اور قبور کا احاطہ رکھتا ہے۔" اور یہ جو خدا قرآن میں اپنے کچھ خطابات میں گذرے ہوئے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرماتا: "الم تر" "کیا تو نے نہیں دیکھا" اس میں بھی یہی راز ہے"

اور کبھی کبھی بغیر دقت اور تحقیق کے ان جملات کی تفسیر کسی اور طرح کردی جاتی ہے، جو مناسب نہیں ہے۔ مثلاً کہاجاتا ہے " ذکر کم فی الذاکرین "یعنی تمہاری یاد، ذکر کرنے والوں کے درمیان ہے۔ یعنی آپ کے وجودی آثار کے احادیث وعلوم ہیں ان کے درمیان ہے۔ اور اس جملہ کے متعلق کہا جاتا ہے " اجسادکم فی الاجساد" اس طرح " ارواحکم فی الارواح ونفوسکم فی النفوس" کے متعلق کہتے ہیں تمہارے اجساد تمہارے ارواح اور نفوس ہمارے، اجساد، ارواح اور نفوس کی طرح حکم رکھتے ہیں، لیکن عظمت اور برتری کے لحاظ سے سب کے لئے باعث تعجب ہیں اور پھر اس کی دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ بعد والی عبارت اس پر شاہد ہے۔ "فما احلی اسماء کم " یعنی مقام تعجب ہے کہ کس قدر آپ کے نام شیریں اور میٹھے ہیں۔

علیؑ کا پانی پینا

(۶/۹۹) شیخ حر عاملی علیہ الرحمۃ" جواہر السنیۃ" میں ابن عباس سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

انہوں نے کہا امیرالمومنین علیہ السلام نے پانی پیا تو پیغمبر اکرمؐ نے سجدہ کیا۔ اصحاب نے عرض کیا: اے رسول خدا آپ نے اس موقع پر سجدہ کیوں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جب علی علیہ السلام نے پانی پیا تو خداوند تبارک وتعالیٰ نے ندا دی۔

هنیا مرئیاً ولیی وحجتی علی خلقی وامینی علی عبادی

"تیرے لئے مبارک ہو اے میرے ولی! اے میری مخلوق پر میری حجت اور اے میرے بندوں پر میرے امین" (جواہر السنیۃ :۲۱۰)

علیؑ کی دوستی

(۷/۱۰۰) کراجکی قدس سرہ کتاب کنزالفوائد میں لکھتے ہیں کہ

فقیہ بزرگوار محمد بن احمد بن حسن بن شاذان قمی اپنی کتاب " ایضاح دفائن النواصب" سے اہل سنت کی طرف سے ابن عباس کی روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ

ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کیا: کیا علی ابن ابی طالب کی دوستی مجھے کوئی فائدہ پہنچائے گی؟ حضرت نے فرمایا: میں جبرائیل سے سوال کروں گا اور پھر بتاؤں گا جب آپ نے جبرائیل سے فرمایا تو اس نے عرض کیا: میں اسرافیل سے پوچھ کر بتاؤں گا اسرافیل نے جبرائیل سے کہا میں اپنے پروردگار سے مناجات کروں گا۔

دربار خداوندی سے اسرافیل کو خطاب ہوا کہ جبرائیل سے کہو کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو۔

تم میری نسبت ایسے ہو جیسے میں چاہتا ہوں، اور علیؑ تیری نسبت ایسے ہے جیسے تو میری نسبت ہے اور علیؑ کے دوست اس کی نسبت ایسے ہیں جیسے علیؑ تیری نسبت ہے۔

(مشارق الانوار: ۶۷، مائۃ منقبۃ: ۴۳ منقبہ: ۲۰)

وہ انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا

(۸/۱۰۱) صدوق علیہ الرحمۃ "عیون اخبار الرضا" میں حضرت رضا علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام سے رسول خداؐ نے فرمایا:

جو آپ کو دوست رکھے وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ محشور ہوگا، اور ان کے درجات میں قرار پائے گا۔اور جو تیرے ساتھ دشمنی رکھتے ہوئے اس دنیا سے جائے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ وہ اس دنیا سے یہودی مرے یا نصرانی مرے۔

(عیون الاخبار الرضاؑ: ۲/ ۵۸ حدیث ۲۱۶، بحار الانوار: ۲۷/ ۷۹ حدیث ۱۶)

علیؑ امین رسول

(۹/۱۰۲) ابن شاذان کتاب مناقب میں اباصلت ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ

میں نے رسول خداؐ سے سنا، جب کہ آپؐ نے خداتبارک وتعالیٰ سے سنا کہ علی مخلوقات پر میری حجت، زمینوں کے درمیان میرا نور اور علم وحکمت پر میرا امین ہے، جس نے علیؑ کی معرفت کی اگرچہ وہ میری نافرمانی کرے، میں اسے جہنم میں نہیں ڈالوں گا اور جس نے علی

علیہ السلام کا انکار کیا اگرچہ میری اطاعت کرے، میں اسے جنت میں داخل نہیں کروں گا۔

(مائۃ منقبہ: ۷۸ منقبت ۴۶، بحار الانوار: ۲۷/۱۹۶ حدیث ۹۱)

مؤلف کہتے ہیں کہ زمخشری اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ ایک بہترین رمز اور علامت ہے۔ کیونکہ علی علیہ السلام کی دوستی ایمان کامل ہے اور جب ایمان کامل ہو تو گناہ نقصان نہیں پہنچاتے۔ اور یہ جو فرمایا ہے۔ "وان عصانی" (اگرچہ میری نا فرمانی کرے) یعنی اس شخص کو بوجہ احترام وعزت علی علیہ السلام بخش دوں گا اور اسی ایمان کی وجہ سے اسے بہشت میں داخل کروں گا۔ پس وہ شخص ایمان کی وجہ سے بہشت کے لائق ہے۔ چنانچہ بخشش اور مغفرت مشروط ہے علیؑ کی محبت ومعرفت رکھنے سے۔

اور یہ جو فرمایا ہے۔ "لا ادخل الجنۃ" اسے بہشت میں داخل نہیں کروں گا کیونکہ علی علیہ السلام کی محبت اور ولایت کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا، علیؑ کی محبت کے بغیر اطاعت خداوندی ایسے ہی ہے جیسے روح کے بغیر جسم، چنانچہ وہ حقیقی اطاعت نہ تھی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی حقیقی اطاعت وہ اعمال ہیں جو حب علی علیہ السلام کے ساتھ انجام پائیں، جو کوئی حضرت کی محبت رکھتا ہو در حقیقت اس نے خدا کی اطاعت کی ہے۔ اور جو خدا کی اطاعت کرے وہ نجات پائے گا۔ نتیجۃً جو علی علیہ السلام کی محبت رکھتا ہے وہ نجات پائے گا۔

پس ثابت ہوا کہ علی علیہ السلام سے دوستی ایمان اور دشمنی کفر ہے۔ قیامت کے دن ان دو گروہوں یعنی محب علی علیہ السلام اور دشمن علی علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور نہ ہوگا۔ ان کے دوست کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ان کے لئے کوئی گناہ باقی نہ ہوگا، اس لئے جنت میں داخل ہوگا علی علیہ السلام کا دشمن ایمان نہیں رکھتا، اور جو ایمان نہ رکھتا ہو اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا اور اس کی اطاعت در حقیقت معصیت ہے چنانچہ اس کا انجام دوزخ ہے۔

پس دشمنان علی کے لیے ہلاکت کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اگرچہ ان کی نیکیاں اور ان کے اچھے کام تمام بندگان خدا کے اندازہ کے مطابق ہوں۔ دوست علی علیہ السلام اہل نجات میں سے ہوگا، اگرچہ سر سے پاؤں تک گناہوں میں غرق ہو۔ گناہ ایمان کی موجودگی

میں نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ایمان ایک ایسا اکسیر اور کیمیا ہے جو گناہ کے تانبے کو نیکی کے سونے میں تبدیل کر دیتا ہے۔پس خوش بخت ہیں محبان علی علیہ السلام اور دوستان علی علیہ السلام جو رحمت خدا میں محیط ہیں۔اور بد بخت ہیں دشمنان علی علیہ السلام جو رحمت خدا سے باہر ہیں۔(مشارق الانوار:٧٦)

محبّ علیؑ اور ملائکہ

(١٠/١٠٣) ابن شاذان کتاب ''مناقب'' میں ابن عمر سے نقل کرتے ہیں:

ہم نے رسول خداؐ سے علی ابن ابی طالبؑ کے متعلق سوال کیا تو آپ غصّے میں آگئے اور فرمایا: کچھ لوگ ایسے شخص کے بارے میں شک کرتے ہیں جس کا مقام اور مرتبہ خدا کے نزدیک میرے مقام اور مرتبہ کی طرح ہے اور سوائے نبوت کے میرے تمام مقامات اور مراتب پر فائز ہے۔تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا، اور جو مجھے دوست رکھتا ہے خدا اس کے ساتھ راضی و خوشنود ہے۔اور جس سے خدا راضی و خوشنود ہو وہ اسے بہشت میں مقام عطا کرتا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہے۔فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں تاکہ جس دروازے سے چاہے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی رکھتا ہو، خدا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور پیغمبروں کی طرح اس سے حساب و کتاب لے گا۔آپ کو معلوم ہونا چاہیے، جو کوئی بھی علیؑ سے دوستی رکھتا ہوگا۔اس دنیا سے نہ جائے گا مگر یہ کہ جانے سے پہلے آب کوثر سے سیراب ہوگا، درخت طوبیٰ کا پھل کھائے گا اور جنت میں اپنا مقام اور ٹھکانا دیکھے گا۔

آگاہ رہو! جو علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو، تو موت کے وقت خدا اس کی جان کا نکلنا آسان کر دے گا۔اور اس کی قبر کو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو۔ تو خدا اس کے بدن میں رگوں کے برابر حوریں عطا کرے گا، اس کے خاندان کے ستر افراد کے متعلق اس کی شفاعت قبول کرے گا اور اس کے بدن کے بالوں کی تعداد کے مطابق جنت میں اسے مقامات عطا فرمائے گا۔

خبردار! جو کوئی معرفت علی علیہ السلام رکھتے ہوئے انہیں دوست رکھتا ہو، تو خدا ملک الموت کو اس کی طرف ایسے بھیجتا ہے جیسے اپنے پیغمبروں کی طرف بھیجتا ہے۔ منکر ونکیر کے دیکھنے کے خوف کو دور فرما دیتا ہے، اس کی قبر کو منور کر دیتا ہے، اس کی قبر کو ستر سالوں کی مسافت کے برابر کشادہ کر دیتا ہے اور قیامت کے دن وہ سفید چہرے سے ہوگا۔

آگاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی رکھتا ہو، تو خدا اسے اپنے عرش کے سایہ میں صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ٹھہرائے گا۔ نیز قیامت کے ڈر سے محفوظ رکھے گا۔

جان لو! جو علیؑ کی حب رکھتا ہوگا خدا اس کی خوبیوں کو شرف قبولیت فرما لے گا، برائیوں سے سرف نظر کرے گا اور اسے بہشت میں حضرت حمزہ سید الشہداء کا دست راست بنائے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو علیؑ کو دوست رکھے گا تو خدا اس کے دل میں حکمت، زبان پر سچائی اور راستی عطا کرے گا۔ اور اپنی رحمت کے دروازے اس کے لئے کھول دے گا۔

خبردار: جو کوئی علی علیہ السلام کے ساتھ محبت رکھتا ہوگا۔ تو زمین میں اسے عبد خدا کے نام سے یاد کیا جائے گا۔ اور خدا اس کے وجود سے اپنے عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہت کرے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوگا تو ایک فرشتہ خدا کے عرش خدا کے نیچے ندا کرے گا، اے خدا کے بندے! اپنے عمل کو دوبارہ شروع کر کیونکہ خدا نے تیرے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

آگاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام سے دوستی کا حامل ہوگا، قیامت کے دن بدر کامل کی طرح چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

جان لو! جو کوئی علی علیہ السلام کا محبّ ہوگا تو روز قیامت اس کے سر پر کرامت کا تاج اور اس کا بدن عزت کے لباس سے ملبوس ہوگا۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا تو وہ پل صراط سے بجلی کی رفتار سے عبور کر جائے گا۔ گذرتے وقت کسی قسم کی سختی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو علی علیہ السلام کو محبوب رکھے گا تو خدا اس کے لئے آگ سے دوری، منافقت سے رہائی، پل صراط سے گذرنے کا اجازت نامہ اور عذاب سے نجات لکھ دے گا۔

آگاہ ہو جاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا تو خدا اس کا نامہ اعمال نہیں کھولے گا۔، اس کے لئے میزان نصب نہیں کرے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ ہر طرح کے حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ۔

خبر دار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہوگا۔ وہ حساب، میزان اور صراط کی سختیوں سے محفوظ رہے گا۔

آگاہ رہو! جو کوئی آل محمد علیہم السلام کی محبت کے ساتھ اس دنیا سے جائے گا تو فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔ سبھی ارواح اس کی زیارت کے لیے آتی ہیں، اور خدا تعالیٰ اس کی تمام خواہشات کو پورا کر دیتا ہے۔

خبردار! جو کوئی آل محمد علیہم السلام کے ساتھ دشمنی رکھے اور مر جائے تو وہ اس دنیا سے کفر کی موت مرا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو کوئی آل محمد علیہم السلام کی دوستی کے ساتھ مرے تو وہ اس دنیا سے ایمان کے ساتھ گیا اور میں خدا تعالیٰ اسے بہشت کی ضمانت دیتا ہوں۔

(مائۃ منقبۃ: ۶۴ منقبت ۳۷، بحارالانوار: ۲۷/۱۱۴ حدیث ۸۹)

شیعیان علیؑ کی دس خوبیاں

(۱۱/۱۰۴) کتاب اعلام الدین میں آنحضرتؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے امیر المومنین

علیہ السلام سے فرمایا:

اپنے شیعوں اور دوستوں کو دس اچھی خصلتوں کی بشارت دو۔

پہلی: ان کی ولادت کی پاکیزگی۔

دوسری: حسن ایمان کی۔

تیسری: خدا ان کو دوست رکھتا ہے۔

چوتھی: ان کی قبریں وسیع ہیں۔

پانچویں: نور ان کے آگے آگے ہو گا۔

چھٹی: فقر کو ان کی آنکھوں سے باہر نکال دے گا اور ان کے دلوں کو بے نیاز کردے گا۔

ساتویں: خدا ان کے دشمنوں کے ساتھ کینہ اور نفرت رکھتا ہے۔

آٹھویں: وہ کوڑھ اور برص و جذام کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

نوویں: ان کے گناہ اور برائیاں ختم ہو جائیں گی۔

دسویں: وہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

(اعلام الدین: ۴۵۰، بحارالانوار: ۲۷/۱۶۲حدیث ۱۱، الزہد: ۸۶، الخصال: ۲/۴۳۰ حدیث ۱۰)

دشمن علیؑ اور سانپ

(۱۲/۱۰۵) کتاب فضائل میں عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

ہم مسجد نبوی میں رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھے، آپؐ نے نماز ظہر جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر محراب کے ساتھ تکیہ لے لیا، آپ اس وقت مثل مہتاب چمک رہے تھے اور آپ کے اصحاب اردگرد جمع تھے۔ اچانک آپؐ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد زمین کی طرف دیکھا پھر پہاڑوں اور صحرا کی طرف نظر کی اور فرمایا:

اے گروہ مسلمین! خاموش ہو جاؤ۔ خدا تم پر رحمت فرمائے، جان لو کہ دوزخ میں ایک درہ ہے جس کا نام "ضیاع" ہے اس درہ میں ایک کنواں ہے اور کنویں میں سانپ

ہے جہنم درے کی، درہ کنویں کی اور کنواں اس سانپ کی ہر روز خدا کے دربار میں ستر مرتبہ شکایت کرتا ہے۔اصحاب نے عرض کیا :یارسول اللہ! یہ کیسا عذاب ہے، جو ایک دوسرے کی شکایت کرتے ہیں اور کس وجہ سے ہے؟ آپ نے فرمایا:

یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو قیامت کے دن ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بغیر آئیں گے ۔(الروضہ:۹، بحارالانوار:۳۹/۲۵۰حدیث۱۴)

علیؑ درخشاں امام ہے

(۱۳/۱۰۶) کراجکی علیہ الرحمۃ کتاب "کنز الفوائد" میں ابوذر سے نقل کرتے ہیں:

میں ایک دن ام سلمہؓ کے گھر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔اور آپ کی گفتگو کو سن رہا تھا کہ اتنے میں علی ابن ابی طالب تشریف لے آئے، ان کو دیکھ کر پیغمبر اکرمؐ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا۔علی علیہ السلام کو اپنے ساتھ لگا کر پیشانی کا بوسہ دیا۔پھر میری طرف منہ کرکے فرمایا: اے ابوذر! جو شخص ہمارے پاس آیا ہے ان کی اچھی طرح معرفت حاصل کرو۔ابوذر نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! وہ آپ کے بھائی اور چچا زاد ہیں، فاطمہؑ کے شوہر جوانان جنت کے سردار اور حسنؑ وحسینؑ کے باپ ہیں۔رسول خداؐ نے فرمایا: اے ابوذر! علی علیہ السلام ایک روشن و تابان اور درخشاں امام ہیں۔پروردگار عالم کا بلند نیزہ ہیں اور خدا کی رحمت کا بڑا دروازہ ہیں جو کوئی بھی خدا تک جانا چاہتا ہے وہ اس دروازے سے داخل ہو۔

اے ابوذر! یہ عدالت قائم کرنے والے، حریم الٰہی کا دفاع کرنے والے، دین خدا کی مدد کرنے والے اور مخلوق خدا پر خدا کی حجت ہیں۔خدا ہمیشہ امتوں کے درمیان ان کی وجہ سے اپنی مخلوق پر حجت قائم کرے گا کہ میں نے ہر امت کے درمیان ایک پیغمبر بھیجا ہے۔

اے ابوذر! خدا تعالیٰ نے اپنے عرش کے ہر ستون کے ساتھ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔ان کی تسبیح اور حمد یہ ہے کہ وہ علی اور شیعیان علیؑ کے لئے دعا کرتے ہیں اور علی علیہ السلام کے دشمنوں کے لئے نفرین کرتے ہیں۔

اے ابو ذر! اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو حق باطل سے اور مومن کافر سے جدا نہ ہوتے، خدا کی عبادت نہ کی جاتی کیونکہ علی علیہ السلام نے مشرکوں کی سرکوبی کی یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور خدا کی عبادت کرنے لگے۔اگر وہ نہ ہوتے تو جزا اور سزا کا تصور نہ تھا۔خدا اور ان کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے۔وہ خود حجاب اور پردہ ہے۔پھر رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت کی:

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَاوَصّٰى بِهٖ نُوْحًا......مَنْ يُّنِيْبُ

(سورہ شوریٰ: آیت ۱۳)

خدا نے جو شریعت اور احکام تم مسلمانوں کے لئے قرار دیئے ہیں یہ وہی ہیں جن کی نوحؑ کو وصیت کی گئی۔پس جو بھی بارگاہ خداوندی میں دعا اور تضرع کے ساتھ رخ کرے گا وہ ہدایت حاصل کرلے گا۔

اے ابو ذر !خدا اپنی سلطنت اور بے مثلی میں اکیلا تھا۔اس نے اپنے با اخلاص بندوں کو اپنی معرفت عطا کی اوران کے لیے بہشت کو مباح کیا۔

جو کوئی بھی ہدایت یافتہ ہونا چاہتا ہے اس کے لیے ولایت علی علیہ السلام سے آشنائی ضروری ہے، جس کے دل پر پردہ ڈالنا مقصود ہو، اس کو علیؑ کی معرفت سے دور رکھتا ہے۔اے ابوذر! وہ ہدایت کا پرچم، تقویٰ کی دلیل، خدا کی مضبوط رسی، میرے اولیاء کا راہنما اور ان لوگوں کے لئے روشنی کا مینار ہے جو میری اطاعت کرتے ہیں، اور وہ ایسا کلمہ ہیں کہ جس کے ساتھ متقی لوگوں کے ہونے کو خدا نے لازم قرار دیا ہے۔

اس کے دوست مؤمن اوراس کے دشمن کافر ہیں۔جس کسی نے بھی اس کے ساتھ تعلق قطع کرلیا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے گا۔جس نے بھی اس کی ولایت کا انکار کیا وہ مشرک ہے۔

اے ابو ذر! ولایت علیؑ کے منکر کو قیامت کے دن اس حال میں لائیں گے کہ وہ گونگا اور بہرہ ہوگا، اور قیامت کی تاریکی میں الٹا فریاد بلند کر رہا ہوگا۔

يَا حَسرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطتُ فِیۡ جَنۡبِ اللّٰهِ . (سورہ زمر: آیت ۵۶)

"ہائے افسوس مجھ پر کہ میں نے جنب پروردگار (یعنی امیر المومنین) کے بارے میں کوتاہی کی"

اس شخص کی گردن میں آگ کی ایک زنجیر ہوگی جس کے تین سو شعلے ہوں گے اور ہر ایک شعلے پر شیطان اپنا تھوک پھینک رہا ہوگا، اور قبر میں اسے سختی اور شدت کے ساتھ آگ کی طرف لے جائیں گے۔

ابوذر نے کہا: میں نے رسول خداؐ سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ نے میرے دل کو خوشی سے سرشار فرمادیا ہے کچھ اور فرمایئے۔

آپ نے فرمایا: جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا، جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو ایک فرشتے نے اذان کہی اور نماز قائم ہوئی۔ جبرائیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے کردیا اور عرض کرنے لگا: فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھو، یہ بڑی طویل مدت سے آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں۔ پھر فرشتوں کی ستر صفوں کے ساتھ جس میں ہر صف کا طول مشرق و مغرب کے فاصلہ کے برابر تھا نماز پڑھی ۔ ان صفوں میں فرشتوں کی تعداد سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا۔

جب نماز ختم ہوئی تو کچھ فرشتے میری طرف آئے، مجھ پر سلام کیا اور کہنے لگے۔ ہماری آپ سے ایک حاجت اور التماس ہے۔ میں نے گمان کیا کہ یہ شفاعت کی درخواست کریں گے، کیونکہ خدا نے حوض کوثر اور شفاعت کا اختیار مجھے دیا ہے، لہٰذا دوسرے پیغمبروں پر مجھے فضیلت عطا فرمائی۔

میں نے فرشتوں سے کہا: اے میرے پروردگار کے فرشتو! تمہاری کیا حاجت ہے؟ انہوں نے کہا: ہماری حاجت یہ ہے کہ جب آپ زمین پر جائیں تو ہمارا سلام علیؑ تک پہنچا دینا، اور ان سے کہنا کہ ہم آپ کی زیارت کے بڑی دیر سے مشتاق ہیں۔ میں نے ان سے کہا: کیا تم ہماری حقیقی معرفت رکھتے ہو؟

انہوں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کو نہ پہچانیں۔

حالانکہ آپ خدا کی سب سے پہلی مخلوق ہیں۔اس نے آپ کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور آپ کے لئے ملکوت میں ایک خاص مقام قرار دیا ہے تاکہ آپ اس کی تسبیح و تقدیس اور تکبیر بیان کریں۔اس کے بعد فرشتوں کو مختلف انوار سے جیسے چاہا پیدا کیا۔ہم ابھی شعور نہ رکھتے تھے کہ آپ خدا کی تسبیح ،تقدیس ، تکبیر، تمجید اور تحلیل کرتے تھے ۔ ہم نے ان سب چیزوں کو آپ سے سیکھا، اور اس کے بعد ہم خدا کی تسبیح ،تقدیس، تکبیر، تمجید اور تحلیل کرنے لگے۔

جو کچھ بھی خیر وخوبی خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے وہ پہلے آپ کی طرف آتی ہے۔اسی طرح بندوں کے اعمال میں سے جو کچھ بھی اوپر خدا کی بارگاہ میں جاتا ہے وہ آپ ہی کی طرف سے ہو کر جاتا ہے ۔پس کس طرح آپ کو ہم نہ پہچانتے ہوں ؟

اس کے بعد مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے گئے، اس جگہ کے فرشتوں نے بھی مجھ سے وہی درخواست کی۔میں نے ان سے کہا: کیا آپ ہماری حقیقی معرفت رکھتے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: ہم کس طرح آپ کو نہ پہچانتے ہوں حالانکہ آپ خدا کی مخلوقات میں سے افضل ترین ہیں۔اس کے علم کے خزانہ دار اس کی مضبوط رسی اور اس کی عظیم حجت ہیں۔ آپ علم وحکمت کی اساس اور بنیاد ہیں پس علی علیہ السلام تک ہمارا سلام پہنچانا۔

پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے۔وہاں کے فرشتوں نے بھی مجھ سے وہی درخواست کی۔میں نے ان سے کہا: کیا تم ہمیں حقیقی طور پر پہچانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کیسے آپ کو نہ پہچانیں۔حالانکہ آپ تمام مراتب اور درجات تک پہنچنے کے لئے دروازہ ہیں۔ آپ جھگڑوں کوختم کرنے کے لئے دلیل اور برہان ہیں۔اور علیؑ دابۃ الارض ہے جو مقام قضاوت میں حتمی فیصلہ دیتا ہے اور حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے۔ وہ صاحب عصا اور دشمنوں کے درمیان دوزخ کوتقسیم کرنے والا ہے، وہ ایسی نجات کی کشتی ہے کہ جو اس پر سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا، اور جو اس سے پیچھے رہ گیا اور جس نے تخلف کیا وہ قیامت کے دن آتش جہنم میں گرے گا۔آپ قوم کے ارکان اور زمین کے ستارے ہیں ۔پس کس طرح آپ کو نہ پہچانتے ہوں۔

پھر انہوں نے عرض کیا: علی علیہ السلام کو ہمارا سلام پہنچانا۔

پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے۔اس جگہ کے فرشتوں نے بھی وہی درخواست کی میں نے ان سے بھی کہا: اے میرے پروردگار کے فرشتو: کیا تم ہمارے متعلق حقیقی معرفت رکھتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: کیسے آپ کو نہ پہچانتے ہوں، حالانکہ آپ نبوت کے درخت، مقام رحمت، رسالت کا ٹھکانہ اور فرشتوں کی رفت و آمد کی جگہ ہیں۔ جبرائیل آپ کے پاس وحی لے کر نازل ہوتا ہے۔علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام کہنا۔

اس کے بعد مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے۔ اس جگہ کے فرشتوں نے بھی وہی درخواست کی۔میں نے ان سے کہا: اے فرشتو! کیا تم ہمیں حقیقی معرفت کے ساتھ پہچانتے ہو؟ انہوں نے کہا: کس طرح آپ کو نہ جانتے ہوں، حالانکہ صبح و شام ہم عرش کے اوپر سے گذرتے ہیں اس پر لکھا ہوا ہے:

لا اله الا الله محمد رسول الله وايدته بعلي ابن ابي طالب

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں نے اس کی مدد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے سے کی ہے"

فرشتوں نے کہا: پس ثابت ہوا کہ علی علیہ السلام خدا کے ان اولیاء میں سے ہیں جن کو خدا نے ولایت عطا کی ہے۔پس انہیں ہماری طرف سے سلام عرض کرنا۔

پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے گئے۔اس جگہ کے فرشتوں نے بھی پہلے والے فرشتوں کی طرح درخواستکی۔میں نے اس سے کہا کیا تم ہمارے متعلق حقیقی معرفت رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کس طرح آپ کو نہ جانتے ہوں۔حالانکہ جب خدا نے جنت الفردوس کو پیدا کیا تو اس میں ایک درخت اگایا جس کے ہر پتے پر نور کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله وعلي ابن ابي طالب عروة الله الوثقى وحبل الله المتين وعينه على الخلائق اجمعين

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمد اللہ کے رسول ہیں اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام خدا کی قابل اطمینان سند، اس کی مضبوط رسی ہے اور تمام مخلوقات کو

خدا کی دیکھنے والی آنکھ ہے۔پس علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام عرض کرنا"

پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے۔میں نے اس آسمان کے فرشتوں کو سنا کہ کہہ رہے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ. (سورۃ زمر: آیت ۷۴)

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کیا۔"

میں نے ان سے عرض کیا: خدا نے تمہارے ساتھ کیا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا: اے رسول خداؐ جب خدا نے آپ کو اپنے نور سے پیدا کیا تو اس نے آپ کی ولایت کو ہمارے سامنے پیش کیا، ہم نے قبول کرلیا۔ہم نے خدا سے عرض کیا کہ ہم ان کی دوستی کا دم بھرتے ہیں۔زیارت کے مشتاق ہیں آپ کے وجود مقدس کے بارے میں خدائے ذوالجلال نے وعدہ فرمایا کہ اسے آسمانوں پر لا کر زیارت کرواؤں گا۔چنانچہ خدا نے وعدہ پورا کردیا ہے۔

لیکن جب علی علیہ السلام کے متعلق بارگاہ الٰہی میں شکایت کی کہ ان کی زیارت کے مشتاق ہیں، تو خدا نے ان کی صورت وشکل میں ایک فرشتہ پیدا کردیا اور اسے عرش کی دائیں طرف ایک ایسے تخت پر بٹھا دیا جو سونے کا بنا ہوا اور مختلف قسم کے ہیرے و جواہرات سے مزین تھا۔اور اس تخت کے اوپر ایک ایسا نورانی چبوترہ بنا ہوا ہے کہ اس کے اندر سے باہر اور باہر سے اندر نظر آتا ہے۔وہ نورانی چبوترہ بغیر کسی سہارے کے معلق ہے، بلکہ خدا نے اسے حکم دیا کہ کھڑا ہوجا، بس وہ وہاں کھڑا ہے، اور ہم جب بھی علی علیہ السلام کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اس فرشتے کی طرف دیکھ لیتے ہیں۔پس علی علیہ السلام کو ہماری طرف سے سلام عرض کرنا۔

(تاویل الآیات: ۲/۱۷۸، بحارالانوار: ۴۰/۵۵ حدیث ۹۰)

وہ امیر المومنین ہیں

(۱۴/۱۰۷) علی بن ابراہیم قمی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اَلَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابَ ھُوَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

''وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے وہ امیر المومنین ہیں''

پھر آپ سے دریافت کیا گیا: آیا وہ ہستی جس کے پاس مکمل کتاب کا علم ہے وہ صاحب علم ہے یا جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم ہے؟ آپ نے فرمایا: ثانی الذکر ایسے ہے جیسے مکھی نے اپنا پر دریا سے تر کیا ہو۔ (تفسیر قمی: ۱/ ۳۶۷، بحار الانوار: ۲۶/ ۱۴۰ حدیث ۶)

مؤلف کہتے ہیں: جس کے پاس کتاب کا کچھ علم ہے اس سے مراد حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے وصی آصف بن برخیا ہیں اور بعض روایات میں اس کے متعلق تصریح اور وضاحت ہوئی ہے۔

علیؑ کا خشوع وخضوع

(۱۵/۱۰۸) ابن شہر آشوب کتاب ''مناقب'' میں فاطمہ بنت اسد والدہ گرامی امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

میں نے علی علیہ السلام کو ایک کپڑے میں لپیٹ لیا۔ علیؑ نے اسے پھاڑ دیا۔ میں نے ان پر دو کپڑے لپیٹے آپ نے وہ بھی پھاڑ دیئے، یہاں تک کہ میں نے چھ مختلف کپڑوں میں جن میں سے کچھ چمڑے اور کچھ ابریشم کے تھے لپیٹ دیا آپ نے ان سب کو پھاڑ دیا۔ اور فرمایا:

اے اماں میرے ہاتھوں کو نہ باندھو کیونکہ میں انگلیوں کے ساتھ اپنے پروردگار کے لئے خضوع وخشوع کرنا چاہتا ہوں۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۲/ ۲۸۷، بحار الانوار: ۴۱/ ۲۷۴ حدیث ۱، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۳۵ حدیث ۳۷۵)

علیؑ اور سانپ

(۱۶/۱۰۹) اسی کتاب میں عمر بن خطاب سے نقل ہے کہتے ہیں کہ

علیؑ جھولے میں کپڑے میں بندھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک سانپ کو دیکھا جو آپ کی طرف آ رہا تھا۔ آپ نے اپنے آپ کو ہلایا اور اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکال لیا اور اپنے دائیں ہاتھ سے سانپ کو گردن سے پکڑ لیا۔ اور اس طرح دبایا کہ آپ کی انگلیاں اس میں داخل ہوگئیں اور اتنی دیر تک پکڑے رکھا جب تک مر نہیں گیا۔ جب آپ کی ماں نے اس صورت حال کو دیکھا تو بلند آواز اور مدد کے لئے پکارا۔ اطراف سے لوگ جمع ہوگئے اور آپ کی والدہ نے علیؑ سے کہا (کانک حیدرة) یعنی تو شجاعت اور بہادری میں شیر کی طرح ہے۔

(مناقب ابن شہر آشوب: ۲/۲۸۷)

سیاہ چہرہ والی کنیز

(۱۷/۱۱۰) کتاب صفوة الاخبار میں اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ:

ایک کنیز جس کا چہرہ سیاہ اور آنکھوں سے نابینا تھی جو لوگوں کو پانی پلا رہی تھی اور کہہ رہی تھی علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی دوستی اور محبت میں پیو۔

پھر اس کو مکہ میں دیکھا کہ اب اس کی آنکھیں ٹھیک ہیں، اور لوگوں کو پانی دے رہی ہے اور اس دفعہ کہہ رہی ہے کہ اس کی محبت میں پیو جس کی خاطر خدا نے مجھے بینائی عطا کی ہے۔ اعمش کہتا ہے میں نے اس کنیز سے پوچھا: تجھے میں نے مدینہ میں دیکھا کہ تو لوگوں کو پانی دے رہی تھی اور نابینا تھی اور کہہ رہی تھی علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی محبت میں پیو، اور اب میں نے تجھے بینائی کے ساتھ دیکھا ہے مجھے اس معاملہ سے با خبر کر۔

کنیز نے کہا: میں نے ایک مرد کو دیکھا جو مجھ سے کہہ رہا تھا اے کنیز کیا تو علی ابن ابیطالب علیہما السلام کی ولایت اور محبت کا اقرار کرتی ہے۔ میں نے کہا ہاں! اس نے دعا کی اور کہا خدایا اگر یہ کنیز سچ کہتی ہے تو اس کی بینائی کو اسے واپس لٹا دے۔ خدا کی قسم اس کی دعا

کے صدقے میں میری آنکھیں روشن ہوگئیں اور ان میں بینائی آ گئی۔کنیز کہتی ہیں ۔

میں نے اس مرد سے کہا: آپ کون ہیں۔؟ اس نے کہا: میں خضر اور علی ابن ابی طالب کے شیعوں میں سے ہوں ۔(صفوۃ الاخبار:بحاالانوار:۴۲/۹ حدیث۱۱)

علیؑ کو گالیاں دینے والے

(۱۱۱/۱۸) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب امالی میں سلیمان فارسی سے نقل کرتے ہیں

ابلیس چند ان لوگوں کے پاس سے گذرا جو امیر المومنین علیہ السلام کو گالیاں دے رہے تھے، وہ ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو کون ہے جو ہمارے سامنے بیٹھ گیا ہے۔؟

اس نے کہا: میں ابو مرہ ہوں۔انہوں نے کہا: ہماری باتوں کو سنا ہے۔اس نے کہا تمہارا برا ہو، اپنے مولا علی ابن ابی طالب کو برا بھلا کہتے ہو۔انہوں نے کہا: تجھے کیسے معلوم کہ وہ ہمارا ولی امر ہے؟ اس نے کہا تمہارے پیغمبر کی کلام ہے کہ اس نے فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

"جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔اے خدا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو علیؑ کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ"

پھر انہوں نے اس سے کہا: کیا تو حضرت علیؑ کے شیعوں اور موالیوں میں سے ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس ان کی ولایت نہیں ہے، میں ان کے شیعوں میں سے نہیں ہوں لیکن انہیں دوست رکھتا ہوں۔اور جو بھی اس کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے میں اس کے مال اور اولاد میں شریک ہوں۔

انہوں نے کہا! علی علیہ السلام کے متعلّق کوئی حدیث نہیں کہو گے؟

اس نے کہا: اے وہ گروہ! جنہوں نے اپنے عہد کو توڑا اور ظلم کیا اور دین سے خارج ہوگئے، غور سے سنو تا کہ تمہارے لئے کچھ کہوں۔

میں نے جنوں کے درمیان بارہ ہزار سال خدا کی عبادت کی، جب وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے تو میں نے اپنی تنہائی کی خدا کے سامنے شکایت کی۔ مجھے دنیا کے آسمان پر لے گئے۔ وہاں بھی میں نے فرشتوں کے ساتھ بارہ ہزار سال خدا کی عبادت کی۔ جب میں خدا کی تسبیح اور تقدیس میں مشغول تھا، اچانک ایک نور جس کی چمک اور روشنی بہت زیادہ تھی ہمارے سامنے سے گذرا۔ تمام فرشتوں نے اس نور کے لئے سجدہ کیا، اور انہوں نے کہا: ''سبوح قدوس'' پاک اور منزہ ہے خدا۔ یہ نور کسی فرشتہ مقرب یا پیغمبر مرسل کا ہے۔ تو اس وقت ندا آئی۔ یہ نور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طینت کا نور ہے۔

(امالی صدوق: ۲۲۷ حدیث ۶ مجلس ۵۵، بحارالانوار: ۳۹/۱۶۲ حدیث ۱، مدینۃ المعاجز: ۱/۱۲۳ حدیث ۷۰)

مؤلف کہتا ہے کہ ابلیس والی حدیث شیعہ اور سنیوں کے درمیان مشہور ہے۔ ہم نے اپنی کتاب دلائل الحق میں اس روایت کی سند، متن اور خلافت پر دلالت کے بارے تحقیق ذکر کی ہے اور وہاں تیرہ ایسی علامات اور قرینے ذکر کئے ہیں کہ لفظ ولایت سے خلافت کے معنی کا ارادہ کیا گیا ہے اور کوئی دوسرا معنی مقصود نہیں ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا اس کتاب کے چاپ کرنے پر توفیق عطا فرمائے۔ کتنا حیرت انگیز مقام ہے کہ ابلیس جو فتنہ و فساد کی جڑ ہے اس نے بھی انصاف کیا ہے اور حدیث اور اس کی دلالت کا انکار نہیں کیا۔ لیکن کچھ مخالفوں نے یا تو حدیث ہی کا انکار کر دیا ہے یا پھر معنی کو قبول نہیں کرتے، اور یہ جو ابلیس نے ان کے لئے حضرت کے فضائل و مناقب بیان کئے باوجود اس کے وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ اپنے غلط عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے۔ صرف اس لئے کہ ان پر حجت مکمل ہو جائے اور عذاب شدید کے مستحق ہو جائیں۔

معرفتِ علیؑ اور نورانیت

(۱۹/۱۱۲) بعض شیعہ کتابوں میں محمد بن صدقہ سے نقل ہے کہ ابوذر غفاری نے سلیمان فارسی سے سوال کیا۔ امیر المومنین کی معرفت نورانیت کے ساتھ کیسی ہے؟ سلیمان نے کہا: اے جندب (ابوذر کا لقب ہے) آؤ حضرت کے پاس جاتے ہیں اور ان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہتا ہے کہ ہم حضرت کے پاس آئے لیکن آپ کو نہ پایا۔ وہیں انتظار میں رہے یہاں تک کہ حضرت تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا: تم کس لئے یہاں آئے ہو؟ انہوں نے مقصد بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

خوش آمدید دوستو! آپ دین میں پابندی اور عہد کو پورا کرنے والے ہو، اور کسی کوتاہی کے مرتکب نہ ہو۔ اگر چہ اس مطلب کا جاننا ہر مرد و زن پر واجب ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب! کسی کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک میرے بارے میں حقیقت نورانیت اور معرفت حاصل نہ کرلے، جب یہ صفات اپنالے گا تو وہ ایسے لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کے دلوں کا خدا نے امتحان لیا ہوگا۔ اور سینوں کو اسلام کے لئے کھول دیا گیا ہوگا۔ یا عارف کامل ہوگیا ہوگا اور جس نے ایسی معرفت حاصل کرنے کے بارے میں کوتاہی کی ہوگی وہ شک اور تردید میں باقی رہے گا۔

اے سلیمان! اے جندب! نورانیت کے ساتھ میری معرفت، اللہ عزوجل کی معرفت ہے اور اللہ عزوجل کی معرفت میری معرفت ہے نورانیت کے ساتھ، اور یہ دین خالص ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے:

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۔ (سورہ بینۃ: آیت ۵)

"اور بندوں کو حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ خدا کی مخلص ہو کر عبادت کریں۔ نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور دین میں افراط و تفریط سے کام نہ لیں

بلکہ حد اعتدال سے کام لیں"

آپ نے فرمایا: ان کو حکم نہیں دیا گیا مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بارے میں یہ کیونکہ دین محمدی سہل ترین اور آسان ترین دین ہے۔

اس کے بعد (وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ) کی تفسیر میں فرمایا جو کوئی بھی ہماری ولایت کا حامل ہوگا وہ نماز قائم رکھ سکے گا جب کہ ولایت کو قائم رکھنا دشوار کام ہے۔ کیونکہ اس کو قائم رکھنا اور دل سے قبول کرنا مقرب فرشتوں، پیغمبر مرسل یا ایسا مومن بندہ کا کام ہے جو امتحان خداوندی میں پورا اتر چکا ہو۔

پس جب فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ ہو اور مومن کا امتحان نہ لیا گیا ہو وہ اسے قبول نہیں کرسکتا۔ سلیمان نے عرض کیا: یا امیر المومنین! مؤمن کون ہے؟ اور ایمان کی کیا حدود ہیں؟ اسے بیان فرما دیجئے تاکہ اسے کامل طور پر پہچان سکیں۔

آپ نے فرمایا:

المومن الممتحن هوالذی لا یرد من امرنا الیه شئی الا شرح صدره لقبوله ولم یشک ولم یرتد.

"جس مؤمن کا امتحان لیا گیا ہو وہ ایسا ہے کہ جب بھی ہماری ولایت میں سے کوئی چیز اس تک پہنچے تو اسے فوراً قبول کرلیتا ہے اور وہ کسی قسم کے شک وتردید میں گرفتار نہیں ہوتا۔"

اے ابوذر! یقین کرو میں خدائے ذوالجلال کا بندہ ہوں اور خلق خدا پر اس کی طرف سے خلیفہ ہوں۔ مجھے خدا نہ بناؤ اس کے علاوہ جو چاہتے ہو ہمارے فضائل بیان کرو۔ جان لو کہ ہمارے مقامات کے باطن اور ان کی انتہاء تک تم نہیں پہنچ سکتے، خدا نے جو کمالات ہمیں عطا فرمائے ہیں وہ اس سے بلند تر ہیں، جو تم میں سے کوئی بیان کرنے والا بیان کرتا ہے جب تم نے ہماری ایسی معرفت حاصل کرلی تو تم مؤمن ہو۔

سلیمان فارسی نے عرض کیا: اے رسول خداؐ کے بھائی! کیا جس نے تمہاری ولایت

کو قائم کیا، کیا اس نے نماز قائم کی؟ آپ نے فرمایا:

ہاں اے سلمان: اس بات پر شاہد اور اس کی تصدیق خدا کا یہ فرمان ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ

"صبر اور صلوۃ سے مدد طلب کرو اور صلوۃ بڑی سنگین چیز ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرتے ہیں" (سورہ بقرہ:۴۵)

آپ نے فرمایا: اس آیہ شریفہ میں صبر سے مراد رسول خداؐ ہیں اور نماز سے مراد ولایت کو قائم کرنا ہے۔ اسی لئے خدا نے فرمایا ہے کہ (وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ) یعنی مفرد کی ضمیر لایا ہے اور تثنیہ کی ضمیر نہیں لایا، یعنی یہ نہیں کہا (وَاِنَّهُمَا لَكَبِيْرَةٌ) اور یہ مفرد کی ضمیر صلوۃ یعنی ولایت کی طرف لوٹتی ہے؟ کیونکہ ولایت کا تحمل سخت ہے فقط خاشعین ہی اس کو قبول کر سکتے ہیں۔ اور خاشعین با معرفت شیعہ ہیں۔

ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ مختلف مذاہب مثلاً مرجبہ، قدریہ، خوارج اور نواصب وغیرہ کے پیروکار حضرت محمد ﷺ کا اعتراف کرتے ہیں، ان کے بارے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ فقط میری ولایت ہے کہ جس کا اکثر لوگ انکار کرتے ہیں، بہت کم افراد نے اسے قبول کیا ہے۔ آیۃ کریمہ:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ.

"میں ایسے ہی لوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔"

قرآن میں ایک اور مقام پر نبوت حضرت محمدؐ اور ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ. (سورہ حج: آیہ ۴۵)

"ان کے کنویں معطل پڑے ہیں اور ان کے مضبوط محل مسمار ہو چکے ہیں"

قصر سے مراد حضرت محمدؐ ہیں، وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وہ کنواں جو معطل پڑا ہے، وہ میری ولایت ہے۔ جس کا انکار کرتے ہیں اور جس سے کوئی استفادہ نہیں کیا گیا۔

جو کوئی میری ولایت کا منکر ہے اسے حضرت محمدؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں آپس میں مقرون ہیں۔

نبی اکرمؐ پیغمبر ہیں جو لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور ان کے امام و پیشوا ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی علیہ السلام لوگوں کے رہبر و رہنما ہیں اور پیغمبر اکرم کے جانشین ہیں۔ جیسا کہ رسولؐ خدا کا ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی.

اے علی! آپ کی میرے نزدیک وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے ہے، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

ہمارے پہلے بھی محمد ہیں، درمیانے بھی محمد اور آخری بھی محمد، پس ہر وہ شخص جس کی معرفت میرے بارے کامل ہوگی وہ دین مستحکم الٰہی پر ہے کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ (سورہ بینہ: آیہ ۵)

''یہی سچا اور مستحکم دین ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے اس بارے میں بیان کروں گا۔ اس کے بعد ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اے سلمان وجندب! وہ عرض کرتے ہیں: جی! یا امیر المومنین آپ پر درود وسلام اور رحمت خدا ہو۔

آپ نے فرمایا!

میں اور محمدؐ اللہ کے نور سے ایک نور تھے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم ہونے کا حکم دیا۔ ایک حصّے کو حکم دیا کہ تو محمد اور دوسرے کو امر کیا کہ تو علی بن جا۔ اسی وجہ سے رسول خدا نے فرمایا ہے:

علی منی وانا من علی ولایودی عنی الا علی

''علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، میری طرف سے کوئی ادا نہیں کرے گا مگر علی''

جب حضرت ابوبکر کو مشرکین سے برائت کے لیے مکہ بھیجا گیا تو حضرت جبرئیل نازل ہوئے، آ کر آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اے رسول خداؐ! آپ کے پروردگار نے حکم فرمایا ہے کہ یہ کام خود کرو، یا ایسے شخص کو بھیجو جو تم میں سے ہو، رسول خداؐ نے مجھے حضرت ابوبکر کے پیچھے بھیجا تا کہ اسے واپس بھیج دوں۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے رسول خدا کی خدمت میں عرض کیا، کیا میرے بارے میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ اس کام کو میرے یا علیؑ کے علاوہ کوئی بھی انجام نہیں دے گا۔

اے سلمان وجندب!

من لا يصلح لحمل صحيفة يوديها عن رسول اللهؐ كيف يصلح للامامة.؟

''وہ شخص جس میں اتنی لیاقت نہیں ہے کہ رسول اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچائے، وہ لوگوں کا امام اور پیشوا کیسے بن سکتا ہے؟

اے سلمان وجندب! میں اور رسول خدا ایک نور تھے پھر اس نور کا ایک حصّہ محمد بن گیا اور دوسرا حصّہ میں ان کا وصی علی مرتضیٰ بن گیا۔

محمدؐ گفتگو فرمایا کرتے تھے اور میں خاموش تھا ہر زمانے میں ایک بولنے والا ہونا چاہیے اور دوسرا خاموش۔

اے سلمان! محمدؐ ڈرانے والے تھے اور میں ہدایت کرنے والا، اسی کے متعلق خدا فرماتا ہے:

وَاَنْتَ مُنْذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ۔ (سورۃ رعد: آیت ۷)

''اس آیت میں منذر سے مراد رسول خداؐ ہیں، اور ہادی سے مراد میں ہوں''

پھر اس کے بعد (سورہ رعد کی آیت نمبر ۸ سے لے کر ۱۱ تک) تلاوت فرمائی۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''اللہ بہتر جانتا ہے کہ ہر عورت کے شکم میں کیا ہے اور اس کے شکم میں کیا کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ اور ہر شی کی اس کے نزدیک مقدار معین ہے۔''

وہ غائب و حاضر سب کا جاننے والا ہے بزرگ و برتر ہے اس کے نزدیک سب کے سب برابر ہیں جو بات آہستہ کہے یا بلند آواز سے کہے، اور جو رات چھپا رہا اور دن میں چلتا رہے۔

اس کے لیے سامنے اور پیچھے سے محافظ طاقتیں خدا ہیں جو حکم خدا سے اس کی حفاظت کرتی ہیں اور اس وقت کسی قوم کے حالات کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے کو تبدیل نہ کرے۔ اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کرلیتا ہے کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی کسی کا والی وسرپرست ہے۔

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور کہا:۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع کرنے والے اور میں پھیلانے والا، محمدؐ بہشت کے صاحب اختیار بندے اور میں دوزخ کا۔ہم جہنم سے کہیں گے اسے پکڑ لے اور اسے چھوڑ دے محمدؐ زمین کو ہلانے اور زلزلے کے صاحب اختیار ہوئے اور میں سخت و شدید آوازیں یعنی بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک کا صاحب اختیار ہوا۔میں صاحب لوح محفوظ ہوں۔اور لوح محفوظ میں جو علوم ہیں وہ مجھے الہام ہوئے ہیں۔اے سلمان و جندب! محمدؐ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ. (سورہ یس: آیت ۱،۲)

یس سے مراد وجود اطہر و مقدس محمدؐ ہے خدا قرآن کی قسم کھاتا ہے۔

نٓ وَالْقَلَمِ (سورۃ قلم: آیت ۱)

''ن'' سے مراد بھی خود حضرت ہیں اس کے بعد خدا قلم کی قسم کھاتا ہے۔

طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقٰى. (سورۃ طہٰ: آیت ۔۱،۲)

''اس آیت میں طٰہٰ سے مقصود پیغمبر اکرمؐ ہیں۔خدا فرماتا ہے۔اے ہمارے رسول! ہم نے قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم اپنے آپ کو رنج و مشقت میں ڈالو۔

محمدؐ صاحب ہدایت اور راہنمائی ہوئے۔اور میں صاحب معجزات و کرامات ہوا۔محمدؐ خاتم الانبیاء ہوئے اور میں خاتم الاوصیاء۔

آیہ مبارکہ:

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيم. (سورۃ فاتحہ: آیت۶)

''میں صراط مستقیم سے مراد میں ہوں''

میں نباء عظیم ہوں ۔وہ مہم خبر کہ جس کے بارے میں لوگوں نے اختلاف کیا اور جس کا ذکر آیہ شریفہ (النَّبَاءِ الْعَظِيمِ ○ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُوْنَ)(سورہ نباء: آیت۲،۳) میں موجود ہے، وہ میں ہوں کسی نے بھی میری ولایت کے سوا کسی چیز میں اختلاف نہیں کیا۔

محمدؐ صاحب دعوت ٹھہرے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے تھے اور میں صاحب شمشیر ہوں تا کہ سرکشوں کو نابود کروں ۔محمدؐ مرسل بنے اور میں آنحضرت کا صاحب امر:

خداوند تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ. (سورۃ مومن: آیت۱۵)

''وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی کو نازل کرتا ہے۔''

اور وہ روح خدا ہے کہ جو کسی کو عطا نہیں کرتا بجز فرشتہ' مقرب یا پیغمبر مرسل، یا پیغمبر مرسل کا جانشین ہو۔اور خدا جس کسی کو بھی اپنی روح عطا کر دیتا ہے وہ باقی لوگوں سے ممتاز ہو جاتا ہے۔اسے ایسی قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرسکتا ہے اس قدرت کے سبب وہ واقعات و حادثات جو واقع ہو چکے ہیں یا واقع ہوں گے ان سے آگاہ ہو جاتا ہے۔اور اس کے ذریعے سے مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک ایک لحظہ میں پہنچ سکتا ہے اور جو

کچھ نیتوں اور دلوں میں ہوتا ہے اس سے بھی باخبر ہوتا ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اسے بھی جانتا ہے۔

اے سلمان اور اے جندب محمد "ذکر" (یعنی یاد آوری کرنے والا) ہے۔

قرآن کریم میں خدا فرماتا ہے۔

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ آيٰتِ اللّٰهِ

"خدا نے تمہاری طرف ذکر یعنی رسول کو بھیجا جو تم پر آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے" (سورۃ طلاق: آیت ۱۰، ۱۱)

مجھے مدت مرنے، بلاؤں اور احکام قاطع کا علم دیا گیا ہے، قرآن کا علم اور جو کچھ قیامت کے دن واقع ہوگا اس کا علم مجھ میں بطور امانت رکھا گیا ہے۔

محمدؐ نے لوگوں کے لئے حجت اور برہان قائم کی، اور میں حجت خدا بن گیا خدا نے میرے لئے ہر وہ چیز قرار دی ہے جو اول و آخر میں سے کسی کے لئے قرار نہ دی، حتیٰ کہ رسولوں اور مقرب فرشتوں کو بھی وہ چیز نہیں دی گئی۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان اور اے جندب: وہ میں ہی تھا جس نے پروردگار کے حکم سے نوحؑ کو کشتی میں سکون و آرام بہم پہنچایا اور کشتی کو ساحل تک پہنچایا۔ وہ میں ہوں جس نے یونسؑ کو با اذن خدا مچھلی کے پیٹ سے باہر نکالا۔ میں نے ہی موسیٰؑ کو دریا عبور کروایا۔ میں نے ہی ابراہیمؑ کو آگ سے نجات دلائی۔ وہ میں ہی ہوں جس نے نہروں اور چشموں کو روانی دی اور درختوں کو اپنی جگہ پر کھڑا کیا۔ یوم الظلہ کا عذاب میں ہوں۔ اس میں قوم شعیب کو دیے جانے والے عذاب کی طرف اشارہ ہے جس کا سورہ شعراء آیت نمبر ۱۸۹ میں تذکرہ ہے)۔ میں ہی نزدیک مقام سے آواز دینے والا ہوں تاکہ جن اور انسان سن لیں۔ وہ میں ہو جو جابر و ظالم اور منافقین کی آواز کو ہر روز ان کی اپنی زبان میں سنتا ہوں۔ میں ہی وہ خضر ہوں جس نے موسیٰؑ کو تعلیم دی۔ سلیمانؑ بن داؤد کا معلم میں ہوں۔ ذوالقرنینؑ میں ہوں قوت پروردگار میں ہوں۔

اے سلمان اور اے جندب: میں محمدؐ ہوں اور وہ میں ہیں، میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ○ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ

(سورۃ الرحمٰن : آیت ۱۹ اور ۲۰)

''وہ ہے جس نے دو دریا آپس میں ملا دیئے اور ان دو کے درمیان فاصلہ قرار دیا تاکہ تجاوز نہ کریں''

اے سلمان اور اے جندب: جو ہم میں سے مرجاتا ہے درحقیقت وہ مرتا نہیں ہے' جو ہم میں سے غائب ہو جاتا ہے درحقیقت وہ غائب نہیں ہوتا۔ہم میں سے جو قتل ہو جاتا ہے درحقیقت وہ قتل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا: اے سلمان اور اے جندب: دونوں نے عرض کیا: جی امیر المومنین آپ پر خدا کی رحمت ہو۔

میں گذرے ہوئے اور آنے والے ہر مؤمن اور مومنہ کا مولا ہوں اور روح عظمت سے میری تائید ہوئی ہے۔میں ان تمام اوصاف کے ساتھ خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں ہمیں خدا نہ کہو۔اس کے بعد جو چاہو ہماری فضیلت میں کہہ سکتے ہو، اور جتنی بھی کوشش کرلو۔خدا نے جو ہمارے لئے مقام و مرتبہ قرار دیا ہے اس میں سے دسویں حصے کے دسویں حصے تک تم نہیں پہنچ سکتے۔

اس لئے کہ ہم خدا کی طرف سے نشانی، راہنما، حجت، جانشین، امین اور پیشوا ہیں۔ہم خدا کا خوبصورت چہرہ، دیکھتی ہوئی آنکھ سننے والے کان ہیں، ہمارے سبب سدا اپنے بندوں کو عذاب و جزا دیتا ہے۔ہمیں اپنی مخلوق میں سے اس نے چن لیا، اختیار کیا اور پاک کیا ہے گر کوئی چون و چرا کرے خدا کے انتخاب پر اعتراض کرے تو اس نے کفر کیا اور مشرک ہوا، کیونکہ خدا جو کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہ کیا جائے بلکہ وہ بندے ہیں جن سے سوال کیا جائے گا۔(سورۃ انبیاء : آیت ۲۳)

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب

جو کوئی بھی میری بتائی ہوئی باتوں پر ایمان لے آئے اور اس شرح وتفسیر کی تصدیق کرے، جسے میں نے دلیل کے ذریعے ثابت اور واضح کیا ہے تو وہ ایسا مومن ہے جس کے دل کا خدا ایمان کے لیے امتحان لے چکا ہے، اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول چکا ہے اور کشادہ کر دیا ہے۔ وہ ایسا باکمال عارف ہے جو معرفت، آگاہی اور کمال کے انتہائی درجے پر فائز ہے اس کے برعکس جو کوئی بھی میری کہی ہوئی باتوں میں شک کرے، جان بوجھ کر مخالفت کرے، انکار کرے اور سرگردان ومضطرب رہے تو وہ غلطی پر ہے اور کوتاہی و دشمنی کا شکار ہے۔

پھر آپ نے فرمایا: اے سلمان! اے جندب!

انا احی وامیت باذن ربی وانا انبئکم بما تاکلون وماتدخرون فی بیوتکم باذن ربی وانا عالم بضمائر قلوبکم والائمة من اولادی یعلمون ویفعلون هذا اذا احبوا وارادوا لانا کلنا واحد

"میں اذن خدا کے ساتھ مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو کے بارے میں خبر دیتا ہوں اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے جانتا ہو اور میری اولاد سے دوسرے امام بھی اس معرفت کے حامل ہیں۔ وہ جب چاہیں ایسا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ہم سب حقیقت میں ایک ہیں"

ہمارا اول محمدؐ وسط محمدؐ ہے اور ہم سب محمدؐ ہیں۔ پس ہمارے درمیان فرق پیدا نہ کرو۔ جب ہم چاہتے ہیں تو خدا چاہتا ہے اور جب ہم نہ چاہیں تو خدا بھی نہیں چاہتا۔

بدبختی اور تمام بدبختی اس شخص کے لئے ہے جو ہمارے فضائل وخصوصیات اور ہمیں خدا کی عطا کردہ معرفت کا انکار کرے، جو بھی ایسا کرے گا درحقیقت اس نے قدرت خدا، منشاء خدا اور ہمارے بارے میں ارادہ خدا کا انکار کیا ہے۔

اے سلمان! اے جندب! خدا نے ہمیں ان تمام چیزوں سے بلند تر اور افضل ترین

مقام ومرتبہ عطا فرمایا ہے۔ دونوں عرض کرتے ہیں۔ اے امیر المومنین! وہ خصوصیت کون سی ہے جو ان تمام خصوصیات سے بلند تر ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہمارے خدا نے ہمیں اسم اعظم عطا کیا ہے کہ جس کے ذریعے ہمیں آسمانوں ، زمین ، بہشت اور دوزخ تک دسترس حاصل ہے۔آسمان کی بلندیاں، زمین کی اتھاہ گہرائیاں، مغرب ،مشرق اور عرش الٰہی ہماری پہنچ میں ہیں ہر چیز حتی کہ آسمان ، زمین ، سورج ، چاند، ستارے، پہاڑ ،درخت، جانور ، دریا بہشت اور جہنم ہماری اطاعت کرتے ہیں۔یہ تمام چیزیں خدا نے ہمیں جو اسم اعظم کے ذریعے سے عطا کی ہیں۔ان تمام اوصاف کے باوجود ہم کھاتے پیتے بھی ہیں اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے ہیں' اور ان امور کو حکم پروردگار سے انجام دیتے ہیں۔ہم خدا کے وہ باکرامت بندے ہیں جو گفتگو میں خدا سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے امر اور حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ہمیں اس نے معصوم اور پاک بنایا ہے اور اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔ ہم کہتے ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلاَ اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ

(سورہ اعراف: آیت ۴۳)

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں ہدایت دی۔اگر وہ ہدایت اور لطف نہ کرتا تو ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے"

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ. (سورۃ زمر: آیت ۷۱)

"اور کافرین عذاب کے سزا وار ہوئے اور ان کے بارے میں خدا کے عذاب کا وعدہ حتمی ہے"

اور خدا نے جو کچھ ہمیں عطا کیا اور بخشا ہے لوگ اسے قبول نہیں کرتے اور اس کا انکار کرتے ہیں۔

اے سلمان! اے جندب! یہ ہے آپ کے اس سوال کا جواب جو تم نے میری نورانیت اور معرفت کے بارے میں کیا تھا۔اسے حفظ کرلو اور اس کی حفاظت کرو کیونکہ یہ

باعث رشد و ہدایت ہے۔بے شک ہمارے شیعوں میں سے کوئی بھی حد بصیرت تک نہیں پہنچ سکتا، مگر یہ کہ وہ مجھے نورانیت کے ساتھ پہچانتا اور میری معرفت رکھتا ہو۔جب میری معرفت حاصل کرلی تو وہ حد بصیرت، بلوغ اور کمال تک پہنچ جائے گا۔اور علم کے دریا کے اندر غوطہ زن ہو۔فضیلت و برتری کا درجات طے کرے گا۔خدا کے رازوں میں ایک راز اور اس کے پوشیدہ خزانوں سے آگاہ ہوجائے گا۔ (بحارالانوار:۲۶/۱۔۷حدیث۱،مشارق الانوار:۱۶۰)

مجھے علیؑ محبوب ہے

(۲۰/۱۱۳) شیخ حسن بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کتاب مختصر میں کتاب ''نوادر الحکمہ'' سے عمار بن یاسر کی روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

جس رات مجھے آسمان پر معراج کے لئے لے جایا گیااور میں قرب پروردگار کے بلند ترین مرتبہ پر فائز ہوا تو مجھے بارگاہ رب العزت سے خطاب ہوا۔

یا محمد من احب خلقی الیک

''اے محمدؐ! میری مخلوق میں سے تیرے نزدیک محبوب ترین کون ہے؟''

میں نے عرض کیا: خداوندا تو بہتر جانتا ہے۔

خدا نے فرمایا: میں تو بہتر جانتا ہوں لیکن تیری زبان سے سننا چاہتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: میرے چچا کا بیٹا علی ابن ابی طالب علیہما السلام۔۔

خدا نے فرمایا: دیکھو:

فالتفت فاذا بعلی واقف معی وقد خرقت حجب السماوات وقد اوقف راسه یسمع ما یقول فخررت الله تعالی ساجدا

''جب میں نے دیکھا تو علی علیہ السلام تمام آسمانی پردوں کو چاق کرتے ہوئے تمام موانع کو دور کرتے ہوئے اپنے سر کو بلند کئے ہوئے میرے ساتھ کھڑے ہماری گفتگو کو سن رہے ہیں''

پس میں زمین پر گر کر خدا کا سجدہ کرنے لگا

(المختصر:۱۰۷، بحار الانوار:۲۵/۳۸۳ حدیث ۳۷)

اے رمیلہ!

(۲۱/۱۱۴) برسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ایک خاص شیعہ بنام رمیلہ جو مریض تھا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے رمیلہ! تمہیں سخت بخار تھا، پھر کچھ آرام محسوس کیا اور مسجد میں نماز کے لئے آگئے ہو؟ رمیلہ نے کہا: جی میرے آقا! آپ کو کیسے معلوم ہے؟ آپ نے فرمایا: اے رمیلہ کوئی بھی مومن مرد وزن بیمار نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہم اس کی بیماری کی وجہ سے بے آرام ہوتے ہیں۔ جب وہ غمگین ہوتا ہے تو ہم غمگین ہوتے ہیں، جب وہ دعا کرتا ہے تو ہم اس کے لئے دعا گو ہوتے ہیں اور جب وہ چپ ہو جاتا ہے تو ہم اس کیلئے تب بھی دعا کرتے ہیں اور مشرق و مغرب میں جہاں بھی کوئی مؤمن یا مومنہ ہو، ہم اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

(مشارق الانوار:۷۷، بحار الانوار:۲۶/۱۵۶ حدیث ۴۳، بصائر الدرجات:۲۵۹ حدیث ۱)

مؤلف فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ فرمان کہ

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ. (سورۃ بقرہ: آیت ۱۱۵)

"تم جدھر بھی منہ کرو وہاں وجہ خدا ہے"

اس مطلب کی تائید کرتا ہے جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے، کیونکہ بہت سی روایات میں ہے کہ وجہ اللہ سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنین علیہ السلام کے متعلق بھی اس معنی میں بہت سی روایات مروی ہیں۔

آئمہ کے وجہ اللہ ہونے سے مراد یا تو یہ ہے کہ یہ حضرات خدا کے نزدیک صاحب عزت و شرف اور بلند مرتبہ ہیں اور یا یہ مقصود ہے کہ یہ حضرات وہ جہت اور سمت ہیں جس کی طرف خدا نے لوگوں کو متوجہ ہونے اور آنے کا حکم دیا ہے۔ خدا کی طرف توجہ کرنا اور خدا کی

طرف آنا ممکن ہی نہیں تاوقت کہ ان حضرات کے ذریعے سے نہ آئیں، کسی کا عمل قبول ہی نہیں ہوگا مگر ان حضرات کی معرفت کے ساتھ۔

اہل بیتؑ کے امور میں شک مت کرو

(۱۱۵/۲۲) دیلمی علیہ الرحمۃ کتاب "ارشاد القلوب" میں سلیمان فارسی رضوان اللہ تعالیٰ سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا:

یا سلمان، الویل کل الویل لمن لا یعرفنا حق معرفتنا وانکر فضلنا

"اے سلمان! ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لئے جو ہماری حقیقی معرفت نہ رکھتا ہو اور ہماری فضیلت کا انکار کرتا ہو"

اے سلمان! محمدؐ اور سلمان بن داؤد میں سے کون افضل ہیں؟ سلمان نے کہا: محمدؐ افضل ہیں۔آپ نے فرمایا: اے سلمان! آصف بن برخیا نے آنکھ جھپکنے سے پہلے بلقیس کے تخت کو فارس سے مملکت سبا میں منتقل کردیا حالانکہ اس کے پاس صرف کتاب کا کچھ معمولی علم تھا جب کہ میرے پاس ہزار کتابوں کا علم ہے، خدا نے آدم علیہ السلام کے بیٹے شیثؑ پر پچاس صحیفے، ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے، ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے اوران کے علاوہ تورات، انجیل، زبور اور قرآن کو نازل کیا ہے۔سلمان کہتا ہے: میں نے عرض کیا: اے میرے مولا جیسے آپ نے فرمایا ہے بالکل ایسے ہی ہے ۔امام علیہ السلام نے فرمایا: اے سلمان! جو کوئی بھی ہمارے امور اور ہمارے علوم میں شک کرے وہ ایسے ہے جیسے اس نے ہماری معرفت اور ہمارے حق پر ہونے کے ساتھ مذاق کیا ہو۔حالانکہ خدا نے اپنی کتاب میں ہماری ولایت کو کئی مقامات پر واجب قرار دیا ہے۔اور اس ولایت کے ساتھ جو سلوک کرنا ہے اسے روشن اور واضح ہے۔

(ارشاد القلوب:۲/۴۱۶، بحار الانوار:۲۶/۲۲۱ حدیث ۴۷ مختصر:۱۰۷)

ذکر آل محمدؐ شفا ہے

(۱۱۶/۲۳) برقی علیہ الرحمۃ کتاب محاسن میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں۔

کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

ذکرنا اھل البیت شفاء من الوعک والا سقام و وسواس الریب وحبنا رضی الرب تبارک وتعالیٰ

(المحاسن :۱/ ۴۷حدیث ۱۰۷بحارالانوار:۲/ ۱۴۵، حدیث ۱۰، الخصال:۲/ ۶۲۵)

"ہم اہل بیت کا ذکر روحی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفاء ہے، شیطانی وسوسوں کے بچاؤ کا سبب ہے اور ہماری دوستی خداتعالیٰ کی خوشنودی ہے"

وہ میرے ساتھ ہوگا

(۲۴/۱۱۷) کراجکی علیہ الرحمہ کتاب "کنز الفوائد" میں امیر المومنین علیہ السلام کے ایک صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ سلمان فارسی حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا: اور آپ کی معرفت اورشناسائی کے متعلق آپ سے سوال کیا، آپ نے فرمایا:اے سلمان! میں وہ ہوں جس نے تمام امتوں کو اپنی اطاعت کے لئے دعوت دے کربلایا، جنہوں نے نافرمانی کی ان کو آگ میں ڈال دیا اورمیں ان پر آگ کا داروغہ ہوں۔

یا سلمان انه لا یعرفنی احد حق معرفتی الا کان معی فی الملاء الا علی

"اے سلمان ! جوکوئی بھی مجھے اس طرح پہچاننے کا حق ہے اس طرح پہچانے تو وہ شخص ملاء اعلیٰ (جوملکوتیوں کے لیےقرب پروردگار کا مقام ہے) میں میرے ساتھ ہوگا"

اتنے میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ تشریف لے آئے۔ آپ نے سلمان سے فرمایا: یہ میرے دو بیٹے عرش خدا کے دوگوشوارے ہیں، ان دو کی وجہ سے بہشت درخشندہ اور نورانی ہے اور ان کی والدہ گرامی کائنات کی عورتوں کی سردار ہے۔خدانے لوگوں سے میرے لئے عہدو پیمان لیاہے۔ ایک گروہ نے تصدیق کی اور ایک گروہ نے انکار کیا اورجھٹلایا۔ اوروہ آگ میں ہوں۔

وانا الحجة البالغة والكلمة الباقية وانا سفير السفراء

"میں حجت بالغہ کاملہ ہوں میں اپنے پروردگار کا باقی رہنے والا کلمہ ہوں اور میں پیغمبروں کا نمائندہ ہوں"

سلمان نے عرض کیا: یا امیر المومنین علیہ السلام! میں نے آپ کے اوصاف تورات اور انجیل میں اسی طرح پائے ہیں۔میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے وہ جو مسجد کوفہ میں قتل کیا جائے گا، خدا کی قسم اگر لوگ ایسے نہ کہیں کہ خدا قاتل سلمان پر رحمت کرے تو میں آپ کے بارے میں ایسے مطالب بیان کروں کہ لوگوں کے دل اس کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے کیونکہ تو وہ حجت خدا ہے کہ جس کے سبب سے خدانے آدمؑ کی توبہ قبول کی، یوسفؑ کو کنویں سے نجات دی اور ایوبؑ کا واقعہ اور جو نعمت ان کے لئے تبدیل ہوئی وہ سب آپ کے ساتھ مربوط ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں ایوبؑ کے واقعہ اور جو ان کی نعمت تبدیل ہوئی، اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟ سلمان نے عرض کیا: خدا آپ اور امیر المومنین علیہ السلام بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا: جب خدانے عہدو میثاق لیا تو ایوبؑ نے میری بادشاہی کے متعلق شک کیا اور کہا: یہ ایک بہت بڑی بات ہے خداتبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے ایوبؑ ! کیا اس صورت میں شک کر رہے ہو جس کو میں نے قائم کردیا ہے اور برپا کردیا ہے آدمؑ علیہ السلام کو جب مصیبت میں گرفتار کیا تو اس کی وجہ سے میں نے اسے معاف کردیا کیونکہ جب آدمؑ نے اس کا امیر المومنین ہونا تسلیم کرلیا تو میں نے اس کی خطا کو معاف کردیا۔

فوعزتی لا ذیقنک من عذابی او تتوب الی بالطاعة لا میر المومنین

"میری عزت کی قسم اپنا عذاب تجھے ضرور چکھاؤں گا یا امیر المومنین کی اطاعت کے ساتھ توبہ کرو۔ پھر ایوب علیہ السلام کو سعادت نصیب ہوئی اور توبہ کی اور امیر المومنین علیہ السلام اوران کی ذریت طاہرینؑ کی اطاعت کا اقرار کیا"

(کنز الفوائد:۲/۵۷، بحارالانوار:۲۶/۲۹۲حدیث۵۲، تاویل الآیات:۲/۵۰۴حدیث۴)

ولایت علیؑ

(۱۱۸/۲۵) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ خدا اس کے لئے تمام خیر و خوبی جمع کرے تو اسے چاہیے کہ میرے بعد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرے اور ان کے دوستوں کو دوست اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھے۔

(امالی صدوق:۴۷۰حدیث۲مجلس۳۲، بحارالانوار:۲۷/۵۵حدیث۹)

رحمت خدا کا منتظر

(۱۱۹/۲۶) شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب ''مجالس'' میں ابی اسحاق سبیعی سے نقل کرتے ہیں:

میں مسروق اجدعی کے پاس گیا، اس کے پاس ایک مہمان تھا جسے میں نہیں جانتا تھا اس مہمان نے کہا کہ میں جنگ حنین میں رسول خداؐ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس مقام پر پہنچا۔ اس نے کہا کہ میں آپ کے لئے ایک حدیث نقل کرتا ہوں جو حارث اعور نے نقل کی ہے۔ ہم نے کہا: جی ہاں اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کے پاس گیا آپ نے فرمایا: اے اعور: کون سی چیز تجھے اس جگہ لے کر آئی ہے؟ کہتا ہے میں نے عرض کیا، آپ کی محبت اور دوستی: آپ نے فرمایا تجھے خدا کی قسم کیا تم سچ کہتے ہو؟ اور مجھے تین مرتبہ اسی طرح قسم دی۔ پھر آپ نے فرمایا: خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے کہ جس کے دل کا ایمان کے لئے امتحان لیا گیا ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری محبت کو پائے گا اور ہمیں دوست رکھے گا اور خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہ ہوگا جو غضب الٰہی کا سبب بنا ہو مگر یہ کہ وہ اپنے دل میں ہماری دشمنی کو محسوس کرے گا اور ہمارے ساتھ دشمنی رکھے گا۔

پس ہمارا دوست اس حال میں صبح کرتا ہے کہ رحمت خدا کا منتظر ہوتا ہے۔ گویا اس پر رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور ہمارا دشمن اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ ہلاکت اور

جہنم کے ڈھلوان کے کنارے پر ہے اور دوزخ میں گر جائے گا پس اہل رحمت کے لئے وہ لطف اور رحمت جو ان کے نصیب ہوا ہے مبارک ہو۔اور اہل جہنم کا برا حال ہے اس برے ٹھکانے کی وجہ سے جہاں وہ ٹھہریں گے۔(امالی مفید:۲۷۰حدیث۲، بحارالانوار:۲۲/۱۹۶حدیث۱۰)

جنت میں داخل کردے گا

(۲۷/۱۲۰) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب امالی میں امام باقر علیہ السلام سے اور آپ کے اباؤ اجداد سے اور رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں:

آپؐ نے امیر المومنین علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ !اگر کسی مومن کے دل میں تیری محبت پیدا ہوگئی تو پل صراط سے گذرتے وقت اگر اس کا ایک پاؤں لڑکھڑانے لگا تو دوسرا پاؤں ثابت رہے گا، یہاں تک کہ خدا اسے آپ کی محبت کی خاطر جنت میں داخل کردے گا۔

(امالی صدوق:۶۷۹حدیث۲۹مجلس۸۵)

معیار محبت

(۲۸/۱۰۱) ابن شاذان کتاب روضہ اور فضائل میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے کہ اچانک علی علیہ السلام وہاں تشریف لائے، جن کے دائیں جانب حسن علیہ السلام جب کہ بائیں طرف حسین علیہ السلام تھے، پیغمبر اکرمؐ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور علی علیہ السلام کو بوسہ دیا اور انہیں اپنے قریب کرلیا۔امام حسنؑ کو دائیں زانو پر بٹھاتے ہوئے بوسہ دیا اسی طرح امام حسینؑ کو بوسہ دیا اور انہیں بائیں زانو پر بٹھا لیا۔پھر ان دونوں بچوں کو بوسہ دیتے ، ان کے لبوں کو چومتے تھے اور فرماتے تھے۔میرا باپ آپ کے باپ اور آپ کی ماں پر قربان ہوں۔پھر حاضرین سے فرمایا! خدا تبارک و تعالیٰ ان دو کے وجود کی وجہ سے اور ان دو کے باپ کے وجود کی وجہ سے اور ان کی پاک اولاد کے وجود کے سبب اپنے تمام فرشتوں پر فخر و مباہات کرتا ہے۔پھر فرمایا: اے خدا! میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔اور ان کے دوست کو بھی دوست رکھتا ہوں۔جو کوئی بھی ان کے متعلق

میرے فرمان کی اطاعت کرے اور میری سفارش کی رعایت کرے، اس کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے تو ہرایک سے بہتر رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ بے شک یہ میری اہل بیت ہیں، میرے دین کو قائم کرنے، میری سنت کو زندہ کرنے والے ہیں۔ اور میرے پروردگار کی کتاب کی تلاوت کرنے والے ہیں پس ان کی فرمانبرداری میری فرمانبرداری ہے، اور ان کی نا فرمانی میری نا فرمانی ہے۔ (الروضة ۱۴، ۱۱۴، بحارالانوار: ۲۷/۱۰۴ احدیث ۷۴)

باپ جنت سے نکلا

(۲۹/۱۲۲) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب "علل الشرائع" میں جابر سے نقل کرتے ہیں:

میں چند افراد کے ساتھ منیٰ میں رسول خداؐ کے ساتھ تھا۔ اچانک ایک آدمی نے ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کرلی۔ وہ کبھی سجدہ کبھی رکوع اور کبھی گریہ و زاری میں مشغول ہو جاتا تھا۔ ہم نے عرض کی یارسول اللہؐ یہ کتنی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ وہی ہے جس نے تمہارے باپ کو جنت سے نکلوایا۔ پھر علی علیہ السلام بغیر کسی خوف کے اس کی طرف لپکے، پکڑ کر اتنا سختی سے ہلایا کہ اس کی دائیں اور بائیں طرف کی پسلیاں اندر چلی گئیں۔ اور فرمایا: ان شاء اللہ میں تجھے قتل کروں گا۔ اس نے کہا: خدا تعالیٰ کے متعین کردہ وقت سے قبل آپ یہ کام نہیں کرسکتے۔ مجھے آپ کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ خدا کی قسم آپ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کے باپ کے نطفہ سے پہلے میرا نطفہ اس کی ماں کے رحم میں گیا ہوگا۔ اور میں آپ کے دشمنوں کے ساتھ ان کے تمام اموال اوران کی اولاد میں شراکت رکھتا ہوں۔ اور یہ فرمان خدا ہے۔

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ. (سورۃ اسراء: آیت ۶۴)

"تو ان کے ساتھ ان کے اموال اور اولاد میں شریک ہو جا"

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تیرے ساتھ قریش میں سے کوئی دشمنی نہیں کرے گا مگر وہ جس کی شادی نکاح اور عقد کے بغیر ہوئی ہوگی۔ انصار میں سے تیرے ساتھ کوئی دشمنی نہیں

کرے گا مگر وہ جو اصل میں یہودی تھا۔ گروہ عرب میں سے تیرے ساتھ کوئی دشمنی نہیں رکھے گا مگر وہ جس کی نسبت صحیح نہ ہوگی۔ دوسرے لوگوں میں سے کوئی دشمنی نہ رکھے گا مگر وہ جو گمراہ اور بد بخت ہوگا۔ اور عورتوں میں سے کوئی تیرے ساتھ دشمنی نہ رکھے گی مگر وہ جسے پاخانہ کے مقام سے حیض آتا ہوگا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے اپنا سر مبارک نیچے کیا اور سکوت فرمایا پھر سر کو بلند کیا اور فرمایا:

معاشر الناس اعرضوا اولادکم علی محبة علی

"اے لوگو! اپنی اولاد کے سامنے محبت علیؑ کو رکھو"

جابر ابن عبداللہ کہتا ہے: ہم امیر المومنین علیہ السلام کی محبت اور دوستی کو اپنی اولاد کے سامنے پیش کرتے تھے جو بھی ان میں سے علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہم سمجھ جاتے کہ یہ ہمارا بچہ ہے اور جو آنحضرت کو دوست نہ رکھتا تھا ہم اسے اپنی طرف نسبت نہیں دیتے تھے اور اپنا بچہ نہیں بناتے تھے۔ (علل الشرائع: ۱/۱۴۲ حدیث ۷، بحار الانوار: ۲۷/۱۵۱ حدیث ۲۰، مدینۃ المعاجز: ۲/۲۱۵)

مؤلف فرماتے ہیں: ترمذی جو اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہے ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہیں کہ ہم منافقین کو علی علیہ السلام کی دشمنی کے ذریعے سے پہچانتے تھے۔

(صحیح ترمذی: ۵/۶۳۵ حدیث ۳۷۱۷، مسند احمد: ۶/۲۹۲، صحیح مسلم: ۱/۶۰)

آپؑ کی محبّت نے

(۱۲۳/۳۰) شیخ مفید علیہ الرحمۃ کتاب "امالی" میں حارث ہمدانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب ہوا:

حضرت نے فرمایا: اے حارث! کس چیز نے تجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنین آپ کی محبت نے۔ آپ نے فرمایا: اے حارث! کیا مجھے دوست رکھتے ہو؟ عرض کی، جی! خدا کی قسم: آپ نے فرمایا: جان لو۔ مجھے جان نکلنے کے وقت اور اس وقت دیکھو گے جب میں حوض کوثر سے بعض لوگوں کو ایسے روک رہا ہوں گا۔ جیسے اجنبی

اونٹ کو روکا جاتا ہے۔اس وقت تم مجھے ایسے دیکھو گے جیسے دوست رکھتے ہو۔نیز اگر مجھے پل صراط سے گذرتے ہوئے دیکھو کہ رسول خداؐ میرے آگے آگے جا رہے ہوں گے اور لواءُ الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا تو اس وقت بھی مجھے ایسے دیکھو گے جیسے تم دوست رکھتے ہو۔

(امالی طوسی:۴۸ حدیث ۳۰ مجلس ۲، کشف الغمۃ :۱/۱۴۰، بحار الانوار:۲۷/۱۵۷ حدیث ۲)

مؤلف فرماتے ہیں کہ لواء الحمد کے متعلق کتاب ''خصال'' میں پیغمبر اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جبرائیل ہاتھ میں لواء حمد لئے ہوئے میرے پاس آئے گا۔لواء حمد ستر طبقات پر مشتمل ہوگا جب کہ ہر طبقہ سورج اور چاند سے وسیع تر ہوگا اور میں قدس کے منبروں میں سے ایک منبر اور رضوان کے تختوں میں سے ایک تخت پر براجمان ہوں گا۔میں لواء حمد کو لے کر علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے ہاتھ میں دے دوں گا۔

عمر بن خطاب اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔یا رسول اللہؐ! علی علیہ السلام اس پرچم کو کس طرح اٹھائیں گے جب کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اس کے ستر طبقات ہیں اور ہر طبقہ سورج اور چاند سے بڑا ہے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جب قیامت آئے گی تو خدا تعالیٰ علی علیہ السلام کو جبرائیل جیسی قوت، آدمؑ جیسا نور ،رضوان جیسا حلم و بردباری، یوسفؑ جیسا جمال اور داؤدؑ جیسی آواز عطا فرمائے گا۔اگر داؤدؑ بہشت کے خطیب نہ ہوتے تو اس جیسی آواز علی علیہ السلام کو عطا کرتا بے شک علی علیہ السلام سب سے پہلا وہ شخص ہے جو بہشت کی دو نہروں سلسبیل اور زنجبیل کے خوش مزا پانی سے نوش فرمائے گا۔اور پل صراط پر وہ قدم نہیں رکھیں گے مگر یہ کہ اس کی جگہ ان کا دوسرا قدم محکم اور مضبوط ہوگا۔

وان لعلی وشیعته من الله مکانا یغبطه به الاولون والآخرون

''بے شک علی علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے لئے خدا کے نزدیک جنت میں ایسا مقام ہوگا کہ اولین اور آخرین اس پر رشک کریں گے''

(الخصال:۵۸۲ حدیث ۷، بحار الانوار:۸/۳ حدیث ۳، ارشاد القلوب:۲/۱۳۷)

علیؑ کو کندھوں پر سوار کیوں کیا؟

(۳۱/۱۲۴) بیعی علیہ الرحمۃ کتاب ''مشارق الانوار'' میں نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امام صادق سے عرض کیا:

رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر سوار کیوں کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اس لئے تاکہ لوگ ان کے مقام بلند اور عظیم مرتبہ کو پہچان لیں۔اس نے عرض کیا، کچھ زیادہ وضاحت فرمائیں۔آپ نے فرمایا: اس لئے رسول خداؐ نے علی علیہ السلام کو اپنے کندھوں پر بلند کیا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ باقی سب سے زیادہ خلافت رسولؐ خدا کے حق دار ہیں۔اس شخص نے عرض کیا: اور زیادہ وضاحت فرمائیں۔آپ نے فرمایا:

لیعلم الناس انه امام بعده والعلم المرفوع

''تاکہ لوگ جان لیں کہ علیؑ ان کے بعد امام ہیں اور پرچم ہدایت کو بلند کرنے والے ہیں''

اس شخص نے عرض کیا: اور زیادہ فرمایئے۔حضرت نے فرمایا:

هیهات: اگر ان کی حقیقت اور باطن کے بارے میں تجھے خبر دوں تو تو مجھ سے کنارہ کش ہو جائے گا، اور کہے گا جعفر بن محمد جھوٹ کہتے ہیں یا دیوانے ہیں۔سوائے نیک لوگوں کے کسی کے اسرار پر کون آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔(مشارق الانوار:۱۷)

مؤلف فرماتے ہیں کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عرج الهادی الی اوج السماء

وعلیؑ کتف الهادی علا

ایها المنصف النصف بیننا

ای معراجیهما اعلا علا

''ہدایت کرنیوالا پیغمبر اوج آسمان پر بلند ہوا۔اور علی علیہ السلام اس کے

کندھے پر بلند ہوا۔اے منصف! انصاف کر ان دو معراجوں میں سے کونسی معراج برتر اور بلند تر ہے"

چوبیس چہروں والا فرشتہ

(۳۲/۱۲۵) شیخ صدوق کتاب" امالی" میں حضرت موسیٰ بن جعفر علیہا السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فرشتہ آپ کے پاس آیا۔ جس کے چوبیس چہرے تھے۔

حضرت نے فرمایا: جبرائیل، اے میرے دوست! آج تک میں نے تجھے اس شکل میں نہیں دیکھا، فرشتے نے عرض کیا: میں جبرائیل نہیں ہوں بلکہ میرا نام محمود ہے، خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ نور کی نور کے ساتھ شادی کروں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: دو نوروں سے تیری مراد کون ہیں؟ اس نے عرض کیا: فاطمہ اور علی علیہا السلام، جب فرشتے نے اپنا چہرا دوسری طرف کیا تو اس کے دو کندھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا۔

(**محمد رسول الله عليّ وصيه**) محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور علیؑ اس کے وصی ہیں۔رسولؐ خدا نے فرمایا: کب سے یہ جملے تیرے کندھے پر لکھے ہوئے ہیں؟ اس نے عرض کیا: خدا نے جب آدمؑ کو پیدا کیا اس سے دو ہزار سال پہلے۔

(امالی صدوق:۶۸۸ حدیث۱۹ مجلس ۸۶،معانی الاخبار:۱۰۲ حدیث ا،الخصال:۲/۶۴۰ حدیث ۱۷)

قیامت کا دن

(۳۳/۱۲۶) برسی علیہ الرحمۃ کتاب" مشارق الانوار" میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

قیامت کا دن ایسا دن ہے جس میں خوف و ہراس بہت زیادہ ہے۔جو کوئی چاہتا ہے کہ اس دن کے خوف و ہراس سے نجات حاصل کرے، اسے چاہیے ہمارے ولی امر کو تسلیم کرے، اور میرے وصی و جانشین اور صاحب حوض کوثر علی ابن ابی طالب علیہا السلام کی پیروی کرے۔

بے شک علیؑ حوض کے پاس سے اپنے دشمنوں کو دور کر رہے ہوں گے اور اپنے دوستوں کو پانی پلا رہے ہوں گے۔ جس نے بھی اس حوض سے پانی نہ پیا وہ ہمیشہ پیاسا رہا اور کبھی بھی سیراب نہیں ہوگا اور جو بھی اس سے پانی پی لے گا وہ کبھی بھی پیاسا نہ ہوگا۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان اور نفاق کے درمیان علامت اور نشانی علی علیہ السلام کی دوستی ہے۔ جو بھی اسے دوست رکھے وہ مؤمن ہے اور جو بھی اسے دشمن رکھے وہ منافق ہے، جو کوئی بھی چاہتا ہے کہ پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائے اور بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو، اسے چاہیے کہ علی علیہ السلام جو میری طرف سے تمہارا سرپرست ہے اور اہل اور امت پر میرا جانشین ہے کو دوست رکھے۔ بے شک وہ پروردگار عالم کا در رحمت اور خدا کا صراط مستقیم ہے۔ علی دینداروں کا امیر، سفید چہرے والوں کا رہبر اور ان کا مولا ہے جن کا میں مولا ہوں۔ اسے دوست نہیں رکھتا مگر وہ جس کی ولادت پاک اور طینت پاک ہو؛ اور اس کے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا مگر وہ جو حرام زادہ اور جس کی طینت نجس ہو۔

اور شب معراج جب خدا نے میرے ساتھ کلام فرمائی: اے محمدؐ! میری طرف سے علیؑ کو سلام کہنا، اور اس سے کہنا کہ وہ میرے دوستوں کا امام اور میرے پیروکاروں کے لئے چراغ ہدایت ہے۔ اور اسے اس بلند مرتبے پر میری طرف سے مبارک باد دینا۔ اس کے بعد فرمایا: علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے جو غریب اور تنگدست ہو، اسے حقیر نہ سمجھ۔ بے شک ان میں سے ایک شخص قیامت کے دن قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد کے مطابق لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ (مشارق الانوار:۵۴)

امام مبین کون؟

(۳۴/۱۲۷) اسی کتاب میں ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں۔

جب آیۃ شریفہ

وَكُلُّ شَيءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِيْن۔ (سورۃ یس: آیت ۱۲)

"ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں جمع کر دیا ہے"

نازل ہوئی تو فلاں دو نفر کھڑے ہوئے (دو نفر سے مراد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر ہے) اور عرض کرنے لگے۔ یارسولؐ اللہ امام مبین سے کیا مقصود اور مراد ہے؟ کیا اس سے مراد توراۃ ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں انہوں نے کہا پھر حتماً اس سے مراد قرآن ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں اس اثنا میں امیر المومنین علیہ السلام وہاں آ گئے، پیغمبر اکرمؐ نے ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ وہ امام مبین ہے جس میں خدا نے ہر چیز کا علم رکھ دیا ہے۔ بے شک حقیقی طور پر وہ شخص خوش بخت اور سعادت مند ہے جو موت سے پہلے اور بعد میں علیؑ کو دوست رکھتا ہو، اور حقیقی معنی میں گمراہ اور بد بخت وہ ہے جو زندگی میں اور مرنے کے بعد علیؑ کو دشمن رکھتا ہو۔

(مشارق الانوار:۵۵)

علیؑ سورہ توحید کی طرح

(۳۵/۱۲۷) اسی کتاب میں رسول خداؐ کی روایت ہے کہ آپ نے علی علیہ السلام سے فرمایا:

یا علیؑ میری امت میں تیری مثال سورۃ (قل هو الله احد) جیسی ہے۔ جس نے بھی ایک مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کی گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصّہ پڑھ لیا ہے اور جس نے دو مرتبہ پڑھا تو اس نے قرآن کے دو حصّے پڑھ لیا۔ اور جس نے اس سورہ کی تین مرتبہ تلاوت کی، گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی، پس جو تجھے زبان کے ساتھ دوست رکھے اس نے ایمان کا تیسرا حصہ حاصل کر لیا۔ اور جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کا دو تہائی حصّے حاصل کر لے۔ اور جس نے تجھے اپنے ہاتھ، زبان اور دل سے دوست رکھا تو اس کا ایمان کامل ہوا، مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق پیغمبر بنا کر بھیجا کہ اگر اہل زمین اہل آسمان کی طرح سب کے سب تجھے دوست رکھتے تو خدا ان میں سے کسی کو بھی جہنم میں داخل نہ کرتا۔

اے علیؑ! جبرائیل نے مجھے پروردگار عالم کی طرف سے بشارت دی اور فرمایا ہے۔

اے محمدؐ! اپنے بھائی علیؑ کو خوش خبری دو، کہ جو بھی اسے دوست رکھتا ہوگا میں اسے عذاب نہیں دوں گا اور جو بھی اس سے دشمنی رکھتا ہوگا میں اس پر رحم نہ کروں گا۔ (مشارق الانوار:۵۶)

علیؑ فضائل کا مجموعہ

(۱۲۹/۳۶) شیخ صدوق علیہ الرحمۃ کتاب ''امالی'' میں سعید بن جبری سے نقل کرتے ہیں:

کہ میں ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے رسولؐ خدا کے چچا کے بیٹے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ تجھ سے علی بن ابی طالب علیہما السلام اور ان کے بارے میں لوگوں کے اختلاف کے متعلق پوچھوں۔ ابن عباس نے فرمایا: اے ابن جبیر! تم اس لئے آئے ہوتا کہ مجھ سے پیغمبرؐ کے بعد اس امت کے بہترین شخص کے بارے میں سوال کرو؟ تم آئے ہوتا کہ اس کے متعلق سوال کرو جس کے لئے ایک رات میں تین ہزار منقبت حاصل ہوئی؟ تم اس لئے آئے تاکہ وصی رسولؐ خدا، ان کے جانشین، صاحب حوض کوثر، صاحب پرچم اور صاحب شفاعت کے متعلق دریافت کرو؟

پھر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو خاتم المرسلین قرار دیا اگر دنیا کے تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام اہل دنیا لکھنے والے ہو جائیں اور یہ سبھی فضائل علیؑ آغاز خلقت تا انتہائے خلقت لکھنا چاہیں تو خدا نے جو ان کو فضائل عطا کئے ان میں سے دسواں حصہ بھی نہ لکھ پائیں گے۔

(مشارق الانوار:۵۸ امالی صدوق:۶۵۱ حدیث ۱۵ مجلس ۸۲، بحار الانوار: ۴۰/۷ حدیث ۱۷)

مؤلف فرماتے ہیں کہ وہ رات جس کا ذکر ابن عباس کی کلام میں ہوا ہے اور جس میں تین ہزار مناقب وفضائل علی علیہ السلام کے لئے ہیں وہ سترہ رمضان المبارک کی رات ہے جسے (لیلۃ القربۃ) کہتے ہیں۔ اور اسی رات کے بعد جنگ بدر واقع ہوئی ہے۔ اور سید حمیری علیہ الرحمۃ نے اس کی طرف اپنے اشعار میں اشارہ کیا ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ترجمہ اشعار:

خدا اور اس کی نعمتوں کی قسم کھاتا ہوں۔ اور ہر وہ جو اپنی کہی ہوئی بات کا ذمہ دار ہے۔

بے شک علی ابن ابی طالب علیہما تقویٰ اور نیکی پر پیدا ہوئے ہیں۔

اور وہ ایسے امام اور پیشوا ہیں کہ تمام امت پر ان کو فضیلت اور برتری حاصل ہے وہ حق کہتے ہیں اور حق کے ساتھ فتویٰ دیتے ہیں اور باطل ہرگز ان کو سرگرم نہیں کر سکتا۔

جنگ کے وقت نیزہ ان کے راستے کو ہموار کرتا ہے۔ اور بڑے بڑے شجاع و بہادر اس سے دور بھاگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ان کے سرداروں کی طرف اس حال میں جاتے ہیں کہ کاٹنے والی تلوار جو تیز ہے اس سے بجلی چمک رہی ہوتی ہے۔

ایک بہادر شیر کی طرح اپنے بیٹوں کے درمیان چلتے ہیں۔ گویا ایسے جیسے شیر شکار کے لئے اپنے ٹھکانے سے باہر نکلا ہو۔

علی علیہ السلام وہ ہے کہ جس پر ایک رات میں میکائیل اور جبرائیل نے سلام کیا ہے، جب کہ میکائیل ہزار فرشتوں کے درمیان تھا اور جبرائیل بھی ہزار فرشتوں کے درمیان تھا اور ان کے پیچھے اسرافیل نے ہزار فرشتوں کے ساتھ سلام کیا۔

جب بدر کی رات یہ تمام فرشتے مدد کرنے کے عنوان سے نازل ہوئے تو ایسے لگتا تھا جیسے ابابیل پرندے لشکر ابرھہ پر نازل ہوئے تھے۔

تمام فرشتوں نے آپ پر سلام کیا کیونکہ وہ سب آپ کے قدموں میں نازل ہوئے ہیں اور یہ سب کچھ ان کے احترام اور فضیلت کی خاطر ہے۔

(بشارۃ المصطفیٰ: ۵۳، امالی طوسی: ۲۰۱ حدیث ۴۱، بحار الانوار: ۴۷/۳۱۵ حدیث ۶)

مقام علیؑ

(۳۷/۱۳۰) کتاب مناقب میں ابن عمر سے نقل ہے:

میں نے رسولؐ خدا سے علی بن ابی طالب علیہما السلام کے بارے میں سوال کیا اور

کہا: یارسول اللہ علی علیہ السلام کا آپ کی نسبت کیا مرتبہ اور مقام ہے؟ آپ غصّے میں آگئے اور فرمایا: کیا ہوگیا ہے کہ ایک گروہ اس کے متعلق پوچھتا ہے جس کا مرتبہ خدا کے نزدیک میرے مرتبے جیسا ہے اوراس کا مقام میرے مقام جیسا ہے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اے ابن عمر! میری اور علی علیہ السلام کی نسبت ایسے ہے جیسے روح اور بدن کی ہے، علی علیہ السلام کی نسبت ایسے جیسی جان کی جان سے نسبت ہو۔ اور جیسے نور کی نور سے نسبت ہو۔(یعنی ہم دونوں یک جان اور یک نور ہیں) اورعلی علیہ السلام کی نسبت میرے ساتھ ایسے ہی ہے جیسے سر کی نسبت جسم سے اور بٹن کی نسبت پیراہن سے۔

اے ابن عمر! جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔اور جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علیؑ کے ساتھ دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمن کی اور جس نے میرے ساتھ دشمنی کی خدا اس پر ناراض ہوا اوراسے اپنی لعنت کا مستحق قرار دیا:

خبردار! جوعلیؑ کو دوست رکھے گا خدا اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا، اس کا حساب آسان ہوگا اور اس پر سختی نہ ہوگی۔

آگاہ رہو جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا وہ اس دنیا سے رخصت نہ ہوگا تاوقتیکہ آب کوثر سے سیراب نہ ہو جائے درخت طوبیٰ سے پھل نہ کھالے اور جنت میں اپنا مسکن نہ دیکھ لے۔

تم آگاہ رہو! جو بھی علیؑ کو دوست رکھے گا اس کی روح آرام سے نکلے گی، اس کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

جان لو! جو کوئی بھی علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا، خدا تعالیٰ اس کے ہر عضو کی تعداد کے مطابق اس کو نعمتیں عطا کرے گا،اور اس کے قریبیوں میں سے انہیں افراد کی شفاعت قبول کرے گا۔

خبردار! جو علیؑ کو پہچانتا اور معرفت رکھتا ہو، ان کو دوست رکھتا ہو، تو خدا اس کی

روح کو قبض کرنے کے لئے عزرائیل کو ایسے بھیجے گا جیسے اپنے رسولوں کی روح کو قبض کرنے کے لئے اسے بھیجتا ہے۔اور منکر ونکیر کے سوالوں کا خوف و ڈر دور فرمادے گا۔اوراس کی قبر کو ایک سال کی مسافت کے برابر وسیع کردے گا۔قیامت کے دن سفید چہرے کے ساتھ داخل ہوگا، اور بہشت کی طرف ایسے جلدی سے جائے گا جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر کی طرف جاتی ہے۔

یقین کرو جو کوئی علیؑ کو دوست رکھتا ہوگا۔تو خدا اسے اپنی عافیت کے سایہ میں پناہ دے گا اور قیامت کے خوف سے محفوظ ہوگا۔

آگاہ رہو! جو کوئی علیؑ کو دوست رکھے گا تو خدا اس کی خوبیوں کو قبول فرمالے گا اوراسے بحفاظت بہشت میں داخل کرے گا۔

جان لو! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو وہ خدا کی طرف سے زمین پر امین ہوتا ہے۔

خبردار! جو کوئی بھی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو تو اس کے سر پر تاج کرامت فضیلت رکھا جائے گا، جس پر لکھا ہوگا کہ اہل بہشت اپنے مقصد کو بامراد پہنچ گئے، یہی نیک لوگ ہی تو شیعیان علی علیہ السلام ہیں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو کوئی علی علیہ السلام کودوست رکھتا ہو، اس کا نامہ اعمال کھولا نہیں جاتا اور نہ ہی ترازو لگایا جاتا ہے، اس کے لئے آٹھ بہشتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

آگاہ ہوجاؤ! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو اور ان کی محبت لئے ہوئے دنیا سے جائے تو فرشتے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں۔جبکہ انبیاء خدا اس کی زیارت کرتے ہیں۔

آگاہ رہو! جو کوئی علی علیہ السلام کے ساتھ دوستی رکھتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوگا تو میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا کا ایک دروازہ ہے جو بھی اس دروازے سے داخل ہوا وہ نجات پا جائے گا۔وہ دروازہ محبت علی علیہ السلام ہے۔

خبردار! جو کوئی علی علیہ السلام کو دوست رکھتا ہو، تو خدا تعالیٰ اس کے بدن پر بالوں اور جسم کی ہر رگ کے برابر اسے جنت میں شہر عطا کرے گا۔

اے عمر کے بیٹے! علی علیہ السلام اوصیاء کے سردار، پرہیز گاروں کے مولا اور لوگوں پر میرے جانشین ہیں۔وہ ان اماموں کے باپ ہیں جن کا چہرہ نورانی اور با برکت ہے۔علی علیہ السلام کی پیروی کرنا میری پیروی کرنا ہے اور ان کی معرفت حاصل کرنا میری معرفت حاصل کرنا ہے۔

اے عمر کے بیٹے! مجھے خداوند قدوس کی قسم، جس نے مجھے رسالت پر مبعوث فرمایا ہے: اگر کوئی فرد خدا کی ایک ہزار سال عبادت کرے اس حال میں کہ دن کو روزہ رکھے اور راتوں کو بھی عبادت بجالائے، زمین بھر سونا خدا کی راہ میں خرچ کرے، غلام آزاد کرے' اور ان تمام چیزوں کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان ناحق قتل کردیا جائے ۔پھر قیامت کے دن خدا کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے کہ علی علیہ السلام کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو، تو اس کے اعمال میں سے کوئی عمل بھی خدا قبول نہیں کرے گا۔ان تمام اعمال کے ساتھ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور گھاٹا کھانے والوں کے ساتھ محشور ہوگا۔ (مشارق الانوار:۶۱)

(۱۳۱/۳۸) اسی کتاب میں کتاب اربعین سے نقل کرتے ہیں کہ انس بن مالک کہتا ہے کہ قیامت کے دن علی علیہ السلام کو اس طرح خطاب کیا جائے گا اے علی! اے ولی! اے سید! اے سچے! اے حاکم! اے رہبر! اے ہدایت کرنے والے۔ اے پرہیز گار اے جوانمرد! اے پاک! اے پاکیزہ! تم اور تیرے شیعہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (مشارق الانوار:۶۸،ارشاد القلوب:۲/۸۳)

بہشت میں ستون

(۱۳۲/۳۹) اسی کتاب میں کتاب مناقب سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

خدانے بہشت میں ایک ستون بنایا ہے جو اہل بہشت کو ایسے نور عطا کرتا ہے جیسے سورج اہل زمین کو روشنی عطا کرتا ہے۔ اس ستون تک صرف علی علیہ السلام اور اس کے شیعہ پہنچ سکتے ہیں۔

بے شک جنت میں دروازے کا کنڈا سرخ یاقوت کا بنا ہوا ہے۔ جو کہ سونے کے تختوں پر لگا ہوا ہے اور اس کنڈے کا طول یعنی لمبائی پچاس سال کی راہ کے برابر ہے۔ جب اس کنڈے کو چوٹ لگائی جاتی ہے تو اس سے آواز نکلتی ہے، یا علیؑ! یا علیؑ! یا علیؑ

(مشارق الانوار:٦٨، امالی صدوق:٦٨٤ حدیث٣ مجلس٨٦)

اسرار الٰہی

(۱۳۳/۴۰) اسی کتاب میں آئمہ علیہم السلام سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

خدائی کی نسبت ہماری طرف مت دو۔ اور وہ فوائد بشری جو تمہاری لئے جائز ہیں ان کو ہمارے لئے جائز قرار نہ دو۔ یعنی ہمیں اپنی طرح قیاس مت کرو، کیونکہ لوگوں میں سے کسی کا بھی ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہم وہ اسرار الٰہی ہیں جو ان بشری بدنوں میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ ہم پروردگار کی بولتی ہوئی کلام ہیں جو ان خاکی جسموں میں موجود ہے۔ ان چیزوں کے سمجھنے کے بعد ہماری فضیلت کے متعلق جو چاہتے ہو کہہ دو۔ جان لو کہ ہمارے فضائل بحر بیکراں کی مانند ہیں اور ہماری عظمت کو بیان کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔ (مشارق الانوار:٦٩)

ولادت علیؑ کعبہ میں

(۱۳۴/۴۱) اسی کتاب میں نقل ہے:

جب امیر المومنین علی علیہ السلام کعبہ میں پیدا ہوئے تو سجدہ کی حالت میں زمین پر تشریف لائے، اس کے بعد اپنا سر اقدس بلند کیا اور اذان و اقامت کہی۔ اس کے بعد خدا کی وحدانیت، محمدؐ کی رسالت اور اپنی ولایت اور جانشینی کی گواہی دی۔ پھر رسول خداؐ کی طرف

اشارہ کیا اور کہا: یارسول اللہؐ اجازت ہے کچھ پڑھوں ؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں پڑھو۔اس کے بعد علی علیہ السلام نے ان صحیفوں کو جو آدم علیہ السلام پر نازل ہوئے تھے ۔اور ان کو اس طرح پڑھا کہ اگر شیث علیہ السلام موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ علی علیہ السلام ان صحیفوں کو سب سے بہتر جانتے ہیں، اس کے بعد باقی آسمانی کتب حضرت نوحؑ کی کتاب حضرت ابراہیمؑ کی کتاب، موسیٰؑ کی تورات اور عیسیٰ علیہ السلام کی انجیل کو تلاوت فرمایا: اس کے بعد قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (سورۃ مومنون: آیت ۱)

''تحقیق مومنین کامیاب ہوگئے''

پیغمبر اکرمؐ نے ان سے فرمایا: ہاں یا علیؑ مومنین کامیاب ہیں کیونکہ تو ان کا امام ہے۔پھر ان کو اس طرح مخاطب کیا جیسے اوصیاء اور انبیاء کو مخاطب کیا جاتا ہے۔پھر خاموش ہوگئے اس کے بعد رسول خداؐ نے ان سے فرمایا:

عد الی طفولیتک فامسک

''اپنی طفولیت (یعنی بچپن) کی طرف لوٹ جا''

پس علیؑ نے اس کے بعد معجزات ظاہر نہیں کیے۔

آپ کی بے انتہا کرامات اور بیش بہا فضائل میں سے ایک یہ ہے کہ راہب یمامہ نے حضرت ابو طالب علیہ السلام کو علی علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی تھی کہ بہت جلد تمہارے ہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے، جو اپنے زمانے کے لوگوں کا سردار، صاحب اسرار الٰہی، اپنے زمانے کے پیغمبر کا حامی و ناصر اور مددگار اور اس کا داماد ہوگا۔لیکن میں اس کے زمانے کو دیکھ نہیں پاؤں گا۔جب تم اسے دیکھو تو میری طرف سے سلام عرض کرنا۔

جب امیر المومنین علی علیہ السلام پیدا ہوئے تو ابو طالب علیہ السلام اس راہب کے پاس گئے تا کہ اسے خبر دیں، لیکن وہ قضائے الٰہی پر لبیک کہہ چکا تھا۔واپس امیر المومنین علیہ السلام کی طرف پلٹے، انہیں پکڑا اور بوسہ دیا۔امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے والد بزرگوار کو

سلام کیا، لب کشائی کی۔اور کہا اے والد بزرگوار کیا راہب یمامہ کی طرف سے ہو کر آئے ہو، جس نے میری آمد کی بشارت دی تھی؟ اس کے بعد تمام قصہ نقل کیا۔آپ کے والد حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: اے خدا کے ولی آپ نے سچ کہا ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

هو القبلة الوسطى ترى الوفد حولها
لها حرم الله المهيمن والحل
وآيته الكبرى وحجته التى
اقيمت على من كان منا له عقل

وہ قبلہ وسطیٰ ہے۔لوگ ان کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔
خدا کے حل وحرم جو تمام انبیاء کی حفاظت کرنے والے ہیں سب اس کے لئے ہیں وہ خدا کی عظیم نشانی اور اس کی حجت ہیں۔ان لوگوں پر جو عقل وفکر کے مالک ہیں ۔(مشارق الانوار:۷۵)

ایک عارف شاعر لطیف اللہ نیشاپوری کہتا ہے۔

طواف خانہ کعبہ از آن شد بر ہمہ واجب
کہ آنجا در وجود آمد علی بن ابی طالب

خانہ کعبہ کا طواف اس لئے تمام لوگوں پر واجب ہوا ہے، کیونکہ وہاں علی ابن ابی طالب علیہ السلام پیدا ہوئے ہیں۔

(۱۳۵/۴۲) مذکورہ کتاب میں منقول ہوا ہے کہ رسول خداؐ نے خیبر کے دن فرمایا:

لولم اخف ان تقول امتی فیک ما قالت النصاری فی المسیح بن مریم لقلت الیوم فیک حدیثا

"اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میری امت تیرے بارے میں وہ کہے گی جو عیسیٰ ابن مریم کے بارے میں کہتے تھے تو میں تیرے بارے میں ایک حدیث کہتا"

(مشارق الانوار:۱۰۹، روضۃ الواعظین :۱۲، ۱۱۲، بشارۃ المصطفیٰ ۱۵۵)

خیبر کے دن صفیہ بنت حیی بن اخطب یہودی جو اپنے زمانے کی خوبصورت ترین عورت تھی رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، حضورؐ نے اس کے چہرہ پر زخم دیکھا تو اس سے پوچھا۔ایک بادشاہ کی بیٹی اور چہرے پر یہ زخم کیسا ؟ اس نے عرض کیا: جب علی علیہ السلام نے قلعہ میں داخل ہونے کے لئے قلعہ کے دروازے کو دھکا دیا تو پورا قلعہ لرزنے لگا۔ اس سے قلعے کے محافظ ونگہبان سب نیچے گر گئے۔جس تخت پر میں بیٹھی تھی وہ لرزنے لگا تو میں اوندھے منہ زمین پر گری۔ مجروح ہوگئی۔

رسول خداؐ نے فرمایا: اے صفیہ خدا کے نزدیک علی علیہ السلام کا مرتبہ بلند ہے، اس کی شان اور مقام بلند ہے۔ جب علی علیہ السلام نے قلعہ کو ہلایا تو فقط قلعہ میں لرزہ پیدا نہیں ہوا بلکہ تمام آسمان، زمینیں اور عرش الٰہی غضب ناک ہو کر علی علیہ السلام کی خاطر لرزنے لگے۔

اس واقعہ کے بعد عمر نے حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا: آپ نے ایسے دروازے کو زمین بوس کیا جس کا ہلانا ناممکن تھا، جب کہ آپ تین دن سے بھوکے تھے کیا یہ آپ نے بشری طاقت کے ذریعے سے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اس کو بشری طاقت کے ذریعے سے نہیں بلکہ الٰہی طاقت اور اس نفس مطمئنہ کی قوت سے اکھاڑا ہے جو اپنے پروردگار کی ملاقات اور دیدار سے مطمئن اور راضی ہے۔

(مشارق الانوار:۱۱۰، بحارالانوار:۲۱/۴۰ حدیث ۳۷ مدینۃ المعاجز:۱/۴۲۵ دیث ۲۸۶)

یہ اس بات کی علامت ہے کہ لوگوں میں امیر المومنین علیہ السلام کے اسرار کو دیکھنے کی طاقت ہے اور نہ یہ سننے کی۔

علیؑ کی ولایت اور کھوپڑی

(۱۳۶/۴۳) ابن شاذان علیہ الرحمہ کتاب ''فضائل'' میں انوشیروان کی کھوپڑی کے بارے میں نقل کرتے ہیں۔

جسے امیر المومنین علیہ السلام نے کلام کرنے کا حکم دیا تھا۔ کھوپڑی سے آواز آتی ہے کہ آپ مومنوں کے امیر اور حاکم، اوصیاء کے سردار اور پرہیزگاروں کے پیشوا ہو۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تخت و تاج اور اپنا بلند مقام آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے میں نے اپنے ہاتھوں کھودیا، بہشت بریں سے محروم ہوگیا اور بدنصیب رہا، لیکن خدا نے میرے کافر ہونے کے باوجود میری عدالت اور قوم میں انصاف روا رکھنے کی وجہ سے مجھے آگ کے عذاب سے بچالیا۔ میں آگ میں ہوں لیکن آگ مجھے کوئی نقصان نہیں پہچاتی، مجھے عذاب نہیں دیتی اور نہ ہی مجھے جلاتی ہے۔ کتنے افسوس اور ندامت کا مقام ہے کہ اگر میں ایمان لایا ہوتا تو آج آپ کے ساتھ بیٹھا ہوتا۔

لوگوں نے جب اس کھوپڑی کی اس بات کو سنا تو رونے لگے، پریشان ہوگئے، اور ذات اقدس امیر المومنین کے بارے میں اختلاف میں پڑ گئے، وہ جو اہل اخلاص تھے، کہنے لگے کہ آپ خدا کے بندے، اس کے ولی اور رسول خداؐ کے جانشین ہیں، جبکہ دوسرا گروہ اس بات کا قائل ہوگیا کہ وہ پیغمبر ہیں۔ ایک گروہ مثل عبداللہ بن سبا اور اس کے پیروکار کہنے لگے کہ وہ خدا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ان کو حاضر کیا اور فرمایا: شیطان نے تم پر غلبہ حاصل کرلیا ہے۔ اس بیہودہ گفتگو جو کہ کفر ہے سے باز آجاؤ، میں تو اپنے خدا کا بندہ ہوں چنانچہ کچھ لوگوں نے توبہ کرلی اور باز آگئے، جب کہ کچھ اپنے کفر پر بضد رہے۔ حضرت نے ان کو آگ میں جلا دیا۔ کچھ لوگ ان میں سے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے اور اس جگہ جاکر کہنے لگے اگر علی علیہ السلام کے وجود میں ربوبیت نہ ہوتی اور وہ خدا نہ ہوتے تو ہمیں آگ میں نہ جلاتے۔ ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ پستی اور بیچارگی ہمارے درپے ہوں

(فضائل ابن شاذان:۷۰)

مؤلف فرماتے ہیں جیسا کہ مقدمہ میں ذکر کرچکے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنے اس عمل کے ذریعے بارگاہ پروردگار میں جسارت کی اور پروردگار کی عظمت کو نہ جانا اور کمتر سمجھا۔

ان لوگوں نے اپنی بے عقلی اور اعتقاد باطل کی وجہ سے آئمہ علیہم السلام کی جس طرح تعظیم کرنی تھی ویسے نہ کی۔ بلکہ مقام ربوبیت کو گھٹا دیا، اسے ممکنات کے ساتھ قیاس کیا۔ اور پروردگار کا انکار کیا۔خداوند ہمیں اعتقادی انحرافات سے محفوظ فرمائے۔

(۴۴/۱۳۷) شیخ کلینی علیہ الرحمۃ کتاب کافی میں ابوسعید کے بیٹے یوسف سے نقل کرتے ہیں، کہ میں ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے مجھے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو خدا تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔سب سے پہلے جس کو بلائے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ ان سے کہاجائے گا، کیا تونے تبلیغ کی اور اپنے پروردگار کے احکامات کو لوگوں تک پہنچایا؟ نوحؑ کہیں گے ،جی ہاں! ان سے کہا جائے گا تیرے اس عمل کی کون گواہی دے گا؟ حضرت نوح کہیں گے محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ اس کے بعد حضرت محمدؐ کی تلاش میں چل پڑیں گے۔لوگوں کو ایک طرف کرکے آگے جائیں گے یہاں تک کہ حضرت تک پہنچ جائیں گے۔اور آپ علی علیہ السلام کے ساتھ مشک کے ایک ڈھیر کے پاس بیٹھے ہوں گے اور اسی بارے میں ہے خدا کا یہ فرمان ہے کہ:

فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا (سورۃ ملک: آیت ۲۷)

’’پس جب اس کو (یعنی علی علیہ السلام کو) دیکھیں گے کہ خدا اور رسول کے نزدیک مقرب ہے تو ان کے چہرے رسوا اور گندے ہو جائیں گے‘‘

نوح علیہ السلام پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں عرض کریں گے، خدا نے مجھ سے پوچھا ہے کہ آیا تونے تبلیغ کی ہے اور ہمارے پیغام کو پہنچایا ہے؟ میں نے کہا، ہاں! خدا نے فرمایا: کہ تیری گواہی کون دے گا؟ میں نے کہا کہ محمد تو اس وقت پیغمبر اکرمؐ، جعفر بن ابی طالب اور حمزہ سے فرمائیں گے کہ تم دونوں جاؤ اور گواہی دو کہ نوحؑ نے تبلیغ کا کام انجام دیا ہے۔امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جعفر بن ابی طالب علیہما السلام اور حمزہ علیہ السلام انبیاء کی تبلیغ کے گواہ ہیں۔میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں پھر علی علیہ السلام کہاں ہیں اور ان کا کیا کام ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان کا مرتبہ ان سے بلند تر ہے۔

(الکافی:۸/۲۶۷حدیث۳۹۲،بحارالانوار:۷/۲۸۲حدیث۴،الوافی:۳/۳۰۷حدیث۶)

اے طارق

(۱۳۸/۴۵) علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں طارق بن شہاب سے امام کے اوصاف میں امیر المومنین علیہ السلام کی روایت نقل کرتے ہیں جس کا کچھ حصہ یوں ہے۔

اے طارق! امام کلمہ پروردگار، حجت الٰہی، نور خداوند، اور حق تعالیٰ کا پردہ ہے۔

امام کا مقام ہر ایک سے بلند تر ہے وہ ہدایت کی بلند چوٹی اور سعادت کا سیدھا راستہ ہیں جو کوئی بھی ان کو پہچان لے اور اپنا دین ان سے وابستہ کرے تو وہ شخص انہی میں شمار ہوگا۔ اس مطلب کے بارے میں کلام پروردگار میں اشارہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام سے حکایت ہوا ہے۔

فَمَنْ تَبِعَنِی فَاِنَّهٗ مِنِّی (سورہ ابراہیم: آیت ۳۶)

"جس نے میری پیروی کی وہ مجھ سے ہے"

خدا تعالیٰ نے اماموں کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا ہے اور اپنے امور مملکت کی سر پرستی ان کے سپرد کردی۔ وہ خدا کے پوشیدہ راز، پروردگار کے مقرب اولیاء اور اس کے ایسے امر ہیں جو کاف و نون کے درمیان ظاہر ہوئے، بلکہ خود کاف اور نون ہیں، لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں، خدا کی طرف سے بات کرتے ہیں اور اس کے فرمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

انبیاء کا علم ان کے علم کے مقابلے میں، اوصیاء کے اسرار ان کے اسرار کے مقابلے میں اور اولیاء کی عزت ان کی عزت کے مقابلے میں ایسے ہے جیسے قطرہ سمندر کے مقابلے میں یا ایک ذرہ ایک وسیع صحرا کے مقابلے میں ہو۔ امام کے لئے آسمان و زمین ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند ہیں ان کے ظاہر کو ان کے باطن سے جانتے ہیں۔ وہ نیکوکار کو بدکردار سے جدا کرنے والے ہیں اور آسمان و زمین کے ہر خشک و تر سے آگاہ ہیں۔

(مشارق الانوار:۱۱۴، بحارالانوار:۲۵/۱۶۹حدیث۳۸)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت کے دو جملے وضاحت کے قابل ہیں، ایک یہ کہ (وامرہ بین الکاف والنون) مجلسی علیہ الرحمۃ اس کے بیان میں فرماتے ہیں کہ امام خدا کے پوشیدہ امر ہیں جو کاف اور نون کے درمیان ظاہر ہوئے ہیں۔اور یہ اس آیۃ شریفہ کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا فرماتا ہے۔

اِنَّمَا اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ

"بے شک اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا تو فوراً وجود میں آجاتی ہے" (سورہ یس: آیت ۸۲)

اس کے بعد دوسرا جملہ یہ ہے کہ جس میں فرمایا: (هل هم الكاف والنون) اس جملہ کی بھی شرح اور وضاحت درکار تھی لیکن مجلسی علیہ الرحمۃ نے اس کی شرح نہیں کی۔اس جملہ کی تفسیر کے متعلق جو چیز میرے ذہن میں آتی ہے وہ چار وجوہات ہیں اور ان میں سے ہر ایک وجہ دوسری سے دقیق تر ہے اوران وجوہات کے بیان کرنے میں میں ان لوگوں کے فتوؤں سے نہیں ڈرتا جو حقیقت سے دور اورفقط ظاہر کو دیکھتے ہیں کیونکہ ہم اعتقادات کا اظہار نہیں کر رہے۔اعتقادی لحاظ سے امام صادق علیہ السلام کی وہی حدیث کافی ہے جو ہمیں تعلیم دی گئی ہے جس میں فرماتے ہیں:

قولی فی جمیع الامور قول آل محمد فیما اسروا وما اعلنوا وفیما بلغنی عنهم وفیما لم یبلغنی

"میرا قول تمام امور میں وہی ہے جو آل محمد علیہم السلام کا قول ہے۔اس چیز میں جو انہوں نے ظاہر کیا ہے اور یا جو انہوں نے پوشیدہ رکھا ہے، چاہے انکی طرف سے ہم تک پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو"

اور وجوہات جو اس جملہ کے متعلق میرے ذہن میں آئی ہیں یہ ایک علمی گفتگو ہے۔

اول: کاف اور نون سے مراد یہ ہے کہ ان کا خدا کے ساتھ گہرا تعلق ہے جیسا کہ اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے کہ اللہ کا کام ان کا کام ہے اور ان کا کام اللہ کا کام ہے جیسے کہ

حضرت حجت علیہ السلام کے فرمان میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے۔حضرت فرماتے ہیں ہم اہل بیت کے دل مشیت الہی کے ظرف ہیں جب وہ چاہتا ہے ہم چاہتے ہیں اور جب ہم چاہتے ہیں تو وہ چاہتا ہے۔

دوم : کاف اورنون سے مراد وہی ارادہ مراد ہے کہ جس کا اظہار ہو چکا ہے اور حق تعالیٰ کی مراد جو کہ کائنات کی پیدائش ہے اسی پر مرتب ہوئی ہے۔

واضح ہے کہ اہل بیت علیہم السلام پروردگار کا مقصود کامل ہیں جیسا کہ ''زیارت جامعہ'' میں وارد ہوا ہے:

بکم فتح الله بکم یختم

''خدانے تمہارے ساتھ ابتدا کی اور تمہارے ساتھ ہی ختم کرے گا''

یعنی پروردگار عالم کا تمام کا تمام مقصد آپ تھے۔اورباقی سب ان انوار مقدس کی نسبت اگر نیک و صالح ہوں تو ان کا عکس ہیں اور اگر فاسد ہوں تو صرف اور صرف ظلمت اورتاریکی ہیں۔

سوئم: کاف اورنون سے مراد وہ چیز ہے یعنی وہ وجود ہے جو اس عالم میں سب سے پہلے ظاہر ہوا ہے۔اور واضح ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے انوار ہی اس طرح پیدا کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ارادہ خدا اور وہ چیز جس کا ارادہ کیا گیا ہے ایک ہی ہے کیونکہ خدا کا فعل وہی ایجاد خداوند ہے بغیر اس کے کہ کوئی نقطہ یا واسطہ درمیان میں موجود ہو۔

چہارم: احتمال ہے کہ مقصد یہ ہو کہ آئمہ علیہم السلام فیض کا وسیلہ ہیں۔یعنی فیض کو منبع فیض اور سر چشمہ فیض سے لے کر ہم تک پہنچاتے ہیں۔اس کی مثال اس عالم میں اس محدب شیشہ کی طرح ہے کہ جب وہ سورج اور اس چیز کے درمیان واسطہ ہو جس پر وہ واقع ہو رہا ہے پس جس طرح اس عمل کی نسبت سورج کی طرف دی جا سکتی ہے اسی طرح شیشہ کی طرف بھی دی جا سکتی ہے۔

(۱۳۹/۴۶) کتاب مشارق میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے علی علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

کوئی چیز بھی اس کے اور خدا کے درمیان پردہ اور حائل نہیں ہے بلکہ وہ خود حجاب اور سر الٰہی ہے (یعنی واسطہ کے بغیر خدا کی طرف سے فیض اس تک پہنچتا ہے اور وہ وسیلہ فیض ہیں)

پس امام خدائی نور اور سر الٰہی ہے اور جسم کے ساتھ اس کی وابستگی عارضی ہے۔ (ایک ایسا نور ہے جو عالم علوی اور عالم ملکوت سے اس جسم میں پایا جاتا ہے)

اس کی دلیل خدا کا یہ فرمان ہے۔

وَاَشۡرَقَتِ الۡاَرۡضُ بِنُوۡرِ رَبِّهَا (سورہ زمر: آیت ۶۹)

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "رب الارض" یعنی صاحب، مالک اور زمین کا مختار جوکہ امام ہے، جس کے نور سے زمین روشن ہے اور وہ خدا کا ایسا نور ہے جو تاریکیوں میں چمکا اور تمام عالم کو نورانی کردیا ہے۔ (مشارق الانوار: ۱۳۹)

اس تفسیر کے موافق پیغمبر اکرمؐ کی روایت ہے جس میں فرماتے ہیں۔

کہ سورج کی دو اطراف ہیں ایک طرف وہ ہے جو اہل آسمان کی طرف ہے جس پر لکھا ہوا ہے " اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ " (خدا آسمان کا نور ہے) اور دوسری طرف زمین کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے "علی نور الارضین" (علیؑ زمینوں کا نور ہے)

پس امام تمام مخلوق کے ساتھ ہے، ان سے جدا نہیں اور لوگ اس سے پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ وہ لوگوں کی نظروں سے حجاب میں ہیں کیونکہ دنیا امام علیہ السلام کے نزدیک ایسے سکہ کی مثل ہے جو انسان کے ہاتھ میں ہو کہ انسان جس طرح چاہے اس کا تصرف کرسکتا ہے۔ آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔

"خدا اپنے ولی کو نور کا ایک ستون عطا فرماتا ہے جو خدا اور مخلوق کے درمیان ہے۔ وہ اس میں تمام بندوں کے اعمال کا ایسے مشاہدہ کرتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے آپ کو آئینہ میں دیکھ رہا ہو۔" (مشارق الانوار: ۱۴۰)

مؤلف فرماتے ہیں کہ دیلمی علیہ الرحمۃ کتاب "ارشاد القلوب" کی دوسری جلد میں وہ روایت نقل کرتے ہیں جو سورج کے اوپر لکھی ہوئی ہے۔ روایت اس طرح ہے کہ عبداللہ بن

مسعود کہتے ہیں رسولؐ خدا سے سنا کہ آپ نے فرمایا: سورج کے دو رخ ہیں۔ایک اس کا رخ اور چہرہ اہل آسمان کو منور کرتا ہے اور دوسرا اہل زمین کو نورانیت سے مستفید کرتا ہے جبکہ اس کے دونوں چہروں پر کچھ لکھا ہوا ہے۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ وہ تحریر دونوں طرف کیا ہے؟

اصحاب عرض کرنے لگے، خدا اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: سورج کا وہ رخ جو اہل آسمان کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے (اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)(سورہ نور: آیت ۳۵)

یعنی خدا آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو رخ اہل زمین کی طرف ہے اس پر لکھا ہوا ہے۔ ''علی نور الارضین'' یعنی علیؑ زمینوں کا نور ہے۔

(ارشاد القلوب: ۲/۱۳۸، مائۃ منقبہ: ۷۷ حدیث ۴۵، بحار الانوار: ۲۷/۹ حدیث ۲۱)

اور اس سے پہلی والی حدیث میں جو ایک جملہ گذرا ہے کہ امام کے پاس ایک نور کا ستون ہے جس کے ذریعے سے وہ بندوں کے اعمال کا مشاہدہ کرتا ہے۔اس مطلب کی یہ آیت شریفہ تائید کرتی ہے۔

وَقُلِ اعمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُم وَرَسُولُهُ وَالمُومِنُونَ

(سورۃ توبہ: آیت ۱۰۵)

''ان سے کہو عمل کرو اور جان لو کہ بہت جلد خدا اور اس کا رسول اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے''

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومنین سے مراد ہم اہل بیت ہیں۔

(بحار الانوار: ۲۳/۳۳۳)

(۱۴۰/۴۷) برسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق میں پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے کوئی ایسا دروازہ، پردہ، درخت، پتہ اور پھل نہیں دیکھا مگر یہ کہ اس پر علیؑ علیؑ لکھا ہوا تھا۔ بے

شک نام علیؑ ہر چیز پر لکھا ہوا ہے۔(مشارق الانوار:۱۴۹)

مؤلف کہتے ہیں اس روایت شریف سے استفادہ ہوتا ہے کہ بہشت علی علیہ السلام اور آپ کے دوستوں کے لئے مخصوص ہے۔جیسے کہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں۔

ان علیا صاحب الجنة و النار ای مالکهما وقا سمها

"بے شک علی علیہ السلام صاحب جنت اور جہنم ہے یعنی ان دونوں کا مالک اور تقسیم کرنے والا ہے"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

انا صاحب الجنة و النار اسکن اهل الجنة الجنة و اهل النار النار

"جنت وجہنم کا اختیار مجھے ہے میں اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں رکھوں گا"۔

(بحار الدرجات:۴۳۴سطر۲،بحار الانوار:۵۳/۴۷حدیث ۲۰،تفسیر برہان:۳/۱۴۹حدیث۹)

علیؑ چمکتا ہوا سورج

(۱۴۱/۴۸) سلمہ بن قیس رسولؐ خدا سے نقل کرتا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا علی علیہ السلام ساتویں آسمان والوں کے لئے ایسے چمکتے ہیں جیسے اہل زمین کے لئے سورج نورانیت بانٹتا ہے۔اورآسمان اہل زمین کے لئے اندھیری رات کے چاند کی مانند ہیں۔

اور آپؐ نے فرمایا: خدا نے علی علیہ السلام کو اتنی عزت وتکریم اور فضیلت عطا کی ہے کہ اگر اہل زمین میں تقسیم کی جائے تو سب کے لئے کافی ہے۔اتنا علم ان کو عطا کیا کہ اگر زمین والوں پر تقسیم کیا جائے تو تمام کے تمام اہل علم ہو جائیں، جنت کے ہر پردہ پر نام علی علیہ السلام لکھا ہوا ہے اور مجھے خدا نے اس بارے میں بشارت دی ہے کہ علی علیہ السلام حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ترین اور فرشتوں کے نزدیک عظیم الشان ہے۔علی علیہ السلام میرے نزدیکیوں اور مقربوں میں سے ہیں اور میری نسبت وفادار ہیں۔وہ میرا ظاہر و باطن، میرا خفیہ د

آشکار، میرے ساتھ رہنے والا، میرا ہمدم اور میری روح ہے۔میں نے خدا سے دعا کی ہے کہ مجھ سے پہلے اس کی روح کو قبض نہ کرنا، اور جب اس دنیا سے جائے تو شہید ہو کر جائے۔ بیشک میں جب بہشت میں داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ اس کے لئے مخصوص حوریں درختوں کے پتوں کی تعداد سے زیادہ اور اس کے لئے مخصوص محلات انسانوں کی تعداد سے زیادہ تھے۔

علی منی وانا من علی من تولی علیا فقد تولانی حبه نعمة واتباعه فضیلة

''علی علیہ السلام مجھ سے ہے اور میں علی علیہ السلام سے ہوں جس نے علیؑ کی ولایت کو قبول کیا اس نے میری ولایت کو قبول کیا اس کی محبت نعمت اور اطاعت فضیلت ہے''

زمین پر چلنے والوں میں سے کوئی بھی میرے بعد علیؑ سے بڑھ کر صاحب فضیلت نہیں ہے۔خدا نے حکمت کو اس پر نازل فرمایا، اسے دانش وبزرگی کا لباس پہنایا، اس کے سبب سے محافل کو زینت بخشی، اہل ایمان کو عزت دی، اور لشکریوں کو نصرت اور مدد عطا کی، دین کو غالب کیا، زمینوں کو آباد اور نیک سیرت لوگوں کو عزت و آبرو بخشی ہے۔

مثله کمثل بیت الله الحرام یزاو ولا یزور ومثله کمثل القمر اذا طلع اضاء ت الظلم ومثل الشمس اذا طلعت أضاء ت الحنادس

''اس کی مثال کعبہ کی مثال ہے کہ اس کی زیارت کی جاتی ہے وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا (یعنی اس کے گرد گھوما جاتا ہے وہ کسی کے گرد نہیں گھومتا)، وہ چمکتے ہوئے چاند کی مانند ہے کہ جب چمکتا ہے تاریکیوں کو منور کر دیتا ہے اور وہ سورج کی طرح ہے کہ جب روشن ہوتا ہے تو تاریکی فنا ہو جاتی ہے''

خدا نے اپنی کتاب میں اس کی توصیف کی ہے اور آیات میں اس کی مدح ستائش فرمائی ہے۔وہ اپنی زندگی میں معاف کرنے والا، بلند مقام پر فائز اور اس دنیا سے جاتے وقت شہید ہے۔

خدا نے موسیٰؑ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے عمران کے بیٹے! میں کسی کی نماز کو

قبول نہیں کروں گا مگر اس کی جو میری عظمت کے سامنے عاجزی اور انکساری دیکھائے ، ہمیشہ اپنے دل میں میرے خوف اور محبّت کو جگہ دے، دن میری یاد میں گذارے، اور میرے اولیاء کہ جن کی خاطر میں نے آسمان وزمین اور بہشت و دوزخ کو پیدا کیا ہے جو کہ محمدؐ اوراس کی پاک آل ہیں کی معرفت رکھتا ہو۔ جو کوئی ان کو پہچان لے اور ان کے حق کی معرفت حاصل کرے تو اگر وہ کوئی چیز نہ جانتا ہوتو میں اسے اس سے آگاہ کردیتا ہوں، اگر وہ ظلمت اورتاریکی میں ہوتو اس کے لئے روشنی پیدا کر دیتا ہوں، اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی اسے بخش دیتا ہوں اور اس کے پکارنے میں پہلے ہی حاجت روائی کر دیتا ہوں۔ (مشارق الانوار:۱۴۹)

شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کوتھوڑے سے اضافہ کے ساتھ اپنی کتاب ''امالی'' میں ذکرکیا ہے۔

(امالی صدوق:۵۷حدیث۷مجلس۲، بحارالانوار:۳۹/۳۷حدیث۷مدینۃ المعاجز:۲/۳۵۲حدیث۵۹۶)

اولادعلیؑ کے فضائل چھپانے والے

(۱۴۲/۴۹) اسی کتاب میں کتاب'' تاویل الآیات'' سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس نے رسولؐ خدا سے روایت کی ہے،

لا یعذب الله هذا الخلق الا بذنوب العلماء الذین یکتمون الحق من فضل علی وعترته

'' خدا اس مخلوق کوعذاب نہیں دے گا مگر ان علماء کے گناہوں کی وجہ سے جو انہوں نے علیؑ اور اولادعلیؑ کے فضائل کوچھپانے کے بارے میں کئے''۔

آپ کومعلوم ہونا چاہیے کہ زمین پر پیغمبروں اور رسولوں کے بعدکوئی ایسا ذی نفس نہیں ہے جوعلیؑ کے شیعوں اور دوستوں سے مقام و مرتبہ میں بڑھ کر ہو، یعنی وہ لوگ جوعلیؑ کی ولایت کو ظاہر اور آپ کے فضائل کونشر کرتے ہیں سر تاپا رحمت الٰہی ان کوگھیر لیتی ہے اور فرشتے استغفار کرتے ہیں''

اصل بدبختی سے وہ دوچار ہوئے جو فضائل علیؑ کو چھپاتے ہیں اور آپ کی امر ولایت کو پوشیدہ رکھتے ہیں وہ جہنم کی آگ کو کس طرح برداشت کریں گے۔

یہ حق ہے کیونکہ جو کوئی فضائل علی کو جہالت اور نادانی کی وجہ سے چھپائے تو وہ ہلاکت اور بربادی کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا، اور جو کوئی جان بوجھ کر فضائل علیؑ کو چھپائے تو وہ منافق ہے کیونکہ اس کی طینت اور خمیر ناپاک ہے۔ آنحضرت کے ساتھ سوائے گمراہ اور منافق کے کوئی دشمنی نہیں کرے گا۔

آنحضرتؑ کی ولایت کو اس کی طینت کے سامنے پیش کیا گیا اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، لہٰذا وہ طینت مسخ ہوگئی (یعنی اس کی ماہیت اور حقیقت میں تبدیلی آ گئی) اور عالم مسخ شدہ گان میں اس سے کہا گیا کہ جو خبیث ہے وہ دوسرے خبیثوں سے مل جائے۔ پس وہ دین نہیں رکھتا اور اس کی عبادت ضائع ہوئی، اور جو مومن ولایت اور معرفت امیر المومنین رکھتا ہے حقیقت میں وہ عبادت گزار ہے، اگرچہ عبادت نہ بھی کرے، وہ نیکو کار اور نیک ہے اگرچہ برائی کرے اور وہ نجات یافتہ ہوگا اگرچہ گناہ گار ہی کیوں نہ ہو۔ درج ذیل آیہ شریفہ اس گروہ کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنهُم اَسوَأَ الَّذِی عَمِلُوا وَيَجزِيَهُم اَجرَهُمْ بِاَحسَنِ الَّذِی كَانُوا يَعمَلُونَ

"خدا ان کے برے کاموں کو معاف کردے گا اور ان کو ان کے عمل سے بہتر اجر عطا کرے گا"

اور یہ چیز شیعیان علیؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(مشارق الانوار:۱۵۱،الدمعۃ الساکبہ:۲/۵۶)

فرشتوں کا استغفار کرنا

(۱۴۳/۵۰) مجلسی کتاب "مشارق" میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! بے شک خدا تجھے اور تیرے دوستوں کو دوست رکھتا ہے اور بے شک فرشتے تیرے، تیرے شیعوں اور تیرے شیعوں کے دوستوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

جب قیامت برپا ہوگی تو ایک منادی ندا دے گا کہ شیعیان علیؑ کہاں ہیں؟ صالحین میں سے ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے کہا جائے گا جس کسی کو بھی چاہتے ہو، اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت میں داخل کردو۔ یہ یقینی بات ہے کہ ان میں سے ہر ایک شخص ہزار اشخاص کو آتش جہنم سے نجات دے گا۔

اس کے بعد پھر منادی ندا دے گا کہ علیؑ کے باقی دوست کہاں ہیں؟ پس ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا، جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے۔ان سے کہاجائے گا، تم جو چاہتے ہوخدا سے مانگو، پس ان میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق عطا کیا جائے گا۔پھر وہ منادی ندا دے گا، کہ علیؑ کے اور شیعہ کہاں ہیں؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جنہوں نے گناہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا۔پھر کہا جائے گا دشمنان علیؑ کہاں ہیں؟ ایک بہت بڑی جمیعت کھڑی ہوگی، ندا دی جائے گی، کہ ان میں سے ہزار آدمیوں کو علیؑ کے ایک شیعہ کے مقابلے میں قرار دو اور ان ہزار آدمیوں کے نیک اعمال کو لے کر علیؑ کے دوستوں کے نامہ اعمال لکھ دو۔ جب ایسا کریں گے تو علیؑ کو ماننے والے گناہ گار آتش جہنم سے نجات پا جائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے علیؑ! تو عالی مرتبت ہے تو عظیم الشان ہے، جو کوئی تجھے دوست رکھتا ہے خدا اور اس کے رسولؐ اسے دوست رکھتے ہیں اور جس کسی نے تجھے دشمن رکھا اس نے خدا اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کی۔ (مشارق الانوار ۱۵۵، بحارالانوار: ۲۱۰/۷ حدیث ۱۰۲)

(۵۱/۱۴۴) مذکورہ کتاب میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ کو دیکھا آپؐ نے رکوع کے بغیر ہی پانچ مرتبہ سجدہ کیا۔میں نے عرض کیا: آپؐ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا: جبرائیلؑ میرے پاس آیا اور عرض کی:

یا محمد : ان الله یحب علیا

"اے محمدؐ! خدا علیؑ کو دوست رکھتا ہے"

میں نے یہ سن کر سجدہ کیا، اس نے کہا: خدا پارسا اور پاک فاطمہؑ کو عزیز رکھتا ہے میں نے سجدہ کیا، ابھی سجدے سے سر اٹھایا ہی تھا تو اس نے کہا: خدا حسنؑ کو دوست رکھتا ہے اور پھر کہا: خدا حسینؑ کو دوست رکھتا ہے، میں نے ہر ایک کی خاطر سجدہ کیا، اس نے آخری مرتبہ کہا: خدا اس کو بھی دوست رکھتا ہے جو ان کو دوست رکھے۔تو میں نے پانچواں سجدہ کیا

(مشارق الانوار:۱۵۵، بحارالانوار:۳۷/۵۹ حدیث ۲۸)

شیخ مفید کتاب "امالی" میں اس روایت کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خبر دی کہ علیؑ کا مقام بہشت میں ہے، تو میں نے شکر گزاری کی خاطر سجدہ کیا۔جب میں نے سجدہ سے سر اٹھایا، تو اس نے کہا: فاطمہؑ بھی بہشت میں ہے، میں نے پھر اسی طرح خدا کا سجدہ کیا۔اس نے مزید کہا: حسنؑ و حسینؑ دونوں جنت کے سردار ہیں، میں نے سجدہ شکر کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو اس نے کہا: جو کوئی ان کو دوست رکھتا ہو اس کا مقام جنت میں ہے، میں نے ایک اور سجدہ شکر الٰہی کے طور پر انجام دیا۔

(امالی مفید:۲۱ حدیث ۲ مجلس ۳، بحارالانوار:۶۸/۱۱۱ حدیث ۲۴)

ابلیس سے علیؑ نے کہا

(۵۲/۱۴۵) سید ہاشم بحرانی کتاب "مدینۃ المعاجز" میں کہتے ہیں کہ کتب شیعہ میں امیر المومنینؑ سے روایت ہوئی ہے کہ

ایک دن ابلیس حضرت کے پاس سے گذرا، آپ نے اس سے فرمایا: اے ابوحارث تو نے قیامت کے لئے کس چیز کا ذخیرہ کیا ہے۔ اس نے عرض کیا: آپ کی دوستی کو ذخیرہ کیا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو آپ کے ناموں میں سے ایک نام جو میں نے ذخیرہ کیا ہوا ہے اور کوئی اس کی تعریف و توصیف نہیں کرسکتا کو میں پیش کروں گا، یہ ایسا نام ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے جب کہ میرے نزدیک ظاہر ہے، اور اس نام کو خدا نے اپنی کتاب میں رمز اور اشارہ قرار دیا ہے۔سوائے خدا اور ان کے جن کے دلوں میں علم و دانش

راسخ ہو چکا ہے اسے کوئی نہیں جانتا۔ جب خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی آنکھوں سے پردہ دور کر کے وہ نام اسے سکھا دیتا ہے جبکہ یہ بندہ اس نام اور سر الہی کو جاننے کی وجہ سے امت کی آنکھ میں محبوب ہو جاتا ہے یہ وہ نام ہے جس کے سبب خدا نے آسمانوں اور زمین کو قائم کیا ہے اور اس نام کے ساتھ چیزوں میں ہر طرح سے تصرف کر سکتا ہے۔

(مشارق الانوار: ۱۵۷، مدینۃ المعاجز: ۱/ ۱۲۷حدیث ۷۳)

علیؑ پانی کے اوپر چلنے لگے

(۱۴۶/ ۵۳) مجلسی علیہ الرحمۃ کتاب مشارق الانوار میں نقل کرتے ہیں

صاحب کتاب عیون الاخبار نے روایت کی ہے کہ ایک دن امیر المومنین علیہ السلام ایک سفر پر جا رہے تھے کہ خیبری یہودیوں میں سے ایک یہودی حضرت کے ہمراہ ہو گیا، راستے میں ایک ایسے درہ کے پاس پہنچے جہاں سیلاب کا پانی جمع تھا۔ یہودی نے فوراً اپنا کپڑا جو سوتی یا پشم کا تھا اوپر اٹھایا اور پانی کے اوپر چلنے لگا۔ جب تھوڑا سا گیا تو علیؑ کو کہنے لگا۔ اگر آپ بھی وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو میری طرح پانی کو عبور کر جاتے۔

امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا: تھوڑا رک جاؤ، پھر آپ نے اشارہ فرمایا تو پانی جم گیا اور سخت ہو گیا، آپ اس کے اوپر چلنے لگے۔ یہودی نے جب یہ دیکھا تو اپنے آپ کو علیؑ علیہ السلام کے قدموں پر گرا دیا اور عرض کرنے لگا، اے جوانمرد! تو نے کیا پڑھا ہے کہ پانی پتھر میں تبدیل ہو گیا ہے؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: تو نے کیا پڑھا تھا جس کی وجہ سے تو پانی کے اوپر چلنے لگا تھا؟ اس نے عرض کیا۔ میں نے خدا کو اس کے اسم اعظم کے ساتھ پکارا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا: وہ خدا کا اسم اعظم کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ محمدؐ کے جانشین کا نام ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: میں محمدؐ کا جانشین ہوں۔ یہودی آپ کی حقانیت کا اعتراف کر کے اسلام لے آیا۔ (مشارق الانوار: ۱۷۲، مدینۃ المعاجز: ۱/ ۳۴۰حدیث ۲۹۰)

پتھر سونا ہوگیا

(۱۴۷/۵۴) اسی کتاب میں عمار بن یاسر سے نقل ہے وہ کہتے ہیں:

میں ایک دن اپنے مولا امیر المومنینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا، حضرت نے مجھے پریشان دیکھ کر وجہ پوچھی، میں نے عرض کیا: میں مقروض ہوں اور صاحب قرض تقاضا کر رہا ہے۔علیؑ نے ایک پتھر کی طرف جو نیچے گرا ہوا تھا اشارہ کیا اور فرمایا: اس کو اٹھاؤ اور اپنا قرض ادا کرو۔عمار نے عرض کیا: اس پتھر کی تو کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔امیر المومنینؑ نے فرمایا: میرا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرو، وہ اسے سونے میں تبدیل کر دے گا۔عمار کہتا ہے کہ میں نے آنحضرت کے ہدایت پر عمل کیا وہ سونا بن گیا۔پھر حضرت نے فرمایا: جتنی تیری ضرورت ہے وہ لے لو۔میں نے عرض کیا کہ یہ تو سخت ہے، کس طرح نرم ہوگا؟ حضرت نے فرمایا: اے کمزور یقین والے میرا نام لے کر خدا سے دعا کرو تا کہ وہ نرم ہو جائے، بے شک میرے نام کی برکت سے داوٴدؑ کے لئے لوہا نرم ہوا۔

عمار کہتا ہے: میں نے ایسا ہی کیا، وہ نرم ہوگیا اور اپنی ضرورت کے مطابق اس سے لے لیا۔پھر حضرت نے فرمایا: میرے نام کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو تا کہ یہ سونا اپنی پہلی شکل میں بدل جائے۔یعنی سلمان مر کے مسکرائے پتھر بن جائے۔

(مشارق الانوار:۱۷۳، مدینۃ المعاجز:۱/۴۳۱ حدیث ۲۹۱)

(۱۴۸/۵۵) اسی کتاب میں سلمان فارسی کے خدمت گذار زاذان نقل کرتے ہیں:

جب امیر المومنینؑ، سلمان فارسی کو غسل دینے کے لئے آئے تو دیکھا کہ سلمان اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا، تو سلمان مسکرائے اور بیٹھنے کی کوشش کی حضرت نے فرمایا: اپنی موت کی حالت کی طرف چلے جاؤ اور وہ واپس چلا گیا۔

(بحارالانوار:۲۲/۳۸۴ حدیث ۲۱ مشارق الانوار، مدینۃ المعاجز:۱/۲۵۷ حدیث ۱۶۳ اور ۲/۴۶۸ حدیث ۶۴۷)

ٹھنڈا پانی

(۵۶/۱۴۹) ابن عباس رسول خدا سے روایت کرتے ہیں:

ایک دن حضورؐ نے پانی مانگا اور حضرتؐ کے پاس امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، اور حسینؑ موجود تھے، پیغمبر اکرمؐ نے پانی پیا، اور پانی کا برتن امام حسنؑ کو دے دیا، جب انہوں نے پانی پی لیا تو حضرت نے فرمایا: اے ابو محمد! تیرے لئے خوش مزہ ہو۔اس کے بعد پانی کا برتن امام حسینؑ کو دیا۔انہوں نے پیا تو پیغمبر اکرمؐ نے ان سے فرمایا: اے ابا عبداللہ! آپ کے لئے خوش مزہ ہو۔ پھر برتن حضرت زہراءؑ کو دیا جب انہوں نے بھی پی لیا تو ان سے فرمایا: اے پاک طینت اور نیک و صالح ہستیوں کی ماں! تیرے لئے بھی خوش مزہ ہو۔ پھر باری علیؑ کی آئی۔ جب حضرت علیؑ نے پانی پیا تو پیغمبر اکرمؐ نے سجدہ کیا اور جب سر سجدہ سے اٹھایا تو حضورؐ کی بعض بیویوں نے اس کی وجہ پوچھی آپ نے فرمایا: جب میں نے اس برتن سے پانی پیا، تو جبرائیل اور فرشتوں نے مجھ سے کہا: اے رسولؐ خدا آپ کے لئے مبارک اور خوش مزہ ہو۔حسنؑ و حسینؑ اور فاطمہؑ کے پینے کے بعد بھی اسی طرح انہوں نے کہا: اور میں نے بھی جبرائیل اور فرشتوں کی طرح کیا۔اور جب امیر المومنینؑ نے پانی پیا تو خدا تعالیٰ نے علیؑ سے فرمایا:

هنيئا مرئيا يا وليي وحجتي على خلقي

"تیرے لئے مبارک اور خوش مزہ ہو اے میرے ولی اور میری مخلوق پر میری حجت"

میں نے شکرانے کے طور پر خدا کو سجدہ اس لئے کیا کہ خدا نے میری اہل بیت میں سے علیؑ کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا اور ان پر لطف فرمایا ہے۔

(مشارق الانوار: ۴۷۱، بحار الانوار: ۶۷/۵۷ حدیث ۱)

سر پر نورانی تاج

(۵۷/۱۵۰) کتاب "امالی" میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا:

جب قیامت برپا ہوگی تو تجھے ایک سواری پر میدان قیامت میں اس حال میں لائیں گے کہ تیرے سر پر نور کا تاج ہوگا جس کے چار پائے ہوں گے اور ہر پائے پر تین سطروں میں یہ جملات لکھے ہوں گے:

لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله

''پھر تیرے لئے ایک فضیلت اور کرامت کا تخت لگایا جائے گا اور جنت و دوزخ کی چابیاں تیرے پاس لائی جائیں گی''

پھر ابتداء سے لے کر انتہا تک تمام خدا کی مخلوق کو تیرے سامنے ایک سرزمین میں جمع کیا جائے گا۔ پھر تو اپنے شیعوں کو حکم دے گا کہ جنت میں جاؤ اور دشمنوں کو جہنم داخل کریگا، تو ہی جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والا ہے، تو اس دن خدا کی طرف سے امین ہوگا' اور امین وہ ہوتا ہے جو حکومت کرے اور جس طرح چاہے امور میں تصرف کرے۔

ایک دوسری روایت میں رسولؐ خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا: یا علیؑ! جب قیامت برپا ہوگی تو تجھے نور کے ایک اونٹ پر لایا جائے گا اس حال میں کہ تیرے سر پر نور کا تاج ہوگا، جو آنکھوں کو چندھیا دینے والا ہوگا اور قریب ہوگا کہ آنکھوں کی روشنی ختم ہو جائے اس وقت ایک حکم صادر ہوگا کہ تو اپنے دوستوں کو جنت میں اور دشمنوں کو جہنم میں داخل کردے۔

(مشارق الانوار:۱۸۱)

اے گھوڑسوار! میری مدد کر

(۵۸/۱۵۱) مجلسی علیہ الرحمہ کتاب مشارق میں کہتے ہیں۔

سلمان فارسی کی حکایت میں ایک روایت ہوئی ہے کہ جب شیر نے ان پر حملہ کیا تو انہوں نے کہا:

" یا فارس الحجاز ادرکنی"

اے حجاز کے گھڑ سوار میری مدد کرو۔

اچانک گھوڑے پر سوار ایک شخص ظاہر ہوا، جس نے سلمان کو شیر سے بچایا اور اس شیر کو حکم دیا کہ اب تو سلمان کی سواری بن جا۔اس کے بعد سلمان اس پر لکڑی لادا کرتے تھے اور حکم علیؑ کی اطاعت کی وجہ سے اس پر وزن اٹھایا کرتے اور اسے صحرا سے شہر کے دروازے تک لاتے تھے۔(مشارق الانوار:۲۱۶، مدینۃ المعاجز:۲/۱۱، حدیث ۳۵۵)

علیؑ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے

(۵۹/۱۵۲) اسی کتاب میں مقداد بن اسود نقل کرتے ہیں:

میرے مولا امیر المومنین نے مجھ سے فرمایا کہ میری تلوار لاؤ، میں نے تلوار حضرت کی خدمت میں پیش کی، آپ نے تلوار کو اپنے زانو پر رکھا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ آسمان کی طرف پرواز کر گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ظہر کے نزدیک دوبارہ واپس آ گئے جب کہ آپ کی تلوار سے خون گر رہا تھا۔میں نے مولا سے عرض کیا: میرے آقا! آپ کہاں تشریف لے گئے تھے؟ آپ نے فرمایا: عالم بالا میں دو گروہوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا۔میں اوپر گیا ہوں اور ان کے جھگڑے کو ختم کیا ہے۔میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کیا اوپر والی مخلوق کے امور اور معاملات بھی آپ کے سپرد ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں خدا کی طرف سے آسمانوں اور زمین کی مخلوقات پر حجت ہوں۔ آسمان میں کوئی فرشتہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا مگر میری اجازت کے ساتھ جبکہ میرے متعلق اہل باطل شک اور تردید میں پڑے ہوئے ہیں۔

(مشارق الانوار:۲۱۸)

مؤلف کہتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ اوپر والی مخلوق میں جھگڑا یا اختلاف کیسے ہو سکتا ہے؟ اس بارے میں خدا فرماتا ہے:

مَا كَانَ لِيَ مِنۡ عِلۡمٍ بِالۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰٓى اِذۡ يَخۡتَصِمُوۡنَ (سورہ ص: آیت ۶۹)

"مجھے اوپر کی مخلوق کے درمیان جھگڑا کے بارے میں علم نہیں ہے"

اس کے جواب میں کہیں گے کیا ہاروت و ماروت اور فطرس کا قصہ آپ کو معلوم

نہیں ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جنوں کا ایک گروہ پرواز کرتا ہے اور ان کا ٹھکانہ ہوا میں ہے؟ پس ممکن ہے کہ ان کے دو گروہوں میں جھگڑا ہو گیا ہو، اور خدا کا ولی اور پروردگار عالم کا امین اوپر گیا ہو اور ان کے جھگڑے کو نمٹایا ہو۔

اگر پھر بھی کوئی انکار کرے تو اس سے کہا جا سکتا ہے کیا ادریسؑ اور عیسٰیؑ آسمان کی طرف نہیں گئے؟ کیا حضرت موسٰیؑ کے لئے سمندر کو چیرا نہیں گیا؟ کیا سلیمان ہوا پر اور خضرؑ پانی پر نہیں چلتے؟ کیا تمام مخلوقات ولی خدا کے حکم کے تابع نہیں ہے؟ کیا آصف کے قصہ کو آپ نے نہیں سنا ہے؟ کیا (۷۲) حروف میں سے ایک حرف کے علم کے ذریعے ایک عجیب و غریب کارنامہ انجام نہیں دیا گیا؟ جب کہ ان تمام (۷۲) حرفوں کا علم امیر المومنینؑ کے پاس ہے۔

قرآن آصف کے بارے میں فرماتا ہے۔

قَالَ الَّذِی عِندَہٗ عِلمٌ مِّنَ الکِتَابِ (سورۂ نمل: آیت ۴۰)

"جس کے پاس کتاب میں سے کچھ علم تھا نے کہا"

اور امیر المومنینؑ کے متعلق فرماتا ہے:

وَمَن عِندَہٗ عِلمُ الکِتَابِ (سورہ رعد: آیت ۴۳)

"وہ جس کے پاس تمام کتاب کا علم ہے"

بلکہ وہ کتاب ہیں اور کتاب وہ ہے، اس لئے کہ وہ عظیم ترین کلمہ الٰہی ہیں۔ یہ آیت شریفہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے:

لَقَد رَاٰی مِن آیاتِ رَبِّهِ الکُبرٰی (سورۂ نجم: آیت ۱۸)

"یعنی اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیوں کو دیکھا"

اس آیت کا معنی یہ نہیں ہے کہ اس نے اپنے رب کی بعض آیات کو دیکھا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس نے پروردگار کی بزرگ ترین نشانیوں کو دیکھا۔ خود حضرت فرماتے ہیں:

انا مکلم موسی من الشجرۃ انا ذلک النور

"میں وہ ہوں جس نے درخت میں سے موسٰیؑ کے ساتھ کلام کی، میں وہ

نور ہوں جسے موسیٰؑ نے وہاں دیکھا"

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

لیس للہ آیۃ اکبر منی ولا نبا اعظم منی

"خدا کے لئے مجھ سے بڑھ کر کوئی نشانی نہیں ہے، اور نہ ہی مجھ سے بڑھ کر کوئی خبر ہے"

ابن عباس کی ایک روایت اس حدیث شریف کی تائید میں ہے کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ معراج کی رات جب جبرائیل براق رسولؐ خدا کے پاس لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے، کہ اس براق پر سوار ہو جاؤ۔ آنحضرت نے اس سے پوچھا کہ یہ براق کیسی مخلوق ہے؟ عرض کیا یہ آپ کے لئے ایسی سواری ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت عدن میں ایک ہزار سال سے مخصوص کر رکھا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اس کی رفتار کی نسبت پوچھا۔ جبرائیل نے عرض کیا: اگر آپ چاہیں کہ سات آسمانوں اور سات زمینوں کی ایک ساتھ سیر کریں تو ستر ہزار سال کی مسافت کو ہزار بار آنکھ کے جھپکنے سے کمتر وقت میں طے کر سکتے ہیں۔

جب پیغمبر اکرمؐ کی سواری جیسی مخلوق میں اتنی طاقت و قدرت ہے تو جس کی خاطر تمام مخلوق کو خلق کیا گیا ہے اس کی کتنی طاقت اور قدرت ہوگی؟ (مشارق الانوار، ص ۲۱۸)

علیؑ کی تلوار اور ڈھال

(۶۰/۱۵۳) کتاب مشارق میں روایت ہے:

علیؑ ایک ایسے قلعے کے پاس سے گذرے، جسے زنجیروں کے ساتھ مضبوط کیا گیا تھا۔ آپ نے اپنی تلوار اور ڈھال منگوائی، ڈھال کو پاؤں کے نیچے رکھا اور تلوار اپنے ساتھ لٹکالی، پھر اوپر ہوا میں بلند ہوئے اور قلع کی دیوار کے اوپر چڑھ کر ایک ضرب زنجیروں کو لگائی اور سب کو کاٹ دیا۔ اس قلعے کے سب ستون گر گئے اور دروازہ کھل گیا۔ حضرت کا اس طرح سے اوپر جانا ایسے ہے جیسے فرشتوں کا اوپر جانا اور نیچے آنا ہو۔

(مشارق الانوار: ۲۱۸، مدینۃ المعاجز: ۲/۱۱حدیث ۳۵۶ مناقب ابن شہر آشوب: ۲/۲۹۹)

(۶۱/۱۵۴) اسی کتاب میں صاحب المقامات سے روایت ہے کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں:

میں نے علیؑ کو مدینے کے ایسے کوچوں میں سے گذرتے ہوا دیکھا جن میں راستے آگے سے بند تھے۔ میں نے رسول خداؐ کو اس کی اطلاع دی۔ آپؐ نے فرمایا:

ان علیا علم الهدای والهدی طریقه

"بے شک علیؑ ہدایت کا راہنما ہے اور اس کا راستہ ہدایت کا راستہ ہے"

اس واقعہ کو تین دن گذر گئے۔ تین دن کے بعد آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ علیؑ کو تلاش کرو۔

ابن عباس کہتا ہے: میں اس دروازہ کے پاس گیا جس میں آپ کو دیکھا تھا۔ دور سے آپ کی سورج میں چمکتی ہوئی زرہ کو دیکھا۔

میں رسولؐ خدا کے پاس آیا اور علیؑ کے آنے کی ان کو خبر دی۔ جب علیؑ پیغمبرؐ کی زیارت کے لئے آئے تو رسول خدا اٹھے اور علیؑ کو گلے لگا لیا۔ ان کی زرہ کو خود کھولا، اور ان کے جسم کو غور سے دیکھنے لگے۔ عمر نے کہا: کیا آپ کے خیال میں علیؑ کسی جنگ میں تھے؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے! علیؑ کو چالیس ہزار فرشتوں کی سرپرستی سونپی گئی تھی آپ چالیس ہزار جنوں کو قتل کر کے آئے ہیں اور جنوں کے چالیس قبیلے اس کے ہاتھ پر اسلام لائے ہیں۔

بے شک بہادری اور شجاعت کے دس مرتبے اور درجے ہیں۔ ان میں سے نو درجے علیؑ کے پاس ہیں اور ایک درجہ باقی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بزرگی اور شرافت کے دس درجے ہیں جب کہ نو درجوں کے حضرت علیؑ امین ہیں اور ایک درجہ شرافت کا باقی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ علیؑ کی میرے ساتھ نسبت ایسے ہے جیسے کہنی سے لے کر ہاتھ تک بازو کے حصے کی نسبت بازو کے ساتھ ہوتی ہے۔ علیؑ میرے لباس کا بند اور میرا ایسا ہاتھ ہے جس کے ذریعے میں اپنی ہر خواہش پوری کرتا ہوں وہ میری شمشیر ہے کہ جس کے ذریعے

دشمنوں کو ہلاک کرتا ہوں۔

جو اسے دوست رکھے وہ مؤمن ہے اور جو اسے دشمن رکھے وہ کافر ہے۔ جو کوئی اس کی پیروی کرے وہ کامیاب لوگوں کے ساتھ جا ملے گا۔

(مشارق الانوار:۲۲۰، مدینۃ المعاجز:۲/۴۴۶ حدیث ۶۷۲)

شیعہ تاریکی میں چراغ

(۶۲/۱۵۵) کتاب فضائل الشیعہ میں امام صادق علیہ السلام سے نقل ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ سے فرمایا:

شیعتک مصابیح الدجیٰ (بحارالانوار:۶۸/۲۸ سطر ۵)

"تیرے شیعہ تاریکی میں چراغ کی مانند ہیں"

اسرار الٰہی کے معجزات

(۶۳/۱۵۶) برسیؒ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

اہل کوفہ میں سے امیر المومنینؑ کے بڑے بڑے شیعوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہمیں اسرار الٰہی کے معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپ نے فرمایا: تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ممکن ہو بھی جائے تو کافر ہو جاؤ گے۔ انہوں نے کہا: آپ کے صاحب اسرار اور صاحب معجزات ہونے پر شک نہیں ہے اس کے بعد آپ نے ستر افراد منتخب کیے اور شہر کوفہ کی عقبی جانب لے گئے۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، چند کلمات کہے اور فرمایا: نگاہ کرو جب انہوں نے دیکھا تو اپنے سامنے درختوں اور پھلوں کو پایا اور سب نے واضح طور پر جنت کا مشاہدہ کیا ایک شخص جو چرب زبان تھا نے کہا: یہ تو کھلم کھلا جادو ہے، چنانچہ دو آدمیوں کے علاوہ سب انکار کر گئے۔ آپ نے ان میں سے ایک سے فرمایا: آپ کے ساتھیوں نے جو کہا ہے تم نے سنا ہے؟

خدا کی قسم نہ یہ جادو تھا نہ ہی میں جادوگر ہوں بلکہ یہ تو خدا اور اس کے رسولؐ کے

چشمہ علم کے فیض سے حاصل شدہ چیز ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اور میری بات کو رد نہیں کیا بلکہ حقیقت میں رسولؐ خدا کو رد کیا ہے۔ پھر آپ مسجد کی طرف واپس آئے تا کہ ان کے لئے استغفار کریں۔ جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو مسجد کے سب سنگریزے لعل و جواہرات میں تبدیل ہو گئے، جو دو باقی بچ گئے تھے ان میں سے ایک اور کافر ہو گیا، اور فقط ایک شخص ثابت قدم رہا۔

(مشارق الانوار: ۸۲، بحار الانوار: ۴۱/۲۵۹ حدیث ۲۰، مدینۃ المعاجز: ۲/۴۷ حدیث ۲۹۴)

سورہ فاتحہ کی تفسیر

(۱۵۷/۶۴) کتاب "قوۃ القلوب" میں علیؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

لو شئت لا وقرت سبعین بعیرا فی تفسیر فاتحہ الکتاب

"اگر میں چاہوں تو ستر اونٹوں کے وزن کے برابر سورہ فاتحہ کی تفسیر کر سکتا ہوں"

(مناقب ابن شہر آشوب: ۲/۴۳)

محبّ علیؑ انبیاء کے ساتھ

(۱۵۷/۶۵) شیخ صدوق کتاب "عیون اخبار الرضا" میں حضرت رضاؑ اور آپ اپنے اباؤ و اجداد سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: جو کوئی تجھے دوست رکھے گا وہ قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ اٹھے گا اور ان کے مراتب جیسا ہوگا اور جو کوئی ہم دونوں کے ساتھ دشمنی رکھتا ہو، وہ یہودی یا نصرانی جیسا ہوگا۔ (عیون اخبار الرضا: ۲۲۰، بحار الانوار: ۲۷/۷۹ حدیث ۱۶)

رسولؐ اور علیؑ کے پاس پانچ پانچ چیزیں

(۱۵۸/۶۶) شیخ طوسیؒ کتاب "امالی" میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو پانچ پانچ چیزیں عطا کی ہیں مجھے قرآن عطا کیا ہے تو علیؑ کو مجموعہ علم، مجھے خدا نے نبی بنایا ہے تو علیؑ کو وصی، مجھے خدا نے

کوثر عطا کیا ہے، علیؑ کو سلسبیل، جو جنت میں نہر کا نام ہے، مجھے وحی عطا کی تو اسے الہام بخشا، مجھے اس نے آسمانوں کی سیر کروائی تو علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے اور پردوں کو ہٹا دیا گیا، یہاں تک کہ وہ مجھے دیکھتا تھا اور میں اسے دیکھتا تھا۔

ابن عباس فرماتے ہیں: پھر رسولؐ خدا نے گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباس! معراج پر پروردگار کی اول گفتگو یہ تھی کہ آپ نے فرمایا: اے محمد! نیچے دیکھو، میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام پردے ہٹا دیئے گئے، آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور میں نے دیکھا، علیؑ نے اپنا سر بلند کیا۔ اور میرے ساتھ ہم کلام ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ کلمات پروردگار کے ساتھ گفتگو کی۔

خدا تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو وزیر، مددگار، وصی اور تیرے بعد جانشین قرار دیا ہے۔ اسے اس بات کی اطلاع دو کہ وہ تیری بات کو سن رہا ہے۔ میں نے علیؑ کو اطلاع دی اس حال میں کہ میں بارگاہ پروردگار میں تھا۔ اس نے قبول کی اور کہا: میں اطاعت کروں گا۔

خدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ علیؑ کو سلام کریں، فرشتوں نے سلام کیا اور علیؑ نے ان کو جواب دیا اور فرشتے ایک دوسرے کو مبارک باد اور خوش خبری دینے لگے۔ میں آسمان کے فرشتوں میں سے کسی کے پاس سے نہیں گذرا مگر یہ کہ ہر ایک نے مجھے مبارک باد دی۔ اور سب نے کہا اے محمدؐ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو برحق رسول مبعوث فرمایا، سب فرشتے اس بات پر خوش ہیں۔

میں نے حاملین عرش کو دیکھا کہ جو سر نیچے جھکائے ہوئے زمین کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ اس نے عرض کیا: اے محمدؐ! سب فرشتے علیؑ کو خوش خبری دینے والی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ سوائے ان فرشتوں کے جو عرش الٰہی کو کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اب انہوں نے اجازت حاصل کر لی ہے تا کہ چہرہ علیؑ کی زیارت کر سکیں۔

اس کے بعد حضرتؐ نے فرمایا: جب میں آسمان سے نیچے آیا تو میں نے چاہا کہ علیؑ کو اوپر کے واقعات کی اطلاع دوں، لیکن ہوا یہ کہ مجھ سے پہلے علیؑ نے تمام واقعات سنانے شروع کردیئے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ میں نے جو بھی قدم اٹھایا ہے۔ وہ سب علیؑ کے سامنے ظاہر ہے اور علیؑ نے اسے دیکھا ہے۔ ابن عباس کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا سے عرض کیا کہ آپؐ مجھے نصیحت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:

علیک بحب علی ابن ابی طالب

"میں تجھے علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے ساتھ محبّت رکھنے کی نصیحت کرتا ہوں"

میں نے دوبارہ عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟ آپ نے فرمایا:

میں تجھے وصیّت کرتا ہوں کہ علیؑ کے ساتھ محبّت کا اظہار کرنا، مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے برحق رسول مبعوث فرمایا ہے کسی کا کوئی اچھا عمل خدا قبول نہ فرمائے گا مگر یہ کہ اس سے محبت علیؑ کے بارے میں سوال کرے گا، حالانکہ خود بہتر جاننے والا ہے۔ اگر کوئی ولایت علیؑ رکھتا ہوگا تو اس کے تمام اعمال تمام نقائص کے باوجود قبول کرلے گا لیکن اگر ولایت علیؑ نہ رکھتا ہوگا تو اسے جہنّم کی طرف روانہ کردے گا اور نہ ہی اس سے کسی عمل کے بارے میں سوال کرے گا۔

(امالی طوسی: ۱۰۴ حدیث ۱۵ مجلس ۴، بحارالانوار: ۱۶/ ۳۱۷ حدیث ۷)

مؤلف کہتا ہے کہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

قد حوته ارض وارض تخلت
منه حتی مشی بها وطواها
هو فی الشرق ما هو فی الغرب
وفی الارض مثل مافی سماها

"ایک زمین نے اسے اپنے اندر لے لیا ہے اور ایک زمین اس سے خالی ہے، یہاں تک کہ اس پر وہ راستہ چلے اور قدم رکھے"

"وہ اگر مشرق میں ہو تو ایسے ہے جیسے مغرب میں ہے اور اگر زمین میں ہو اس طرح ہے جیسے آسمان پر ہے"

میں وسیلہ ہوں

(۱۶۰/۶۷) ابن شہر آشوب" امیر المومنین سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

انا الوسيلة

"میں وسیلہ ہوں"

اسی طرح شیخ صدوق پیغمبر اکرمؐ سے روایت کرتے ہیں:

اذا سالتم الله لی فاسالوه الوسيلة

"جب تم خدا سے میرے لئے کچھ مانگو تو اس سے وسیلہ کی درخواست کرو"

جب آپؐ سے وسیلہ کے معنی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

وسیلہ بہشت میں میرا ایک درجہ ہے جس کے ہزار مرتبے ہیں، ایک مرتبہ سے لے کر دوسرے مرتبہ تک اتنا فاصلہ ہے، جتنا ایک تیز رو گھوڑا ایک مہینے میں سفر طے کرتا ہے اور ہر مرتبہ مختلف قسم کے جواہرات سے مزین ہے۔

قیامت کے دن جب اس درجہ کو لایا جائے گا اور دوسرے پیغمبروں کے درجہ کے نزدیک اسے نصب کیا جائے گا تو وہ ایسے چمکے گا جیسے چاند ستاروں کے مقابلہ میں چمکتا ہے، ہر پیغمبر، صدیق اور شہید اس دن کہے گا خوش قسمت ہے وہ جس کا یہ درجہ ہے۔ پھر پروردگار کی طرف سے ایک ندا آئے گی جسے تمام پیغمبر اور لوگ سنیں گے، آواز یہ ہوگی کہ محمدؐ اس درجہ کا مالک ہے۔ پس اس وقت میں اس حال میں آؤں گا کہ نور کا جامعہ تن پر ہوگا اور میرے سر پر تاج کرامت ہوگا۔ علی ابن ابی طالب علیہما السلام میرے آگے آگے ہوں گے، جن کے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور اس پر یہ لکھا ہوا ہوگا:

لا اله الا الله المفلحون هم الفائزون بالله

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اہل سعادت اور کامیاب وہ ہیں جن کو خدا کامیاب کرے"

جب ہم پیغمبروں کے پاس سے گزریں گے تو کہیں گے یہ دو عظیم اور مقرب فرشتے ہیں کہ جنہیں ہم نے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہیں پہچانتے ہیں۔ اور جب ہم فرشتوں کے پاس سے گذریں گے تو وہ کہیں گے یہ دو پیغمبر مرسل ہیں یہاں تک کہ میں اس درجہ کے اوپر جاؤں گا جو میرا مقام ہے اور علیؑ مجھ سے ایک مرتبہ نیچے کھڑا ہوگا۔اس وقت ہر پیغمبر، صدیق اور شہید کہے گا کہ کتنے خوش قسمت ہیں یہ دو بندے جو خدا کے نزدیک اتنا بلند مقام رکھتے ہیں، پس ایک ایسی آواز بلند ہوگی جسے سب پیغمبر، صدیقین، شہداء اور مومنین سنیں گے۔ وہ آواز یہ ہوگی:

ھذا حبیبی محمدؐ و ھذا ولیی علی طوبی لمن احبه وویل لمن بغضه وكذب عليه

"یہ میرا حبیب محمدؐ اور یہ میرا ولی علیؑ ہے خوش قسمت ہے وہ جو اسے دوست رکھے اور بد قسمت ہے وہ جو اسے جھٹلائے اور اس کو دشمن رکھے"

پھر رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ! وہ سب جو تجھے دوست رکھتے ہوں گے اس آواز کو سن کر سکون اور اطمینان حاصل کریں گے، ان کے چہرے سفید اور دل خوش ہو جائیں گے اور وہ سب جو تیرے دشمن ہوں گے یا جنہوں نے تیرے ساتھ جنگ کی ہوگی یا تیرے حقوق میں سے کسی حق کا انکار کیا ہوگا اس آواز کو سن کر ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور ان کے قدموں میں لرزہ پیدا ہو جائے گا۔

اس وقت دو فرشتے میرے پاس آئیں گے، ایک خزانہ دار بہشت جس کا نام رضوان اور دوسرا خزانہ دار دوزخ جس کا نام مالک ہوگا۔جب قریب آئیں گے تو پہلے رضوان آئے گا اور سلام کرے گا، میں اس کے سلام کا جواب دینے کے بعد کہوں گا۔ تو کون ہے؟ تجھ سے خوشبو کتنی اچھی آ رہی ہے اور تیرا چہرہ کتنا خوبصورت ہے؟ وہ کہے گا میں (رضوان) خزانہ دار بہشت ہوں اور یہ بہشت کی چابیاں ہیں جو خدا نے آپ کے لئے بھیجی ہیں، مجھ سے لے لو۔

میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ میں نے ان کو اپنے پروردگار کی طرف سے قبول اور اس فضیلت و برتری کے عطا کرنے پر اس کی حمد کرتا ہوں، میں یہ چابیاں علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس کے بعد رضوان واپس چلا جائے گا اور مالک آگے بڑھ کر مجھ پر سلام کرے گا۔ میں اس کا جواب دینے کے بعد اسے کہوں گا: اے فرشتے! تیرا چہرہ کتنا برا ہے اور تیری شکل کتنی مکروہ ہے۔ وہ کہے گا کہ میں خزانہ دار دوزخ (مالک) ہوں، یہ جہنم کی چابیاں مجھے دے کر خدا نے آپ کے پاس بھیجا ہے لہٰذا مجھ سے لے لو، میں جواب میں کہوں گا، میں انہیں اپنے پروردگار کی طرف سے قبول کرتا ہوں۔ اور انہیں عطا ئیگی فضیلت پر اس کی حمد کرتا ہوں اور ان چابیوں کو علیؑ کے سپرد کردوں گا۔ مالک فرشتہ واپس چلا جائے گا، پھر علیؑ جس کے اختیار میں بہشت اور جہنم کی چابیاں ہوں گی، جہنم کے آخری حصے پر کھڑا ہو جائے گا، جب کہ اس کی آگ سے شعلے برپا ہوں گے جو انتہائی گرم ہوگی۔ علیؑ کے ہاتھ میں اس کی مہار ہوگی جہنم مخاطب ہوکر کہے گی: اے علیؑ! قریب سے گذر جاؤ، کیونکہ آپ کے نور نے میرے شعلوں کو ماند کردیا ہے۔

امیر المومنینؑ اس سے فرمائیں: اے جہنم! آرام کرو، جو میرا دشمن ہے اسے پکڑ لے اور جو میرا دوست ہے اسے چھوڑ دے۔ اس دن جہنم علیؑ کی اطاعت اور فرمانبرداری ایک غلام سے بڑھ کر کرے گی۔ اگر چاہے تو اسے اپنے دائیں اور بائیں طرف کھینچ سکتے ہیں۔ اور اس وقت جہنم علیؑ کے حکم پر بڑی سختی سے عمل کرے گی اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر اطاعت گذاری کرے گی۔

(امالی صدوق: ۱۷۸ حدیث ۴ مجلس ۲۴، تفسیر قمی: ۶۴۴، بحار الانوار: ۷/ ۳۲۶ حدیث ۲، بشارۃ المصطفیٰ: ۲۱)

شیعوں کے گناہ معاف

(۱۶۱/ ۶۸) ابن بابویہ محمد بن سعید سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام باقرؑ یا امام صادقؑ سے عرض کیا: کیا محمدؐ سے کوئی گناہ سرزد ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کیا، پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے؟

لِيَغفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِکَ وَ مَاتَأَخَّرَ (سورہ فتح: آیت۲)

"تا کہ خدا تمہارے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف کردے"

آپ نے فرمایا:

ان الله سبحانه و تعالیٰ حمل محمداً ذنوب شیعة علی ثم غفرها له ما تقدم وما تاخر

"خداوند تبارک و تعالیٰ نے امیر المومنینؑ کے شیعوں کے گناہوں کو محمدؐ کے کندھوں پر ڈال دیا ہے، اور پھر ان تمام کو معاف کردیا ہے"

(تاویل الآیات:۲/۵۹۱حدیث۱،تفسیر برہان:۴/۱۹۵ حدیث۷)

یہ روایت امام ہادیؑ سے بھی مروی ہے:

(تاویل الآیات:۲/۵۹۳حدیث۴، بحارالانوار:۲۴/۲۷۳حدیث۵۷)

شیعیان علیؑ کی توبہ

(۶۹/۱۶۲) پیغمبر اکرمؐ سے روایت ہوئی ہے کہ آپؐ نے علیؑ سے فرمایا:

یا علیؑ! میں نے خدا سے درخواست کی ہے کہ شیعیان علیؑ کو توبہ سے محروم نہ کرے، اگرچہ جان کنی کی حالت پر ہوں۔ چنانچہ یہ درخواست قبول کرلی گئی اور یہ خصوصیت صرف تیرے شیعوں کے ساتھ خاص ہے، دوسروں کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔

(تاویل الآیات:۲/۵۹۳حدیث۵، بحارالانوار:۲۷/۲۳۷احدیث۱۳۸)

عمل سے دشمنی رکھو

(۷۰/۸۱۶۳) شیخ طوسیؒ ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے حضرت موسیٰؑ ابن جعفر سے عرض کیا: ایک شخص آپ کے موالیوں اور دوستوں میں سے ہے لیکن معصیت اور نافرمانی کرتا ہے، شراب پیتا ہے اور ہلاک کرنے والے گناہوں کا مرتکب ہے۔ کیا اس سے بیزاری اختیار کریں؟ حضرت نے فرمایا:

اس کے برے اعمال سے بیزاری اختیار کرو، اچھائی سے بیزاری نہ چاہو، دوست رکھو لیکن اس کے عمل سے دشمنی رکھو۔

میں نے عرض کیا: کیا جائز ہے کہ ہمیں وہ فاسق وفاجر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں فاسق و فاجر اور کافر وہ ہے جو ہمارا اور ہماری ولایت کا منکر ہو، خدا اس بات کو قبول ہی نہیں کرتا کہ ہمارا دوست فاسق و فاجر ہو۔ اگرچہ بعض مناسب اعمال اس سے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن تم اسے بدکردار شخص کہو البتہ اس کا نفس مؤمن ہے جب کہ کام برا ہے۔ روح اور بدن پاک رکھتا ہے۔ خدا کی قسم ہمارا دوست اس دنیا سے اس وقت تک نہیں جاتا تاوقت کہ خدا اس کا رسول اور ہم اہل بیت اس سے راضی نہ ہو جائیں، اس کے تمام اعمال کے ساتھ خدا اسے سفید چہرے کے ساتھ محشور فرمائے گا، اس کی برائیوں کو چھپادے گا، اسے خوف و وحشت سے محفوظ رکھے گا، کسی قسم کا غم و غصہ نہ رکھتا ہوگا۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اس دنیا سے نہیں جائے گا مگر اپنے گناہوں سے پاک ہوگا۔ اور خالص ہوگا اور یہ یا تو کسی حادثہ کی وجہ سے ہوگا جو اس کے مال یا اولاد میں واقع ہوگا۔ یا کسی بیماری یا مصیبت کی وجہ سے ہوگا۔

اور چھوٹی سے چھوٹی چیز جو اس کے گناہوں کا کفارہ واقع ہوگی کہ وہ کوئی ڈراونا خواب دیکھے گا، اور جب بیدار ہوگا تو غمگین و پریشان ہوگا، یا حکومت وقت کی طرف سے خوف و اضطراب کی حالت میں ہوگا، یا اس کی جان کنی سخت ہوگی۔ یہ تمام واقعات باعث بنیں گے کہ خدا سے جب ملاقات کرے گا تو گناہوں سے پاک ہوگا اور اس کا خوف حضرت محمدؐ اور امیر المومنینؑ کی زیارت کے سبب ختم ہو جائے گا۔ پھر دو امر اس کے سامنے ہیں۔ یا خدا کی بے انتہا رحمت اس کے شامل حال ہوگی یا پیغمبرؐ اور امیر المومنینؑ کی شفاعت اس کے ساتھ ہوگی۔ اگر رحمت خدا کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو اس وقت ان دو ہستیوں کی شفاعت اس کے نصیب ہوگی اور وہ اس رحمت کے لائق ہے اور خدا اس پر احسان فرمائے گا اور اسے بخش دے گا۔

(تاویل الآیات: ۲/۵۹۴ حدیث ۶، بحارالانوار: ۲۷/۱۴۳ حدیث ۱۳۹ اور ۶۸/۱۴۸ حدیث ۹۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ خدا کا یہ فرمان۔

وَاَنَا بَرِیٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ (سورۂ یونس: آیت ۴۱)

مذکورہ روایت کے مطلب کی اشارہ کرتا ہے کیونکہ خدا یہ نہیں فرماتا کہ میں تم سے بیزار ہوں بلکہ خدا فرماتا ہے کہ میں تمہارے عمل سے بیزار ہوں۔

(۱۶۴/۷۱) صاحب کتاب (تاویل الایات) اس آیہ شریفہ:

القیافی جھنم کل کفار عنید (سورۂ ق: آیت ۲۴)

حکم ہوگا تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں ڈال دو کافر دو گردان کو جہنم میں ڈالو گے"

کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں: میں رسولؐ خدا کے پاس گیا۔ سلام عرض کرنے کے بعد میں نے کہا: یارسول اللہ! مجھے حق کے بارے میں آشنا کرو تاکہ واضح اور روشن طریقے سے دیکھ سکوں۔ آپؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود اس کمرے میں جاکر دیکھو، کہتا ہے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ علیؑ رکوع اور سجود کر رہے ہیں اور اپنے رکوع اور سجود میں خشوع کے ساتھ خدا سے یہ دعا مانگ رہے ہیں:

اللھم بحق نبیک الا ما غفرت للمذنبین من شیعتی

"اے اللہ! اپنے نبی کے صدقے میرے گناہ گار شیعوں کو معاف فرمادے"

میں کمرے سے باہر آیا تاکہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا رسولؐ خدا سے عرض کروں لیکن کیا دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ رکوع اور سجود میں مشغول ہیں۔ اور کمال خشوع و خضوع کے ساتھ خدا سے یہ دعا مانگ رہے ہیں:

اللھم بحق علی ولیک الا ما غفرت للمذنبین من امتی

"پروردگارا! اپنے ولی علیؑ کے صدقے میں میری امت کے گناہگاروں کو بخش دے"

میں نے جب یہ دیکھا تو بڑا حیران و پریشان ہوا، رسولؐ خدا نے نماز کو مختصر کیا اور ختم کرکے مجھے فرمایا: اے ابن مسعود! کیا ایمان رکھنے کے بعد کفر سے دوچار ہونا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں یارسول اللہ! آپ کی جان کی قسم! مجھے تعجب صرف یہ ہے کہ میں نے

دیکھا، علیؑ آپ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگ رہے ہیں اور آپ علیؑ کا واسطہ دے کر خدا سے دعا کر رہے ہیں۔ میں مخمصے میں ہوں، آیا آپ دونوں ہستیوں میں سے کون خدا کے نزدیک زیادہ فضیلت والا ہے؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: خدا نے مجھے علیؑ اور حسنینؑ کو اپنے پاک نور سے پیدا کیا ہے۔ جب خدا نے کائنات کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو میرے نور سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں خدا کی قسم آسمانوں اور زمین سے افضل اور برتر ہوں۔ پھر علیؑ کے نور سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا، خدا کی قسم علیؑ عرش اور کرسی سے افضل اور بلند تر ہیں۔ اس کے بعد نور حسنؑ کو تقسیم کیا اور اس سے فرشتے اور حورالعین تولد ہوئے، خدا کی قسم حسنؑ کا مرتبہ فرشتوں اور حورالعین سے بلند تر ہیں۔ اس کے بعد حسینؑ کے نور کو شگافتہ کیا، اس سے لوح وقلم کو پیدا کیا، خدا کی قسم حسینؑ لوح وقلم سے افضل تر ہیں۔

اس وقت ہر طرف تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ فرشتوں نے چیخنا اور پکارنا شروع کیا اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار اور آقا! نورانی اشخاص کے حق کا واسطہ ہمیں تاریکی سے نجات عطا فرما۔ خدا نے ایک دوسرا کلمہ ارشاد فرمایا اور اس سے روح کو پیدا کیا۔ پھر اس روح کے نور سے حضرت فاطمہ زہراءؑ کو پیدا کیا اور اسے عرش کے سامنے قرار دیا۔ اس وقت تمام کائنات روشن ہوگئی۔ اسی وجہ سے انہیں زہراء کہا جاتا ہے اے ابن مسعود ! جب قیامت برپا ہوگی تو خدا مجھے اور علیؑ کو حکم دے گا جو کوئی آپ کو دوست رکھتا ہے اسے جنت میں داخل کرو اور جو کوئی تمہارا دشمن ہے اسے جہنم میں پھینک دو۔ اس دلیل خدا کا یہ فرمان ہے:

اَلْقِيَا فِى جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ (سورہ ق: آیت ۲۴)

''تم دونوں ہر ناشکرے سرکش کو جہنم میں ڈال دو''

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آیۃ شریفہ میں ''کفار عنید'' سے کون مراد ہے؟

آپؐ نے فرمایا:

الکفار من کفر بنبوتی والعنید من عاند علی ابن ابی طالب

"کفار سے مراد وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عنید سے مراد وہ ہے جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دشمنی رکھتا ہو۔

(تاویل الآیات:۲/۶۱۰ حدیث ۷، بحار الانوار:۳۶/۲۳/۷حدیث ۲۴)

مؤلف فرماتے ہیں بحرانی کتاب غایۃ المرام میں اس آیت شریفہ کی تفسیر میں اہل سنت سے تین حدیثیں نقل کی ہیں، ان تین میں سے ایک مذکورہ حدیث ہے، اور اہل شیعہ کی طرف سے اس کی تفسیر میں سات حدیثیں نقل کی ہیں۔(غایۃ المرام:۶۸۷ حدیث ۱۴)

دو موٹے اونٹ

(۱۶۵/۷۲) اسی کتاب میں ابن عباس سے ایک بڑی خوبصورت اور لطیف حدیث نقل کرتے ہیں:

ایک شخص دو موٹے اونٹ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بطور تحفہ لایا، رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے کون ایسا ہے، جو دو رکعت نماز اس کے تمام واجبات یعنی قیام، رکوع، سجود اور دوسرے اعمال کے ساتھ بجا لائے اور نماز کی حالت میں امور دنیا کے متعلق نہ سوچے اور اس کے دل میں دنیا کی فکر نہ ہو ان دو اونٹوں میں سے ایک اونٹ اسے ہدیہ کے طور پر دوں گا۔اس بابت ایک بار دوبار بلکہ تین بار تکرار کیا، لیکن کسی نے بھی کوئی جواب نہ دیا۔امیر المومنینؑ کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے:

یارسول اللہ! میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور اس کی تکبیرۃ الاحرام سے لے کر سلام کے آخر تک دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہ لاؤں گا۔

آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تجھ پر خدا کا درود وسلام ہو، نماز شروع کرو، امیر المومنینؑ نے تکبیر کہی اور نماز میں مشغول ہوگئے۔ جیسے ہی آپ نے نماز کا سلام کیا، تو جبرائیل نیچے آئے اور پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا، یا محمدؐ! خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ ان دو اونٹوں میں سے ایک اونٹ علیؑ کو عطا کرو۔رسولؐ خدا نے فرمایا: میں نے شرط کی تھی اگر دو

رکعت نماز پڑھے بغیر اس کے دل میں امور دنیا کی فکر کرے تو تب اونٹ دوں گا، لیکن علیؑ جب تشہد میں مشغول تھے تو یہ فکر کر رہے تھے کہ ان دو اونٹوں میں سے کس اونٹ کو لے۔جبرائیل نے عرض کیا: یا محمدؐ! خدا نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ علیؑ نے جو یہ سوچا ہے کہ ان دو میں سے کس کو لے وہ اپنی خاطر یا دنیا کی خاطر نہ تھا بلکہ اس لئے ایسا سوچا کہ ان میں سے کونسا موٹا ہے تا کہ راہ خدا میں اسے ذبح کرے اور خالق کائنات کی خوشنودی میں اسے فقیروں میں بانٹ دے۔

رسولؐ خدا گریہ کرنے لگے اور دونوں اونٹ علیؑ کو عطا کر دے۔علیؑ نے دونوں اونٹوں کو ذبح کیا اور راہ خدا میں تقسیم کر دیا۔اسی بارے میں خدا تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی ہے:

اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکرٰی لِمَن کَانَ لَہٗ قَلبٌ اَو اَلقَی السَّمعَ وَھُوَ شَھِیدٌ

(سورۃ ق: آیت ۳۷)

”اس واقعہ میں نصیحت کا سامان موجود ہے اس انسان کے لئے جس کے پاس دل ہو یا حضور قلب کے ساتھ بات سنتا ہو“

اس سے مراد امیر المومنین ہیں جنہوں نے نماز میں اپنے آپ کو مخاطب کیا اور اپنے سے گفتگو کی لیکن ہرگز امور دنیاوی کے متعلق نہ سوچا۔

(تاویل الآیات: ۲/۶۱۲ حدیث ۸، بحارالانوار: ۳۶/۱۶۱ حدیث ۱۴۲، تفسیر برہان: ۴/۲۲۸ حدیث ۳)

اور یہ اخلاص و عصمت کا طریقہ اور راستہ ہے اور یہ دو خصلتیں کسی ایک میں جمع نہیں ہوسکتیں مگر خود حضرتؐ میں اور حضرتؐ کی معصوم اولاد میں۔

فاطمہؑ سب سے افضل ہیں

(۷۳/۱۶۶) ایک دوسری خوبصورت حدیث جسے سید ہاشم بحرانی کتاب غایۃ المرام میں اہل سنت سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس کہتے ہیں:

رسول خداؐ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تم میرے صحابی ہو اور

علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام مجھ سے اور میں علیؑ سے ہوں، جو بھی اسے میرے علاوہ کسی غیر کے ساتھ وابستہ کرے اس نے مجھ پر ظلم کیا، اور جس نے مجھ پر ظلم کیا، حقیقت میں اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس پر خدا کی لعنت ہے۔

اے عبدالرحمٰن! خدا نے روشن اور واضح کتاب مجھ پر نازل کی ہے، اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ سوائے علیؑ کے تمام کے سامنے اس کو بیان کروں۔ علیؑ کو اس کے بیان اور توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ خدا نے اس کی فصاحت کو میری فصاحت اور اس کی سمجھ بوجھ میری سمجھ بوجھ کی مثل قرار دیا ہے۔

اگر حکمت کسی مرد کی شکل میں ظاہر ہوتو وہ مرد علیؑ ہوگا اور اگر عقل کسی شخص کی شکل میں ظاہر ہوتو وہ حسنؑ ہوگا، اور اگر سخاوت کسی شخص کی شکل میں ظاہر ہوتو وہ شخص حسینؑ ہوگا۔ اور اگر تمام اچھائیاں کسی انسان میں ظاہر ہوں تو وہ فاطمہؑ ہے، بلکہ فاطمہؑ اس سے بھی بلند تر اور افضل تر ہیں بے شک میری بیٹی فاطمہؑ حقیقت، شرافت اور فضیلت کے اعتبار سے تمام اہل زمین سے بہتر ہے۔ (فرائد السمطین: ۲/ ۶۸)

کہ مجھے نیند آ گئی

(۱۶۷/ ۷۴) آیہ شریفہ

كَلَّآ اِنَّ كِتَابَ الْاَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّيْنَ

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ علیین کا معنی بہت بلند جگہ ہے، جو پیغمبر اکرمؐ، امیر المومنینؑ، آئمہ معصومینؑ اور ان کے شیعوں کا مقام ہے۔ (سورہ المطففین: ۱۸)

ابو طاہر کی روایت جو حارث ہمدانی سے نقل کرتے ہیں اس مطلب پر دلیل ہے وہ کہتے ہیں: میں امیر المومنینؑ کے پاس گیا، آپ حالت سجدہ میں تھے اور اس طرح گریہ کر رہے تھے کہ آپ کے گریہ اور نالہ کی آواز بہت زیادہ بلند ہو رہی تھی۔ جب آپ نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا تو میں نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ آپ کے گریہ نے ہمیں متفکر اور

پریشان کردیا ہے۔ پہلے کبھی آپ کو اس طرح گریہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا: میں سجدہ میں خدا سے دعا کر رہا تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔ میں نے ایک خواب دیکھا، جس کی وجہ سے خوف اور وحشت طاری ہوگئی۔ اس حال میں، میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا کہ کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں، یا علیؑ! تیری دوری مجھ سے بہت ہوگئی ہے، میں تیرے دیدار کا مشتاق ہوں۔ اور خدا نے جو تیرے بارے میں میرے ساتھ وعدہ کیا تھا وہ یقینی ہوگیا ہے میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جو وعدہ خدا نے میرے بارے میں آپ کے ساتھ کیا تھا وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: خدا نے تیرے، تیری زوجہ اور تیری اولاد کے بارے میں اپنا وعدہ پورا کردیا ہے کہ تمہارا مقام علیین یعنی بہشت میں بلند ترین جگہ میں ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہمارے شیعوں کا کیا مقام ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: وہ ہمارے ساتھ ہوں گے، ان کے محلات ہمارے پیچھے ہوں گے اور ان کی منزلیں ہمارے سامنے ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہمارے شیعوں کا دنیا میں کتنا حصہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: فتنہ وفساد سے محفوظ رہیں گے اور عافیت الٰہی ان کے شامل حال ہوگی۔ میں نے عرض کیا: موت کے وقت ہمارے شیعوں کا دوسروں سے کیا فرق ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: وہ اپنی موت کے بارے میں خود حکم دیں گے کہ موت کیسے آئے اور عزرائیل پابند ہوگا کہ اطاعت کرے اور جس طرح وہ چاہیں ان کی روح قبض کرے۔ میں نے عرض کیا: ان کے مرنے کی حالت کی کوئی حد ہے جس کو بیان کیا جاسکے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! ان میں سے وہ جن کی محبت ہمارے ساتھ شدید ہوگی ان کی روح اس طرح نکلے گی جیسے تم میں سے کوئی گرمیوں میں ٹھنڈا پانی پیئے اور فرحت محسوس کرے اور ہمارے تمام شیعوں کی روح اس طرح نکلے گی جیسے تم میں سے کوئی سوتے وقت بستر پر خراٹے لیتا ہے۔ (تاویل الآیات:۲/۶۷۷حدیث۸، بحارالانوار:۴۲/۱۹۴حدیث۱۱)

مؤلف کہتے ہیں کہ اس طرح سے قبض روح اہل بیت علیہم السلام کے دوست لوگوں کے ساتھ خاص ہے اور دوسرے لوگوں کی قبض روح اس طرح ہے جیسے کتاب "بستان

الواعظین'' میں وارد ہوا ہے کہ موت کے وقت تین ہزار طرح کی سختیاں اور تکلیفیں ہیں ان میں سے ہر سختی اور تکلیف تلوار کی ہزار ضربات سے سخت تر ہے۔

سیاہ چہرے والا

(۱۶۸/۷۵) شیخ صدوق ؒ امام صادقؑ سے روایت کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا کہ رسول خداؐ اپنے اصحاب کے درمیان موجود تھے، اسی دوران حبشی نسل کے چار آدمی ایک سیاہ چہرے والے شخص کا جنازہ اٹھائے ہوئے اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبر کی طرف لے جا رہے تھے۔ رسول خداؐ نے فرمایا: اس جنازہ کو میرے پاس لاؤ جب وہ جنازہ آپ کے پاس لائے اور اپنے سامنے اس جنازہ کو زمین پر رکھا اور اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا پھر علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! یہ شخص وہی آل نجار کا غلام ریاح ہے۔ علیؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ جب بھی مجھے دیکھتا تو عزت کرتا اور شرم محسوس کرتا اور کہتا: یا علیؑ! میں آپ کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے حکم دیا کہ اسے غسل دیا جائے، پیغمبر اکرمؐ نے اپنے ایک لباس میں اسے کفن دیا اور مسلمانوں کے ساتھ اس کی قبر تک تشیع جنازہ کے لئے آئے۔ لوگوں نے آسمان سے آوازوں کو سنا۔ رسول خداؐ نے فرمایا: فرشتوں کے ستر ہزار گروہوں نے اس کے جنازے میں شرکت کی اور ہر گروہ کی تعداد ستر ہزار نفر تھی۔ خدا کی قسم! اس مرتبہ پر علیؑ کی محبت اور دوستی کے علاوہ نہیں پہنچا جا سکتا۔

پھر رسولؐ خدا نے اپنے ہاتھ سے اسے قبر میں اتارا اور تھوڑی دیر بعد اس سے اپنا رخ دور کیا اور اس کے اوپر مٹی ڈال دی۔

اصحاب نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہم نے دیکھا کہ آپ نے تھوڑی دیر کے لئے اس سے اپنا چہرہ موڑ لیا تھا، پھر مٹی سے اس کی قبر کو ڈھانپ دیا، اس کی کیا وجہ تھی؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: کیونکہ یہ خدا کا فرمانبردار بندہ اس دنیا سے پیاسا گیا تھا، اس کی جنتی بیویاں یعنی

میں پریشان ہوگیا تو اس وقت یعنی عالم انوار میں یہی جوان ظاہر ہوا، اور مجھے فرمایا: کہو:

انت الرب الجلیل واسمک الجمیل وانا العبد الذلیل واسمی جبرائیلؑ

”تو بلند مرتبہ پروردگار ہے اور تیرا نام جمیل (خوبصورت) ہے میں عبد ذلیل ہوں کہ میرا نام جبرائیل ہے“

اسی وجہ سے میں نے اٹھ کر ان کی تعظیم کی ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: تیری عمر کتنی ہے؟ جبرائیل نے عرض کیا: ایک ستارہ ہے جو تیس ہزار سال میں ایک بار عرش الٰہی کی طرف سے طلوع ہوتا ہے۔ میں نے اس ستارے کو تیس ہزار مرتبہ طلوع ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

رسول خدا نے فرمایا:

اگر اس ستارے کو دیکھو گے تو پہچان لو گے؟

اس نے عرض کیا: ہاں! کیوں نہیں پہچانوں گا۔

اس وقت علی علیہ السلام سے فرمایا: اپنا عمامہ پیشانی سے اوپر کرو۔

جونہی امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنا عمامہ اوپر کیا تو جبرئیلؑ نے آپ کی پیشانی پر اسی ستارے اور نور کا مشاہد کیا۔ (انوار النعمانیہ ۱؍۱۵، از بستان امریکہ)

بعض معاصرین نے آنحضرت کی بہت اچھے اشعار کہے ہیں:

ایا علة الایجاد حاربک الفکر
وفی فهم معنی ذاتک التبس الامر
قد قال قوم فیک والستر دونهم
بانک رب کیف لو کشف الستر

اے علت ایجاد! تیرے بارے غور وفکر نے حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ تیری حقیقت ذات کو سمجھنا لوگوں پر مشتبہ ہو چکا ہے۔ تو نے اپنے آپ کو حجاب میں چھپا رکھا ہے اور اپنی عظمت کو ظاہر نہیں کیا، ایک قوم تیرے بارے میں کہتی ہے کہ تو خدا ہے۔ اگر تم پردے ہٹادو

"یا علیؑ! فرشتے اس پانی کو حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے رہے ہیں جو تیرے ہاتھوں سے گرتا ہے اور اس سے تبرکا اپنے چہروں کو دھو رہے ہیں"

(الروضۃ :۲، الفضائل :۹۲، بحارالانوار:۳۹/۱۲۱ حدیث ۳، مدینۃ المعاجز:۱/۳۷۳ حدیث ۲۴۰)

نماز مشکل امر ہے

(۱۷۷/۸۴) فرات" اپنی تفسیر میں آیۃ شریفہ

وَاِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ اِلاَّ عَلَى الخَاشِعِينَ (سورۃ بقرہ: آیت ۴۵)

"بے شک نماز بہت مشکل امر ہے مگر خاشعین کے لئے"

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابن عباس نقل کرتے ہیں کہ خاشعین سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسولؐ خدا اور امیر المومنینؑ کی طرف متوجہ ہیں۔

(تفسیر فرات :٦٠ حدیث ۲۱، بحارالانوار:۳۵/۳۴۸ حدیث ۲۷)

مؤلف فرماتے ہیں: یہ تعبیر یا تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نماز گذار گروہ امامیہ سے ہو، اور ولایت امیر المومنین کا معتقد ہو تا کہ خشوع حاصل ہو یا مراد یہ ہے کہ نماز گذار جب ان دو ہستیوں کی محبت کو دل میں لے کر نماز پڑھے گا تو اس کا دل صاف و شفاف ہو کر یہ صلاحیت پیدا کر لے گا کہ عظمت بارگاہ ایزدی کو اپنے اندر سما سکے اور جب یہ صورت حال پیدا ہو جائے گی تو خود بخود اس میں خشوع وخضوع پیدا ہو جائے گا۔اس آئینہ کی مانند جو ہر قسم کی آلودگی سے صاف ہو۔

اولادِ علیؑ ہونا ایک فضیلت ہے

(۱۷۸/۸۵) ابن شاذان کتاب "روضہ" میں امام صادق ؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت کو زیادہ پسند کرتا ہوں، اس سے کہ میں آپ کی اولاد سے ہوں، کیونکہ ولایت علیؑ واجب ہے اور ان کی اولاد سے ہونا ایک فضیلت ہے۔

(الروضۃ:۱۳۳ حدیث ۹۲، بحارالانوار:۳۹/۲۹۹ حدیث ۱۰۵)

(۸۶/۱۷۹) مذکورہ کتاب میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں نے علیؑ کی ان فضیلتوں میں کبھی حسد نہ کیا جو پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ کے بارے میں بیان فرمائی ہیں آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا کہ جب تم کافر ہو جاؤ گے اور مجھے ایک لشکر گاہ کے درمیان دیکھو گے کہ میں تمہارے چہروں پر مار رہا ہوں گا۔ جبرائیلؑ نازل ہوا اور آنحضرت کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! کہو اگر خدا اور علیؑ نے چاہا رسولؐ خدا نے فرمایا:

ان شاء الله وعلی ابن ابی طالب

''اگر خدا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ نے چاہا تو''

(الروضۃ: ۱۴۰ حدیث ۱۱۸، بحار الانوار: ۱۵۳/۸، مشارق الانوار: ۱۲۶)

جنگ تبوک

(۸۷/۱۸۰) سید ہاشم بحرانی کتاب ''مدینۃ المعاجز'' میں کتاب درر المطالب سےنقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا جب جنگ تبوک کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے تو علی ابن ابی طالب علیہما السلام کو پیچھے اپنا خلیفہ اور جانشین قرار دیا اور حکم دیا کہ آپ مدینہ میں رہیں، منافقین نے غلط باتوں کے ذریعے سے فتنہ وفساد پھیلانا شروع کردیا کہ پیغمبر اکرمؐ، علیؑ کو اس لئے ساتھ لے کر نہیں گئے کہ آپؐ کی نظر میں علیؑ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جب اس طرح کی باتیں علیؑ تک پہنچیں تو آپ نے اپنا اسلحہ اٹھایا اور پیغمبر اکرمؐ کی طرف نکل پڑے اور راستے میں جالیا اور عرض کرنے لگے:

یا رسول اللہؐ! منافقین کے خیال میں آپ نے جو مجھے مدینے میں رہنے کا حکم اس لیے دیا ہے کہ آپ کی نظر میں میری کوئی اہمیت نہیں ہے کیا یہ بات درست ہے؟ رسول خداؐ نے فرمایا: منافقین جھوٹ کہتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں نے تجھے اپنے باقی ماندہ امور اور معاملات میں اپنا جانشین بنایا ہے۔ واپس چلے جاؤ اور میرے اور اپنے اہل خانہ کے

درمیان میرا جانشین بنو۔

الا ترضٰی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی؟

''کیا تو خوش نہیں ہے کہ تیری نسبت میرے ساتھ ایسے ہے جیسے ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ فقط اس کے علاوہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''

یہ سن کر علیؑ واپس لوٹ گئے اور پیغمبر اکرمؐ نے اپنا سفر جاری رکھا۔

اتفاقاً اس جنگ میں آنحضرتؐ کا لشکر شکست سے دو چار ہوا اور ادھر ادھر فرار ہوگیا۔ جبرائیل رسول خداؐ کے پاس نازل ہوا اور عرض کی، خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فتح کی خوش خبری دیتا ہے اور آپ کو اختیار دیتا ہے کہ اپنی مدد کے لئے فرشتوں کو بلاؤ اور اگر چاہو تو علیؑ کو بلاؤ تاکہ وہ آئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے دوسری بات کو اختیار کیا جبرائیل نے عرض کیا: اپنا منہ مدینہ کی طرف کرکے آواز دو۔

یا ابا الغیث ادرکنی یا علی ادرکنی یا علی

''اے علیؑ میری مدد کو آؤ، اے علیؑ! میری مدد کو پہنچو''

سلمان کہتا ہے میں پیغمبر اکرمؐ کے حکم کے مطابق مدینہ میں رہ گیا تھا ایک دن شہر سے باہر ایک باغ میں گیا کہ وہاں علیؑ موجود تھے' جو کھجور کے درخت کی شاخوں کو کاٹ رہے تھے جب کہ میں جمع کر رہا تھا۔ اچانک میں نے سنا علیؑ نے فرمایا: ''لبیک'' میں آیا میں ابھی آیا۔ آپ درخت سے نیچے اترے اس حال میں کہ آپ کا چہرہ غمگین تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا ابا الحسن! کیا ہوا ہے، کون سا واقعہ رونما ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: لشکر رسولؐ کو شکست ہوگئی ہے، اب مجھے بلایا جارہا ہے اور مدد طلب کی جارہی ہے۔ پھر آپ فاطمہؑ کے گھر گئے اور جب واپس لوٹے تو مجھے فرمایا: اپنے قدم میرے قدموں کے نشان پر رکھتے آؤ۔

سلمان کہتا ہے: میں آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جب سترہ قدم چلے تو اپنے سامنے دو لشکروں کو دیکھا۔ امامؑ جب اس جگہ پہنچے تو ایک آواز بلند کی جس سے دو لشکروں کے درمیان

ایک فاصلہ پیدا ہوگیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہوگئے۔اس وقت جبرائیل نازل ہوا، اور رسولؐ خدا کو سلام عرض کیا تو آپؐ نے خوشی کی حالت میں اسے سلام کا جواب دیا۔

علیؑ نے دشمن کے لشکر کے بہادروں پر حملہ کیا،سب کے سب تتر بتر ہو کر بھاگ جانے پر مجبور ہوگئے، اور خدا نے کافروں کو غم اور پریشانی کی حالت میں بغیر کوئی فائدہ اٹھائے واپس لٹا دیا۔

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ(سورۃ احزاب: آیت ۲۵)

خدا نے جنگ کو مومنین سے امیر المومنین کے وسیلے، قدرت اور ہمت کے ذریعے ٹال دیا اور ایسا معجزہ دکھلایا جس سے تمام عاجز تھے خدا نے ان کی حیرت انگیز فضیلت سے پردہ اٹھا دیا کہ سترہ قدم مدینے سے چلنے کے بعد میدان جنگ میں پہنچادیا اور یہ کہ پیغمبر اکرمؐ کی آواز کو اتنی دور سے سنا اور اس کا جواب دیا۔یہ ایک بہت بڑا معجزہ اور دلیل ہے کہ آپ اس امت میں بے نظیر ہیں۔(مدینۃ المعاجز:۲/۹حدیث۳۵۴)

وہ شہید راہ خدا

(۸۸/۱۸۱) بحرانی تفسیر ''برہان'' میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: یاعلیؑ! جو تجھے دوست رکھتا ہو اور تیری دوستی کے ساتھ اس دنیا سے چلا جائے تو وہ شہید راہ خدا ہے۔ اور جو تجھے دوست رکھتا ہو اور ابھی اس کا وقت موت نہیں آیا لیکن وہ منتظر ہے۔ پس سورج طلوع اور غروب نہیں کرتا مگر یہ کہ اس پر رزق اور ایمان کا سایہ کرتا ہے۔(تفسیر برہان:۳/۳۰۳حدیث۷،الکافی:۸/۳۰۶حدیث۴۷۵)

سپہ سالار علیؑ

(۸۹/۱۸۲) تفسیر امام حسن عسکریؑ میں حضرت فرماتے ہیں:

رسول خداؐ نے ایک لشکر کو کسی سفر پر بھیجا، اس لشکر کا سپہ سالار علیؑ کو بنایا، اس لشکر سے دو آدمیوں بنام حاطب اور بریدہ نے چالاکی کی اور آپ کو دھوکہ دے کر واپس لوٹ

آئے۔ جب واپس آئے تو علیؑ کے متعلق رسول خداؐ کے سامنے بدگوئی کرنے لگے، رسول خداؐ ان کی باتیں سن کر اس قدر غمگین ہوئے کہ انہیں اس سے قبل اور بعد کبھی ایسا نہیں دیکھا گیا، آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہوگیا اور آپ کی گردن کی رگیں پھول گئیں اور پورا جسم لرزے میں آگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے بریدہ! تمہارے نزدیک جو مقام و مرتبہ علیؑ کا ہے خدا کے نزدیک اس سے کہیں زیادہ علیؑ کی قدر و منزلت ہے۔ کیا میں تمہیں علیؑ کی قدر و منزلت کا ایک گوشہ بتاؤں۔ انہوں نے عرض کیا: جی یارسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ قیامت کے دن ایک گروہ کو کھڑا کرے گا جن کے گناہوں کا پلڑا بھاری ہوگا ان سے کہا جائے گا، یہ تو تمہارے گناہ ہیں، تمہاری نیکیاں اور خوبیاں کہاں ہیں ؟ وہ کہیں گے۔ پروردگارا! ہمارے پاس نیکیاں اور نہیں ہیں۔اس وقت خدا کی طرف سے ایک آواز آئے گی کہ اگر تمہیں اپنی نیکیاں اور معلوم نہیں ہیں تو میں تمہاری نیکیوں کو جانتا ہوں اور میں ان کے مقابلے میں پوری پوری جزا دوں گا۔اتنے میں ہوا ایک چھوٹا سا کاغذ اپنے ساتھ اڑا کر لائے گی اور نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دے گی، اس کے بعد نیکیوں کا پلڑا گناہوں کے پلڑے پر بھاری ہو جائے گا۔اگرچہ وہ گناہ اس سے زیادہ ہوں جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

ان لوگوں میں سے ایک سے کہا جائے گا، اپنے ماں، باپ، بہن، بھائیوں، رشتے داروں اور دوستوں کا ہاتھ پکڑو اور انہیں جنت میں لے جاؤ۔

اہل محشر کہیں گے: خداوندا! ان لوگوں کے گناہ تو معلوم تھے اور ان کی وجہ سے گناہوں کا پلڑا بھاری تھا، لیکن ان کی نیکیوں کے بارے میں ہمیں علم نہیں ہو سکا جو تمام گناہوں پر بھاری ہوگئیں ہیں۔اس وقت خدا تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! ان میں سے ایک شخص اپنا باقی ماندہ قرضہ اپنے مومن بھائی کے پاس لے کر گیا اور اس سے کہا: یہ پیسے مجھ سے لے لو۔ میں تجھے اس لئے دوست رکھتا ہوں کیونکہ تو امیر المومنینؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ دوسرے نے اسے جواب دیا کہ میں نے یہ قرضہ تجھے معاف کیا، اس لئے کہ تو امیر

المومنینؑ کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔میرے مال میں جیسے چاہو تصرف کرو۔خدا تبارک تعالیٰ ان دو آدمیوں کے اس عمل سے خوش ہوا، ان کی قدر دانی کی، ان کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو معاف کردیا، اس عمل کو ان کے نامہ اعمال میں لکھ دیا اور بہشت کو ان کے لئے اور ان کے والدین کے لئے واجب قرار دے دیا۔

آپؐ نے فرمایا: اے بریدہ! وہ لوگ جو دشمنی علیؑ کی وجہ سے آتش دوزخ میں جائیں گے وہ ان سنگریزوں سے زیادہ ہیں جو رمی جمرات کے وقت مارے جاتے ہیں۔ پس بچو، کہیں ان میں سے نہ ہو جانا۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۳۶اا حدیث:۷۰، بحارالانوار:۳۸/۶۶ حدیث۶، تفسیر برہان:۳/۳۳۷ حدیث۳)

حیرت انگیز واقعات

(۱۸۳/۹۰) بحرانی کتاب تفسیر برہان میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں:

کہ آیۃ شریفہ:

اِنَّ عَلَيناَ لَلْهُدٰى (سورۃ اللیل: آیت ۱۲)

کو آپ نے اس طرح پڑھا۔

اِنَّ عَلِيًا لِلْهُدٰى وَاِنَّ لَنا لِلاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى

یہ آپ نے اس وقت پڑھا جب آپ سے قرآن کے متعلق سوال کیا گیا۔آپ نے فرمایا: قرآن میں بڑی حیرت انگیز چیزیں موجود ہیں جیسے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤمِنِينَ الْقِتَالَ (سورہ احزاب: آیت ۲۵)

خدا نے جنگ میں علیؑ کے سبب مومنین کو فتح عطا کی، جیسے کہ خدا کا یہ فرمان ہے:

اِنَّ عَلَيْنَا لِلْهُدٰى وَاِنَّ لَنا لِلاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى

بے شک علی سر چشمہ ہدایت ہے اور اسی کے لئے دنیا اور آخرت کی بادشاہی ہے۔(تفسیر برہان:۴/۴۷۱ حدیث ۴، بحارالانوار:۲۴/۳۹۸ حدیث ۱۲۲)

یوسفؑ اور برادران یوسفؑ

(۹۱/۱۸۴) میں نے شیعہ علماء کی بعض مناقب کی معتبر کتابوں کے ثلث اول میں دیکھا ہے کہ ابن جریر طبریؒ اپنی سند کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کرتا ہے:

جب حضرت یوسفؑ کے بھائی حضرت یوسفؑ کو کنویں میں پھینک کر واپس باپ کے پاس گئے تو حضرت یعقوبؑ نے ان سے یوسفؑ کے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جوابدیا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے ان کی بات کو نہ مانا اور انہیں جھوٹا کہا، وہ سب حضرت یعقوبؑ کے پاس سے نکل کر صحرا کی طرف چلے گئے، اور اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے ایک بھیڑیا تلاش کیا، اسے اپنے باپ کے پاس لے آئے۔ بھیڑیئے نے اپنی زبان کھولی اور حضرت یعقوبؑ کو سلام کیا۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے پوچھا: تو نے میرے بیٹے کو کیوں کھایا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے خدا کے پیغمبر! میں نے کسی انسان کا گوشت نہیں کھایا ہے آپ جانتے ہیں کہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کا گوشت وحشی جانوروں پر حرام ہے، حالانکہ میں تو اس علاقے سے نہیں ہوں۔ آج ہی اس طرف آیا ہوں۔

حضرت یعقوبؑ نے اس سے پوچھا: کہاں کا رہنے والا ہے اور ادھر آنے کی وجہ پوچھی؟ اس نے عرض کیا: میں مصر سے آیا ہوں اور اس علاقے سے گذر کر خراسان جانا چاہتا ہوں تا کہ وہاں اپنے ایک بھائی سے جا کر ملوں۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے فرمایا: اس سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟

اس نے عرض کیا: میں آپ کے باپ حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی کشتی میں تھا۔ انہوں نے جبرائیل کے ذریعے سے خدا کے فرمان کی حکایت کی کہ جو کوئی خدا کے لئے اپنے بھائی کی زیارت کرے اور دکھلاوا کا ارادہ نہ ہو تو خدا تعالیٰ اس کے اس عمل پر ہر قدم کے عوض دس نیکیاں لکھے گا، دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجات بلند کرے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تم وحشی حیوانات جو خدا کی اطاعت

کرتے ہو تمہیں اس پر جزا اور نافرمانی پر سزا نہیں دی جائے گی پھر تم یہ کیونکر کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا:

أَجْعَلُ ثَوَابَ ذٰلِکَ لِعَلِيِّ ابْنِ اَبِی طَالِبٍ وَصِيِّ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ لِشِيعَةِ

"میں اس عمل کا ثواب علی ابن ابی طالب، وصی سید المرسلین اور حضرت کے شیعوں کے لئے بطور ہدیہ پیش کروں گا"

حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا: بھیڑیا جو کہہ رہا ہے اسے سنو اور لکھ لو۔ بھیڑیئے نے کہا: ہم چوپائے پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کے سوا کسی سے ہمکلام نہیں ہوتے، پس حضرت یعقوبؑ نے خود اس کے ساتھ گفتگو فرمائی اور اپنے بیٹوں سے فرمایا تم لکھتے جاؤ۔ اس کے بعد فرمایا: اس بھیڑیئے کے لئے سفر میں کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام کرو۔ بھیڑیئے نے کہا: میں نے کسی قسم کی کوئی چیز ساتھ نہیں لی، اور جو آپ دینا چاہتے ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے اس سے فرمایا: تم ایسا کیوں کر رہے ہو اور تیرا مقصد کیا ہے؟

اس نے کہا: مجھے خدا پر پکا یقین ہے کہ اس نے جسموں کو پیدا کیا ہے تو ان کے لئے روزی کا انتظام ضرور کیا ہے وہ کسی بھی بدن کو روزی کے بغیر نہیں رہنے دے گا۔

(نوادر المعجزات: ۶۲ حدیث ۲۷)

مؤلف کہتے ہیں کہ اگر ظاہر کو دیکھا جائے تو اس حدیث کے درمیان اور حدیث نمبر ۳۰ کے درمیان تناقض پایا جاتا ہے کیونکہ اس حدیث میں بھیڑیا کہہ رہا ہے کہ ہم وحشی جانور پیغمبروں اور ان کے جانشینوں کے علاوہ کسی سے گفتگو نہیں کرتے جب کہ سابقہ حدیث میں بھیڑیئے نے چرواہے کے ساتھ گفتگو کی تھی۔

اس تضاد اور اختلاف کو دور کرنے کے لئے ممکن ہے ہم یہ کہیں کہ چرواہے کے ساتھ بھیڑیئے کا گفتگو کرنا رسولؐ خدا کے اعجاز اور ان کے حق ولایت کی وجہ سے ہے یہ بات معلوم ہے کہ اس طرح کی چیزیں حیوانات تو کیا جمادات سے بھی رونما ہوتی ہیں۔ جبکہ

حیوانات میں تو بدرجہ اولیٰ ہوسکتی ہیں۔

اور یہ کہ اس کا غیر پیغمبر اور وصی پیغمبر کے ساتھ بات نہ کرنا اس لئے تھا کہ اسے خدا کی طرف سے اجازت نہ تھی۔خدا کی اجازت کے بغیر یا پیغمبر کے معجزے کے بغیر اس کا کلام کرنا ممکن نہیں ہے۔

آسمان پر گفتگو

(۹۲/۱۸۵) صفارؒ نے کتاب ''بصائر الدرجات'' میں امام صادقؑ سے روایت نقل کی ہے:

رسول خداؐ نے فرمایا: جب خدا مجھے آسمان پر لے گیا تو میرے ساتھ کلام کی۔ اس کلام میں سے کچھ یہ ہے کہ یا محمدؐ علیؑ الاول وعلیؑ الاخر والظاہر والباطن وھوبکل شئ علیم۔ ''اے محمدؐ، علیؑ اول وآخر ہے۔وہ ظاہر وباطن ہے وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے''۔

میں نے عرض کیا: خداوندا کیا یہ تیرے اوصاف نہیں ہیں؟ اس وقت خدا نے اپنی توصیف کرنے کے بعد ان جملات کی میرے لئے تفسیر کی اور فرمایا:

علیؑ اول ہے کا مطلب یہ ہے کہ اماموں میں سے سب سے پہلے جس سے میں نے میثاق لیا وہ علیؑ ہے اور علیؑ آخر ہے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آخری ہے جس کی میں روح قبض کروں گا اور ایسی جان کا مالک ہے جو لوگوں سے گفتگو کرے گا۔

اے محمدؐ! علیؑ ظاہر ہے یعنی ہر وہ چیز جس کی تجھے وحی کی ہے وہ اس کے لئے ظاہر کردی ہے۔اے محمدؐ! علیؑ باطن ہے یعنی جس راز کے آپ امین ہیں اس سے میں نے علیؑ کو بھی باخبر کردیا ہے اور وہ اپنے اندر اسے رکھتا ہے۔ پس تیرے اور میرے درمیان ایسا کوئی راز نہیں ہے جسے علیؑ نہ جانتے ہوں۔اے محمدؐ! میں نے جو کچھ بھی حلال وحرام پیدا کیا ہے علیؑ اس کو جانتے ہیں۔ (بصائر الدرجات:۵۱۴ حدیث ۳۶، بحارالانوار:۱۸/۳۷۷ حدیث ۸۲ اور ۴۰/۳۸ حدیث ۷۳)

خیبر کے دن علیؑ

(۹۳/۱۸۶) اسی کتاب میں ابورافع سے نقل کیا ہے کہ:

جب رسول خدا نے خیبر کے دن علیؑ کو بلایا ، اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں پر ملا اور ان سے فرمایا: جب تم قلع کو فتح کرلو، تو لوگوں کے درمیان کھڑے ہو جاؤ کیونکہ خدا نے مجھے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ ابو رافع کہتا ہے: علیؑ قلع کی طرف چلے، میں ان کے ہمراہ تھا۔صبح کے وقت قلعہ خیبر کو کھولا اور لوگوں کے درمیان کھڑے ہوگئے۔ان کا ٹھہرنا ذرا طول پکڑ گیا۔لوگوں نے کہا: علیؑ خدا کے ساتھ راز و نیاز کر رہے ہیں۔اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ جو شہر فتح کیا ہے اسے اپنا شہر بنالو اور اس میں تصرف کرو،ابو رافع کہتا میں رسولؐ خدا کے پاس حاضر ہوا ،سارا واقعہ حضرت کے سامنے بیان کیا۔عرض کیا کہ جیسے آپؐ نے حکم فرمایا تھا ویسے ہی علیؑ کھڑے ہوگئے ہیں جبکہ کچھ لوگ یہ کہنے لگ گئے کہ خدا علیؑ کے ساتھ راز و نیاز کر رہا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

نعم یا ابا رافع ان الله ناجاه یوم الطائف ویوم عقبة تبوک ویوم حنین

"ہاں! اے ابو رافع! خدا نے قلع طائف کے فتح ہونے ، جنگ تبوک اور جنگ حنین کے دنوں علیؑ سے کلام فرمائی"

(بصائر الدرجات:۴۱۱ حدیث ۵، بحار الانوار:۳۹/۱۵۴ حدیث ۱۱، غایۃ المرام:۵۲۷ حدیث ۱۱، الاختصاص:۳۲۲)

اہل طائف

(۱۸۷/۹۴) اسی کتاب میں امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خداؐ نے اہل طائف سے فرمایا:

لا بعثن الیکم رجلا کنفسی یفتح الله به الخیبر

"میں تمہاری طرف ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہوگا اور خدا اس کے ہاتھ پر قلع خیبر کو فتح کرے گا"

جب صبح ہوئی تو علیؑ کو بلایا، اور ان سے فرمایا: طائف کی طرف جاؤ، جب علی طائف میں داخل ہوگئے تو حکم فرمایا تم سب بھی اس کی طرف جاؤ، جب وہاں پہنچے تو علیؑ کو ایک سفید

پہاڑ پر دیکھا۔ رسولؐ خدا نے ان سے فرمایا کہ اسی جگہ رہو، اور وہ اسی جگہ ٹھہرے رہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے بادلوں کے گرجنے جیسی ایک آواز سنی تو رسولؐ خدا سے سوال کیا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا:

ان الله عزوجل يناجى عليا عليه السلام

"خداوند تبارک وتعالٰی نے علیؑ سے گفتگو کی ہے"

علیؑ کا یہودی دوست

(۱۸۸/۹۵) محمد بن جعفر قرشی نے اپنی کتاب میں جابر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے:

امیر المومنینؑ کا ایک یہودی دوست تھا جو آپ کے ساتھ بڑا مانوس تھا۔ حضرت کا جو بھی کام ہوتا اسے انجام دیتا، یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے چل بسا۔ علیؑ اس کی خاطر بڑا غمگین ہوا۔ اس کی وجہ سے بڑے خوف زدہ ہوئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مسکراتے ہوئے علیؑ کو دیکھا اور فرمایا: یا ابا الحسن! تیرے اس یہودی دوست کے ساتھ کیا ہوا؟

علیؑ نے عرض کیا: وہ مر گیا ہے اور اس دنیا سے چلا گیا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا: اس کی خاطر غمگین اور خوفزدہ ہو؟

عرض کیا: ہاں! یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: کیا اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: اپنا سر اوپر کرو اور دیکھو۔ جب سر اوپر کیا تو چوتھے آسمان تک ان کی آنکھوں کے سامنے سے پردے اٹھ گئے اور وہاں ایک سبز رنگ کا گنبد دیکھا، جو قدرت خدا کے ساتھ بغیر کسی چیز کے لٹکا ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا:

يا ابا الحسن هذا المن يحبك من اهل الذمة واليهود والنصارى والمجوس وشيعتك المومنون معى ومعك غدا فى الجنة

"اے ابا الحسن! یہ ان کا ٹھکانا ہے جو کفار ذمی، یہود، نصارٰی اور مجوسیوں میں

سے تیرے ساتھ محبت رکھتے ہوں گے، لیکن تیرے شیعہ مؤمن قیامت کے دن میرے اور تیرے ساتھ بہشت میں ہوں گے" (مناقب ابن شہر اشوب: ۳/۲۰۰)

مؤلف کہتے ہیں: یہ مرتبہ اور مقام امیر المومنین کے غیر مسلم دوستوں کے لئے بعید نہ سمجھو، کیونکہ بادشاہ نوشیروان عادل کافر تھا، لیکن عادل تھا یا حاتم طائی ہے۔ جو سخاوت کے اعتبار سے مشہور تھا۔ اگرچہ کافر ہونے کی وجہ سے ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ لیکن وہاں پر معذب نہ ہوں گے۔ اور واضح ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی ولایت اور محبّت ان صفات سے کہیں زیادہ صاحب عظمت مقام ہے۔ لہٰذا جوان حضرت کی محبت اور دوستی رکھتے ہوں گے ان کا مقام اور مرتبہ ایسے صفات والے لوگوں سے زیادہ اور بڑا ہوگا۔

یہ تمہارے لیے ہے

(۹۶/۱۸۹) مجلسیؒ نے کتاب "بحارالانوار" میں کامل بن ابراہیم سے نقل کیا ہے۔

قبل اس کے کہ امام حسن عسکری ؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا، میں نے اپنے آپ سے کہا: میں امام سے سوال کروں کہ کیا ایسے نہیں ہے کہ جنت میں صرف وہ جائے گا جس کا عقیدہ میرے عقیدے جیسا ہوگا؟

جب میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت نے نرم اور سفید رنگ کا لطیف لباس پہن رکھا ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ ولی خدا اور حجت پروردگار خود ایسا لباس پہنے ہوئے ہے اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اس طرح کا لباس نہ پہنا کریں امام عسکریؑ نے مسکراتے ہوئے اپنی آستین مبارک کو اوپر کیا اور اسے دیکھایا کہ اس کے نیچے اون کا سیاہ رنگ لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور فرماتے ہیں:

هذا لله وهذا لكم

"یہ خدا کے لئے ہے اور یہ جو تو نے دیکھا ہے یہ تمہارے لئے ہے"

پھر میں نے آنحضرت پر سلام کیا اور اس دروازے کے پاس بیٹھ گیا جس پر پردہ

لٹکا ہوا تھا۔ جب ہوا چلی تو پردہ ایک طرف ہوگیا۔ میں نے چاند کے ٹکڑے کی مانند ایک بچہ دیکھا جس کا سن تقریباً چار سال کے قریب ہوگا۔ اس نے مجھے فرمایا: اے کامل بن ابراہیم ولی خدا حجت پروردگار اور رحمت کے دروازے کے پاس آئے ہو تا کہ ان سے سوال کرے کہ کیا جن کی معرفت اور عقیدہ تیری طرح ہے ان کے سوا کوئی اور جنت میں جائے گا؟ میں نے عرض کیا: ہاں خدا کی قسم میرا یہی مقصود تھا۔ حضرت نے فرمایا: اگر ایسا ہو تو بہت کم لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ خدا کی قسم بہشت میں ایسا گروہ بھی داخل ہوگا جن کو حقیہ کہا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت نے فرمایا:

قوم من حبهم لعلی علیه السلام یحلفون بحقه ولا یدرون ماحقه وفضله

''یہ وہ اشخاص ہیں جو حب علیؑ کی وجہ سے علیؑ کے حق کی قسم کھاتے ہیں جب کہ آپ کے حق اور فضائل میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔''

تھوڑی دیر کے لئے سکوت کیا اور فرمایا: تو اس لئے آیا ہے تا کہ مفوضہ کے بارے میں پوچھے۔ وہ جھوٹے ہیں جبکہ ہمارے دل مشیت الٰہی سے منسلک ہیں۔ جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں۔

اور خدا فرماتا ہے۔

وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّآ اَن يَّشَاءَ اللّٰه (سورہ دہر: آیت ۳۰)

''وہ نہیں چاہتے مگر وہ جو خدا چاہتا ہے''

کامل کہتا ہے پھر پردہ اپنی پہلی حالت پر واپس آ گیا اور میں نے جتنی بھی کوشش کی لیکن اسے پیچھے نہ کرسکا۔ پھر امام عسکریؑ نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا: اے کامل! اب کیوں بیٹھا ہے، کیا میرے بعد حجت نے تیرے سوالات کے جوابات دے نہیں دیئے؟ کامل کہتا ہے میں اٹھا اور امامؑ کے گھر سے باہر آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کو میں دوبارہ نہیں دیکھ سکا۔

ابونعیم کہتا ہے: میں نے کامل سے ملاقات کی، اور اس سے اس حدیث کے بارے

میں سوال کیا تو اس نے میرے لئے اسی طرح ہی نقل کی۔

(غیبۃ طوسی:۱۵۹، بحارالانوار:۲۵/۳۳۶ حدیث ۱۶ اور ۵۲/۵۰ حدیث ۳۵ اور ۵۰/۲۵۳ حدیث ۷)

آواز آئے گی

(۹۷/۱۹۰) امام حسن عسکریؑ اپنی تفسیر میں رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں:

اے ابا الحسنؑ! خداوند تعالیٰ نے تیرے عمل کی وجہ سے جو تونے انجام دیا ہے تجھے ایسی فضیلت عطا فرمائی کہ اس کے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا:

این محبو علی بن ابی طالب علیه السلام ؟

''علی ابن ابی طالبؑ کے محبّ کہاں ہیں''؟

اس وقت صالح اور نیک لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا اوران سے کہا جائے گا کہ میدان محشر میں سے جس کا بھی تم چاہو ہاتھ پکڑو کہ اسے جنت میں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ان لوگوں میں سے جس شخص کو شفاعت کا اختیار دوسروں سے کمتر ہوگا وہ دس لاکھ افراد کو نجات دے گا۔

(تفسیر امام عسکریؑ:۱۰۱، بحارالانوار:۴۲/۲۸ حدیث ۸)

علیؑ کے شیعہ پھر جنت میں

(۹۸/۱۹۱) محمد بن یعقوبؒ کتاب کافی میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور خدا اپنی تمام اول تا آخر مخلوق کو حساب وکتاب کے لئے جمع کریگا اور اس وقت رسول خدااور امیر المومنینؑ کو بلائے گا۔رسولؐ خدا کو سبز رنگ کی ایسی پوشاک پہنائی جائے گی جو مشرق ومغرب کے درمیان تمام عالم کو روشن کردے گی۔علیؑ کو بھی ایسی ہی پوشاک پہنائی جائے گی۔اس کے بعد ایک اور خوبصورت رنگوں کی رسولؐ خدا کو پوشاک پہنائی جائے گی،جس کی وجہ سے مشرق ومغرب کے درمیان تمام چیزیں روشن ہو جائیں گی اور

علیؑ کو بھی ایسی ہی پوشاک پہنائی جائے گی۔

پھر ہمیں بلایا جائے گا اور لوگوں کا حساب و کتاب ہمارے سپرد کردیا جائے گا۔خدا کی قسم ہم اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کریں گے، اس کے بعد پیغمبروں کو بلایا جائے گا وہ تمام کے تمام دو صفوں میں عرش الٰہی کے پاس کھڑے ہو جائیں گے یہاں تک کہ تمام مخلوق کے حساب سے ہم فارغ ہو جائیں گے، جب اہل بہشت بہشت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو خداوند عالم علیؑ کو حکم فرمائے گا کہ اہل بہشت کو ان کے مراتب کے مطابق بہشت میں جگہ دیں اور حوران بہشتی کا ان کے ساتھ نکاح کریں۔خدا کی قسم جو اہل بہشت کے لئے جوان کی شادی اور نکاح کا پروگرام دے گا اور ان کا عقد نکاح پڑھے گا وہ علیؑ ہے، ان کے علاوہ یہ منصب کسی کو حاصل نہیں یہ خدا کی طرف سے ان پر خصوصی انعام و اکرام اور فضیلت و برتری ہے جو ان کو خدا نے عنایت فرمائی ہے۔

خدا کی قسم! علیؑ وہ شخص ہے جو اہل جہنم کو جہنم میں داخل کرے گا۔اور علیؑ وہ ہے جب اہل بہشت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو جنت کے دروازے بند کرے گا اور جب اہل دوزخ ،جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اس کے دروازے بند کرے گا۔

فَاِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ اِلَيْهِ وَاَبْوَابَ النَّارِ اِلَيْهِ

"بے شک جنت اور جہنم کے دروازوں کا اختیار اسی (علیؑ) کو دیا گیا ہے"

(الکافی:۸/۱۵۹حدیث۱۵۴،الوافی:۵/۵۲۶حدیث۱۹،تفسیر برہان:۴/۴۵۵حدیث۱)

چکور پرندہ

(۱۹۲/۹۹) سید ابن طاؤس "کتاب الیقین" میں اہل سنت کی طرف سے ایک روایت نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین مکہ میں کوہ صفا پر چل رہے تھے کہ اچانک ایک پرندہ دیکھا جو چکور پرندے کی مثل تھا اور زمین پر چل رہا تھا۔جب وہ پرندہ امیر المومنینؑ کے سامنے آیا تو

حضرت علیؑ نے اسے سلام کیا۔ پرندے نے عرض کیا: آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں یا امیر المومنین۔ حضرت نے فرمایا: اے پرندے! تو یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! مجھے چار سو سال ہو چکے ہیں کہ میں اس جگہ خدا کی تسبیح کرتا ہوں کہ اس کی تقدیس و تمجید میں مشغول رہتا ہوں اور اس کی بطور کامل عبادت کرتا ہوں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے پرندے! صفا ایک ایسی سرزمین ہے جس پر نہ تو کوئی کھانے کے لئے چیز ملتی ہے اور نہ ہی پینے کو، تو یہ چیزیں کیسے حاصل کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا:

وَقَرَابَتُکَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِنِّی کُلَّمَا جِعْتُ دَعَوْتُ اللّٰهَ لِشِیْعَتِکَ وَمُحِبِّیْکَ فَاَشْبَعُ وَاِذَا ضَمَئْتُ دَعَوْتُ اللّٰهَ عَلٰی مُبْغِضِیْکَ وَغَاصِبِیْکَ فَاَرْوِیْ

"آپ کی رسولؐ خدا کے ساتھ قرابتداری کی قسم! جب مجھے بھوک لگتی ہے، میں خدا سے آپ کے شیعوں اور دوستوں کے لئے دعا کرتا ہوں تو میں سیر ہو جاتا ہوں اور جب مجھے پیاس لگتی ہے تو میں آپ کے دشمنوں اور آپ کا حق غصب کرنے والوں پر لعنت کرتا ہوں تو سیراب ہو جاتا ہوں"

(الیقین: ۲:۷۲، ۹۲، الفضائل: ۱۶۲، الروضۃ: ۳۶، بحارالانوار: ۴۱/۲۳۵ حدیث ۶)

جہنّم کے کنارے

(۱۹۳/۱۰۰) شیخ طوسی کتاب "امالی" میں امام باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تو اس وقت کیا محسوس کرے گا جب جہنّم کے کنارے پر بیٹھا ہوگا اور لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ پل صراط سے گذرو۔ اور تو جہنّم سے کہے گا یہ تیرے لئے اور یہ میرے لئے یعنی ایک گروہ کو جہنّم کے حوالے کرے گا اور ایک گروہ کو جہنّم سے نجات دے گا؟ علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ جو سلامتی کے ساتھ عبور کریں گے وہ کون ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا:

اُولٰئِکَ شِیْعَتُکَ مَعَکَ حَیْثُ کُنْتَ

''وہ تیرے شیعہ ہوں گے جہاں تو ہوگا وہ تیرے ساتھ ہوں گے''

(امالی طوسی:۹۴ حدیث ۵۵ مجلس ۳، بحارالانوار:۳۹/۱۹۷ حدیث ۸)

ایک شاعر نے کتنے اچھے اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے علیؑ! تیری دوستی اور ولایت میرے لئے امان ہے۔اس وقت جب جہنّم لوگوں پر اپنے شعلے بھڑکائے گی۔

وہ بندہ جہنّم سے کیونکر خوف کھائے گا جو تیری دوستی رکھتا ہوگا۔کیونکہ تو اس کو تقسیم کرنے والا ہے''۔

وہ ابھی ارواح تھے

(۱۹۴/۱۰۱) شیخ صدوقؒ امام صادقؑ سے آپ کے آباؑ و اجدادؑ کے ذریعے سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! عالم ذر میں مجھے میری امت دکھائی گئی اور میں نے سب کو دیکھا، جب کہ وہ ابھی ارواح تھے اور ان کے جسم ابھی تک پیدا نہ کئے گئے تھے۔اس وقت میں تیرے اور تیرے شیعوں کے قریب سے گذرا تو میں نے تمہارے لئے مغفرت طلب کی۔

علیؑ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! میرے شیعوں کے متعلق کچھ اور ارشاد فرمائیے۔
آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! تو اور تیرے شیعہ قبروں سے ایسے نکلیں گے کہ تمہارے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے، تمام سختیاں تم سے دور ہوں گی، ہر قسم کی پریشانی اور غم ختم ہوں گے، عرش الٰہی تم پر سایہ کرے گا۔دوسرے لوگ ڈریں گے اور تمہیں اس وقت کوئی ڈر نہ ہوگا۔وہ غمناک ہوں گے اور تمہیں کوئی غم نہ ہوگا۔تمہارے لئے دستر خوان لگایا جائے گا، جب کہ دوسرے لوگ حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے۔

(فضائل الشیعہ:۶۸ حدیث ۲۷، بحارالانوار:۷/۱۸۰ حدیث ۲۰، بصائر الدرجات:۸۴ حدیث ۵)

وہ اسرافیل ہے

(۱۰۲/۱۹۵) اہل سنت کے عالم دین خوارزمی کتاب مناقب میں ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جس نے علیؑ کو اپنا بھائی بنایا وہ اسرافیل ہے۔اس کے بعد میکائیل اور جبرائیل تھے۔ اہل آسمان میں سے سب سے پہلے جس نے علیؑ کی محبت پر فخر کیا وہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے ہیں۔ان کے بعد رضوان نے فخر کیا جو خزانہ دار بہشت ہے اور اس کے بعد روح قبض کرنے والا فرشتہ اسرافیل ہے جس نے دوستی علیؑ پر فخر کیا۔

وان ملک الموت یترحم علی محبیی علی بن ابی طالب علیہا السلام کما یترحم علی الانبیاء

"بے شک ملک الموت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوستوں پر ایسے رحم کرے گا جیسے انبیاء پر رحم کرے گا"

(مناقب خوارزمی: ۷۲ حدیث ۴۹، مناقب ابن شہر اشوب: ۳۲/۲، ینابیع المودۃ: ۱۳۳/۳، کشف الغمۃ: ۱/ ۱۰۳، غایۃ المرام: ۵۸۰ حدیث ۲۶)

اور اسے چن لیا ہے

(۱۰۳/۱۹۶) امام حسن عسکریؑ رسول خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اے خدا کے بندو! تم پر اس کی خدمت کرنا لازمی ہے جسے خدا نے معتبر کیا ہے اور عزت کی ہے، اس طرح کہ اسے اپنی مخلوق کے درمیان سے پسند کیا اور اسے چن لیا ہے۔ اسے انبیاء کے سردار محمدؐ کے بعد اہل آسمان اور زمین میں سب سے بہترین بنایا ہے اور تم پر ضروری ہے کہ آنحضرت یعنی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوستوں کے ساتھ دوستی کرو اور ان کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کرو۔

آپؐ نے اپنی کلام کو جاری رکھا یہاں تک کہ یہ فرمایا: قیامت کے دن اس (علیؑ)

کے شیعوں میں سے ایک شیعہ کو لایا جائے گا، جس کے گناہوں کے پلڑے میں خدا نے اتنے بڑے گناہ رکھے ہوں گے جو مضبوط پہاڑوں سے تلاطم خیز سمندر اور بھی سخت ہوں گے، لوگ جب اس منظر کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ بندہ ہلاک ہوگیا، اور اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ تباہ ہوگا اور ہمیشہ کے لئے عذاب الٰہی میں رہے گا۔ اس وقت بارگاہ ایزدی سے ایک ندا آئے گی: اے خطا کار بندے! یہ وہ گناہ ہیں جنہوں نے تجھے ہلاک کردیا ہے۔ کیا ان گناہوں کے مقابلے میں کوئی نیکی تیرے پاس ہے جس کی وجہ سے تجھے اچھی جزا دوں اور اپنی رحمت کے صدقے تجھے بہشت میں داخل کروں؟ وہ بندہ خدا سر نیچے کئے ہوئے کہے گا میرے خدا میں نہیں جانتا ہوں دوبارہ خدا کا منادی ندا دے گا کہ خدا تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے اس وسیع و عریض میدان میں آواز دو اور کہو میں فلاں ہوں اور فلاں کا بیٹا ہوں اور فلاں شہر کا رہنے والا ہوں اور میں ایسے گناہ کر چکا ہوں جو پہاڑوں اور سمندروں سے سنگین تر ہیں۔ ان کے مقابلے میں میری کوئی نیکی اور اچھا کام نہیں ہے۔ اس میدان محشر میں کوئی تم میں سے ایسا ہے جس کے ساتھ میں نے کوئی احسان کیا ہو، یا اسے کوئی چیز بخشی ہو کہ جس کی وجہ سے اب وہ میری مدد کرے، کیونکہ اس وقت مجھے اس چیز کی ضرورت ہے۔ وہ بندہ خدا خدا کے حکم کے مطابق ایسی آواز دے گا۔ سب سے پہلے اس شخص کی آواز پر جو جواب دے گا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں گے اور وہ فرمائیں گے:

لبیک لبیک ایھا الممتحن فی محبتی المظلوم بعداوتی

"لبیک، لبیک! اے وہ جس کا میری محبت اور دوستی میں امتحان کیا گیا اور میرے ساتھ دشمنی کی وجہ سے میرے دشمنوں کا دشمن ہوا"

پھر امامؑ ایک بہت بڑے گروہ کے ساتھ اس کی مدد کو پہنچیں گے۔ اگرچہ ان کی تعداد اس شخص کو چاہنے والوں کی تعداد سے کمتر ہوگی۔ اس کے بعد وہ گروہ جو علیؑ کے ساتھ آیا ہوگا، حضرتؑ سے عرض کرے گا کہ ہم اس شخص کے ایمانی بھائی ہیں، وہ ہمارے ساتھ نیکی کرتا تھا ہماری عزت و احترام بجا لاتا تھا اور ہمارے ساتھ اس کی برخورد باوجودیکہ ہمارے ساتھ

احسان کرتا اور ہمیں عطیات دیتا بڑی عجز و انکساری کے ساتھ ہوتی تھی۔ہم اپنی تمام اطاعتیں اور عبادتیں اسے دیتے ہیں۔علیؑ کہیں گے، پس تم لوگ خود کیسے اور کس عمل کے ساتھ بہشت میں جاؤ گے؟وہ عرض کریں گے: ہم اس رحمت خداوندی کے سبب جنت میں جائیں گے جو ہر اس شخص کے شامل حال ہوگی جو آپ کو دوست رکھتا ہوگا۔دوبارہ بارگاہ ایزدی سے ندا آئے گی کہ اے رسول خدا کے بھائی! یہ اس شخص کے ایمانی بھائی تھے اور انہوں نے اسے یہ کچھ بخش دیا ہے، آپ اس پر کونسا احسان کریں گے؟ میں جو اس کے اور اس کے گناہوں کے درمیان حکم کرنے والا ہوں اس کے تمام کے تمام گناہ تیرے ساتھ محبت کے سبب میں نے بخش دیئے ہیں لیکن وہ گناہ جو اس کے اور میرے بندوں کے درمیان واقع ہوئے ہیں نیز اس نے جو ان پر ظلم کیا اور ان سے جو قرضہ لیا ہے، اس کا تو حساب اس سے لیا جائے گا اور اس کا محاسبہ ہوگا جب تک اس کی ان گناہوں سے جان نہ چھوٹے، نجات نہیں پا سکتا۔علیؑ کہیں گے خدا وندا تو جو حکم فرمائے گا میں وہی انجام دوں گا۔

خدا تبارک و تعالیٰ فرمائے گا جو اس شخص کے خلاف مدعی ہیں اور جن کا اس کے ساتھ جھگڑا ہے ،تو ان کی ضمانت لے اور ان پر جو ظلم ہوا ہے اسے پورا کر۔علیؑ ایسا ہی کریں گے اور ان سے فرمائیں گے کہ اس شخص کی طرف سے تم پر جو ظلم ہوا ہے اس کے بدلے میں ثواب مجھ سے لے لو اور اسے معاف کردو۔وہ کہیں گے: اے رسول خداؐ کے بھائی! ہم آپ سے صرف اس ایک سانس کا ثواب مانگتے ہیں جو آپ نے شب ہجرت بستر رسول خداؐ پر سوتے ہوئے لیا۔

امیر المومنینؑ اس کو قبول کرلیں گے۔اور اس رات میں لئے ہوئے ایک سانس کا ثواب انہیں بخش دیں گے۔اس وقت خدا تبارک و تعالیٰ علی کی بات ماننے والوں سے فرمائے گا: اے میرے بندو! اب ان مقامات کی طرف دیکھو جو تمہیں علیؑ کی طرف سے تم پر کئے گئے ظلم کے بدلے میں عطا کئے گئے ہیں۔اور ان کو جنتی محلات دکھائیں گے۔جب وہ ایسے مراتب اور منازل کا نظارہ کریں گے جو نہ تو ان کی آنکھ نے کبھی دیکھے ہوں گے نہ کان نے ان کے

اوصاف سنے ہوں گے اور نہ دل میں کبھی ان کا خیال آیا ہوگا تو عرض کریں گے: اے خدا! اتنا کچھ ہمیں عطا کرنے کے بعد کیا تیری جنت میں کوئی چیز باقی رہ گئی ہے؟ باقی مؤمن بندے، صدیقین، شہداء اور صالحین کہاں داخل ہوں گے؟ شاید وہ خیال کریں گے کہ تمام کی تمام جنت تو ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ پھر خدا کی طرف سے آواز آئے گی، اے میرے بندو! جو تم نے دیکھا ہے یہ علیؑ کی سانسوں میں سے ایک سانس کا ثواب ہے، جو تمہیں سوال کرنے پر بخش دیا ہے اب اس کی برکت سے بہشت میں داخل ہو جاؤ اور اسے اپنے تصرف میں لے آؤ۔ پھر وہ ممالک دیکھیں گے جو خدا نے علیؑ کے لئے اضافہ کئے ہیں۔ اور یہ بہشتی مملکتیں اس سے کہیں زیادہ ہیں جو خدا کی راہ میں لوگوں کو عطا کی ہیں۔ اس کا اندازہ خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

پھر رسول خداؐ نے فرمایا:

اَذٰلِکَ خَیرٌ نُزُلاً اَم شَجَرَۃُ الزَّقُوم (سورہ صافات: آیت ۶۲)

''کیا یہ مقام عالی بہتر ہے یا وہ شجرہ زقوم جو میرے بھائی اور جانشین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لئے تیار کیا گیا ہے''

(تفسیر امام عسکریؑ: ۱۲۷، بحارالانوار: ۸/۵۹ حدیث ۸۲، تاویل الآیات: ۱/۹۰ حدیث ۷۸)

علیؑ کی محبّت جنت کی کنجی ہے

(۱۰۴/۱۹۷) محمد بن حسن صفارؒ کتاب ''بصائر'' میں اور شیخ طوسی کتاب ''امالی'' میں حذیفہؒ سے نقل کرتے ہیں:

میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی مرد یا عورت مر جائے اور اس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی علیؑ کی محبت ہو تو خداوند تبارک و تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ (امالی طوسی: ۳۳۰ حدیث ۱۰۷ مجلس ۱۱، بحارالانوار: ۳۹/۲۴۶ حدیث ۲)

انوکھا درخت

(۱۰۵/۱۹۸) برسیؒ نے رسولؐ خدا سے نقل کیا ہے:

حب علی بن ابی طالب شَجَرَۃٌ اَصْلُهَا فِی الْجَنَّةِ وَاَغْصَانُهَا فِی الدُّنْیَا
فَمَنْ تَعَلَّقَ بِغُصْنٍ مِنْهَاجَرَہَ اِلَی الْجَنَّةِ

"علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت اس درخت کی مثل ہے، جس کی جڑیں جنت میں اور شاخیں دنیا میں ہیں۔ جو کوئی بھی اس کی شاخوں کے ساتھ لٹک گیا اسے وہ جنت کی طرف کھینچ کر لے جاتا ہے"

آپ نے اور روایت میں فرمایا ہے:

اِنَّ حُبَّ عَلِیٍّ سَیِّدُ الْاَعْمَالِ

"بے شک علیؑ کی محبت اعمال کی سردار ہے"

(فضائل ابن شاذان:۱۴۸ سطر۵، الروضۃ الفضائل:۲۷، بحارالانوار:۴۰/۴۶ حدیث ۸۳، مناقب خوارزمی:۳۲۴)

بلکہ موسیٰؑ سے بھی پہلے

(۱۹۹/۱۰۶) ابن شاذانؒ نے کتاب "روضۃ الفضائل" میں ابن عباس سے نقل کیا ہے:

علیؑ ابن ابی طالبؑ رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ امیر المومنینؑ آئے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: بے شک علیؑ نے مجھ سے پہلے امیر المومنینؑ کا نام حاصل کرلیا ہے۔ اصحاب نے عرض کیا: آپ سے پہلے یارسولؐ اللہ؟

آپؐ نے فرمایا: بلکہ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ سے بھی پہلے۔ اصحاب نے عرض کیا: عیسیٰؑ اور موسیٰؑ سے پہلے یارسول اللہؐ؟ آپ نے فرمایا: سلمانؑ بن داؤدؑ سے بھی پہلے۔ حضرت آدمؑ تک تمام پیغمبروں کا نام لیا۔ اور پھر فرمایا: خدانے جب آدمؑ کی مٹی کو گوندھا اور ان کی آنکھوں کے سامنے بڑا سا مروارید لٹکایا جو خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا تھا۔ خدا نے مروارید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: میں تیرے اندر ایک ایسے مرد کو ٹھہراؤں گا جسے تمام مومنین کا امیر قرار دوں گا، اور جب علیؑ کو پیدا کیا تو اس مروارید میں آپ کو قرار دیا۔ پس علیؑ کو آدم کی خلقت سے پہلے امیر المومنین کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ (فضائل ابن شاذان:۱۰۴، الروضۃ:۵،

بحارالانوار: ۳۷/۳۳۷ حدیث۷۷مدینۃ المعاجز: ۱/۱۷ حدیث۲۱حلیۃ الابرار:۲/۱۳حدیث۴،غایۃ المرام:۲۶حدیث۳۱)

علیؑ اور بتولؑ کا نکاح

(۲۰۰/۱۰۷) تاریخ بغداد میں اہل سنت کی طرف سے بلال بن حمامہ کی روایت نقل کرتے ہیں:

ایک دن پیغمبر اکرمؐ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ابن عوف نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ہم آپ کے چہرے کو بڑا خوش دیکھ رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: خدا کی طرف سے میرے چچا زاد بھائی علیؑ اور میری بیٹی فاطمہؑ کے متعلق خوش خبری آئی ہے کہ خدا نے علیؑ کا نکاح فاطمہؑ سے کردیا ہے اور رضوان جو بہشت کا خزانہ دار ہے، اسے حکم فرمایا ہے کہ درخت طوبیٰ کو ہلائے، اوراس سے اہل بیتؑ کے دوستوں کی تعداد کے مطابق پتے اور کاغذ گرائے۔ اور درخت کے نیچے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان میں سے ہر ایک کو سند عطا فرمائی ہے۔پھر فرمایا: جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ فرشتے لوگوں کے درمیان محبان اہل بیتؑ کو صدادیں گے اور جو ملے گا اسے وہ سند (جو آزادی دوزخ کی سند ہے) عطا کرتے جائیں گے۔

(تاریخ بغداد:۴/۲۱۰حدیث۱۸۹۷،ماہ منقبۃ:۱۶۶منقبت۹۲، بحارالانوار:۲۷/۱۱۷حدیث۹۶)

ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ وہ سند شیعیان علیؑ اور فاطمہؑ کے لیے آتش جہنم سے آزادی کی سند ہے جس پر خدا نے دستخط فرمائے ہیں۔

گناہوں کا اقرار

(۲۰۱/۱۰۸) شاذان بن جبرئیل قمی نے کتاب فضائل میں عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے:

امیر المومنینؑ قضاوت کی مسند پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص بنام ''صفوان اکحل'' وہاں آیا اور اس نے عرض کیا: میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں اور گناہوں کا ارتکاب کر چکا ہوں، مجھے ان گناہوں سے پاک فرمادیں تا کہ جب میں آخرت کی طرف جاؤں تو گناہ

میرے ساتھ نہ ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: سب سے بڑا تیرا گناہ کونسا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں بچوں کے ساتھ لواطہ کرتا رہا ہوں۔آپ نے فرمایا: کون سی چیز کو تو پسند کرے گا، کیا ذوالفقار کی ایک ضرب تجھے لگاؤں یا تجھ پر دیوار گراؤں، یا آگ میں ڈالوں۔ یہ اس کی سزا ہے جو اس طرح کا گناہ کرتا ہے۔اس نے عرض کیا: اے میرے آقا! مجھے آگ میں جلادیں تا کہ آخرت کی آگ سے نجات حاصل کرلوں۔علیؑ نے عمار سے فرمایا: بانس کی لکڑی کے ایک ہزار گٹھے جمع کرو، تا کہ کل آگ جلا کر اس میں اسے پھینک دیں۔اس کے بعد اس سے فرمایا جاؤ اگر کسی سے کچھ لینا یا دینا ہے تو اس بارے وصیت کرلو۔وہ چلا گیا اور امامؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اپنے مال کو اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کردیا۔اور جس کسی کا حق اس کی گردن پر تھا اسے واپس کردیا۔ پھر امیر المومنینؑ کے حجرہ میں جو نوحؑ کے گھر میں مسجد کوفہ کی مشرق کی جانب ہے رات بسر کی۔صبح جب امیر المومنینؑ نے نماز پڑھی تو عمار سے فرمایا: کوفے کے لوگوں کے درمیان اعلان کردو کہ گھروں سے باہر آئیں اور دیکھیں کہ کیسے علیؑ خدا کے حکم کو نافذ کرتا ہے۔ایک گروہ کہنے لگا کس طرح علیؑ اپنے شیعوں میں سے ایک شخص کو آگ میں جلائے گا۔ اگر ایسے کرے گا تو یہ کام کرنے سے اس کی امامت باطل ہو جائے گی۔یہ بات علیؑ کے کانوں تک پہنچ گئی۔عمار کہتا ہے: امامؑ نے اس شخص کو پکڑا اور بانس کی لکڑیوں کو اس کے اوپر ڈال دیا اور اسے آگ جلانے والا پتھر دے کر فرمایا: اے شخص! ان لکڑیوں کو آگ لگاؤ اور اپنے آپ کو جلاؤ۔اگر تو میرے شیعوں اور دوستوں میں سے ہوگا، اور میری معرفت رکھتا ہوگا تو اس آگ میں نہیں جلے گا اور اگر میرے مخالفین میں سے ہوگا یا مجھے جھٹلانے والوں میں سے ہوگا تو یہ آگ تیرا گوشت کھا جائے گی اور تیری ہڈیوں کو خاکستر بنادے گی۔

اس شخص نے آگ جلائی۔ بانس کی لکڑیوں کو آگ لگ گئی، لیکن وہ شخص آگ کے نیچے سالم رہا، یہاں تک کہ جو سفید قمیض اس نے پہن رکھی تھی وہ بھی میلی نہ ہوئی۔

امامؑ نے فرمایا: وہ جو صراط مستقیم سے منحرف ہوگئے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔اور غلط راہ

پر چل پڑے ہیں اور گمراہ ہوگئے ہیں پھر آپ نے فرمایا:

اِنَّ شَيْعَتَنَا مِنَّا وَاَنَا قَسِيمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ شَهِدَ لِي بِذَٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي مَوَاطِنَ كَثِيْرَةً

"ہمارے شیعہ ہم میں سے ہیں اور میں جنت اور دوزخ کا تقسیم کرنے والا ہوں، رسولؐ خدا نے میرے لے اس بارے میں کئی مقامات پر گواہی دی ہے"

(فضائل ابن شاذان:۴/۷، بحارالانوار:۴۲/۴۳ حدیث۱۶، مدینۃ المعاجز:۱/۲۵۸ حدیث۱۶۵)

ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

علی حبه جنة
قسيم النار والجنة
وصی المصطفیٰ حقا
امام الانس والجنة

"علیؑ کی محبت ڈھال ہے وہ جنت وجہنم کو تقسیم کرنے والے انسانوں اور جنوں کے آقا اور مولا ہیں"۔

علیؑ انوکھا سلطان ہے

(۱۰۹/۲۰۲) کتاب "منہج التحقیق الی سواء الطریق" کے مؤلف، سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں:

میں امام حسنؑ، امام حسینؑ، محمد بن حنفیہ، محمد بن ابوبکر، عمار یاسر اور مقداد امیر المومنینؑ کی خدمت میں موجود تھے، حضرت کے بیٹے امام حسنؑ نے آپ سے عرض کیا:

یا امیر المومنینؑ! سلیمانؑ نے خدا سے ایک ایسی سلطنت مانگی ہے جو اس کے بعد کسی کو نہ ملے۔خدا نے اسے ایسی ہی سلطنت عطا فرمائی۔آیا اس سلطنت اور بادشاہی میں آپ کا بھی حصہ ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا

اور مخلوق کو پیدا کیا۔ سلیمانؑ بن داوٗد نے خدا سے جیسی سلطنت کی درخواست کی خدا نے اسے ویسی عطا فرمائی۔۔ بے شک تیرے باپ کی حکومت اس چیز پر ہے کہ تیرے نانا رسولؐ خدا کے سوا نہ کسی کو پہلے ملی ہے اور نہ ہی بعد میں ملے گی۔

امام حسنؑ نے عرض کیا: ہم چاہتے ہیں جو کرامات خدا نے آپ کو عطا کی ہیں اور ان کے ذریعے سے آپ کو فضیلت عطا فرمائی ہے ہمیں دکھلائیں۔ امامؑ نے فرمایا: اگر خدا نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔

اس کے بعد آپ اٹھے، وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی جسے کوئی نہ سمجھ سکا۔ پھر مغرب کی طرف اشارہ کیا، فوراً اس طرف سے ایک بادل ظاہر ہوا جو ہمارے سر کے اوپر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور بادل ظاہر ہوا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: اے بادل! حکم خدا کے ساتھ نیچے آؤ۔ پس وہ بادل نیچے آیا اور کہہ رہا تھا۔

اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله وانک خلیفته ووصیه من شک فیک فقد ضل عن سبیل النجاة

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اور ان کے جانشین اور وصی ہیں۔ جس نے بھی آپ کے متعلق شک کیا تو وہ راہ نجات سے دور ہوا اور گمراہ ہو گیا''

امام حسنؑ فرماتے ہیں کہ پھر وہ بادل زمین پر ایسے بچھ گیا جیسے کوئی دستر خوان والا کپڑا بچھا ہوتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے وہاں موجود افراد کو فرمایا: اس کے اوپر بیٹھ جاؤ، ہم سب اس پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد ایک اور بادل کو اشارہ فرمایا، وہ بھی نیچے آیا اور اس نے بھی پہلے والے بادل کی طرح گواہی کے کلمات کہے، امیر المومنینؑ اکیلے اس بادل پر بیٹھ گئے، کچھ کلمات ارشاد فرمائے، اور مغرب کی طرف جانے والے راستے کی طرف اشارہ فرمایا: اچانک ان بادلوں کے نیچے ہوا پیدا ہوئی جس نے انہیں بلند کر دیا۔ میں نے امیر المومنینؑ کی طرف دیکھا، کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ایک تخت پر تشریف فرما ہیں اور آپ کے چہرے سے اتنا نور

چمک رہا ہے کہ اس کو دیکھنے کی آنکھ طاقت نہیں رکھتی۔

امام حسنؑ نے عرض کیا: سلیمانؑ بن داوٗد کے پاس ایک انگوٹھی تھی، جس کے ذریعے سے ہر چیز ان کے تابع تھی۔آپ کے پاس کیا چیز ہے کہ جس کی وجہ سے ہر چیز آپ کی اطاعت کرتی ہے۔آپ نے فرمایا:

انا عین الله فی ارضه انا لسانه الناطق فی خلقه انا نور الله الذی لا یطفی انا باب الذی یوتی منه وحجته علی عباده

میں خدا کی زمین میں اس کی دیکھتی ہوئی آنکھ ہوں اور اس کی مخلوق کے درمیان اس کی بولتی ہوئی زبان ہوں۔میں خدا کا وہ نور ہوں جو کبھی نہیں بجھتا، میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں جس سے داخل ہونا چاہیے اور میں اس کے بندوں پر اس کی حجت ہوں۔

پھر فرمایا: ''کیا تم پسند کرو گے کہ میں تمہیں سلیمانؑ بن داوٗد کی انگوٹھی پیش کردوں ؟''

ہم نے عرض کیا: ہاں جی امامؑ نے اپنا دست مبارک جیب میں ڈالا، اور ایک انگوٹھی نکالی جو سونے کی بنی ہوئی تھی۔جس میں سرخ یاقوت کا نگینہ جڑا ہوا تھا۔جس پر لکھا ہوا تھا''محمدؐ و علیؑ''

سلیمان کہتے ہیں: ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔امامؑ نے فرمایا: کس چیز سے تعجب کر رہے ہو؟ مجھ جیسے سے ایسی چیزوں کا ظاہر ہونا کوئی عجیب چیز نہیں ہے۔آج میں تمہیں وہ چیزیں دکھاؤں گا جو تم نے کبھی نہ دیکھی ہوں۔

آپ نے مزید فرمایا: کیا تم سلیمانؑ بن داود کو دیکھنا چاہتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جی حضور، امامؑ اٹھے، اور ہم آپ کے پیچھے چل پڑے یہاں تک کہ ہمیں ایک باغ میں لے گئے، ایسا باغ ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا۔اس باغ میں قسم قسم کے پھل اور انگور تھے۔نہریں جاری تھیں ۔درختوں پر پرندے محو گفتگو تھے۔جب ان پرندوں نے حضرت کو دیکھا تو آپ کے ارد گرد چکر کاٹنے اور اپنے پر پھلانے لگے۔ یہاں تک کہ ہم باغ کے درمیان پہنچ گئے، ہم نے

ایک تخت دیکھا جس پر ایک جوان اپنے سینے پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا، امیرالمومنینؑ نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالی اور اس جوان (یعنی جو سلیمانؑ بن داوٗد تھے) کی انگلی میں ڈالدی، وہ جوان فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور عرض کی:

اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ وَوَصِیَّ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَنْتَ وَاللّٰہِ الصِّدِیْقُ الْاَ کْبَرُ وَالْفَاوَقُ الْاَعْظَمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَمَسَّکَ بِکَ وَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْکَ وَاِنّی سَأَلْتَ اللّٰہَ بِکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاَعْطَیْتَ ذٰلِکَ الْمُلْکَ

"اے مومنوں کے امیر اور اے پروردگار عالم کے رسول کے وصی! آپ پر سلام ہو، خدا کی قسم آپ صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ جس نے بھی آپکا دامن پکڑا وہ کامیاب ہوگیا، اور جس نے بھی آپکا دامن چھوڑ دیا اور آپ سے روگردان ہوگیا وہ نقصان اور گھاٹے میں رہا۔ میں نے خدا سے آپ اہل بیتؑ کا واسطہ دے کر سوال کیا تو خدا نے مجھے یہ سلطنت عطا فرمائی"

سلمان کہتا ہے: جب میں نے سلیمانؑ بن داوٗد کی کلام سنی تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا، امیرالمومنینؑ کے قدموں پر گر گیا، قدموں کا بوسہ لیا اور خدا کا شکر ادا کیا، کہ اس نے مجھے پر لطف فرمایا اور مجھے ان اہل بیت کی ولایت کی طرف راہنمائی فرمائی جن سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھا اور جن کے وجود مبارک کو ہر اعتبار سے پاک و منزہ پیدا کیا۔ (مدینۃ المعاجز: ۱/۲۴۳ حدیث ۱۵۵)

مؤلف فرماتے ہیں: سید ہبۃ اللہ نے کتاب "مجموع الرائق" میں اس حدیث کو بطور مفصل نقل کیا ہے۔

امیرالمومنینؑ نے ان کو یاجوج و ماجوج دکھائے۔ ان میں سے ہر ایک کا قد ایک سو بیس ذراع تھا اور کچھ کا ساٹھ ذراع۔ (ذراع کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک ہوتی ہے) کچھ ان میں سے ایسے تھے کہ ایک کان کو اپنے نیچے فرش بناتے تھے اور دوسرے کان

کولحاف کے طور پر اوپر اوڑھتے تھے۔ اس دیوار کو دیکھا جو ان کے اور ہمارے درمیان موجود ہے۔ اس درخت کو ابھی دیکھا جس کے نیچے امیرالمومنینؑ ہر روز صبح کے وقت دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس درخت نے ان کے ساتھ کلام کی کہ چالیس دن ہو چکے ہیں کہ حضرت صبح کے وقت نماز پڑھنے نہیں آئے۔ اس فرشتے کو بھی انہوں نے دیکھا جو رات کی تاریکی پر معین کیا گیا ہے جس کا ایک ہاتھ مغرب تک اور دوسرا مشرق تک پھیلا ہوا۔

مذکورہ کتاب میں ماوراء کوہ قاف کے متعلق امیرالمومنین کے علم کے بارے میں حدیث ذکر ہوئی ہے۔ اور قوم عاد کے باقی ماندہ لوگ اور پھر ان کی ہلاکت کا منظر جو حضرت نے ان کو دکھلایا وہ بھی مذکور ہے۔ اس حدیث کے آخر میں علیؑ نے ان سے فرمایا: کیا اس سے جو تم نے دیکھا ہے حیران کن تر دکھلاؤں؟ ہم نے عرض کیا: ہم میں سے کوئی بھی اس سے زیادہ برداشت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

(مدینۃ المعاجز: ۱/۵۴۹ حدیث ۳۵۱، مختصر: ۱۷۔۷۴، بحارالانوار: ۲۷/۳۳ حدیث ۵، نفس الرحمٰن: ۱۱۷۔۱۱۹)

مؤلف فرماتے ہیں: سلمان جو ایمان کے دسویں حصے پر فائز ہے۔ وہ بلاؤں اور موت وغیرہ کو جانتا ہے، اس کے پاس اسم اعظم تھا۔ جب امام صادق علیہ السلام کے پاس اس کا نام لیا جاتا تو آپ اس کے بارے میں فرماتے:

صلوات اللہ علی سلمان

خدا کی رحمت ہو سلمان پر۔

وہ ان تمام اوصاف کے باوجود طاقت نہ رکھتا تھا کہ حضرت کے فضائل اور مناقب کو برداشت اور تحمل کرے ہم جو ذرہ سے بھی حقیر تر ہیں ہماری کیا مجال ہے کہ آپؑ کے فضائل اور مناقب کو برداشت کرسکیں۔

ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں وہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم معرفت کے ان نگینوں کی تصدیق کریں اور انہیں قبول کرسکیں۔ ہم شیطانی وسوسوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں تاکہ ناشکری نہ کریں اور کفران نعمت سے بچے رہیں۔

علیؑ اور صالحؑ نبی

(۲۰۳/۱۱۰) علیؑ کا مقام اور شخصیت صالح نبی کی نسبت سلمان کی حدیث کے ذیل میں بیان ہوا ہے۔

پھر امیر المومنینؑ اٹھے اور ہم نے اچانک ایک جوان کو پہاڑ کے اوپر دیکھا جو دو قبروں کے درمیان کھڑا ہو کر نماز ادا کر رہا تھا۔ ہم نے عرض کیا: یا امیر المومنین! یہ جوان کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ صالحؑ نبی ہیں اور یہ دو قبریں ان کے والد اور والدہ کی ہیں، وہ ان دو قبروں کے درمیان عبادت میں مشغول ہیں، صالحؑ نے جب علیؑ کو دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور رونے لگے۔ اور ہاتھ کے ساتھ امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا، پھر اس ہاتھ کو سینے پر رکھ کر گریہ کرنے لگے۔ امیر المومنینؑ ان کے پاس کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی، ہم نے ان سے کہا۔ گریہ کیوں کر رہے ہو؟ صالحؑ نے کہا:

ان امیر المومنین کان یمر بی عند کل غداۃ

"امیر المومنینؑ ہر روز صبح آتے تھے میرے پاس بیٹھتے تھے اور میں ان کو دیکھ کر زیادہ عبادت کرتا تھا چونکہ دس دن سے آپ نہیں آئے، اس وجہ سے میں مضطرب اور پریشان ہوں"

ہم صالحؑ کی یہ بات کو سن کر بڑے حیران ہوئے اور تعجب کیا

(مذکورہ مدرک)

علیؑ پہاڑ پر سوار ہوئے

(۲۰۴/۱۱۱) شیخ مفید نے کتاب اختصاص میں امام باقرؑ سے نقل کیا ہے:

جب رسولؐ خدا غار حراء کی طرف گئے تو علیؑ ابن ابی طالبؑ آپؐ کے پیچھے پیچھے گئے کہ کہیں مشرکین دھوکے کے ساتھ آپ کو قتل نہ کر دیں، رسولؐ خدا حرا کے اوپر تھے اور علیؑ ان کے سامنے دوسرے پہاڑ بنام (ثبیر) کے اوپر تھے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ان کو دیکھا اور فرمایا:

یا علیؑ! تجھے کیا ہوا ہے؟

علیؑ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔آپ نے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ اپنا ہاتھ مجھے دو، پس پہاڑ ہلنے لگا۔ حضرتؑ علیؑ نے اپنا قدم اٹھا کر دوسرے پہاڑ پر رکھ دیا، تو پہاڑ پہلے کی طرح اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

(الاختصاص :۳۱۸ بصائر الدرجات:۴۰۷ حدیث ۹، بحار الانوار:۱۹/۷۰ حدیث ۲۱، تفسیر برہان :۲/۱۲۷ حدیث ۹)

علیؑ اور ثابت بن قیس

(۲۰۵/۱۱۲) امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں حضرت امامؑ حسن عسکریؑ سے نقل ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: گذشتہ رات تم میں سے کس نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر ایک مؤمن کی جان بچائی ہے؟ علیؑ نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! وہ میں تھا۔ جس نے ثابت بن قیس کی جان کو خطرہ سے بچایا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: اس تمام واقعہ کو اپنے مومن بھائیوں کے لئے ذکر کرو۔ اور جن منافقین نے مکر و حیلہ اور بہانہ کیا تھا ان کے نام سے پردہ نہ اٹھانا۔ بے شک خدا نے تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان کو مہلت دی تا کہ وہ توبہ کر لیں شاید کہ ان کو اپنا خیال آئے اور انجام کار کی طرف متوجہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مدینہ سے باہر بنی فلاں کے محلّہ میں جا رہا تھا، اور میرے آگے آگے ثابت بن قیس جا رہا تھا، وہ ایک کنویں کے قریب جا پہنچا جو گہرا تھا۔ جس میں اوپر سے لے کر نیچے پانی تک بڑا فاصلہ تھا۔ اس جگہ منافقین کا ایک گروہ چھپا ہوا تھا انہوں نے ثابت بن قیس کو آگے دھکا دیا تا کہ اس کنویں میں پھینک دیں، ثابت نے اپنے آپ کو روک لیا اور بچا لیا۔ ان میں سے ایک شخص نے دوبارہ آگے بڑھ کر ثابت بن قیس کو دھکا دیا، میں دوڑا اور اس کے پاس جا پہنچا، میں منافقین کا پیچھا نہیں کرنا چاہتا تھا، کیونکہ ثابت بن قیس کنویں میں گر گیا تھا۔ میں نے فوراً کنویں میں چھلانگ لگا دی۔ اور ثابت بن قیس کے پانی تک پہنچنے سے پہلے میں پہنچ گیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: تو کیسے اس سے پہلے نہ جاتا کیونکہ تم اس سے وزنی تر ہو۔ اور باوقار تر ہو؟ اگر اس وزن کے علاوہ تیرے پاس کچھ نہ ہوتا جو اولین اور

آخرین کا علم تیرے پاس ہے جو خدا نے اپنے رسولؐ کو دیا اور اس کے رسولؐ نے تجھے دیا تو پھر بھی تجھ سے بڑھ کر کوئی چیز وزنی نہ تھی؟

پھر فرمایا: باقی واقعہ بیان کرو۔ وہاں تیرے اور ثابت کے ساتھ کیا گذری؟

علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں جب کنویں کی تہہ میں گیا تو وہاں پر کھڑا ہو گیا، پھر میں نے اپنے ہاتھوں کو آگے کیا اور ثابت جو اوپر سے آ رہا تھا۔ کو اپنے ہاتھوں پر لے لیا۔ مجھے ڈر تھا کہ اس کے گرنے سے اسے یا مجھے کوئی نقصان نہ ہو۔ لیکن میں نے اسے اپنے ہاتھوں میں ایسے اٹھا لیا جیسے پھول کی ایک شاخ کو ہاتھ میں پکڑا ہوا ہو۔

پھر میں نے اوپر دیکھا تو وہ منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ کنویں کے کنارے پر کھڑا کہہ رہا ہے، ہم نے ایک کو کنویں میں پھینکنا چاہا تھا لیکن یہ تو دو ہو گئے ہیں پھر انہوں نے ایک پتھر اٹھایا جس کا وزن تقریباً دو سو من ہوگا، اور اسے کنویں میں پھینک دیا۔ میں ڈرا کہ کہیں یہ پتھر ثابت کو نہ لگ جائے، میں نے ثابت کو اپنے نیچے کر لیا اور پتھر میرے سر کے پیچھے والی جگہ پر ایسے لگا جیسے سخت گرمی کے موسم میں کوئی ہاتھ والے پنکھے کے ساتھ ہوا لے رہا ہو۔ پھر وہ ایک اور پتھر لائے جس کا وزن تقریباً تین سو من تھا، اسے بھی کنویں میں پھینک دیا۔ میں نے پھر ثابت کو اسی طرح بچا لیا اور پتھر میرے سر کے پیچھے ایسے لگا جیسے کوئی گرمی کے دنوں میں اپنے بدن پر پانی ڈالے۔ وہ تیسری دفعہ ایک اور پتھر لائے۔ جس کا وزن تقریباً پانچ سو من تھا۔ وہ اس پتھر کو زمین پر الٹاتے پلٹاتے رہے اور بڑی مشکل سے لا کر کنویں میں پھینک دیا۔ میں نے اس دفعہ بھی ثابت کو بچایا اور پتھر میری پشت پر ایسے لگا جیسے میں نے کوئی نرم لباس پہنا ہو، جب ان لوگوں نے پتھر پھینک لئے تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا، اگر ابو طالبؑ اور قیس کا بیٹا ایک لاکھ بھی روح رکھتے ہوں تو ان پتھروں کے گرنے سے ایک بھی باقی نہیں رہے گی۔ اس کے بعد وہ لوگ چلے گئے اور خدا نے ان کے شر کو ہم سے دور کر دیا۔ اس وقت خدا نے حکم دیا کہ کنویں کا کنارہ نیچے ہو جائے اور کنویں کی تہہ کو حکم دیا کہ اوپر ہو جائے، دونوں برابر سطح پر آ گئے، جونہی ایسا ہوا ہم بڑے آرام سے باہر نکل گئے۔ رسولؐ

خدانے فرمایا: اے ابا الحسن! تونے جو یہ فدا کاری کی ہے اس کے عوض خدانے تجھے اتنا اجر اورفضیلت عطا کی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ محبان علیؑ کہاں ہیں ؟ نیک وکار اور صالح لوگوں کا ایک گروہ کھڑا ہوگا، ان سے کہا جائے گا، قیامت کے میدان میں جس کو بھی چاہتے ہو اس کا ہاتھ پکڑو اور بہشت میں لے جاؤ۔ان لوگوں کے درمیان سب سے کمتر جوشفاعت کرے گا وہ دس لاکھ افراد کونجات دے گا۔

پھر منادی ندا دے گا مزید وابستگان علیؑ کہاں ہیں؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جو اعمال کے لحاظ سے واجبی ہونگے، ان سے کہا جائے گا تم جو چاہتے ہو، خدا سے تمنا کرو۔تب وہ اپنی آرزوں کے مطابق باری تعالیٰ سے عرض پرداز ہوں گے خدا ان کو عطا کرے گا اور پھر ان عطا شدہ نعمتوں کو سو گنا کردے گا۔تیسری مرتبہ وہ منادی ندا دے گا۔باقی ماندہ شعیان علیؑ بن ابی طالبؑ کہاں ہیں ؟ ایک ایسا گروہ کھڑا ہوگا جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور ان کے گناہ زیادہ ہوں گے۔اس وقت دشمنان علیؑ بن ابی طالبؑ کو حاضر کیا جائے گا، جب کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی، کہا جائے گا ہم ان میں سے ہزار آدمیوں کو علیؑ کے دوستوں میں سے ایک پر قربان کرتے ہیں، تاکہ وہ اس طرح سے جنت میں داخل ہو جائیں ۔پھر خدا تیرے دوستوں کونجات دے گا اور تیرے دشمنوں کو ان کی قربانی بنائے گا۔پھر رسول خدانے فرمایا:

هذا الا فضل الا كرم محبه محب الله ومحب رسوله ومبغضه مبغض الله ومبغض رسوله هم خيار خلق الله من امة محمدؐ

"علیؑ خداوند تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر اور افضل تر ہے لہٰذا جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔جو علیؑ کا دشمن ہے وہ خدا اور اس کے رسولؐ کا دشمن ہے۔علیؑ کے دوست محمدؐ کی امت میں سے بہترین مخلوق ہیں"

(تفسیر امام عسکریؑ :۱۰۸، بحارالانوار:۴۴/۲۷ حدیث ۷، مدینة المعاجز:۲/۱۱۸ حدیث ۴۳۹)

علیؑ اور باران رحمت

(۱۱۳/۲۰۶) ابن شاذان کتاب "مائۃ منقبۃ" میں امام صادقؑ سے اور آپ نے اپنے اجداد کے ذریعے امام حسینؑ سے نقل کیا ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی اور میں نور کے حجابوں کے پاس پہنچا تو میرے پروردگار نے میرے ساتھ گفتگو کی۔ اور فرمایا: اے محمدؐ! میری طرف سے علیؑ کو سلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ وہ میرے بندوں پر میری حجت ہیں، میں اپنی باران رحمت کو اس کے واسطہ سے اپنے بندوں پر نازل کرتا ہوں اور اس کے واسطہ سے ان سے بدیوں اور بلاؤں کو دور کرتا ہوں۔ جس دن وہ میرے ساتھ ملاقات کریں گے اس کے ذریعے سے ان پر حجت قائم کروں گا۔

پس ان پر لازم ہے کہ اس کی اطاعت کریں اور جو وہ حکم دیتا ہے اس پر عمل کریں اور جس سے علیؑ روکے اس سے اجتناب کریں، تاکہ ان لوگوں کو اپنے پاس مقام صدق میں جگہ عنایت کروں اور اپنی جنت کو ان کے لئے جائز قرار دوں۔ بصورت دیگر تباہ ہونے والے ہوں گے اور اپنے دشمنوں کو عبرت ناک عذاب دوں گا۔ مجھے کسی چیز کا ڈر نہیں ہے۔

(مائۃ منقبۃ: ۵۴، بشارۃ المصطفیٰ: ۹۷، بحار الانوار: ۳۸/ ۱۳۸ حدیث ۹۹)

(۱۱۴/۲۰۷) ابن شہر آشوب، ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ آیۃ شریفہ

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ (سورہ الانشقاق: ۱۹)

کا اشارہ معراج کی طرف ہے کہ معراج کی رات رسولؐ خدا ایک آسمان سے دوسرے پر گئے، پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: شب معراج جب میرا خدا سے دو کمانوں یا اس سے بھی کمتر فاصلہ رہ گیا تو خدا نے فرمایا: اے محمدؐ! میرا تجھ پر سلام ہو۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو میری طرف سے سلام پہنچانا، اور ان سے کہنا کہ میں اسے اور اس کے دوستوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے محمدؐ! علیؑ سے محبّت کی وجہ سے میں نے اپنے ناموں میں سے ایک نام اس کو دیا

ہے، کیونکہ میں علی عظیم ہوں بڑے ہی بلند مرتبہ والا اور وہ علیؑ یعنی بلند مرتبہ ہے۔میں محمود ہوں اور تو محمد ہے۔اے محمدؐ اگر کوئی میرا بندہ نو سو پچاس مرتبہ نیکیاں کرے اور چار مرتبہ اتنی ہی مزید کرے اور قیامت کے دن میرے ساتھ ملاقات بھی کرے تو علیؑ کی نیکیوں اور خوبیوں میں سے ایک کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتا۔خدا تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَمَا لَهُم لَا يُومِنُونَ (سورۃ انشقاق : آیت ۲۰)[1]

''ان منافقوں کو کیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے''

یعنی کیوں امیر المومنینؑ کی اس فضیلت کی تصدیق نہیں کرتے اور قبول نہیں کرتے۔

(تفسیر برہان:۴/۴۴۴حدیث۹،مدینۃ المعاجز:۲/۴۰۵حدیث۶۲۹،حلیۃ الابرار:۲/۱۵۸حدیث۴)

درخت پر علیؑ لکھنا ہے

(۲۰۸/۱۱۵) سید ہاشم بحرانی کتاب مدینۃ المعاجز میں محمد بن سنان سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام صادقؑ کے پاس حاضر ہوا۔حضرت نے مجھے فرمایا: دروازے کے پاس کون ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک مرد ہے جو چین سے آیا ہے۔آپؑ نے فرمایا: اسے راستہ دو۔جب وہ شخص امام کی خدمت میں شرفیاب ہوا تو آنحضرت نے اس سے فرمایا: کیا تم ہمیں اس سرزمین پر جانتے ہو؟ اس نے عرض کیا: ہاں میرے آقا و مولا! آپؑ نے فرمایا: کس وسیلے سے ہمیں پہچانتے ہو؟ اس نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ۔وہاں ایک درخت ہے جس پر ہر سال پھول لگتے ہیں اور وہ پھول ہر روز دو دفعہ اپنا رنگ تبدیل کرتے ہیں۔دن کے شروع میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان پر لکھا ہوتا ہے (لا اله الا الله محمد رسول الله) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں'' اور دن کے آخری حصے میں ان پر لکھا ہوتا ہے۔(لا اله الا الله علی حلیفة رسول الله) ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور علیؑ اللہ کے رسولؐ کے خلیفہ ہیں۔

(مدینۃ المعاجز:۲/۶۴۰حدیث۹ ۶۷،الخرائج:۲/۵۶۹حدیث ۲۵،بحارالانوار:۴۲/۱۸ح۴)

علیؑ اپنے جنازہ کے پاس

(۲۰۹/۱۱۶) برسیؒ اہل کوفہ کے محدثین سے نقل کرتے ہیں:

جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے امیر المومنینؑ کا جنازہ کندھوں پر اٹھایا اور اس ابدی آرام گاہ کی طرف لے چلے جو پہلے سے نجف میں تیار تھی تو گھوڑے پر ایک سوار کو دیکھا، جس سے پوری فضا معطر ہو رہی تھی۔ اس گھوڑے سوار نے ان دو ہستیوں پر سلام کیا۔ اور امام حسنؑ سے فرمایا: تم حسنؑ بن علیؑ ہو، جو سر چشمہ وحی اور قرآن سے سیراب ہوا ہے، علم و شرف کی گود میں پرورش پائی ہے اور امیر المومنینؑ اور اوصیاء کے سردار کے جانشین ہو؟ حضرت امام حسنؑ نے عرض کیا: ہاں! پھر فرمایا: اور یہ حسینؑ بن علیؑ نبی رحمت کا نواسہ ہے، جس نے باعصمت والدہ کا دودھ پیا، آئمہ اطہار کا باپ اور علم و حکمت کی ندی ہے؟ حضرت امام حسینؑ نے عرض کیا: ہاں!

فرمایا: جنازہ میرے سپرد کردو اور تم خدا کی پناہ میں چلے جاؤ۔ امام حسنؑ نے عرض کیا: میرے باپ نے وصیت فرمائی ہے کہ جنازے کو جبرائیل اور خضر کے علاوہ کسی کے سپرد نہ کرنا، آپ ان دو میں سے کون ہیں؟ انہوں نے جب نقاب اپنے چہرے سے الٹا تو دیکھا کہ امیر المومنینؑ خود ہیں اس کے بعد امام حسنؑ کو فرمایا:

یا ابا محمد لا تموت نفس الا ویشهدها افما یشهد جسده؟

"اے ابا محمد! جو شخص ہر مرنے والے کے پاس آتا ہے تو کیا اپنے جسد کے پاس نہ آئے گا؟" (بحار الانوار: ۴۲/۳۰۰ حدیث ۸۷ مدینۃ المعاجز: ۳/۶۰ حدیث ۷۴۴)

علیؑ کا چہرہ اور فرشتے

(۲۱۰/۱۱۷) ابن شاذانؒ کتاب مائۃ منقبۃ میں عمر بن خطاب سے نقل کرتے ہیں:

عمر کہتے ہیں: میں نے ابوبکر بن قحافہ سے سنا اور انہوں نے پیغمبر اکرمؐ سے سنا:

ان الله تعالیٰ خلق من نور وجه علی ابن ابی طالب ملائکة یسبحون

ویقد سون ویکتبون ذلک لمصبیه ومحبی ولده علیهم السلام

''خدا تبارک وتعالیٰ نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے چہرے کے نور سے فرشتوں کو خلق کیا ہے جو تسبیح اور تقدیس پروردگار کرتے ہیں اور اس کا ثواب علیؑ اور اولاد علیؑ کے دوستوں کے لئے لکھ دیتے ہیں''

(مائۃ منقبۃ:۱۴۸ منقبت ۸۰، بحارالانوار:۲۷/۱۱۸ حدیث ۹۸)

فاطمہ بنت اسد کا فرمان

(۱۱۸/۲۱۱) قطب راوندی نے کتاب ''خرائج'' میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابو طالبؑ نے فاطمہؑ بنت اسد سے فرمایا:

کہ میں نے علیؑ کو بچپن میں بتوں کو توڑتے ہوئے دیکھا تو میں گھبرا گیا کہ کہیں قریش کے سرداروں کو پتہ نہ چل جائے۔فاطمہ بنت اسد نے عرض کیا: میں آپ کو اس سے بھی عجیب تر نہ بتاؤں؟ جب علیؑ ابھی میرے شکم میں تھے، اور کبھی میں بتوں کے قریب سے گذرتی تو علیؑ اپنے پاؤں کو زور زور سے مارتے تاکہ میں اس جگہ سے جلدی جلدی گذر جاؤں، حالانکہ میں خدا کی عبادت کے لئے خدا کے گھر کا طواف کرتی تھی اور بتوں کی طرف اصلاً توجہ نہ ہوتی تھی۔

(الخرائج:۲/۷۴۱ حدیث ۵۷، بحارالانوار:۴۲/۱۸ حدیث ۵، مدینۃ المعاجز:۳/۱۴۸ حدیث ۸۰۴)

اہلبیتؑ کے گھر فرشتے اترتے رہتے ہیں

(۱۱۹/۲۱۲) شرف الدین نجفیؒ نے کتاب تاویل الآیات میں عبداللہ بن عجلان سے نقل کیا ہے: میں نے امام باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: علیؑ اور فاطمہؑ کا گھر رسولؐ خدا کا حجرہ ہے، ان کے گھر کی چھت عرش پروردگار ہے اور اس گھر کے تہہ خانہ میں ایک شگاف ہے جہاں سے عرش الٰہی نظر آتا ہے۔فرشتے ہر صبح وشام گروہ در گروہ بلکہ ہر گھڑی وحی الٰہی کے ساتھ ان پر نازل ہوتے ہیں اور ہمیشہ آتے جاتے رہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے لئے آسمانوں کے پردے دور ہٹا دیئے اور ان کی قدرت بینائی میں اضافہ کر دیا تاکہ عرش تک دیکھ سکیں۔ بے شک خدا نے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ کی بینائی میں بھی اضافہ فرمایا ہے، اور وہ ہمیشہ عرش کو دیکھتے ہیں ان کے گھر پر عرش کے علاوہ کوئی چھت نہیں ہے۔ پس ان کے گھر پر عرش پروردگار کے ذریعے سایہ کیا گیا ہے، وہاں ملائکہ اور روح کے اترنے کی جگہ ہے۔ اور یہ گروہ در گروہ آتے ہیں۔ آئمہ طاہرین کا کوئی ایسا گھر نہیں ہے جس میں فرشتے نہ آتے ہوں۔ اس کی دلیل یہ آیہ شریفہ ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ

"فرشتے اور روح اذن پروردگار کے ساتھ ہر امر لے کر ان پر نازل ہوتے ہیں"

عبداللہ بن عجلان سے مروی ہے کہ میں نے امامؑ سے عرض کیا: آیۃ میں (من کل امر) ہے۔ امام نے فرمایا: (بکل امر) ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا یہ تنزیل ہے یعنی اسی طرح نازل ہوا ہے) آپ نے فرمایا ہاں۔

(تاویل الآیات: ۲/ ۸۱۸ حدیث ۴، بحار الانوار: ۲۵/ ۹۷ حدیث ۷۱، تفسیر برہان: ۴/ ۴۸۷ حدیث ۲۵)

بہشت میں محل

(۲۱۳/ ۱۲۰) کتاب مسلسلات میں بکر بن احنف سے نقل ہے:

حضرت امام رضاؑ کی بیٹی فاطمہؑ نے فاطمی مستورات سے نقل کرتے ہوئے سند کو فاطمہ بنت رسولؐ اللہ تک پہنچاتے ہوئے ہمیں خبر دی ہے کہ بی بیؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والد بزرگوار کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں آسمانوں کی سیر پر گیا تو بہشت میں داخل ہوا وہاں میں نے ایک محل دیکھا جو سفید مروارید سے تعمیر شدہ تھا جو ندر سے خالی تھا، اس کے ایک دروازے جس پر موتیوں اور یاقوت سے مرصع تاج تھا پر پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے اپنا سر بلند کیا تو دیکھا کہ اس دروازے پر لکھا ہوا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی القوم

"کوئی معبود نہیں ہے سوائے اللہ کے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور علیؑ لوگوں کے ولی اور صاحب اختیار ہیں"

اس پردے پر یہ بھی لکھا ہوا تھا۔ "بخ بخ " من مثل شیعة علی ؟ " واہ واہ کون ہے علیؑ کے شیعوں کی طرح ؟ آپؐ نے فرمایا: میں اس میں داخل ہوا، وہاں ایک اور محل دیکھا جو اندر سے خالی تھا لیکن سرخ رنگ کے عقیق سے بنا ہوا تھا۔ میں نے آج تک ایسا خوبصورت محل نہ دیکھا تھا اس کا دروازہ سبز رنگ کے زبرجد سے بنا ہوا تھا جسے جواہرات سے مزین کیا ہوا تھا اور اس پر ایک پردہ لٹکا ہوا تھا، میں نے اپنا سر بلند کیا تو اس پر لکھا ہوا تھا۔

شیعة علی هم الفائزون

"شیعیان علیؑ وہ گروہ ہے جو کامیاب ہے"

میں نے جبرائیل سے کہا: اے میرے دوست! یہ محل کس کے لئے ہے؟ اس نے عرض کی: یا محمدؐ! یہ آپ کے چچا زاد اور وصی علیؑ ابن ابی طالب کے لئے ہے قیامت کے دن تمام لوگ ننگے پاؤں اور عریان بدن محشور ہوں گے۔ سوائے علیؑ کے شیعوں کے، سب لوگوں کو ان کی ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا، لیکن علی کے شیعوں کو ان کے باپ کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔

میں نے جبرائیل سے کہا: اے میرے دوست ایسا کیوں ہے؟ اس نے عرض کیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ علیؑ کے شیعہ انہیں دوست رکھتے ہیں اس لئے وہ حلال زادے ہیں اور دنیا میں پاک پیدا ہوئے ہیں۔ (بحار الانوار:۶۸/۶ےحدیث۱۳۶)

علیؑ کے شیعوں کی بخشش

(۱۲۱/۲۱۴) شیخ ابوعلیؒ شیخ طوسیؒ کے بیٹے کتاب "امالی" میں امام ہادیؑ سے اور انہوں نے اپنے اباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علی! خدا تعالیٰ نے تجھے، تیرے شیعوں، تیرے شیعوں کے دوستوں اور ان کے دوستوں کو بخش دیا۔ تجھے مبارک ہو، تو شرک

سے دور ہے اور علم سے مملو ہے۔ (امالی طوسی: ۲۹۳ حدیث ۷ مجلس ۱۱، بحار الانوار: ۶۸/۱۰۱ حدیث ۹)

تصویر علیؑ

(۱۲۲/۲۱۵) کراجکیؒ نے کتاب کنز الفوائد میں حمران سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے آیہ شریفہ

ثم دنی فتدلّٰی ٥ فکان قاب قوسین او ادنٰی

(سورہ نجم: آیت ۸ اور ۹)

کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو اپنے اتنا قریب کیا گویا کہ اس کے اور حضرت کے درمیان مروارید کا گچھا تھا۔ اس جگہ سونے کا چمکتا فرش بچھا ہوا تھا، اس کے اوپر ایک تصویر دیکھی تو کہا گیا:

یا محمد اتعرف هذه الصورة؟ فقال نعم هذه صورة علی ابن ابی طالب فاوحی الله الیه ان زوجه فاطمة واتخذه وصیا

"اے محمدؐ! کیا جانتے ہو یہ کس کی تصویر ہے؟' آپ نے عرض کیا: ہاں! یہ علی ابن ابی طالب کی تصویر ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: فاطمہؑ کی علیؑ کے ساتھ شادی کردو اور اسے اپنا وصی اور جانشین بنالو"

(تاویل الآیات: ۲/۶۲۵ حدیث ۸، تفسیر برہان: ۴/۲۵۰ حدیث ۱۱، بحار الانوار: ۱۸/۴۱۰ حدیث ۱۲۲، مختصر: ۱۲۵)

دشمن علیؑ اور جہنم

(۱۲۳/۲۱۶) شیخ مفید کتاب اختصاص میں امام صادقؑ سے اور حضرت اپنے جد بزرگوار امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن میں شہر کوفہ سے باہر گیا، قنبر میرے ساتھ تھا، میں نے اس سے کہا: کیا جو میں دیکھوں گا، تم بھی دیکھو گے؟ قنبر نے عرض کیا: خدا نے ہر چیز کو آپ کے لئے روشن اور واضح کیا ہے، جبکہ ہماری آنکھیں انہیں نہیں دیکھ سکتی ہیں۔ بعد میں آپ نے اپنے اصحاب کی

طرف منہ کیا اور ان سے فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ کیا تم وہ دیکھو گے جو میں دیکھوں گا؟ انہوں نے بھی وہی عرض کیا جو قنبر نے کہا تھا۔

اس وقت میں نے کہا: اس ذات کے حق کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور بشر کو پیدا کیا، تم اسے ایسے ہی دیکھو گے جیسے میں دیکھوں گا، اور اس کی کلام کو ایسے ہی سنو گے جیسے میں سنوں گا۔ تھوڑا وقت نہ گذرا تھا کہ ایک شخص ظاہر ہوا جس کا سر بڑا، قد لمبا اور دو لمبی لمبی آنکھیں تھیں۔ اس نے کہا: یا امیر المومنینؑ! آپ پر سلام اور درود ہو۔ میں نے اس سے کہا: اے ملعون! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا: لوگوں کی طرف سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا: کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا: لوگوں کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے اس سے کہا: تو بہت برا بوڑھا شخص ہے۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ایسے کیوں کہتے ہو؟ خدا کی قسم آپ کے لئے ایک حدیث عرض کرتا ہوں، جو میرے اور خدا کے درمیان صورت پذیر ہوئی ہے جبکہ وہاں تیسرا کوئی نہ تھا۔

میں نے کہا: اے لعین! کیا تو خدا سے حدیث نقل کرے گا اور کوئی تیسرا آدمی وہاں موجود نہ تھا؟ اس نے عرض کیا: ہاں! جب میں نافرمانی حکم خدا کی وجہ سے چوتھے آسمان سے نیچے آیا تو میں نے عرض کیا: اے میرے خدا اور اے میرے مولا! میں نہیں سمجھتا کہ مجھ سے بد بخت تر بھی آپ نے کسی کو پیدا کیا ہوگا؟ خدا نے پیغام دیا کہ میں نے تجھ سے بد بخت تر بھی پیدا کیا ہے، اگر اسے دیکھنا چاہتے ہو تو فرشتہ بنام مالک جو دوزخ پر مامور ہے کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہیں دیکھائے، میں اس کے پاس گیا اور کہا: خدا تجھ پر سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: مجھے وہ شخص دکھلا جو مجھ سے بھی بے چارہ اور بد بخت تر ہے۔ وہ مجھے اپنے ساتھ دوزخ میں لے گیا۔ جہنم کے اوپر والے طبقے سے ڈھکنا اٹھایا۔ تو اس کے اندر سے سیاہ رنگ کی آگ کے شعلے اتنے زیادہ نکلے کہ میں نے خیال کیا، یہ مجھے اور مالک کو اپنی لپیٹ میں لے گی۔

مالک نے آگ کو حکم دیا کہ آرام کر۔ وہ آہستہ ہوگئی۔ مجھے جہنم کے دوسرے طبقہ میں لے گیا، وہاں آگ کے ایسے شعلے تھے جو پہلے والی آگ سے زیادہ سیاہ اور زیادہ جلانے والے تھے۔ مالک نے اسے حکم دیا، آہستہ ہو جا، وہ آہستہ ہوگئی۔ ہم جہنم کے طبقات یکے بعد

دیگرے طے کرتے ہوئے نیچے ساتویں طبقے تک جا پہنچے ہر ہر طبقے کی آگ پہلے والے طبقے سے سخت ترتھی۔ ساتویں طبقے سے ڈھکنا اٹھایا تو اس سے ایسی آگ نکلی کہ میں نے گمان کیا یہ مجھے مالک اور خدا کی ہر مخلوق کو ختم کردے گی۔ میں نے اپنی آنکھوں کے اوپر ہاتھ رکھ کر کہا: اے مالک! اسے حکم دے کہ آہستہ ہو جائے، وگرنہ میں تو ختم ہو جاؤں گا۔ مالک نے کہا: اس وقت تک تجھے معلوم تک نہیں جس کی خدا نے تجھے مہلت دی ہے ختم نہیں ہوگا۔ پھر مالک نے آگ کو حکم دیا کہ آہستہ ہو جا۔ تو وہ آہستہ ہوگئی، وہاں پر میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جن کی گردن میں آگ کے زنجیر ہیں جو اوپر بندے ہوئے ہیں۔ میں نے مالک سے کہا: یہ دو آدمی کون ہیں؟ اس نے کہا: کیا اس سے پہلے تو نے ساق عرش پر نہیں پڑھا کہ وہاں کیا چیز لکھی ہوئی تھی؟ حالانکہ میں نے اس دنیا کو خلق کرنے سے ایک ہزار سال پہلے اس پر لکھا ہوا پڑھا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ایدته ونصرته بعلی

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے علیؑ کے ذریعے سے اس کی تائید اور مدد کی ہے"

مالک نے کہا:

یہ دو آدمی ان کے دشمنوں میں سے یا ان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہیں (یہ تردید راوی کی طرف سے ہے کہ کیا امام نے دشمن فرمایا ہے یا ظالم)

(الاختصاص:۱۰۵، بحار الانوار:۸/۳۱۵ حدیث ۹۵، مدینۃ المعاجز:۱/۱۲۲)

علیؑ کی سورج سے گفتگو

(۱۲۴/۲۱۷) کتاب ثاقب المناقب میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں:

میں ایک دن رسولؐ خدا کی خدمت میں موجود تھا کہ علیؑ ابن ابی طالب تشریف لائے، پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے ابا الحسنؑ! کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں تمہیں وہ مقام و مرتبہ دکھلاؤں جو خدا کے نزدیک آپ کا ہے۔ علیؑ نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ! میرے ماں باپ

آپ پر فدا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: کل میرے ساتھ سورج کی طرف چلنا، وہ آپ کے ساتھ حکم پروردگار سے کلام کرے گا۔دوسرے دن جب رسولؐ خدا نے صبح کی نماز پڑھی تو علیؑ کا ہاتھ پکڑا مسجد سے باہر آئے۔ اور ایک جگہ پر سورج کے طلوع ہونے کی انتظار میں بیٹھ گئے۔جیسے ہی سورج طلوع ہوا، رسولؐ خدا نے فرمایا: یا علیؑ اسؑ کے ساتھ کلام کرو، بے شک وہ اس پر مامور ہے کہ آپ کے ساتھ کلام کرے۔

علیؑ نے فرمایا:

السلام علیک ورحمة الله وبرکاته ایها الخلق السامع المطیع

"تجھ پر سلام اور تجھ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اے خدا کی سننے والی اور فرمانبردار مخلوق"۔

سورج نے جواب دیا

وعلیک السلام ورحمة الله وبرکاته یا خیر الا وصیاء لقد اعطیت فی الدنیا والاخرة ما لاعین رات ولا اذن سمعت

"آپ پر سلام اور خدا کی رحمتیں و برکتیں ہوں، اے اوصیاء کے سردار بے شک دنیا اور آخرت میں آپ کو وہ کچھ عطا ہوا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کان نے سنا ہے......"

علیؑ نے فرمایا: جو مجھے عطا ہوا ہے وہ کہاں ہے؟ سورج نے عرض کیا: مجھے اجازت نہیں ہے کہ اسے بیان کروں۔ہوسکتا ہے لوگ فتنے وفساد میں پڑ جائیں۔لیکن جو علم اور حکمت آپ کو دنیا اور آخرت میں عطا کیا گیا ہے، وہی آپ کو مبارک ہو۔آپ ان میں سے ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہے۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ اُخۡفِیَ لَهُم مِّن قُرَّةِ اَعۡیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ

(سورہ سجدہ: آیہ ۱۷)

''پس کسی نفس کو نہیں معلوم کہ اس کے لئے کیا کیا خنکی چشم کا سامان چھپا رکھا ہے جو ان کے اعمال کی جزا ہے''۔

اور آپ ان میں سے ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لا يَسْتَوُنَ (سورۃ سجدہ: آیت ۱۸)

''کیا مومن اور فاسق ایک جیسے ہیں ہرگز برابر نہیں ہیں''

آپ وہ ایمان لانے والے ہیں کہ خدا نے آپ کو ایمان کے ساتھ اختصاص اور امتیاز بخشا ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ سورج نے تین مرتبہ حضرت کے ساتھ گفتگو کی ہے۔

(الثاقب فی المناقب: ۲۵۵ حدیث ۳، مدینۃ المعاجز: ۱/۲۲۰ حدیث ۱۳۷، فرائد السمطین: ۱/۱۸۵)

علیؑ کا چہرہ

(۱۲۵/۲۱۸) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

خلق الله تعالیٰ من نور وجه علی بن ابی طالب سبعین الف ملک یستغفرون له ولمحبیه الی یوم القیامة

'' خدا نے علی بن ابی طالب کے چہرے کے نور سے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جو قیامت تک آپ کے اور آپ کے دوستوں اور چاہنے والوں کے لئے استغفار کرتے رہیں گے''

اہل سنت کے عالم خوارزمی نے اس حدیث کو غیر شیعہ راویوں سے بھی ایسے ہی نقل کیا ہے۔

(مائۃ منقبۃ: ۴۲ منقبت ۱۹، غایۃ المرام: ۵۸۵ حدیث ۷۵، مدینۃ المعاجز: ۳/۳۶ حدیث ۷۰۰)

اہل بیتؑ کا ذکر بیماریوں کو دور کرتا ہے

(۱۲۶/۲۱۹) برقیؒ کتاب محاسن میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

ذکرنا اھل البیت شفاء من الوعک والا سقام و وسواس الریب
وحبنا رضی الرب تبارک وتعالیٰ

(المحاسن: ۷۲ حدیث ۱۰۷، بحارالانوار: ۲/ ۱۴۵ حدیث ۱۰ اور ۲۶/ ۲۲۷ حدیث ۲)

"ہم اہل بیتؑ کا ذکر بخار اور تمام بدنی و روحی بیماریوں کے لئے شفاء ہے
اور ہماری محبت خدا تبارک وتعالیٰ کی خوشنودی ہے"

مؤلف فرماتے ہیں۔ بخار کی حرارت جہنّم کی حرارت کی ایک شاخ ہے، جیسے کہ حدیث میں بھی وارد ہوا ہے کہ جب آتش جہنّم محبان علیؑ کونہیں جلاسکتی تو بخار کی حرارت جو جہنّم کی آگ سے ہے بدرجہ اولیٰ ذکر اہل بیتؑ کے ساتھ ختم ہو جائے گی اور نہ جلا سکے گی۔

ہر چیز کا ایک سردار ہے

(۲۲۰/ ۱۲۷) برسیؒ ایک مفصل سند کے ساتھ سلمان فارسیؓ سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

میں رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوا، وہاں ایک عربی آیا، اس نے سلام کیا اور ہم نے سلام کا جواب دیا، پھر اس نے سوال کیا کہ تم میں سے کون ہے جو چمکتا ہوا چاند اور تاریکیوں میں روشن چراغ ہے یعنی خداوند صاحب قدرت و دانا کا رسول محمدؐ کون ہے؟ کیا وہ خوبصورت چہرہ یہ ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں! اے عرب بھائی! بیٹھ جاؤ۔ اس نے عرض کیا: میں آپ پر ایمان لایا ہوں جب کہ آپ کو نہ دیکھا تھا تصدیق کی ایک نئی بات آپ کی طرف سے مجھ تک پہنچی ہے۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: آپؐ ہمیں خدا کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی طرف دعوت دی، ہم نے قبول کیا۔ آپ نے فرمایا: نماز پڑھو، اپنے مال سے زکوٰۃ دو، روزہ رکھو، حج کرو، جہاد کرو۔ ہم نے سب قبول کیا لیکن آپ اس پر راضی نہیں ہوئے اور اب اپنے چچا زاد بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت اور دوستی کی طرف دعوت دی ہے۔ کیا یہ کام اپنی طرف سے کیا ہے یا آسمانی حکم ہے اور خدا نے واجب فرمایا ہے؟ پیغمبر اکرم

ؐ نے فرمایا: خدا نے اس امر کو اہل آسمان اور زمین پر واجب کیا ہے۔اس عربی نے جب کلام رسولؐ خدا کو سنا، تو عرض کی ۔سمعاً و طاعۃ ہم نے سنا اور اطاعت کی۔آپ نے جو فرمایا: ہم نے قبول کیا۔اور یہ حق ہے پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے میرے عرب بھائی! علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں، ان پانچ میں سے ایک چیز دنیا اور آخرت کی ہر چیز سے افضل ہے۔کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے بیان کروں ؟ عربی نے عرض کیا ہاں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: اے عرب بھائی! میں جنگ بدر کے دن بیٹھا ہوا تھا اور جنگ ختم ہو چکی تھی، جبرائیل میرے پاس آئے اور عرض کی، خدا تبارک و تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے: اے محمدؐ! میں نے عہد کیا اور قسم کھائی ہے کہ میں جسے بھی پسند کروں گا اس کے دل میں علیؑ کی محبّت ڈال دوں گا اور الہام کردوں گا۔پس جو مجھے دوست رکھتا ہوگا، الہام کے ذریعے سے علیؑ کی محبّت اسے عنایت کردوں گا اور جس کو میں دشمن رکھتا ہوں، علیؑ کی دشمنی اس کے دل میں ڈال دیتا ہوں۔پھر فرمایا: اے عرب بھائی !علیؑ کو جو دوسری چیز عطا ہوئی ہے تیرے لئے بیان کرو؟اس نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا: جب میں اپنے چچا حمزہ کو جنگ کا سازو سامان فراہم کرکے بیٹھا، تو جبرائیل آیا۔ اور اس نے عرض کیا: اے محمدؐ! خدا نے آپ پر سلام بھیجا اور فرمایا ہے: میں نے نماز واجب کی ہے لیکن کچھ لوگوں کو بعض اوقات میں معافی دی ہے جیسے کہ حیض اور نفاس والی عورت، دیوانے اور بچے ۔ پرحج کو واجب کیا لیکن جو قدرت نہ رکھتا ہو اس پر واجب نہیں ہے۔زکوٰۃ کو واجب قرار دیا لیکن جس کے پاس مال نہ ہو اس پر واجب نہیں کی۔

وفرضت حب علی بن ابی طالب علی اھل السماوات والارض فلم اعط فیه رخصة

"لیکن میں اہل آسمان اور زمین پر محبّت علیؑ کو فرض قرار دیا ہے اور اس سے کسی کو معاف نہیں کیا اور چھوٹ نہیں دی کہ وہ محبّت علیؑ نہ رکھتا ہو"

اس کے بعد فرمایا: اے عرب بھائی! کیا تیرے سامنے خدا کی طرف سے عطا کی

ہوئی تیسری چیز بھی بیان کروں؟ عرض کیا: ہاں یارسول اللہ!

آپؐ نے فرمایا: خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو پیدا کیا اور ہر مخلوق کی نوع کے لئے ایک سردار بنایا۔ پرندوں کے درمیان گدھ کو سردار بنایا، گائے چار پایوں کی سردار ہے، شیر درندوں کا سردار ہے، دنوں کا جمعہ کا دن سردار ہے، رمضان مہینوں کا سردار ہے، اسرافیل فرشتوں کا سردار ہے، حضرت آدم آدمیوں کا سردار ہے' میں تمام انبیاء کا سردار ہوں، اور علیؑ تمام اوصیاء کا سردار ہے۔

پھر فرمایا: کیا چوتھی عطا شدہ چیز کے بارے خبر دوں؟ عرض کیا: ہاں میرے آقا! آپؐ نے فرمایا: علیؑ کی محبت اس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں بہشت میں اور شاخیں دنیا میں ہیں۔ جو بھی ان شاخوں کے ساتھ لٹک گیا تو وہ اسے بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائیں گی اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کی دشمنی اس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں دوزخ میں اور شاخیں دنیا میں ہیں جو بھی ان شاخوں کے ساتھ لٹک گیا اسے وہ جہنّم کی طرف کھینچ لیں گی۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: کیا تمہیں خدا کی طرف سے علیؑ کو عطا کی ہوئی پانچویں چیز بتاؤں؟ اس نے عرض کیا: ہاں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لئے عرش کی دائیں طرف ایک منبر لگایا جائے، اس کے بعد ابراہیم کے لئے ایک اور منبر میرے منبر کے سامنے اسی طرف لگایا جائے گا، پھر ان دو منبروں کے درمیان ایک بلند و بالا اور چمکتا ہوا ایک تخت رکھیں گے جو تخت کرامت کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ میں اور ابراہیم اپنے اپنے منبر پر ہوں گے اور علی ابن ابی طالبؑ اس تخت کرامت پر ہوں گے اور کیا اچھا ہوگا کہ ایک دوست دو دوستوں کے درمیان ہوگا، ایسا خوبصورت منظر کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا۔

پھر فرمایا: اے اعرابی! علیؑ کو دوست رکھو، علی کی دوستی حق اور ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے دوست کو دوست رکھتا ہے۔ اور علیؑ میرے ہمراہ ایک محل میں ہوگا۔

اس وقت عربی نے کہا:

سمعاً و طاعة الله ولرسوله ولا بن عمک

''میں خدا اس کے رسول اور آپ کے چچا زاد بھائی کا فرمانبردار ہوں''

(الفضائل: ۱۴۷، الروضۃ: ۲۷، بحار الانوار: ۴۰/ ۴۶ حدیث ۸۳، مدینۃ المعاجز: ۲/ ۳۶۳ حدیث ۶۰۸)

علیؑ اور نوروز

(۲۲۱/ ۱۲۸) علامہ حلیؒ کتاب ''کشف الیقین'' میں ابوسعید خدری سے نقل کرتے ہیں۔

ایک دن رسول خداؐ ابطح کی زمین جو کہ ریتلی ہے پر تشریف فرما تھے آپ کے پاس اصحاب کی ایک جماعت بھی بیٹھی ہوئی تھی، رسولؐ خدا ان سے ایک حدیث فرما رہے تھے۔اچانک آپ کی نظر مبارک ہوا کے ایک بگولے پر پڑی جو اوپر کو اٹھ رہا تھا اور گرد و غبار اڑا رہا تھا، وہ بگولہ آہستہ آہستہ پیغمبر اکرمؐ کے سامنے آ گیا، اس کے اندر ایک شخص تھا جس نے رسولؐ خدا کو سلام کیا اور عرض کی: یارسول اللہؐ! میں اس جماعت کی طرف سے سفیر ہوں جس نے آپ کی پناہ حاصل کی ہے۔ہمیں پناہ دیجئے اور ایک آدمی اپنی طرف سے اس جمعیت کی طرف بھیجیں تا کہ قریب جا کر ہمارے حالات سے آگاہ ہو سکے، کیونکہ ان میں سے ایک گروہ نے ہم پر ظلم کیا ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے۔آپ کا نمائندہ ہمارے اور ان کے درمیان حکم خدا اور قرآن کے ساتھ فیصلہ کرے میں آپ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ اسے کل بالکل سالم آپ کے پاس پہنچا دوں گا، مگر یہ کہ کوئی اچانک حادثہ خدا کی طرف سے پیش نہ آجائے۔پیغمبر اکرمؐ نے اس سے فرمایا: تو کون ہے اور کس گروہ سے تیرا تعلق ہے؟ اس نے عرض کیا: میں عرفطۃ بن شمراخ ہوں اور قبیلہ بنی کاخ سے میرا تعلق ہے، وہ سب مومنین خبات ہیں لوگوں سے ہم پہلے دوسرے چھپ کر اپنے رشتہ داروں اور تعلق داروں کے ساتھ مل کر باتیں سنا کرتے تھے، پھر ہمیں اس سے روک دیا گیا۔ خدا نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا تو۔ ہم آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے، آپ کی بات کی تصدیق کی اور اسے قبول کیا۔ایک گروہ ہم میں سے ہمارے مخالف ہوگیا اور اپنے پرانے طریقے پر ڈٹے رہے، لہٰذا

ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا۔ کیونکہ وہ تعداد اور طاقت کے لحاظ سے ہم سے زیادہ ہیں، انہوں نے ہمارے پانی اور چراگاہوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وجہ سے ہمارا اور ہمارے مال مویشوں کا بہت نقصان ہوا ہے، اب آپ سے ہماری درخواست ہے کہ ایک آدمی ہمارے ساتھ روانہ کیجئے تا کہ ہمارے اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔

پیغمبر اکرمؐ نے اس سے فرمایا: اپنے چہرے سے نقاب ہٹاؤ تا کہ ہم تیری اصلی شکل دیکھ سکیں۔ جیسے ہی اس نے اپنے چہرے کو ظاہر کیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک بوڑھا شخص ہے جس کے لمبے لمبے بہت زیادہ بال، لمبا سر دو لمبی آنکھیں لیکن آنکھوں میں چھوٹے چھوٹے ڈیلے اور منہ میں دانت ایسے جیسے درندوں کے ہوں۔

رسولؐ خدا نے اس سے وعدہ لیا کہ کل جس شخص کو تمہارے ساتھ بھیجیں گے اسے واپس لے کر آئے گا، اس کے بعد آپ نے حضرت ابو بکر کی طرف رخ کیا اور فرمایا: ہمارے اس بھائی عرفطہ کے ساتھ جاؤ ان کا قریب سے جائزہ لو، ان کے معاملہ میں غور وفکر کرو، اور پھر ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان کا ٹھکانہ کہاں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: زمین کے نیچے، حضرت ابو بکر نے عرض کیا: میں زمین کے نیچے جا کر ان کے درمیان کیسے فیصلہ کر سکتا ہوں؟ جب کہ نہ تو مجھے ان کی زبان آتی ہے اور نہ ہی میں ان کے ساتھ گفتگو کر سکتا ہوں۔ جب حضرت ابو بکر نے جواب دے دیا تو آپؐ حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو اس کے ساتھ جا۔ انہوں نے بھی اپنے ساتھی والا جواب دیا۔ پھر رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! آپ ہمارے بھائی عرفطہ کے ساتھ جائیں اور اس کی قوم کا قریب سے جائزہ لے کر غور وفکر کے بعد ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں۔

علیؑ فوراً اٹھے، اپنی تلوار اپنے ساتھ لٹکائی اور عرفطہ کے ساتھ چل پڑے۔ ابو سعید خدری اور سلمان فارسی بھی ان کے پیچھے چل پڑے۔ کہتے ہیں ہم ان کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ ایک درہ تک جا پہنچے، اس درہ کے درمیان میں علیؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: خدا آپ کو جزائے خیر دے، یہاں سے واپس لوٹ جاؤ۔ ہم اس جگہ کھڑے دیکھ رہے تھے کہ

زمین پھٹی اور وہ اندر داخل ہوگئے، پھر زمین اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔ہم نے علیؑ کے حال پر افسوس کیا اور پریشانی کے عالم میں واپس پلٹ آئے۔دوسرے دن صبح رسولؐ خدا نے نماز صبح لوگوں کے ساتھ پڑھی، اور اس کے بعد صفا پر آ کر بیٹھ گئے، اصحاب بھی آپ کے اردگرد جمع ہوگئے، دن چڑھ آیا کافی وقت ہوگیا، سب کی آنکھیں علیؑ کا انتظار کر رہی تھیں، لیکن انہوں نے دیر کردی تھی۔منافقین کی ایک جماعت آپس میں چہ مے گوئیاں کرنے لگی اور کہنے لگے، عرفطہ جن نے رسولؐ خدا کو دھوکا دیا اور ابوتراب سے ہماری جان چھوڑائی ہے اب پیغمبرؐ کبھی بھی اپنے چچا زاد بھائی کے ذریعے ہمارے اوپر فخر نہیں کرسکیں گے۔ وہ اس طرح کی باتیں کر رہے تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا، رسولؐ خدا نے نماز ظہر با جماعت ادا کی، نماز پڑھنے کے بعد دوبارہ اپنی جگہ پر صفا کے اوپر آ کر بیٹھ گئے، اصحاب آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ نماز عصر کی فضیلت کا وقت آن پہنچا۔ رسولؐ خدا نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر نماز ادا کی اور دوبارہ اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گئے۔آہستہ آہستہ سب ناامیدی کا شکار ہوگئے سورج غروب ہونے کے نزدیک جا پہنچا، منافقین نے کھلے عام طرح طرح کی باتیں کرنا شروع کردیں۔علیؑ کو آنے میں اس قدر دیر ہوگئی کہ سب کو یقین ہوگیا کہ علی اس دنیا سے چل بسے ہیں۔

اسی دوران اچانک زمین پھٹی اور دل ربا جمال علیؑ ظاہر ہوا، آپ کے ہاتھ میں جو تلوار تھی اس سے خون ٹپک رہا تھا اور عرفطہ آپ کے ہمراہ تھا۔

پیغمبر اکرمؐ علیؑ کو دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھے، علیؑ کو گلے لگایا، ان کی پیشانی کا بوسہ دیا اور فرمایا: کیا ہوا تھا کہ اتنی دیر کردی؟ علیؑ نے عرض کیا: مجھے بہت بڑی جماعت کا مقابلہ کرنا پڑا جنہوں نے عرفطہ اور اس کے ساتھیوں پر ظلم کیا اور انہیں ان کے حق سے محروم کر رکھا تھا۔میں نے اس گروہ کو تین چیزوں کی طرف دعوت دی لیکن انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا۔میں نے ان سے کہا: خدا اور اس کے پیغمبر اکرمؐ کی رسالت پر ایمان لے آؤ، انہوں نے قبول نہ کیا۔میں نے کہا: جزیہ ادا کرو، انہوں نے انکار کردیا۔میں نے ان سے کہا: عرفطہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ صلح کرلو، اور کچھ پانی اور چراگاہ ان کے حوالے کردو، انہوں نے

قبول نہ کیا۔میں نے تلوار نکالی اور ان کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ایک بہت بڑی تعداد جو تقریباً اسی ہزار نفر ہوں گے میں نے قتل کئے، باقی ماندہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو امان طلب کی اور صلح کی درخواست کی، بالآخر وہ ایمان لے آئے اس طرح سے ان کے درمیان اختلافات ختم ہوگئے۔ اور بھائی چارہ قائم ہوگیا۔ اب تک میں ان کے ہمراہ اور ان کے کام اور معاملات سلجھاتا رہا ہوں۔

عرفطہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! خدا آپ کو اور علیؑ کو جزائے خیر دے ، پھر وہ خوشی خوشی واپس پلٹ گیا۔ (اور وہ دن نوروز کا تھا)

(الیقین فی امرہ امیرالمومنینؑ :۶۸۔۷۰باب ۹۰، بحارالانوار:۱۶۸/۳۹حدیث۹،عیون المعجزات:۳۷۔۳۹)

علیؑ شریک نبوت ہوئے

(۱۲۹/۲۲۲) ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں:

امام صادق جعفر بن محمدؑ سے روایت ہوئی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ پیغمبر اکرمؐ کے رسالت پر مبعوث ہونے سے پہلے علیؑ حضورؐ کے ساتھ ایک نور دیکھتے تھے اور ایک آواز سنتے تھے جبکہ دوسرے لوگ اس کو سننے سے عاجز تھے۔ (شرح نہج البلاغۃ :۳۷۵/۳)

رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: اگر تقدیر میں یہ نہ ہوتا کہ میں آخری پیغمبر ہوں تو تو میرے ساتھ نبوت میں شریک ہوتا۔ اب اگرچہ تو پیغمبر نہیں ہے لیکن پیغمبر کے وصی اور اس کے وارث ہو، بلکہ تمام اوصیاء کے سردار اور تمام پرہیزگاروں کے پیشوا ہو۔ (شرح نہج البلاغۃ :۲۱۰/۱۳)

علیؑ اور روز قیامت

(۱۳۰/۲۲۳) اہل سنت کے عالم خوارزمی کتاب فضائل میں انس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جب قیامت کادن ہوگا تو علیؑ ابن ابی طالبؑ کو مران سات صفتوں اور ناموں سے ندا دی جائے گی۔اے صدیق، اے راہنما، اے عبادت گذار، اے ہدایت کرنے والے، اے ہدایت یافتہ، اے جوانمرد اور اے علی! تو اور تیرے شیعہ حساب

کے بغیر جنت میں داخل ہو جاؤ(مائۃ منقبۃ :۱۵۰منقبت ۸۳،مناقب خوارزمی:۳۱۹،غایۃ المرام:۵۸۷ حدیث۸۸ مشارق الانوار:۶۸)

آدمؑ سے پہلے علیؑ کی خلقت

(۲۲۴/۱۳۱) سید ہاشم بحرانی نے تفسیر برہان میں روایت کی ہے کہ ابن مہران نے عبداللہ بن عباس سے خدا کے فرمان

وَاِنَّا لَنَحنُ الصَّافُّونَ٥وَاِنَّا لَنَحنُ المُسَبِّحُونِ (سورہ صافات: آیت۱۶۵اور۱۶۶)

کی تفسیر کے متعلق سوال کیا۔ تو ابن عباس نے کہا: ہم رسولؐ خدا کی خدمت میں موجود تھے۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب آگئے۔ جیسے ہی پیغمبر اکرمؐ کی نگاہ علیؑ پر پڑھی، تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا:۔

مرحبا بمن خلقه الله قبل آدم اربعين الف عام

''خوش آمدید اے وہ جس کو خدا نے آدمؑ سے چالیس ہزار سال پہلے پیدا کیا''

میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! کیا کوئی بیٹا باپ سے پہلے پیدا ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! خدا نے مجھے اور علیؑ کو آدمؑ سے اتنی مدت پہلے پیدا کیا جو ذکر ہوچکی ہے۔ اس طرح کہ خدا نے ایک نور پیدا کیا۔ اور اسے دو حصوں میں برابر تقسیم کردیا، آدھے حصے سے مجھے اور آدھے حصے سے علیؑ کو ہر چیز سے پہلے پیدا کیا، پھر کائنات کو بنایا اور مخلوقات کو پیدا کیا۔ میرے اور علیؑ کے نور کے ذریعے سے ظلمت اور تاریکی کو دور کردیا۔ اس کے بعد ہمیں عرش کے دوسیدھی طرفوں میں قرار دیا، پھر فرشتوں کو پیدا کیا۔ ہم خدا کی تسبیح کرتے تھے تو وہ بھی تسبیح کرتے تھے۔ ہم نے تحلیل کی یعنی خدا کی وحدانیت کا اعتراف کیا۔ تو انہوں نے تہلیل کہی۔ ہم نے تکبیر کہی تو انہوں نے تکبیر کہی۔ فرشتوں نے یہ سب کچھ مجھ اور علیؑ سے سیکھا۔ ابتداء ہی سے خدا کے علم ازلی میں یہ تھا کہ میرے اور علیؑ کے دوستوں کو جہنم میں نہ ڈالے گا جبکہ میرے اور علیؑ کے دشمنوں کو بہشت میں جگہ نہ دے گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ خدا نے ایسے فرشتوں کو پیدا کیا ہے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے ہوں گے جو فردوس برین کے آب حیات سے پر ہوں گے۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے شیعوں میں سے ہر ایک کے والدین جو پاکدامن اور پرہیزگار ہیں اور خدا کی توفیق ان کے شامل حال ہے جس وقت ان میں سے کسی کا باپ اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کرنا چاہتا ہے تو ان فرشتوں میں سے جن کے ہاتھ میں جنت کے آفتابے ہیں ایک فرشتہ آتا ہے، وہ مؤمن باپ جس برتن سے پانی پینا چاہتا ہے اس میں بہشتی پانی ڈال دیتا ہے، اس کے اثر سے اس کے دل میں ایمان کے ایسے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ جیسے زمین میں کوئی فصل اگتی ہو اور بڑھتی ہو۔

اور وہ اپنے پروردگار، اس کے رسولؐ، وصی پیغمبر، میری بیٹی زہراءؑ، حسنؑ، حسینؑ اور امام حسینؑ کی اولاد سے دوسرے آئمہ اطہار کی طرف سے ایک روشن دلیل اور برہان رکھتے ہیں۔ ابن عباس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اماموں سے آپ کی مراد کون ہیں؟

حضورؐ نے فرمایا:

احد عشر منی وابو هم علی ابن ابی طالب

"وہ گیارہ نفر مجھ سے ہیں اور ان کا باپ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے"

پھر آپؐ نے فرمایا:

الحمد و لله الذی جعل محبة علی والایمان سببین

یعنی

سببا لوحول الجنة وسببا للفوز من النار

"تمام تعریفیں ہیں اس خدا کے لئے جس نے علیؑ کے ساتھ محبت اور ان پر ایمان کو دو وسیلے بنایا۔ یعنی ایک جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ اور ایک آتش جہنم سے بچنے کا وسیلہ"

(تفسیر برہان:۴/۳۹ حدیث۳،حلیۃ الابرار:۲/۱۱ حدیث۳، بحارالانوار:۲۴/۸۸حدیث۴)

علیؑ اور آداب سلام

(۱۳۲/۲۲۵) کتاب قرب الاسناد میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے والد بزرگوار امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا:

رسول خدا نے علیؑ کو ایک جنگ کے لئے بھیجا، پھر حضور کو ایک ایسا کام پیش آیا، جس کے لئے علیؑ کی طرف رجوع کرنا ضروری تھا۔مقداد کو ان کی طرف روانہ کیا اور فرمایا: خیال رکھنا کہ علیؑ کو پیچھے یا دائیں بائیں طرف سے آواز نہ دینا، بلکہ ان سے تھوڑا سا آگے جا کر واپس پلٹنا اور ان کی طرف منہ کرکے ان کے سامنے کھڑے ہو کر کہنا، رسول خدا نے یہ فرمایا ہے۔(قرب الاسناد:۱۲۳، بحارالانوار:۷۶/۲۲۳حدیث۳اور ۳۲۵صفحہ حدیث۲)

مؤلف فرماتے ہیں: اس روایت سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جب یہ اعتقاد ہو کہ ان کی حیات اور موت کے بعد والے ایام میں کوئی فرق نہیں ہے تو پھر ان پر سوائے سامنے کی طرف سے سلام کرنا کراہت رکھتا ہے۔مگر وہ مقام جہاں خود ان کی طرف سے کوئی روایت وارد ہوئی ہو کہ فلاں طرف سے سلام کیا جا سکتا ہے۔

علیؑ جنب اللہ ہیں

(۱۳۳/۲۲۶) شیخ صدوق امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں اور آپ حضرت امیر المومنینؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

انا علم الله وانا قلب الله الواعی ولسان الله الناطق وعین الله الناظرة وانا جنب الله وانا ید الله

(التوحید:۱۶۴حدیث۱، بحارالانوار:۲۴/۱۹۸حدیث۲۵)

''میں خدا کے علم کو ظاہر کرنے والا ہوں، میں خدا کا وہ دل ہوں جس میں اس نے رازوں کو رکھا ہوا ہے، میں خدا کی بولتی ہوئی زبان ہوں، میں اس

کی دیکھتی ہوئی آنکھ ہوں ، میں جنب اللہ ہوں کہ جس کی طرف تمام مخلوق کو
توجہ کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ خدا کا قرب میرے بغیر کسی کو حاصل نہ ہوگا اور
میں خدا کا طاقتور ہاتھ ہوں"

مؤلف فرماتے ہیں۔ اس حدیث میں جو نسبتیں ذکر ہوئی ہیں ان میں احترام کا پہلو پایا جاتا ہے، وگرنہ ذات مقدس پروردگار اعضاء اور اجزاء سے منزہ اور پاک ہے۔

شیعیان علیؑ کے لیے فرشتوں کا استغفار کرنا

(۱۳۴/۲۲۷) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں :

رسولؐ خدا نے فرمایا: خدا نے چوتھے آسمان پر ایک لاکھ فرشتے اور پانچویں آسمان پر تیس لاکھ فرشتے پیدا کیے، جبکہ ساتویں آسمان پر ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے جس کا سر عرش خدا کے نیچے اور پاؤں زمین کے نیچے ہیں۔ نیز خدا نے ایسے فرشتے بھی پیدا کئے ہیں کہ جن کی تعداد عرب کے دو بڑے قبیلے ربیعہ اور مضر کے افراد کی تعداد سے زیادہ ہیں۔ ان کا کھانا پینا صرف یہ ہے کہ وہ امیر المومنینؑ اور ان کے دوستوں پر درود بھیجتے ہیں علیؑ کے گنہگار شیعوں اور موالیوں کے لئے استغفار کرتے ہیں۔

(مائۃ منقبۃ: ۱۶۳ منقبت ۸۸، بحار الانوار: ۲۶/ ۱۴۹ حدیث ۲۲، غایۃ المرام: ۱۹ حدیث ۲۱)

جنت عدن اور شیعیان علیؑ

(۱۳۵/۲۲۸) ابن شاذان حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے اور آپ نے اپنے آباؤ اجداد سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

جب خدا نے جنت عدن کو پیدا کیا تو اسے حکم دیا، اپنے آپ کو زینت دو اور آراستہ کرو۔ اس نے اپنے آپ کو مزین کیا اور اپنے اوپر ناز کرنے لگی اور غرور و تکبر کا شکار ہو گئی۔ خداوند رحمان نے اس سے فرمایا: آرام کر، میری عزت و جلالت کی قسم، میں نے تجھے مومنوں کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس تو اور تجھ میں رہنے والے خوش قسمت ہیں ۔ پھر فرمایا: یا علی!

میں جنت عدن کو صرف تیرے اور تیرے شیعوں کے لئے پیدا کیا ہے۔

(مائۃ منقبۃ:۱۶۵/منقبت،۹۰،غایۃ المرام:۵۸۷ حدیث۹۰)

(۱۳۳۶/۲۲۹) خوارزمی نے کتاب مناقب میں ابن عباس سے نقل کیا ہے:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی بھی علیؑ کے ساتھ مصافحہ کرے گویا کہ اس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا ہے اور جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا گویا کہ اس نے عرش کے ارکان کے ساتھ مصافحہ کیا اور جو بھی علیؑ کو گلے ملے گویا کہ وہ مجھ سے گلے ملا اور جس نے مجھے گلے لگایا گویا اس نے تمام انبیاء کو گلے لگایا ہے۔ جو کوئی محبان علیؑ میں سے کسی ایک کے ساتھ محبت اور لطف کے ساتھ مصافحہ کرے تو خدا اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور حساب کے بغیر اسے جنت میں داخل کرتا ہے۔

(مناقب خوارزمی:۳۱۶ حدیث ۳۱۷،غایۃ المرام:۵۸۳ حدیث ۴۷،مائۃ منقبۃ:۶۹ منقبت ۳۹)

لوح و قلم

(۱۳۳۷/۲۳۰) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں امام رضاؑ سے اور آپ اپنے اباؑ و اجداد سے اور وہ رسولؐ خدا سے اور انہوں نے جبرائیل سے اور جبرائیل نے میکائیل سے، اس نے اسرافیل سے، اس نے لوح سے اور لوح نے قلم سے نقل کیا ہے کہ خدا تبارک تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ولایۃ علی ابن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من ناری

"علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت میرا قلعہ ہے جو کوئی بھی اس میں داخل ہوگیا وہ میری آگ سے محفوظ ہوگیا"

(امالی صدوق:۱۹۵ حدیث ۹ مجالس:۴۱،جامع الاخبار:۱۱۵،عیون اخبار الرضاؑ:۲/۱۳۵ حدیث ۱)

ولایت علیؑ اور دوزخ

(۱۳۳۸/۲۳۱) اسی کتاب میں ابن عباس کی روایت رسولؐ خدا سے نقل ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

لوا اجتمع الناس کلهم علی ولایة علی لما خلقت النار

(امالی صدوق:۵۲۳حدیث ۷مجلس ۹۴،بحارالانوار:۳۹/۲۵۷حدیث ۴)

''اگر تمام لوگ علیؑ کی ولایت پر جمع ہو جاتے تو میں دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا''

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے سمجھا جاتا ہے کہ عذاب اور آگ صرف امیر المومنین اور آئمہ اطہار کے دشمنوں کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ ہم ولایت کی نعمت پر جو خدا نے ہمیں عنایت فرمائی ہے اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے دعا کرتے ہیں کہ اس نعمت میں اضافہ فرمائے اور ولایت کے راستے پر ہمیں ثابت قدم رکھے۔

محبّت علیؑ

(۱۳۹/۲۳۲) ابن شہر آشوب "کتاب فضائل میں اہل سنت کی طرف سے ابن عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں نے پیغمبر اکرمؐ سے عرض کیا: کیا آگ سے گذرنے کے لئے کسی سند کی ضرورت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! میں نے سوال کیا، وہ سند کیسی ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

حب علی ابن ابی طالب'' وہ علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ہے''

(مناقب ابن شہر اشوب:۲/۱۵۶،بحارالانوار:۳۹/۲۰۲)

سخاوت کا انوکھا انداز

(۱۴۰/۲۳۳) علامہ مجلسی بحارالانوار میں فرماتے ہیں:

امیر المومنین ایک مشرک کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، اس نے جنگ کی حالت میں حضرت سے تلوار مانگ لی۔علیؑ نے فوراً تلوار اسے دے دی۔اس مشرک آدمی نے بڑا تعجب کیا اور عرض کرنے لگا: اے ابو طالب کے بیٹے! اس حال میں کہ جنگ ہو رہی ہے اور آپ مجھے تلوار دے رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اے فلاں! تو نے میری طرف دست سوال بڑھایا، اور کریمی اس کو نہیں کہتے کہ سائل کے ہاتھ کو خالی پلٹا دیا جائے۔کافر نے جب اس صورت حال

کا مشاہدہ کیا تو اپنے آپ کو حضرت کے سامنے زمین پر گرادیا اور کہا: یہ طریقہ کار اہل دیانت اور دیندار لوگوں کا ہے۔ پھر آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور مسلمان ہوگیا۔

(مناقب ابن شہر اشوب: ۲/۸۷، بحار الانوار: ۴۱/۶۹)

گناہ نقصان نہیں دیتا

(۱۴۱/۲۳۴) خوارزمی انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

حب علی ابن ابی طالب حسنة لا تضر معها سية وبغضه سيئة لا تنفع معها حسنة. (مناقب خوارزمی: ۷۵ حدیث ۵۶، مصباح الانوار: ۱۲۷، ینابیع المودۃ: ۹۱)

"علی ابن ابی طالبؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ اس کی موجودگی میں کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اس کی دشمنی ایسی بدی اور گناہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دے سکتی"

ہمسائیگی خدا

(۱۴۲/۲۳۵) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا:

جو کوئی چاہتا ہے کہ خدا اس کا ہمسایہ ہو اور جہنّم کی آگ سے محفوظ رہے تو اسے چاہیے کہ علی ابن ابی طالب سے محبت کرے اور ان کی ولایت کو قبول کرے۔

(امالی طوسی: ۲۹۵ حدیث ۲۷ مجلس ۱۱، بحار الانوار: ۳۹/۲۴۷ حدیث ۶، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۸۷)

رازِ خوشی

(۱۴۳/۲۳۶) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسول خداؐ نے فرمایا: جو کوئی خوش ہونا چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام خوبیاں اور نیکیاں اس کے لئے فراہم کردے، تو اسے چاہیے کہ میرے بعد علی ابن ابی طالب کی ولایت اور سرپرستی کو قبول کرے۔ اس کے دوستوں کو دوست رکھے اور اس کے دشمنوں کو دشمن رکھے۔

(امالی صدوق: ۵۶۰حدیث ۷ مجلس ۷۲، بحارالانوار: ۲۷/ ۵۵حدیث ۹، بشارۃ المصطفیٰ: ۱۵۰اور ۱۷۶)

کنارۂ جہنّم

(۱۴۴/۲۳۷) شیخ طوسی کتاب امالی میں صالح بن میثم تمار سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں نے میثمؒ کی کتاب میں یہ حدیث پڑھی کہ وہ کہتا ہے! ایک رات میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا: کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لئے امتحان نہ لیا ہو، مگر یہ کہ اپنے دل میں ہماری دوستی رکھتا ہو، اور اس کا احساس کرتا ہو اور کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس پر خدا غضبناک نہ ہوا ہو مگر یہ کہ وہ ہماری دشمنی اپنے دل میں رکھتا ہو۔ ہم اپنے دوستوں کی دوستی کے ساتھ خوشنود ہوتے ہیں اور دشمن کی دشمنی کو جانتے ہیں۔ ہمارے دوست ہماری دوستی کی وجہ سے خدا کی اس رحمت کے ساتھ خوش ہوتے ہیں جس کا وہ ہر روز انتظار کرتے ہیں۔ ہمارے دشمنوں نے اپنی بنیاد ایسے کمزور ستونوں پر رکھی ہوئی ہے جو نہر کے ایسے کناروں پر ہیں، جن کو پانی نے کھوکھلا کر دیا ہے گویا یہ کنارہ جہنّم کی آگ میں گر چکا ہے۔

گویا خدا کی رحمت کے دروازے اہل رحمت کے لئے کھل چکے ہیں، رحمت پروردگار ان کو مبارک ہو۔ اہل جہنّم کتنے بدقسمت اور بدحال ہیں اس بری جگہ کی وجہ سے جو ان کو نصیب ہوئی ہے۔ بے شک خدا کے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس نے ہماری محبت میں کوتاہی کی ہو یہ سب کچھ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو خدا نے اس کے دل میں قرار دی ہو، اور جو ہمارے دشمن کو دوست رکھتا ہو وہ ہرگز ہمارے ساتھ دوستی نہیں رکھ سکتا، کیونکہ ایک دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں ہیں جیسے کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِن قَلْبَيْنِ فِى جَوْفِهِ (سورہ احزاب: آیت ۴)

''خدا نے کسی مرد میں دو دل نہیں بنائے''

جو کوئی ہمارے ساتھ محبّت رکھتا ہے اس کی محبت ہمارے ساتھ اس طرح خالص ہوتی

ہے۔ جیسے خالص سونا ہو جس میں کسی قسم کی آلودگی اور ملاوٹ نہ ہو۔

ہم ایک بخشنے والی اور بزرگوار قوم ہیں ۔ہماری اولاد پیغمبروں کی اولاد ہے میں خدا کے اوصیاء کا وصی ہوں، ان کے تمام امور میرے سپرد ہیں، میں خدا اور رسولؐ کا گروہ ہوں ظلم وستم کرنے والا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

جو کوئی چاہتا ہے کہ اپنے دل میں ہماری محبت کے حال کو جانے تو وہ اپنے دل کا امتحان کرے، اگر اس دل میں ان کی دوستی ہے جنہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو جمع کیا ہے تو سمجھ لے کہ خدا جبرائیل اور میکائیل اس کے دشمن ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِيْنَ (سورہ بقرہ: آیت ۹۸)

"بے شک خدا کافروں کا دشمن ہے"

(امالی طوسی:۱۴۸ حدیث ۵۶ مجلس ۵، بحارالانوار: ۲۷/۸۳ حدیث ۲۴، تاویل الآیات: ۲/۴۴۶ حدیث ۱)

سفید چہرے والے

(۱۴۴/۲۳۸) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں اہل سنت کی طرف سے ابو ذر سے نقل کرتے ہیں:

پیغمبر اکرمؐ نے امیر المومنینؑ کی طرف نگاہ کی اور ان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:۔

هذا خير الاولين من اهل السموات والارضين هذا سيد الوصيين وام المتقين وقائد الغرالمجحلين

"یہ شخص آسمانوں اور زمینوں میں سے جو پہلے گذر چکے ہیں، ان سب سے بہتر و افضل ہے، سچ بولنے والوں کا سردار ہے، اوصیاء کا سردار ہے، متقی لوگوں کا امام ہے اور سفید چہرے والوں کا رہبر ہے"

جب قیامت برپا ہوگی تو علیؑ ایک بہشتی اونٹ پر سوار میدان محشر میں وارد ہوں گے اور قیامت کے میدان کو اپنے نور کے ساتھ نورانی کردیں گے، ان کے سر مبارک پر ایک تاج

ہوگا جو زبر جد اور یاقوت کے ساتھ آراستہ اور مزین ہوگا۔

فرشتے انہیں دیکھ کر کہیں گے، یہ مقرب فرشتوں میں سے کوئی ہے۔پیغمبر کہیں گے یہ پیغمبر مرسل لگتا ہے، عرش کے اندر سے ندا آئے گی۔

هذا الصديق الاكبر هوا وصى حبيب الله هذا على ابن ابى طالب

''یہ صدیق اکبر اور اللہ کے حبیب کا وصی ہے، یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے،
پس علی جہنّم کے اوپر کھڑے ہو جائیں''

اپنے دوستوں کو اس سے نکالتے جائیں گے اور دشمنوں کو اس میں داخل کرتے جائیں گے، اس کے بعد بہشت کے کنارے پر آئیں گے، جن لوگوں نے اس کی ولایت کو قبول کیا ہوگا ان کو حساب کے بغیر جنت میں داخل کرتے جائیں گے۔

(مائۃ منقبۃ: ۸۸ منقبت: ۵۵، بحارالانوار: ۲۷/۳۱۵ حدیث ۱۳)

وہ صراط مستقیم ہے

(۲۳۹/۱۴۶) شیخ صدوق کتاب امالی میں حضرت امام باقرؑ سے اور حضرت اپنے آباؤ اجداد سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جو کوئی چاہتا ہے کہ پل صراط سے تیز ہوا کی طرح عبور کرے، اور حساب کے بغیر بہشت میں داخل ہو، اسے چاہیے میرے ولی، مدد گار اور تمام امت پر میرے جانشین یعنی علی ابن ابی طالب کی ولایت کو قبول کرے اور جو جہنّم میں جانا چاہتا ہے وہ اس سے تعلق ختم کرلے اور اس کی ولایت کو ترک کردے۔

مجھے اپنے رب کی عزت اور جلالت کی قسم، علیؑ خدا کی رحمت کا دروازہ ہے، جس سے داخل ہونا چاہیے۔اس کے علاوہ کوئی آدمی کسی کو مقصد نہیں پہنچاتا۔وہ ہدایت کا صراط مستقیم ہے، وہ ایسی شخصیت ہے جس کی ولایت کے بارے میں خدا قیامت کے دن سوال کرے گا''

(امالی صدوق: ۳۶۳ حدیث ۴ مجلس ۴۸، بحارالانوار: ۳۸/۹۷ حدیث ۱۶)

دوست اور دشمن

(۱۴۷/۲۴۰) ابن شاذان کتاب مائۃ منقبۃ میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ جبرائیل تیرے متعلق ایسی خبر لایا ہے جس نے میری آنکھ کو روشن اور دل کو شاد کردیا ہے۔اس نے میرے لئے نقل کیا کہ خدا نے فرمایا ہے: میری طرف سے محمدؐ کو سلام دو اور انہیں خبردو کہ علیؑ امام ہدایت ہے، تاریکی میں چمکتا ہوا چراغ اوراہل دنیا پر حجت خدا ہے، وہ صدیق اکبراورحق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔میں نے اپنی عزت وجلالت کی قسم کھائی ہے کہ جوکوئی بھی اس کی اوراس کے بعد والے جانشینوں کی ولایت کوقبول کرے اوراس کے حکم کی اطاعت کرے، میں اسے دوزخ کی آگ میں نہیں ڈالوں گااورجوکوئی اس کی ولایت کو چھوڑ دے، اس کے اور اس کے بعد والے جانشینوں کے حکم کی اطاعت نہ کرے اسے بہشت میں داخل نہ کروں گا۔اور یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ جہنم کے تمام طبقوں کواس کے دشمنوں سے اور بہشت کواس کے دوستوں سے پر کروں۔

(مائۃ منقبۃ:۵۷منقبت۳۱، بحارالانوار:۱۱۳/۲۷/۷۷حدیث۸۸، غایۃ المرام:۴۵حدیث۵۲اور۱۶۶حدیث۵۳)

جانشین امت

(۱۴۸/۲۴۱) ابوالحسن بن شاذانؒ کتاب مائۃ منقبہ میں امیرالمومنینؑ سے نقل کرتے ہیں:

آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم، رسول خداؐ نے مجھے اپنی امت میں اپنا جانشین بنایا ہے۔لہٰذا میں ان کے بعد امت رسولؐ پر خدا کی حجت ہوں، بے شک میری ولایت تمام اہل آسمان پر ایسے واجب کی گئی ہے، جیسے اہل زمین پر واجب کی گئی ہے، فرشتے ہماراذکر کرتے ہیں جوخدا کے نزدیک ان کی تسبیح شمار ہوتی ہے۔اے لوگو! میری پیروی کروتا کہ تمہیں ایسے راستے کی راہنمائی کروں جس میں تمہارے لئے رشد اور کمال ہے۔میں تمہارے پیغمبر کا وصی ہوں، میں مومنوں کا پیشوا ان کا حاکم اوران کا صاحب اختیارہوں، میں اپنے شیعوں کو بہشت کی طرف راہنمائی کروں گا اور دشمنوں کو آگ کی طرف لے کر جاؤں گا۔میں رسولؐ خدا کے حوض اور

پرچم کا صاحب ہوں، اور ان کے مقام شفاعت کا مالک ہوں۔

انا والحسن والحسين وتسعة من ولدالحسين خلفاء الله فی ارضه وحجج الله علی بریته

''میں حسنؑ، حسینؑ اور حسینؑ کی اولاد سے نو بیٹے اللہ کی زمین میں اس کے خلفاء اور اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں''

(مائۃ منقبۃ :۵۹ منقبت ۳۲، غایۃ المرام:۱۸ حدیث ۱۱۴ اور ۴۵ حدیث ۵۳)

عقیق کے دو پہاڑ

(۱۴۹/۲۴۲) اسی کتاب میں اہل سنت کی ایک روایت سلمان فارسی اور ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہتے ہیں رسول خداؐ نے فرمایا:

میں خدا کے اتنا قریب ہوا کہ فاصلہ دو کمانوں کے برابر یا کمتر ہوگیا، خدا نے میرے ساتھ کلام کیا، وہ عقیق کے دو پہاڑ تھے۔خدا نے فرمایا: اے احمد! میں نے تجھے اور علیؑ کو اپنے نور سے پیدا کیا اور ان دو پہاڑوں کو علی ابن ابی طالب کے نور جمال سے پیدا کیا ہے ، مجھے میری عزت و جلالت کی قسم، میں نے ان دونوں کو اس لئے پیدا کیا ہے تا کہ وہ بندوں کے درمیان علامت اور نشانی بنیں۔ اور اس کے ساتھ مؤمن پہچانیں جائیں۔میں نے قسم کھائی ہے کہ جو کوئی عقیق پہنے گا اس پر جہنم کی آگ حرام کردوں گا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ علی ابن ابی طالب کی ولایت رکھتا ہو۔(مائۃ منقبۃ :۶۸/منقبت ۹۳، غایۃ المرام:۷ حدیث ۱۳)

قاضی سماعہ

(۱۵۰/۲۴۳) شیخ صدوق کتاب امالی میں حسن بن یحییٰ دھقان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں بغداد کے قاضی سماعہ کے پاس موجود تھا، اہل بغداد کے بزرگوں میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا، اس نے کہا: خدا قاضی کے معاملہ کی اصلاح کرے، میں گذشتہ سالوں

میں حج پر مشرف ہوا تھا، واپس لوٹتے وقت میرا گذر کوفہ سے ہوا، میں اس شہر کی مسجد میں داخل ہوا، وہاں کھڑا تھا۔ کہ نماز پڑھوں، اچانک میرے سامنے عرب کی ایک دیہاتی عورت کھلے بال اور لمبا قمیض پہنے ہوئے آ گئی اور اونچی آواز کے ساتھ اس نے کہا، اے وہ ہستی! جو آسمانوں میں مشہور، زمین میں معروف، آخرت میں بلند آواز، اور دنیا میں بھی مشہور ہو۔ ظالموں، ستمگروں اور بادشاہوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیرے ذکر کو بند کر دیں، لیکن خدا نے تیرے ذکر اور آواز کو بلند کیا اور تیرے نور کو اس سے زیادہ روشنی اور کمال عطا کیا، اگرچہ مشرکین کو یہ ناپسند تھا۔ میں نے اس عورت سے کہا: اے کنیز خدا! کس کو ان اوصاف کے ساتھ یاد کر رہی ہو؟ اس نے کہا میری مراد امیر المومنینؑ ہیں، میں نے کہا: تیری نظر میں کون سے امیر المومنین ہیں؟ اس نے کہا:

علی ابن ابی طالب الذی لا یجوز التوحید الا بہ وبولو لایتہ

"علیؑ ابن ابی طالبؑ وہ جس کو ماننے بغیر اور اس کی ولایت کا اعتراف کئے بغیر توحید حاصل نہیں ہوتی"

راوی کہتا ہے، اس گفتگو کے بعد میں اس کی طرف متوجہ ہوا، تا کہ اسے دیکھوں، لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔

(امالی صدوق: ۴۹۳ حدیث ۱۳ مجلس ۶۳، بحار الانوار: ۱۶۳/۳۹ حدیث ۲، روضۃ الواعظین: ۱۲۰)

سات پل صراط

(۱۵۱/۴۴۴) کراجکیؒ کتاب کنز الفوائد میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

رسولؐ خدا نے فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو خدا، مالک فرشتہ جو دوزخ پر موکل ہے کو حکم دے گا کہ جہنم کے سات طبقوں کی آگ کو روشن کرے، رضوان فرشتہ جو بہشت پر معین ہے حکم فرمائے گا کہ آٹھ جنتوں کو آراستہ اور مزین کرے میکائیل کو حکم فرمائے گا کہ جہنم پر پل صراط تیار کرے، جبرائیل کو حکم دے گا کہ عرش کے نیچے عدالت کا ترازو لگائے اور حضرت محمدؐ سے

فرمائے گا کہ اپنی امت کو حساب کے لئے تیار کرے۔ اور ان کو نزدیک کرے، پھر خدا تعالیٰ حکم دے گا کہ صراط کے سات پل بنائے جائیں۔ جن میں سے ہرایک کی لمبائی سترہ ہزار فرسخ ہو ان میں سے ہرایک پل پر ستر ہزار فرشتے بیٹھیں ہوں گے جو اس امت کے مردوں اور عورتوں سے اس پل صراط پر امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت اور محمدؐ کی اہل بیتؑ کی محبت کے بارے میں سوال کریں گے، جس نے صحیح جواب دے دیا وہ بجلی کی طرح اس سے عبور کر جائے گا اور جس کے پاس اہل بیتؑ محمدؐ کی محبت نہ ہوگی وہ سر کے بل جہنم میں گر جائے گا اگرچہ ستر صدیقوں کے برابر ہی اس کے اچھے اعمال کیوں نہ ہوں۔

(تاویل الآیات:۲/۴۹۴حدیث۴، بحارالانوار:۷/۳۳۱حدیث۱۲، تفسیر برہان:۴/۷احدیث۶)

(۱۵۲/۲۴۵) محمد بن علی حکیم ترمذی جو اہل سنت کے ایک مایہ ناز عالم ہیں، رسول خداؐ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

مارآنی فی هذه الدنیا علی الحقیقة التی خلقنی لله علیها غیر علی ابن ابی طالب

''سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے اس دنیا میں میری حقیقت سے کوئی بھی آگاہ نہیں ہے''

شناخت علیؑ

(۱۵۳/۲۴۶) شرف الدین نجفیؒ کتاب تاویل الآیات میں حسن بن سلمان سے منتخب البصائر میں اور برسی کتاب مشارق الانوار میں رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا:

یا علی ما عرف الله الا انا وانت وما عرضفی الا الله وانت وما عرفک الا الله وانا

''یا علیؑ! خدا کو میرے اور آپ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور مجھے خدا کے اور

آپ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور آپ کو خدا اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا"

(تاویل الآیات:۱/۲۲۱ حدیث ۱۵،مختصر البصائر:۱۲۵،مشارق الانوار:۱۱۲،محتضر:۱۶۵)

نورانی پیشانیاں

(۱۵۴/۲۴۷) محمد بن العباس، جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:

میں پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اچانک علی ابن ابی طالب آگئے، رسولؐ خدا نے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور جو کپڑا آپ نے پہنا ہوا تھا اس سے ان کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا:

اے ابوالحسنؑ! کیا تجھے وہ خوش خبری دوں جو جبرائیل نے آ کر مجھے دی ہے؟ عرض کیا: ہاں یارسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا:

ان فی الجنة عینا یقال لها"تسنم" یخرج منها نهران، لو ان بهما سفن الدنیا لجرت

"بے شک جنت میں ایک چشمہ ہے جس کا نام تسنیم ہے، اس سے دو نہریں نکلتی ہیں، اتنی بڑی ہیں کہ اگر دنیا کی تمام کشتیاں ان میں ڈال دی جائیں تو چل سکتی ہیں۔ تسنیم کے ساحل اور کنارے پر ایسے درخت ہیں، جن کی شاخیں تازہ مروارید اور مرجان کی ہیں۔ ان کے پتے زعفران کے ہیں۔ اور ان درختوں کے نزدیک نور کے تخت بچھے ہوئے ہیں جن پر ایسے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جن کی پیشانیوں پر نور سے لکھا ہوا ہے کہ یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے دوست اور محب ہیں"

(مائۃ منقبۃ:۵۵ منقبت ۲۹،تفسیر برہان:۴/۴۴۰ حدیث ۱۰،غایۃ المرام:۵۸۶ حدیث ۷۸)

ولایت امیر المومنین

(۱۵۵/۲۴۸) عیاشیؒ اپنی تفسیر میں آیۃ شریفہ

فَيَو مَئِذٍ لَّا يُسئَلُ عَن ذَنبِهِ اِنسٌ وَلَا جَانٌّ (سورۃ الرحمٰن: آیت ۳۹)

''پس اس دن انسانوں اور جنوں کے گناہوں کے متعلق سوال نہ ہوگا''

کی تفسیر میں کہتے ہیں، جو کوئی ولایت امیر المومنینؑ کو قبول کرے، آپ کے دشمنوں سے اظہار بیزاری کرے، ان کے حلال کو حلال جانے اور ان کے حرام کو حرام سمجھے، ان اوصاف حمیدہ کے ساتھ سہواً یا عمداً گناہوں کا مرتکب ہو اور ان گناہوں سے توبہ نہ کی ہو تو وہ عالم برزخ میں عذاب میں گرفتار ہوگا، لیکن قیامت کے دن جب وہ قبر سے نکلے گا تو کوئی گناہ اس کا باقی نہ رہے گا تا کہ اس سے سوال کیا جائے۔

(تفسیر قمی: ۲/ ۳۴۵ بحار الانوار: ۶/ ۲۴۶ حدیث ۷۷ تفسیر برہان: ۴/ ۲۶۸ حدیث ۱)

قضاوت علیؑ

(۱۵۶/۲۲۹) شیخ عباس قمیؒ کتاب سفینۃ البحار میں شریح قاضی سے نقل نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے:

میں عمر بن خطاب کی طرف سے قاضی مقرر تھا ایک دن ایک شخص میرے پاس آیا اور کہتا ہے اے ابو امیہ! ایک مرد نے میرے پاس دو عورتیں بطور امانت رکھی ہوئی تھیں، جن میں سے ایک آزاد اور دوسری کنیز تھی۔ انہیں میں نے ایک کمرے میں ٹھہرایا ہوا تھا، آج ان کے ہاں ایک بچہ اور ایک بچی پیدا ہوئی ہے، دونوں میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہے کہ بچہ میرا ہے جبکہ بچی کا دونوں انکار کر رہی ہیں۔ تم ان کے درمیان فیصلہ کرو۔

وہ کہتا ہے میں ان کے درمیان قضاوت نہ کر سکا اور اس مشکل کو حل نہ کر سکا، لہٰذا عمر کے پاس آیا اور واقعہ کو بیان کیا۔ عمر نے کہا: تو نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا۔ عمر نے تمام اصحاب پیغمبر جو وہاں موجود تھے کو حاضر کیا، میں نے یہ قصہ ان کے سامنے بیان کیا، ان سب نے عاجزی اور ناتوانی کا اظہار کیا اور اس مسئلے کا حل میرے اور عمر کے حوالے کر دیا۔ عمر نے کہا: لیکن میں جانتا ہوں کہ اس مشکل کا حل کس کے پاس ہے، سب نے کہا: گویا علیؑ ابن ابی طالبؑ آپ کی نظر میں ہیں؟ عمر نے کہا: ہاں! انہیں

کہاں تلاش کیا جاسکتا ہے؟ سب نے کہا: کسی کو ان کی طرف بلانے کے لئے بھیجو تا کہ بلا کرلے آئے۔ عمر نے کہا: علی ہاشمی نسب اور بلند مرتبہ ومقام کا مالک ہے۔ علم وحکمت کے تمام آثار اور ذخائر علمی ان کے پاس ہیں، اس لئے ہمیں ان کی خدمت میں جانا چاہیے، سب اٹھو اور میرے ساتھ ان کی طرف چلیں، ہم امیر المومنین کی طرف روانہ ہوئے۔ انہیں ایک باغ میں تلاش کرلیا، جہاں وہ اپنے بیلچہ کے ساتھ زمین کھود رہے تھے۔ اوراس آیت کریمہ۔

اَیَحسَبُ الاِنسَانُ اَن یُّترَکَ سُدًی (سورہ قیامۃ: آیت ۳۶)

"کیا انسان کا خیال ہے اس کو بیکار پیدا کیا گیا ہے اور اس کی خلقت کا کوئی مقصد نہیں ہے"

کی تلاوت کر رہے تھے اور گریہ کر رہے تھے، کچھ دیر سب نے انتظار کیا، آپ کا گریہ ختم ہوا تو ان لوگوں نے اجازت مانگی، حضرتؑ ان کے قریب آئے اور جو قمیض پہنا ہوا تھا اس کی آستینیں اوپر کی ہوئی تھیں، عمر کو مخاطب کیا اور فرمایا: اے اپنے آپ کو امیر المومنین کہلانے والے! یہاں کیوں آئے ہو؟ عمر نے عرض کیا: ایک کام سے آیا ہوں اور پھر مجھے کہا کہ مقدمہ حضرت کے سامنے بیان کرو۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا، حضرت نے فرمایا: تو نے اس بارے میں کیا فیصلہ صادر کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے حکم معلوم نہیں تھا اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جب ایسا کہا تو علیؑ نے زمین سے کوئی چیز اٹھائی اور فرمایا:

الحکم فیھا اھون من ھذا

"اس مسئلہ میں حکم کرنا اس چیز کے اٹھانے سے آسان تر ہے"

پھر حکم دیا کہ دونوں عورتوں کو حاضر کرو، ان دونوں میں سے ایک عورت کو ایک برتن دیا اور فرمایا: اس برتن میں اپنا دودھ نچوڑے، جب اس نے اپنا دودھ اس میں نکالا تو اس کا وزن کیا گیا، پھر ایک برتن دوسری عورت کو دیا اور فرمایا: اب تو اپنا دودھ اس میں نکال، جب اس نے دودھ نکالا تو اس کا بھی وزن کیا گیا۔ جس عورت کا دودھ ہلکا تھا اس سے کہا: اپنی بچی کو پکڑ لے اور جس کا دودھ وزنی تھا اس کو فرمایا بچہ تو اٹھالے۔ پھر عمر کی طرف منہ کیا اور فرمایا:

اما علمت ان اللہ تعالی حط المراۃ عن الرجل فجعل عقلها و میراثها دون عقله ومیراثه وکذالک لبنها دون لبنه

"کیا تو نہیں جانتا کہ خدا نے عورت کا مرتبہ مرد سے کمتر قرار دیا ہے جس طرح اس کی عقل اور میراث مرد کی عقل اور میراث سے کمتر بنائی ہے اسی طرح اس کا دودھ مرد کے دودھ سے ہلکا بنایا ہے"

عمر نے کہا: اے ابا الحسنؑ! خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ لوگوں کے حاکم ہوں لیکن ملت نے قبول نہ کیا، علیؑ نے فرمایا: اے ابا حفص خاموش ہو جاؤ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ يَومَ الفَصِلِ كَانَ مِيقَاتًا (سورہ نباء: آیت ۱۷)

"فیصلے کا دن لوگوں کی وعدہ گاہ ہے" (سفینۃ البحار: ۲/۴۳۵)

(۲۵۰/۱۵۷) شیخ صدوقؒ کتاب امالی میں ابو ہریرہ سے نقل کرتے ہیں:

ایک شخص رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! فلاں شخص سمندری سفر کے ذریعے بہت کم سرمایہ کے ساتھ چین کے ملک گیا اور بہت جلد زیادہ منافع کما کر واپس آ گیا ہے۔ اب اس کے رشتہ دار اس سے حسد کرنے لگے ہیں۔ رسول خداؐ نے فرمایا: دنیا کی دولت جتنی زیادہ ہوتی چلی جائے گی سوائے مصیبت کے صاحب دولت کے لئے اور کچھ نہ لائے گی۔ جن کے پاس مال و دولت ہے ان پر رشک نہ کرو، مگر جو اپنی دولت کو راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔

کیا تمہیں اس شخص سے مطلع نہ کروں جس کے پاس تمہارے ساتھی کے سرمایہ سے کمتر سرمایہ تھا۔ لیکن وہ اس سے جلدی لوٹ آیا تھا۔ اور منافع بھی اس سے زیادہ تھا۔ اور وہ جو خدا نے اسے جو نیکیاں اور خوبیاں عطا کیں وہ خدا کے خزانوں میں محفوظ ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ ہمیں بھی اس کے متعلق خبر دیں؟

آپؐ نے فرمایا: یہ جو شخص آ رہا ہے اس کی طرف دیکھو، جب ہم نے دیکھا تو انصار میں سے ایک شخص تھا جس کے بدن پر پرانا لباس تھا اور اس کا قیافہ اور شکل و صورت اتنی

پر کشش نہ تھی، رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ خدا کا بندہ آج جس نیکی اور خوبی پر فائز ہوا ہے، اگر اسے تمام اہل آسمان و زمین پر تقسیم کیا جائے تو ہرایک کے لئے کمتر حصّہ جو آئے گا وہ یہ ہے کہ اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور جنت میں داخل ہو جائے گا۔

تمام اصحاب نے بڑا تعجب کیا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس نے کون سا کام کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اسی سے دریافت کرو اس نے جو کام کیا ہے خود بیان کرے گا۔اس وقت سب اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔اے خدا کے بندے جو کچھ آپ کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا ہے تمہیں مبارک ہو۔آج تم نے کون سا عمل انجام دیا ہے کہ تجھے اتنا ثواب اور اجر عطا ہوا ہے۔

اس نے کہا: میرے خیال میں تو میں نے کوئی خاص ایسا کام نہیں کیا، مگر یہ کہ اپنے گھر سے کام کے لئے نکلا، چونکہ کام کرنے میں دیر ہو چکی تھی اس لیے میں نے سوچا کہ اب کام پر تو نہیں جا سکا ہوں لہٰذا بہتر ہے کہ اس کی بجائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے چہرہ مبارک کی زیارت کروں، کیونکہ میں نے رسولؐ خدا کو فرماتے ہوئے سنا ہے: " النظر الی وجه علی عبادة"(علیؑ کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے) اس شخص کی اس بات کو سن کر رسولؐ خدا نے فرمایا:

ای واللہ عبادة وای عبادة

"ہاں خدا کی قسم عبادت ہے اور کیا خوب عبادت ہے"

اے خدا کے بندے! اپنے گھر سے اس لئے نکلا تا کہ چند دینار اپنے اہل وعیال کے لئے حاصل کرے، وہ تو حاصل نہ کر سکا اور اس بات کو ترجیح دی کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی زیارت کرتا ہوں، اس کام کا سبب یہ ہے کہ تو علیؑ کو دوست رکھتا ہے، اس کے فضائل کے ساتھ عقیدہ رکھتا ہے یہ اس سے بہتر ہے کہ تیرے پاس دنیا کے برابر سونا ہو جسے تو راہ خدا میں خرچ کردے، تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس کام کے لیے راستے میں تو نے جتنے سانس لئے ہیں، ہر سانس کے بدلے میں ہزار آدمیوں کی شفاعت کر سکتا ہے، اور خدا تیری شفاعت کے ذریعے سے ان کو دوزخ کی آگ سے نجات دے گا۔

(امالی صدوق:۴۴۳حدیث ۴مجلس ۵۸، بحار الانوار:۳۸/۱۹۷حدیث ۵، بشارۃ المصطفیٰ:۵۷)

مؤلف فرماتے ہیں: ہمارے بعض قابل احترام اساتذہؒ نے اس روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے فتویٰ دیا ہے کہ حضرت کے چہرہ مقدس کی طرف دیکھنا مستحب ہے۔جیسا کہ روایت نمبر۱۲۲کے ذیل میں گذر چکا ہے۔

علیؑ اور بتولؑ کے فضائل

(۱۵۸/۲۵۱) شیخ فقیہ ابوالفضل شاذان بن جبرائیل قمیؒ کتاب فضائل میں نقل کرتے ہیں:

کہ امیر المومنینؑ ایک دن حضرت زہراءؑ کے ساتھ بیٹھے ہوئے کھجور کھا رہے تھے، ان کے درمیان ایک بہترین اور قابل ذکر گفتگو ہوئی، جس کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! پیغمبر اکرمؐ مجھے تجھ سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔فاطمہؑ نے کہا: کیسے وہ آپ کو زیادہ پسند کرتے ہیں جب کہ میں ان کے دل کا میوہ اور ان کی ایک شاخ ہوں۔اور میں ان کی ایک ہی بیٹی ہوں؟

علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! اگر میری بات قبول نہیں ہے اور اس کی تصدیق کرنا چاہتی ہو تو آئیں ہم دونوں رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ دونوں رسول خداؐ کی خدمت میں آئے، صدیقہ کبریٰؑ نے بات شروع کی اور رسول خداؐ کی خدمت میں عرض کی۔ہم دونوں میں سے کس کو آپ زیادہ پسند کرتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا:

انت احب وعلی اعز منک

''تو میرے نزدیک محبوب تر ہے اور علیؑ عزیز تر ہے''

اس وقت ہمارے مولا و آقا! علیؑ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ میں

فاطمہ صاحب تقویٰ خاتون کا بیٹا ہوں؟

فاطمہؑ نے کہا: میں خدیجہ کبریٰؑ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں صفا کا بیٹا ہوں۔

فاطمہ نے کہا: میں سدرۃ المنتہیٰ جو جنت کا بلند ترین مکان ہے کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں تمام جہانوں کا افتخار ہوں۔

فاطمہؑ نے فرمایا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا سے اتنا قریب ہوا کہ دونوں میں دو کمانوں یا دو سے بھی کمتر فاصلہ رہ گیا۔

علیؑ نے فرمایا: میں پاکدامن عورتوں کا بیٹا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں نیک اور مومنہ عورتوں کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: جبرائیل میرا خدمت گذار ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میرا خطبہ نکاح آسمان پر راحیل نے پڑھا ہے اور فرشتے گروہ در گروہ یکے بعد دیگرے میری خدمت کرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اس مکان میں پیدا ہوا ہوں جو بلند مرتبہ ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: رفیع اعلیٰ میں میری شادی ہوئی ہے اور آسمان میں میرا عقد ہوا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میرے کندھوں پر لواء حمد ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جسے آسمانوں پر لے جایا گیا۔

علیؑ نے فرمایا: میں اس مرد کا بیٹا ہوں جو نیکوکار اور باکردار مومنوں میں سے ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں خاتم المرسلین کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں ظاہر قرآن کے اور اس کے فرمان کے مطابق تلوار کو کھینچنے والا اور کافروں کے ساتھ جنگ کرنے والا ہوں۔

فاطمہ نے کہا: میں باطن قرآن کے علوم رکھنے والی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ درخت ہوں جو طور سینا سے نکلا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ شجرہ طیبہ ہوں جو ہمیشہ خوش ذائقہ پھل دیتا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس نے اژدہا کے ساتھ گفتگو کی۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ درخت ہوں جس کا پھل حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مثانی یعنی سورہ حمد اور قرآن حکیم ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں کریم اور بزرگوار پیغمبر اکرمؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نباء عظیم یعنی بڑی خبر ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں صادق اور امین پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں خدا کی مضبوط رسی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر اور برتر ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں جنگوں کا شجاع شیر ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے ذریعے سے خدا گناہ گاروں کے گناہ معاف کرے گا۔

علیؑ نے فرمایا: میں انگوٹھی راہ خدا میں دینے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں تمام جہانوں کے سردار کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں ہاشم کے بیٹوں کا بڑا اور ان کا سردار ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں محمدؐ کی بیٹی ہوں، جس کو خدا نے لوگوں میں سے چن لیا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ راہنما ہوں جس سے خدا خوشنود ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں رسولوں کے سردار اور خدا کے پیغمبرؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اوصیاء کا سردار اور رسولوں کا جانشین ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس رسول عربی کی بیٹی ہوں جو عرب سے بلند ہوا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ دلیر مرد ہوں جس نے شجاع کفار کو ہلاک کیا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس احمد کی بیٹی ہوں جو خدا کا پیغمبر ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں متقی اور پرہیز گار مرد میدان ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا کے نزدیک شفاعت کرے گا اور اس کی شفاعت قبول ہوگی۔

علیؑ نے فرمایا: میں جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس محمدؐ کی بیٹی ہوں جس کو خدا نے رسالت کے لئے منتخب کیا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں سرکش جنوں کو قتل کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کائنات کے حاکم خدا کے رسولؐ کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں مہربان خدا کا چنا ہوا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں بہترین عورتوں کی سردار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اصحاب رقیم کے ساتھ گفتگو کرنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جو خدا کی رحمت ہے، جسے اہل ایمان کے لئے بھیجا گیا اور جو ان کے ساتھ مہربان تھا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنے قرآن میں نفس محمدؐ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ (وَاَنفُسَنَا وَاَنفُسَکُم)(سورہ آل عمران: آیت ۶۱)

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے متعلق اسی آیت میں خدا فرماتا ہے۔

وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ کُمَ وَابنَاءَ نَاوَابنَاءَ کُم (سورہ آل عمران: آیت ۶۱)

نِسَاءَ نَا سے مراد میں ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نے اپنے شیعوں کو قرآن پڑھایا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ہوں جس کے چاہنے والوں کو خدا آگ سے بچائے گا۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کے شیعہ علم کے ساتھ لکھتے ہیں۔

فاطمہؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کے علم کے سمندر سے تشنگان معرفت چلو بھرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میرا نام خدا نے اپنے نام پہ رکھا ہے، وہ عالی ہے میں علیؑ ہوں۔

فاطمہؑ نے فرمایا: میرا نام بھی خدا نے اپنے نام سے رکھا ہے۔وہ فاطر ہے میں فاطمہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اہل عرفان و معرفت کی زندگی اور سرمایہ حیات ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں ان کے لئے راہ نجات ہوں، جو اچھائیوں اور معنویات کی طرف مائل ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں بے نیاز خزانہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں نیک کلمہ اور اچھائیوں کا مجموعہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں (حوامیم) ہوں یعنی وہ سورتیں جا حا و میم سے شروع ہوتی ہیں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں طواسین کی بیٹی ہوں۔ یعنی وہ سورتیں جو طا و سین سے شروع ہوتی ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ ہوں جس کے وسیلہ سے آدم کی توبہ قبول ہوئی۔

فاطمہؑ نے کہا: مجھے بھی آدم نے واسطہ قرار دیا ہے، اور اس کی خدا نے توبہ قبول کی۔

علیؑ نے فرمایا: میں نوح کی کشتی کی مانند ہوں، جو بھی اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔

فاطمہؑ نے کہا میں بھی آپ کے اس دعویٰ میں شریک ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ شدید طوفان ہوں جو غرق اور ہلاک ہونے کا باعث ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ غصہ ہوں جو سمندر میں تلاطم اور مدو جزر پیدا کرتا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ نسیم ہوں جو کشتی کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں جنت میں شہد، شراب، دودھ، اور پانی کی نہروں کا سرچشمہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ کوہ طور یعنی جبل سینا ہوں جس پر خدا نے موسیٰؑ کے ساتھ کلام کی۔ جس کی وجہ سے اسے ایک خاص رفعت و عظمت میسر آئی۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ کتاب مسطور ہوں جس کو خدا نے اپنے دست قدرت سے لکھا ہے۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ کھلا ہوا صحیفہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں بیت المعمور ہوں جو اہل آسمان کا کعبہ ہے۔ اور فرشتے جس کے

گرد طواف کرتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں سقف مرفوع یعنی وہ آسمان ہوں جو عظمت اور بلند مرتبہ ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں آگ اگلنے والا سمندر ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا علم رکھنے والا ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: ابتدائے خلقت سے جتنے رسول بھیجے گئے ہیں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں وہ کنواں ہوں جس کو ترک کر دیا گیا ہے اور وہ محل ہوں جو مضبوط بلند و بالا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: شبر و شبیر یعنی حسنؑ و حسینؑ مجھ سے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں رسولؐ خدا کے بعد سب سے بہترین مخلوق ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں نیکو کار اور صاحب تقویٰ ہوں۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا: علیؑ کے ساتھ گفتگو نہ کرو اس کے پاس محکم دلیل اور واضح برہان ہے۔

فاطمہ نے کہا: میں اس کی بیٹی ہوں جس پر قرآن نازل ہوا۔

علیؑ نے فرمایا: میں علم سے پر اور شرک سے بری ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں وہ ستارہ ہوں جو چمکتا ہے۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: علی قیامت کے دن شفاعت کا مرتبہ رکھتا ہے۔

فاطمہؑ نے کہا: میں قیامت کے دن بلند مرتبہ خاتون ہوں۔ پھر فاطمہؑ نے رسولؐ خدا سے عرض کیا: آپ اپنے چچا زاد بیٹے کی حمایت نہ کریں۔ ہم دونوں کو تنہا چھوڑ دیں۔

علیؑ نے فرمایا: میں محمدؐ کے بیٹوں کا باپ ہوں اور ان کا منتخب شدہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں ان کا گوشت اور خون ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں آسمانی صحیفوں کا مجموعہ ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں شرافت اور بزرگواری کا مجموعہ ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں اپنے پروردگار کا ولی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا: میں کمزور جسم نیکوکار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: میں نور خلقت اور اس کی روشنائی ہوں۔

فاطمہؑ نے کہا میں فاطمہ زہراء ہوں۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا: اے فاطمہ اٹھو! اور میرے چچا زاد کے سر کا بوسہ لو۔ اس جگہ خدا کے چار مقرب فرشتے جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل چار ہزار فرشتوں کے ساتھ علیؑ کی حمایت کر رہے ہیں اور اس کی مدد کر رہے ہیں، یہ میرا بھائی راحیل اور دردائیل دوسرے چار ہزار فرشتوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے مناظرہ دیکھنے کے لئے آئے ہیں۔

رسولؐ خدا کے فرمان کے بعد حضرت فاطمہؑ زہراءؑ اٹھیں اور پیغمبر اکرمؐ کے سامنے امیر المومنینؑ کے سر کو چوما اور کہا۔

یا ابا الحسنؑ! بحق رسولؐ خدا میں بارگاہ پروردگار، آپ کے مقدس مقام اور آپ کے چچا زاد سے عذر خواں ہوں۔ امام نے عذر کو قبول کیا۔ اور آخر میں فاطمہؑ نے اپنے والد بزرگوار کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ (فضائل: ابن شاذان: ۸۰)

مؤلف اس باب کے آخر میں چند فائدے اور مطالب ذکر کرتے ہیں۔

(۱) محدث نوری کتاب دار السلام میں سید نعمت اللہ جزائری سے نقل کرتے ہیں:

میں نے ایک مجتہد کو خواب میں دیکھا۔ جو ایک خوبصورت شکل و قیافہ کے ساتھ امام کی قبر کی زیارت کر کے نکل رہا تھا۔ میں نے ان سے عرض کیا: کس عمل نے آپ کو اس مقام و مرتبہ تک پہنچایا ہے، میری بھی راہنمائی فرمائیں، تاکہ میں بھی اس عمل کو انجام دوں؟

اس مجتہد نے فرمایا: ہمارے وہ اعمال جس کا آپ مشاہدہ کیا کرتے تھے، ان کی یہاں کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ جس چیز نے ہمیں فائدہ پہنچایا اور اس مقام تک پہنچایا جس کا آپ نے اب مشاہدہ کیا ہے وہ اس قبر والے آقا امیر المومنین کی محبت اور معرفت ہے۔

(دار السلام: ۲/ ۴۷)

(۲) شافعی سے کسی نے امیر المومنینؑ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا: میں اس عالی مرتبت مرد کے بارے میں کیا کہوں، جن کے فضائل و کمالات ان کے دوستوں نے ڈر اور خوف اور دشمنوں نے بغض و کینہ کی وجہ سے چھپائے اس کے باوجود ان کے فضائل مشرق و مغرب کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ (مشارق الانوار:۱۱۱)

سید تاج الدین عاملی اس مطلب کو اشعار میں بیان کرتے ہیں۔

اشعار کا ترجمہ:

فضائل آل محمدؐ دوستوں نے خوف کی وجہ سے اور دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے چھپائے۔

اور ان دو سے جو تھوڑے سے بچ گئے تھے خدا نے اسی کم مقدار سے آسمانوں اور زمین کو بھر دیا۔

(۳) توماس کارلیل ایک نصرانی فلسفی کتاب ''الابطال'' میں علیؑ کی فضیلت اور برتری کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے:

علیؑ کے ساتھ دوستی اور عشق رکھنا مجبوری بن گیا ہے، بے شک وہ ایک ایسا با شرافت اور بلند مرتبہ جوانمرد ہے کہ جس کے پاک وجدان سے رحمت و مہربانی اور نیکی و بھلائی کی روشنی نے ہر طرف کو منور کیا ہوا ہے اور جن کے جوش مارتے ہوئے دل سے دلبری، مردانگی اور جنگ کے شعلے بلند ہوئے ہیں۔ وہ صحرا اور جنگل کے شیر سے بھی شجاع تر تھے، لیکن ان کی شجاعت نرمی اطاعت و مہربانی اور وقار کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ صلیبی جنگوں میں مسیحی بہادروں کو ایسے ہونا چاہیے تھا مگر افسوس کہ انہیں بزدلانہ طور پر مسجد کوفہ میں قتل کر دیا گیا۔ اور اپنی عدالت کی وجہ سے قتل کرنا قبول کرلیا، ان کی ملکوتی روح پاک بدن سے نکلنے سے پہلے جب ان سے ان کے قاتل کے بارے میں بات ہوئی تو فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو میرے اختیار میں ہوگا کہ کیسا سلوک کرنا ہے اور اگر دنیا سے چلا گیا تو اختیار تمہارے پاس ہے، اگر چاہو تو اس سے قصاص لے لو اور اس کی ایک ضرب کے بدلے میں اسے صرف ایک ہی ضرب مارنا اور اگر اسے

معاف کر دو تو تقویٰ سے قریب تر ہے۔

(۴) خلیل نحوی سے کہا گیا کہ کیا دلیل ہے کہ علیؑ تمام زبانوں میں سب کا پیشوا ہے۔اس نے جواب دیا۔

احتیاج الکل الیہ واستغناوہ عن الکل

''بہترین دلیل یہ ہے کہ سب اس کی طرف محتاج ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہیں''

(۵) اس معجزہ کے بیان میں جس کو میری اطلاعات کے مطابق کسی نے بھی اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا اور جس کی بازگشت حضرت کے وجود مبارک کی طرف ہے۔
شیخ مفید کتاب ''اختصاص'' میں بعض اصحاب سے نقل کرتے ہیں:

حضرت کی ذات مقدس میں ستر خصلتیں جمع تھیں، ان میں ایک سے ان زخموں کا ظاہر نہ ہونا ہے جو سر سے پاؤں تک حضرت کے جسم اطہر پر لگے تھے۔تقریباً ایک ہزار زخم تھے جو راہ خدا میں آپ نے برداشت کیے۔(الاختصاص:۱۴۰،بحارالانوار:۴۰/۹۹حدیث۱۱۷)

اس مطلب کو ذکر کرنے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ یہ تمام غزوات اور زخم سبب نہ بنے کہ حضرت کے بدن مبارک میں کوئی نقص یا عیب پیدا ہو، بخلاف دوسرے اصحاب کے، کیونکہ ان میں سے کچھ کے تو پہلی جنگ میں ہی بدن میں نقص اور عیب پیدا ہوگیا اور کچھ دوسری جنگ میں عیب اور نقص میں مبتلا ہوگئے، لیکن حضرت باوجودیکہ تمام جنگوں چاہے پیغمبر اکرمؐ اس میں موجود تھے یا نہ میں سب سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کرتے رہے اور سب سے زیادہ زخم بدن پر جھیلے، لیکن بدن کے کسی حصے میں کسی قسم کا عیب یا نقص پیدا نہیں ہوا۔

(۶) وہ نصیحت جو حضرتؑ نے اپنے بڑے بیٹے امام حسنؑ مجتبیٰ کو اپنی عمر کے آخری وقت میں کی، اسے اربلیؒ کتاب ''کشف الغمہ'' میں اس طرح نقل کرتے ہیں۔امام حسن مجتبیٰ نے فرمایا:

میں اپنے باپ کے پاس اس وقت آیا جب حضرت ابن ملجم ملعون کی تلوار کی

ضربت سے تڑپ رہے تھے، آپ کو دیکھ کر مجھ میں طاقت نہ رہی اور غم سے نڈھال ہوگیا، آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا بے تاب ہوگئے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیسے بے تاب نہ ہوں جبکہ آپ کو میں اس درد اور مصیبت میں مبتلا دیکھ رہا ہوں ؟ آپ نے فرمایا: چاہتے ہو چار ایسی صفات تمہیں یاد دلاؤں۔

اگر ان کا خیال رکھو گے تو دائمی نجات اور سعادت پاؤ گے اور اگر ان کو بھلا دیا تو دار دنیا اور آخرت کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔اے میرے بیٹے! عقل و دانش سے بڑھ کر کوئی دولت و ثروت نہیں ہے، فقر، جہالت کی مانند نہیں ہے۔ وہ خوف جو لوگوں سے علیحدہ رہنے کی وجہ سے ہوتا ہے غرور و تکبر سے سخت نہیں ہے اور جو شخص خوش اخلاق ہے اس کی طرح کوئی زندگی سے لذت حاصل نہیں کرتا۔

(کشف الغمہ :۱/۲/۵۷۲، بحار الانوار: ۸/۷/۱۱۱ حدیث ۲)

(۷) مجھے بعض پاکستانی دوستوں نے بتایا ہے کہ ایک شخص ہمیشہ اس شعر کا تکرار کرتا رہتا تھا۔

سرمد اگر معاملہ حشر با علی است
من ضامنم کہ تا بتوانی گناہ کن۔

سرمد اگر معاملہ حشر علیؑ کے ساتھ ہے تو میں ضامن ہوں کہ جتنے گناہ کر سکتے ہو کرو۔ایک با عظمت اور بزرگ شخص اس کے پاس ظاہر ہوا اور اسے حکم دیا کہ دوسرے مصرع کو تبدیل کر کے اس طرح پڑھو۔

سرمد اگر معاملہ حشر با علیؑ است
شرم از رخ علیؑ کن و کمتر گناہ کن

سرمد اگر معاملہ حشر علیؑ کے ساتھ ہے تو علیؑ کے رخ مبارک سے شرم کھاؤ اور گناہ کم کرو۔ وہ بزرگ شخص یہ کہہ کر فوراً نظروں سے اوجھل ہوگیا۔پھر اسکو سمجھ آئی کہ وہ شخص یا تو خود امیر المومنینؑ تھے یا امام منتظر حضرت مہدیؑ ۔

(۸) لفظ علیؑ بہت سے عربی اور فارسی کے ناموں کے ساتھ عدد اور حروف ہجائیہ کے لحاظ

سے باقی ہے۔یعنی سب کا جمع عدد ۱۱۰ ہی نکلتا ہے۔

ان لفظوں میں سے ایک یمین ہے۔اس لئے کہ حضرت کے اصحاب، اصحاب یمین ہیں جن کا قرآن میں ذکر ہوا ہے۔

وَاَمَّا اِن کَانَ مِن اَصحَابِ الیَمِنِ o فَسَلاَمٌ لَّکَ مِن اَصحَابِ الیَمِین

(سورۃ واقعہ: آیت ۹۰ اور ۹۱)

''اور اگر اصحاب یمین میں سے ہے، تو اصحاب یمین کی طرف تمہارے لیے سلام ہو''۔

لفظ طاق ہے جس کا معنی فرد ہے کیونکہ وہ بے مثال اور بے نظیر ہے۔

لفظ ''یُسَبِّحُ'' ''تسبیح کرتا ہے'' کے معنی میں ہے، کیونکہ حضرت حقیقت ذکر اور تسبیح ہیں۔

لفظ حق ہے، کیونکہ وہ حق کے ساتھ اور حق ان کے ساتھ ہے، جہاں وہ ہوں، حق ان کے اردگرد چکر کاٹتا ہے۔

کلمہ ''نائب مناب'' ایک فارسی لفظ ہے جو ''علی ابن ابی طالب'' کے مطابق ہے کیونکہ وہ پیغمبر اکرمؐ کے نائب اور جانشین ہیں۔

لفظ عطوف کیونکہ وہ اپنے شیعوں اور دوستوں کے ساتھ مہربان ہے۔

کلمہٗ ''دین الاسلام''، ''حب علی ابن ابی طالب'' کے مطابق ہے۔

کلمہ ''فرقہ'' لفظ ''شیعہ'' کے مطابق ہے اور یہ اشارہ فرقہ ناجیہ کی طرف ہے جو حدیث پیغمبرؐ میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت نے فرمایا:

ستفترق امتی بعدی ثلاث وسبعین فرقة فرقة ناجية والباقی فی النار

(بحارالانوار: ۲۸/۲ باب ۱)

''عنقریب میرے بعد میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے ایک فرقہ جنتی ہے اور باقی جہنم میں ہوں گے''۔

کلمہ ''نجف الاشرف''، ''لفظ'' جنت سرا کے مطابق ہے جو فارسی کا کلمہ ہے۔

اور اس سے عجیب تر یہ کہ قرآن کی سورتوں کے شروع میں جو حروف مقطعہ ہیں اگر ان کے تکراری حروف نکال دیں تو یہ جملہ بنتا ہے۔ "علی صراط حق نمسکہ" "علی راہ حق ہے اور ہم ان کے راستے پر چل رہے ہیں۔" (سورہ بقرہ: آیت ۲۳۸)

(۹) امام صادقؑ آیۃ شریفہ:

حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (سورہ بقرہ = آیہ ۲۳۸)

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جس صلوات کی خدا نے محافظت کا حکم دیا وہ محمدؐ، علیؑ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں جبکہ صلوٰۃ وسطیٰ یعنی وسطی نماز سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔اس کے بعد خدا نے فرمایا ہے۔"وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ" خدا کے لئے قیام کرو، فرمانبرداری کی حالت میں، جبکہ فرمانبرداری سے آئمہ معصومینؑ کی فرمانبرداری ہے۔

(۱۰) شعراؑ نے جو خوبصورت اور نورانی اشعار حضرت کے متعلق کہے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں، ہم تھوڑے سے ذکر کرتے ہیں۔

ان میں سے کچھ اشعار ہمارے بزرگ آیۃ اللہ علامہ حاجی میرزا اسماعیل شیرازی جو حضرت آیۃ میرزا شیرازی کبیر کے چچا زاد ہیں نے حضرت کی ولادت با سعادت کے بارے میں کہے ہیں۔ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے۔

- زندگی کو راحت و آرام مل گیا، پس اس کی راحت کو اور زیادہ کر بہترین اور خالص ترین شراب کے ذریعے سے جو میری بیماری کے لئے شفا ہے۔
- دوست کے ساتھ ملاقات کا شوق مجھے وجد و طرب میں لایا ہے۔اور زندگی رقیب کی دوری کی وجہ سے خوش مزہ ہو چکی ہے۔
- میرے حصے کی خوشیوں اور مسرتوں پیالوں میں بھر کر مجھے پلا دو۔دو دو کر کے نہ کے ایک ایک کر کے۔
- مکمل مزا دو کے پینے میں ہے۔

- مجھے ایسی شراب دو جو پگھلی ہوئی آگ ہو اور جس کا بلندیوں کو چھونے والے شعلوں نے احاطہ کیا ہوا ہو۔
- مجھے اور میرے تمام ہم مشربوں کو پلاؤ۔ میری جان کی قسم، جو پیاس کو بجھانے والے ہیں اس دل کے لئے جس کو اشتیاق کی آگ نے بھڑکایا ہوا ہے۔

کس قدر باعث خوشی ہے اس حسین وجمیل ہاتھ سے جام لینا جو زندگی ہے، راحت ہے، آرام وخوشی پیدا کرنے والا ہے۔

- پس اس کو صبح وشام اپر کرو اور گھماؤ اس سورج کی طرح جو مکہ کے پہاڑ صرخد پر جلوہ گر ہوتا ہے۔اور جسے ایسے بلبلوں نے مزین کیا ہے جو ستارے کی مثل ہیں۔

وہ اوقات جو آرام اورشادمانی کے آتے ہیں کتنے خوش آئند ہیں۔اور دل جس کی خواہش کرتا ہے اس تک پہنچ جائے۔

- کمالات اور فضیلتوں کی ماں نے جو کچھ اٹھایا ہوا تھا اسے زمین پر رکھا ہے' اس کی اصل پاک اور فرع بلند مرتبہ ہے۔ وہ ولایت کے بھاری وزن کو اٹھائے ہوئے اور امت کا حاکم ہیں۔
- میری جان نے کعبہ میں ایسے نور کا مشاہدہ کیا۔ جو اس آگ کی مانند تھا جو موسیٰؑ نے کوہ طور پر دیکھی تھی۔
- جس دن ملکوت اعلیٰ اور بلند آسمانوں کوخوشی نے پر کر رکھا تھا تو میرے کان میں ایسی ندا گونجی جیسی ندا صحرا طویٰ کے کنارہ سے مکہ معظمہ سے آئی ہو۔

سورج نے دنیا کو ایک پورا چاند دیا اور ہم سے سیاہی اور تاریکیوں کو دور کردیا وہ آواز دے رہا ہے کہ۔ تمہیں ایسے بچے کی خوش خبری دیتا ہوں جس کا چہرہ چاند کے ٹکڑے جیسا ہے اور اس کے نور کی چمک سے تاریکیوں میں راستہ تلاش کیا جاسکتا ہے۔

- یہ فاطمہؑ بنت اسد ہیں۔ جو خدا نما مکمل آئنہ لے کر آئیں ہیں۔

خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ کرنے والوں کے درمیان اسے سجدہ کرو، اس کے لئے سجدہ کرنے والے فرشتے زمین پر گر گئے ہیں۔

- حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے اور پروردگار جہاں کا جمال ظاہر ہو چکا ہے، اہل یقین کے چراغ کی روشنی ظاہر ہو چکی ہے۔ اور ہدایت کے سورج کے چمکنے کا مقام روشن ہو چکا ہے۔
- تاریکی اور ظلمت کی رات ختم ہو چکی ہے۔

کیا فضیلتوں اور خوبیوں کی ماں کو معلوم ہے وہ کیا دنیا میں لائی ہے' کیا عقل و دانش کے پستان جانتے ہیں کہ وہ کس کو دودھ پلا رہے ہیں؟

- کیا ہدایت کے ہاتھوں کو معلوم ہے کہ انہوں نے کس کو بلند کیا ہے' کیا وہ صاحب عقل جانتی ہے کہ اس نے کس کو پیدا کیا ہے؟
- وہ ایک ایسی حقیقت برتر اور بلندتر ہے جو فہم و تصور میں نہیں آسکتی اور ابھی انہیں معلوم نہیں ہے۔

ایسا آقا جو از نظر کمالات تمام لوگوں پر برتری حاصل کر چکا ہے، وہ تھا اور کوئی مخلوق نہ تھی اور وہ امام و پیشوا تھا۔

- خدا نے اس کے ذریعے سے اپنے گھر کو شرافت بخشی ۔جب اس کا گھر اس کی ولادت گاہ بنا اور اپنے مبارک قدم اس زمین پر رکھے۔
- اگر فرض کر لیں کہ خدا کے لئے بیٹا ہے۔ جب کہ وہ اس سے پاک و منزہ ہے:

تو جو اس کے گھر میں آیا ہے سزاوار تر ہے کہ صاحب خانہ کے لئے بیٹا ہو۔ نہ یہ کہ عزیر اور نہ مریم کا بیٹا جیسا کہ یہودی اور عیسائی عقیدہ رکھتے ہیں۔

- وہ محمد مصطفیٰ کے بعد عرش سے لے کر فرش تک خدا کی بہترین مخلوق ہیں۔
- اس کے مقام و مرتبہ نے ام القریٰ یعنی مکہ معظمہ کو لباس عزت و شرف دیا جو بھی اس میں داخل ہو احرام کے بغیر داخل نہ ہو۔
- اس نے تمام کائنات سے وجود میں سبقت لی ہے۔ اور تمام عالم ظاہر اور پوشیدہ کو

آپ مشغول نہ ہوئے یہاں تک کہ علیؑ آ گئے۔

- پیغمبر اکرمؐ جانتے تھے کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو کوئی بھی ان کی آواز پر لبیک کہنے والا نہ ہوتا۔
- پس علیؑ وہ ہیں جن کی وجہ سے نبوت قائم ہوئی اور نبوت کی بنیاد ان کے وجود کی وجہ سے محکم ہوئی۔
- زمین اور آسمان کو ان کے نور اور ہدایت نے منور کیا وہ تو زمین و آسمان کی روشنی ہیں۔ سورہ نور کو پڑھیں اور جان لیں کہ اس میں ایک ایسی آیت ہے جو بھی اسے پڑھتا ہے وہ حیران ہو جاتا ہے۔
- اس آیت کا لفظ خدا سے متعلق ہے لیکن اس سے معنی غیر خدا کا ارادہ ہوا ہے۔
- کائنات کا مرکز علیؑ ہے، وہ خلقت کی بنیاد اور تمام کرات کی گردش کا مدار ہے۔
- جو علم انجام پا چکا ہے یا آئندہ انجام پائے گا وہ سب آپ سے ہے۔ ابتدائے خلقت سے انتہاء خلقت تک سب کو جانتا ہے۔
- کیونکہ وہ علم کے شہر کا دروازہ ہے اور خدا اس کے علاوہ کسی غیر کو دروازہ شہر علم بنانے پر راضی نہیں ہوا۔
- وہ خدا کا پہلو اور اس کا چہرہ ہے، لوگوں کو اس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وہ ایسا رکن ہے جس کو چومنا چاہیے اور اس کے ذریعے سے تقرب حاصل کرنا چاہیے۔ اور وہ خدا کی ایسی بولتی زبان ہے جو اس کے بارے میں خبر دیتی ہے ایسی حکمتوں کو جن کی حکماء بیان کرنے سے عاجز ہیں۔
- قرآن کی مانند آیات کسی کے منہ سے خارج نہیں ہوئی اور صاحبان بلاغت اس کے مرتبہ بلاغت تک نہیں پہنچ سکے۔
- وہ ان تمام خصوصیات کا مرقع ہیں جو بعض نبیوں میں علیحدہ علیحدہ پائی جاتی ہیں۔
- بے شک پروردگار کہ جس کا مرتبہ بلند ہے کے اوصاف میں سے بعض صفات ان

کے ساتھ اختصاص رکھتی ہیں نہ کہ کسی دوسرے کے ساتھ۔

- اسی وجہ سے ان کے علاوہ کسی غیر کو ان اوصاف کے ساتھ متصف نہیں کرتے، صرف خدا کو ان اوصاف کے ساتھ متصف کرتے ہیں۔
- خدا نے اپنے گھر کو علیؑ کا زچہ خانہ قرار دیا، یہ ایک ایسا بلند مرتبہ ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔
- اس کرامت میں کہ وہ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے کوئی بھی ان کے ساتھ شریک نہیں ہے، نہ سردار انبیاء اور نہ ہی دوسرے انبیاء۔
- مکہ نے اس ولادت کی وجہ سے لباس فخر پہن لیا، اسی طرح مشعر الحرام، عرفات اور ان کے بعد منیٰ نے۔
- بلکہ تمام کرہ زمین کو برتری حاصل ہوگئی جب وہ زمین پر آئے اور آسمانی مخلوق کے لئے مقام طواف بن گئی۔
- کیا تم ستاروں کو نہیں دیکھتے ہو کہ دن رات گھر کے اردگرد چکر کاٹتے ہیں۔
- غدیر کے دن جب رسولؐ خدا خطبہ پڑھ رہے تھے تو ستر ہزار لوگ موجود تھے۔ رسول خداؐ نے چند فرمان مکمل بلاغت کے ساتھ ارشاد فرمائے اور سب نے آپؐ کی بات کو سنا۔
- آپؐ نے فرمایا: بے شک آپ کا ولی اور سرپرست خدا ہے اور وہ تمام مطلب جو ذکر کرتے ہیں۔
- تمام وہ لوگ جو وہاں موجود تھے سب نے بیعت کی ایسی بیعت کہ جس کی وجہ سے دشمنوں کی ناک زمین پر لگ گئی۔
- مسلمانوں نے بیعت کرنے میں ایک دوسرے سے پہل کی۔ اس دن کچھ شقی اور پست لوگوں نے مبارک باد تھی اور بعد میں انکار کر گئے۔
- سورہ "ہل اتی"، "ن" اور "ص" سے پوچھو! اسی طرح "ذاریات" اور طٰہٰ سے

سوال کرو۔

- ان سورتوں سے سوال کرو جو "حا" اور "میم" سے شروع ہوتی ہیں۔اور ان سورتوں سے پوچھو جن کی ابتداء " طا " اور "سین " سے ہوتی ہے۔ان کے علاوہ سورہ " فاطر" اور "سبا" سے پوچھو۔
- تم دیکھو گے کہ سب علیؑ کی مداحی کرتی ہیں۔جیسے کہ سورہ "والشمس وضحها " علیؑ کی مدح سرائی کرتی ہے۔
- کسی بھی ایسی آیت کو مت چھوڑو جو ان پر بطور نص وارد ہوئی ہے، کتاب الٰہی کی محکم آیات میں سے سب کو پڑھ۔(الغدیر:۶/۲۹)
- اشعار میں سے کچھ وہ ہیں جن کو سید مرتضٰی نے اپنی کتاب ۔الغرر والدرر میں اسماعیل بن ابی الحسن عباد بن عباس طالقانی جو صاحب کے نام سے مشہور اور ایک فاضل شیعہ اور علم کلام کے عالم ہیں سے نقل کئے ہیں اور ابن بابویہ نے اپنی کتاب "عیوان الاخبار" انہی کے لئے ترتیب دی تھی ۔

اشعار کا ترجمہ

- اگر میرے دل کو چیرو اور اس میں تلاش کرو تو یقیناً اس کے درمیان سے تم دو ایسی سطریں دیکھو گے جو خود مسطور ہیں۔
- اس کی ایک طرف توحید اور عدل الٰہی ہے اور دوسری طرف اہل بیتؑ کی دوستی ہے۔ (امالی سید مرتضٰی :۱/۴۰۰)
- ان کے اشعار میں سے ایک شعر یہ بھی ہے۔

آنا وجمیع من فوق التراب

فداء تراب نعل ابی تراب

- (دیوان صاحب بن الامام علی بن ابی طالبؑ :۹۴)

✿ ایک فارسی شاعر نے اسی مطلب کو فارسی میں یوں نظم کیا ہے۔

من و هر کس که به روی ترابیم
فدای خاک پای بو ترابیم

ہم سبھی مٹی سے ہیں، ابوتراب کی جوتی کی خاک پر فدا ہیں۔

✿ اب کچھ اشعار کا ترجمہ ابن ابی الحدید کے ایک طولانی قصیدے سے پیش کیا جاتا ہے۔
اے آسمان بجلی! اگر تیرا گذر سرزمین نجف سے ہو تو اس سے کہنا: کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے اندر کونسی شخصیت بطور امانت رکھی گئی ہے؟

✿ تیرے اندر موسیٰ کلیم عمران کا بیٹا، عیسیٰ مسیح اور ان کے بعد احمدؐ مختار رہتے ہیں۔
جبرائیل، میکائیل، اسرافیل بلکہ تمام عالم ملکوت اور تمام فرشتے اس میں رہتے ہیں۔
بلکہ خدا عظیم الشان کا نور تیرے اندر مستقر ہے، یہ ایسا نور ہے جو ایسے لوگوں کے لئے چمکتا اور جو چشم بینا رکھتے ہیں۔

✿ تیرے اندر وہ امام ہے جس سے خدا خوش ہے، جو وصی اور چنا ہوا ہے اور وہ جس کا سینہ علم سے سرشار اور شرک کو ختم کرنے والا ہے۔

✿ وہ جو جنگوں میں زرہ پہن کر بہادروں کے سر پر تلوار مارتا تھا اور شجاع اور دلیر اشخاص کو خوف و ہراس میں غرق کیے رکھتا تھا۔

✿ وہ جس کا مضبوط نیزہ کبھی سیدھا اور کبھی ٹیڑھا ہو جاتا تھا گویا کہ پسلی کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی ہے۔

✿ وہ جس نے حوض کو پانی سے پر کردیا، جب کہ وہاں نہ پانی کی کوئی نہر تھی اور نہ کوئی کنواں کہ جس سے پانی کھینچتے۔

✿ وہ پہلوانوں کو جو اسلام کے خلاف جمع ہوتے تتر بتر کر دیتا اور مخالف گروہوں کے اجتماع کو درہم برہم کر دیتا۔

✿ وہ ایسا عالم تھا جو لوگوں کو خشوع اور خضوع کی نصیحت فرماتا اور وہ پاک دل میں

اس طرح سے اثر کرتا گویا وہ پھٹ جاتے۔

- جب جنگ بھڑکتی تو کافروں کے خون کا اتنا پیاسا تھا کہ جتنے بھی زمین پر گراتا اس کی پیاس ختم نہ ہوتی۔
- اور خون میں ایسے لت پت ہو جاتا گویا سرخ لباس پہنا ہوا ہے اور چہرے پر گرد غبار کی کثرت کی وجہ سے ایسے لگتے جیسے کوئی نقاب ڈالا ہو۔
- وہ عالم خلقت کا راز ہے جبکہ وجود کا راز اس کے وجود میں امانت رکھی گئی ہے، وہ وہی نور خدا ہے جس کا عکس آدمؑ کی پیشانی سے ظاہر ہوا اور چمکا۔
- وہ وہی آتش موسیٰؑ ہے جو رات کی تاریکی میں شعلہ ور ہوئی، جس کی روشنی اوپر گئی اور شعاعیں پھیلیں۔
- اے وہ جس کی خاطر سورج آسمان کے اوپر واپس آیا، یہ کرزامت سوائے یوشعؑ کے اور کسی کے لئے حاصل نہ ہوئی۔
- اے وہ جو میدان جنگ میں گروہوں کو تتر بتر کر دیتا تھا، تو نے ایسے بہادروں کو بھی پشت نہیں دکھائی جو زرہ پوش اور اسلحہ سے لیس ہوتے تھے۔
- اے وہ جس نے قلعہ خیبر کے اس دروازے کو اکھاڑ پھینکا جسے چالیس آدمی بھی نہ اکھیڑ سکے تھے۔
- اگر تجھے اس دنیا سے جانا نہ ہوتا تو میں کہتا: تو وہی ہے جو جسموں میں روح پھونکتا ہے اور جان قبض کرتا ہے۔
- اگر موت تیرے لئے نہ ہوتی تو میں کہتا: تو ہی روزی دینے والا ہے اور اس کی کمی یا زیادتی کو معین کرنے والا ہے۔
- عالم ملکوت وہی تو ہے جس خاک پاک میں آپ کا بدن شریف آرام فرما رہا ہے۔
- زمانہ تو تیرا زرخرید غلام ہے جو حکم پروردگار سے تیرے فرمان کو مخلوق کے بارے

میں جاری کرتا ہے۔

- میری زبان میں طاقت نہیں ہے کہ تیری مدح وثنا کر سکے، اگرچہ میں با فصاحت و بلاغت اور ایک زبردست خطیب ہوں۔
- کیا آپ کے لئے یہ کہوں کہ تو ایک آقا! دلیر اور بزرگوار ہے، ہرگز یہ تیرے اوصاف نہیں ہو سکتے۔
- تو ہی تو وہ ہے جو قیامت کے دن مخلوقات کے درمیان حکم کرے گا۔اور تو ہی شفاعت کرے گا اور تیری شفاعت قبول ہوگی۔
- باوجود اس کے کہ میں ایک ذہین ترین عالم ہوں یہ سمجھ نہ سکا کہ تیرا مضبوط ارادہ زیادہ کاٹنے والا ہے یا تیری تلوار۔
- میں نے تو اپنی پہچان ہی کھو دی ہے اور سمجھ میں نہیں آتا کہ تیرا علم زیادہ پھیلا ہوا ہے یا تیری سخاوت۔
- میرا آپ کے بارے میں ایک اعتقاد ہے بہت جلد اس سے پردہ اٹھا دوں گا۔اور صاحبان عقل کو وہ سننا چاہیے اور اس کی طرف کان دھرنے چاہیے۔
- اور یہ وہ آہ ہے جو میرے دردناک سینے سے باہر آتی ہے اس کی ٹھنڈک میرے عشق کی آگ کو بجھا دیتی ہے اور دوسرے مجھے بلائیں یا چھوڑ دیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا، خدا کی قسم، اگر حیدر نہ ہوتے تو دنیا کا نام ونشان نہ ہوتا اور اس کی کوئی خبر نہ ہوتی۔
- اس کی خاطر زمانہ پیدا کیا گیا، ستارے روشن ہوئے اور تاریک رات چھائی اور اس کے پیچھے صبح نمودار ہوئی۔
- اس کی طرف علم غیب کی نسبت دینے میں کسی قسم کا انکار نہیں ہے، جیسے کوئی صبح کی چمکتی ہوئی روشنی کا منکر نہیں ہے۔
- قیامت کے دن ہمارے حساب کی وہ بررسی کریں گے اور وہ کل قیامت کے دن

سب کے لئے پناہ گاہ ہے۔

- یہ میرا عقیدہ ہے جس سے میں نے پردہ اٹھا دیا ہے چاہے یہ مجھے فائدہ دے یا نقصان فرق نہیں پڑتا۔
- اے وہ جس نے میرے دل کی سرزمین پر گھر بنایا ہے یہ وسیع چراگاہ اور بہترین مقام آپ کی محبت کے لئے ہے۔
- میں آپ کی طرف مائل ہوں اور آپ سے عشق کرتا ہوں اس حد تک کہ آپ کی محبت کی آگ نے میری جان اور خون میں شعلہ بھڑکا دیا ہے اور تمام کا تمام میرا وجود اس میں جل رہا ہے۔
- قریب ہے میری جان آپ کی محبت اور عشق کی وجہ سے **پگھل جائے۔ جو** عشق میری طبیعت میں ہے وہ میری خلقت میں **مل چکا ہے۔ نہ اس کی طرح** کہ جو اسے اپنے اوپر سوار کرتے ہیں اور عاشقی **کا** اظہار **کرتے ہیں۔**
- میں معتزلی ہوں اور دین **اعتزال کو اختیار کیا ہے۔** لیکن تیری وجہ سے تمام شیعوں اور جو تیری پیروی کرتے ہیں سے **عشق رکھتا ہوں۔**
- میں جانتا ہوں کہ **یقینی** طور آپ **کا مہدی** ظہور فرمائے گا اور میں ہمیشہ دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلدی آئے۔
- خدا کے لشکروں میں سے ایک **لشکر** اس کی مدد کرے گا اور ایک جوش مارتے ہوئے سمندر کی طرح آئیں گے اور تمام رکاوٹوں کو دور کر دیں گے۔
- میں خاندان ابی الحدید سے بھی امید رکھتا ہوں کہ کاٹنے والی تلواروں اور مضبوط نیزوں کے ساتھ اس میدان میں حاضر ہوں اور تیار رہیں۔
- وہ لوگ جو موت کے لئے آمادہ اور میدان جنگ میں آگے آگے رہتے ہیں، وہ **شجاع شیروں** کی طرح کبھی ڈرتے اور گھبراتے نہیں ہیں۔
- یہ میری آرزوئیں ہیں جب تک یہ پوری نہ ہوں میرا نفس میرے ساتھ حالت

جنگ میں ہے اور میرے شوق کا پرندہ محو پرواز ہے۔

- بے شک میں نے سرزمین طف (کربلا) میں اولاد پیغمبرؐ کے قتل ہونے پر ایسا گریہ کیا ہے ایسے رویا ہوں، گویا میرے تمام اعضاء آنکھ کی مانند روتے رہے۔

اب ہم ان اشعار کا ذکر کرتے ہیں جو شاعر ادیب شیخ صفی الدین حلی نے مدح علیؑ میں کہے ہیں۔

- اے علیؑ آپ کے اندر ہمہ جہت صفات موجود ہیں چنانچہ آپ کا کوئی نظیر نہیں ہے۔

زھد، حکومت، بردباری، شجاعت، قدرت، عبادت فقر اور سخاوت، یہ وہ صفات ہیں جو آپ کے علاوہ کسی اور بشر میں یک وقت جمع نہیں۔

- ایسا حسن خلق کہ بادنسیم جس کی لطافت کے سامنے شرمندہ ہے۔ اور ایسی دلیری اور قوت کہ جس کی ہیبت سے پتھر پانی ہو جائے۔
- آپ سے اس قدر کرامتیں اور فضیلتیں ظاہر ہوئی ہیں کہ آپ کی برتری کا حاسدوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔
- اگر دشمن ان فضیلتوں کو جھٹلا دے تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ قوم لوط اور عاد نے بھی اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔
- اے علیؑ! آپکا مقام و مرتبہ اس سے بلند تر ہے کہ شعر میں سما سکے اور سخنور آپ کی صفات کو شمار کر سکیں۔
- مؤلف فرماتے ہیں کہ شیخ صفی الدین نے یہ جو جملہ فرمایا ہے کہ آپ کے اندر متضاد صفتیں جمع ہیں یہ اس چیز کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر سید رضی نے نہج البلاغہ کے مقدمہ میں کیا ہے۔

علیؑ متضاد صفات کا مجموعہ

کہتے ہیں کہ امیر المومنین کے وہ عجائبات جو بے مثل و بے نظیر ہیں، ان میں کوئی

بھی آپ کے ساتھ شریک نہیں ہے۔ آپ سے بہت سے ایسے کلمات منقول ہیں جوزہد وتقویٰ، وعظ ونصیحت اور گناہوں سے دوری اختیار کرنے کے بارے میں ہیں۔

جب کوئی صاحب فکر ونظر یک سوئی اور تعصب سے ہٹ کر غور وفکر کرے اوردل سے یہ نکال دے کہ اس شخصیت کے کلمات ہیں جس کا اوڑھنا بچھونا زہد وتقوی اور عبادت وریاضت کے سوا کچھ نہ تھا، جس نے اپنے آپ کو حد درجہ مخفی رکھا اور گوشہ نشینی اختیار کی ہویا پہاڑ کے دامن میں پناہ لی ہے جہاں وہ اپنی آواز کے علاوہ کسی کی آواز نہ سنتا ہو، اور اپنے سوا کسی کو نہ دیکھتا ہو، تو اس وقت انسان کو یقین نہیں آتا کہ یہ اس ہستی کا کلام ہے جو نامی گرامی پہلوانوں کی گردنیں اڑاتا تھا۔ قوی ہیکل جنگجوؤں کو زمین بوس کرتا تھا اور جب میدان جنگ سے واپس لوٹتا تھا تو اس کے پاس بدن سے خون کے قطرات ٹپک رہے ہوتے تھے۔ وہ ان تمام صفات کے باوجود سب سے زیادہ زاہد تھا، تمام نیکوں سے نیک تر تھا۔ فضائل، امتیازات اور خصوصیات اسی کے ساتھ مخصوص ہیں، اس نے اپنی متضاد صفات جمع کر رکھی ہیں اور بکھرے ہو لوگوں کے درمیان الفت ومحبت پیدا کی ہے۔ میں اکثر وبیشتر اپنے دوستوں سے اس بارے میں گفتگو کرتا ہوں تو وہ تعجب کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ واقعاً یہ مقام عبرت ہے۔

انتخاب رسول

- وہ مدح امیر المومنین میں کہتے ہیں۔
- خدا کی قسم خدا تعالیٰ نے اس وقت تک محمدؐ کو اپنا حبیب نہیں بنایا جب تک عالمین کے درمیان اس کے لئے اس جیسا نہ بنایا۔
- اسی طرح پیغمبر اکرمؐ نے علیؑ کو اپنا وصی نہیں بنایا۔ اور اپنی بیٹی کے لئے شوہر نہیں کیا۔

اس نے تمام مخلوق کے درمیان میں سے اپنا بھائی دل سوز اور مددگار قرار نہیں دیا جب تک از نظر فضیلت اور برتری اپنے جیسا کوئی اور نہ ملا۔

- ہر کسی کی عقل پر شاید اس کی اختیار اور انتخاب کردہ خوبی اور اچھائی ہے۔ پس اس کا

حال کیسا ہوگا جسے خدا اوراس کے رسولؐ نے اختیار اور انتخاب کیا ہو۔

- اور وہ اشعار جو فارسی شعراء نے امیر المومنینؑ کی مدح سرائی میں کہے ہیں اور اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ان کو جمع کیا جا سکے۔ہم کچھ کا ذکر کرتے ہیں ۔
- نبی کمالات کا سورج ہیں اور ولی چاند، محمدؐ اسلام ہیں تو ہیں علیؑ ۔

اگر اس مطلب کے لئے گواہی چاہتا ہے تو اس پر واضح ترین دلیل اس کا اسم اسم جلی ہے دوسرا شاعر کہتا ہے۔

- اگر حقیقت جو مرد ہو تو راستے کی روشنی میں غور وفکر،علیؑ کی نشانیوں کے بارے جان سے غور وفکر کر۔
- اگر ان کے قائم ہونے پر دلیل چاہتا ہے تو اللہ کے حروف کی **دلیل میں غور وفکر کر۔**

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

- شان علیؑ میں بہت سی آیات آئی **ہیں، یارب کس** نے سنیں ہیں اور کون خبر لے کر آیا ہے۔
- وہ کہ جس نے سنا اور علیؑ کے حروف کی **مقدار کو دیکھا** جیسے خدا کے حروف مقطعات ہوں ۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔اگر تیرے **پاس دیکھنے** اور معرفت رکھنے والی آنکھ ہے تو ہر چیز میں علیؑ نظر آتا ہے۔

- ایک اور شاعر کہتا ہے۔
- اے وہ کہ جس کا چہرہ آیات الہی کا صحیفہ ہے، اے وہ جس کے بال اہل ولایت کا زنجیر ہیں۔
- دل جیتنے والے تیرے ہونٹ زندگی کا سر چشمہ ہیں۔اور تیرے ابرو با معرفت لوگوں کی نماز کے لئے محراب ہیں۔
- تیرے ابرو اہل وفا کے لئے قبلہ ہیں اور تیرے دیدار سے عاشقوں کی دونوں آنکھوں کا نور ہے۔

- دل گمراہ ہو کر جہاں بھی پھرتا رہے۔آخر کار تیری طرف ہی واپس آتا ہے۔

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

- اس جنگل میں اسداللہ کے علاوہ کوئی نہیں ہے اور علیؑ کے سوا کسی کی سوچ و فکر نہیں ہے۔

ایک اور مداح کہتا ہے۔

- اسد اللہ وجود میں آیا ہے پس پردہ جو تھا وجود میں آ گیا۔

علیؑ کے وجود سے کائنات کا آغاز

عالم ادیب حاجی سید محمد علی جندقی جو" فخرا" کے نام سے مشہور تھے ولادت امیر المومنینؑ کے موقع پر کہتے ہیں۔

- آج کی رات شیر خدا کی ولادت کی رات ہے جناب شاہ لافتی کا میلاد ہے۔
- شاہ نجف، امیر حق، مومنوں کا امیر وہ شیعوں کا مولا علیؑ مرتضٰی ہے۔
- جو حکم خدا سے رسول کا چچا زاد ہے۔اور جہان میں خیر النساء فاطمہ زہراءؑ کا شوہر ہے نور خدا ہے جو فاطمہ بنت اسد کے ہاں ظاہر ہوا ہے اس کعبہ میں جو بادشاہ اور گداگر کا قبلہ ہے۔
- اسی وجہ سے تمام پر کعبہ کا طواف واجب ہوا۔کیونکہ وہ شیر خدا کا زچہ خانہ اور جائے ولادت ہے۔
- جو حرم کی جان یعنی کعبہ ہے جس کے گرد طواف کرتے ہیں۔جو جہان کی ہے اور اہل آسمان و زمین کے لئے کعبہ ہے۔
- جب نور قدیم حرم مقدس میں قدم رکھا تو اس کے آنے سے کیسی قیامت برپا ہو چکی ہے۔
- فاطمہ بنت اسد کو ندا آئی اس کا نام علیؑ رکھو۔جو ہمارے نام سے علیحدہ کیا گیا ہے لیکن وہ جدا کب ہے۔
- اے دوست اگر دل کی آنکھ سے علیؑ کا مشاہدہ کرے تو وہ مکہ ہے، کعبہ ہے، زمزم

ہے، صفا و مروہ ہے۔

- اگر اس کی محبت نہ ہوتی تو کوہ صفا کے لئے صفا نہ تھی۔اسی کے عشق کی وجہ سے دیرو حرم کی خواہش ہے۔
- شمع کے پروانے کی قیام گاہ حرم میں ہے، کبھی مدینہ میں کبھی نجف میں اور کبھی کربلا میں۔ جہاں بھی عشق خیمہ زن ہے وہاں علیؑ کا جذبہ ہے، کیونکہ وہ دلنواز اور دلربا ہے۔ اگر نجات چاہتے ہو تو علیؑ کی کشتی میں بیٹھ جاؤ، کیونکہ خدا کی طرف سے خدا کی قسم ناخدا ہے۔
- انما ولیکم اللہ کی آیت کی تلاوت کرو۔تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ خدا کسی کے سوا سب کا ولی ہے ''فخرا'' شاہ لایت کی مدح سرائی کرو، کیونکہ اس کی مدح کرنے والا خدا ہے اور اس کی مدح کرنا سزاوار ہے۔
- زیارت جامعہ میں یہ جملہ ہے۔

بکم فتح اللہ وبکم لیختم

- ''آپؑ کے وجود کے ذریعے سے خدا نے خلقت کا آغاز کیا اور آپ ہی کے وجود سے اختتام پذیر ہوگی''
- اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ فیض کا وسیلہ تھے اور ہیں۔ پروردگار کی طرف سے آپ کے واسطہ سے ہی خلقت وجود کا فیض تمام کائنات کے شامل حال ہوا ہے۔اور جب آپ اس کائنات سے قدم باہر لے جائیں گے تو پھر فیض باقی نہ رہے گا۔کائنات کا نام ونشان نہ رہے گا۔

تیسرا حصّہ

وحی اور قرآن کے دامن میں پرورش پانے والی اور علم وعرفان کے وسیلہ سے دودھ پینے والی پاک پیشواؤں کی ماں، کائنات کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زہراءؑ علیا صلوات المصلین کے پر افتخار اعجازات و کمالات کے بحر بیکراں سے ایک قطرہ۔

بخار کے اترنے کی دعا

(۲۱/۲۷۲) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں نقل کرتے ہیں:

حضرت امام باقر علیہ السلام جب بھی بخار میں مبتلا ہوتے تھے تو ٹھنڈا پانی کم لیتے تھے اور اپنی آواز مبارک اتنی بلند کرتے کہ گھر کے دروازے تک سنی جا سکتی تھی۔اور فرماتے: یا فاطمہ بنت محمد!

بتولؑ کی دعا

(۲۲/۲۷۳) شیخ صدوقؒ کتاب علل الشرائع میں روایت کرتے ہیں:

حضرت فاطمہؑ جب بھی دعا کیا کرتی تھیں تو تمام مومنین کے لئے دعا کرتی تھیں اپنے لئے دعا نہ کرتی تھیں۔

سیدہ سے عرض کیا گیا: اے بنت رسولؐ آپ لوگوں کے لئے تو دعا فرماتی ہیں لیکن اپنے لئے دعا نہیں کرتیں ہیں،اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

الجار ثم الدار

پہلے ہمسایہ اور پھر اہل خانہ

(علل الشرائع:۱/۱۸۲حدیث۲،بحارالانوار:۴۳/۸۲حدیث۴)

عبادت ہو تو زہراءؑ جیسی

(۲۳/۲۷۴) حسن بصری کہتے ہیں: امت کے درمیان کوئی بھی فاطمہ زہراءؑ کی طرح عبادت گذار نہیں تھا، خدا کی عبادت کے لئے اس قدر کھڑی ہوتیں کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے۔

پیغمبر اکرمؐ نے سیدہ سے سوال کیا کہ عورت کے لئے کون سی چیز سب سے بہتر ہے؟ تو آپ نے عرض کیا:

ان لا ترى رجلا ولا يراها رجل

"وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور کوئی مرد اسے نہ دیکھے"

رسولؐ خدا نے سینے سے لگا لیا اور فرمایا:

ذُرِيَّةً بَعضُهَا مِن بَعضٍ (سورہ آل عمران آیت ۳۴)

"یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے"۔

(۲۴/۲۷۵) کتاب خصائص الفاطمیۃ میں جابر جعفی نے امام صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لولاک لما خلقت الا فلاک ولو لا علی لما خلقتک ولولا فاطمة لما خلقتکما

فاطمہ غرض خلقت ٹھہریں

"اے میرے حبیب اگر تو نہ ہوتا تو میں کائنات کو پیدا نہ کرتا اور اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور اگر فاطمہ نہ ہوتیں تو میں تم دونوں کو پیدا نہ کرتا"

(جنة العاصمہ:۴۸)

بتولؑ کی خدا سے ہمکلامی

(۲۵/۲۷۶) کراجکیؒ کتاب کنز الفوائد میں ابو ذر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، سلمان اور بلال پیغمبر اکرمؐ کی طرف آرہے ہیں، سلمان جب حضرتؐ کے قریب ہوا تو اپنے آپ کو حضور کے قدموں پر گرادیا اور بوسہ دیا۔ رسولؐ خدا نے سختی سے اسے اس کام سے منع کیا اور فرمایا:

میرے ساتھ ایسے نہ کرو جیسے فارس کے رہنے والے اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں، میں خدا کے بندوں میں سے ایک بندہ ہوں، جو لوگوں کی طرح کھاتا ہوں اور لوگوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

سلمان نے عرض کیا: اے میرے مولا! خدا کے واسطے مجھے فاطمہؑ کے ان فضائل

کے متعلق بتائیں جو قیامت کے دن ہوں گے۔

رسولؐ خدا خوش ہوئے اور خوشی سے اس کی درخواست کو قبول کرتے ہوئے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے اختیار میں میری جان ہے، فاطمہؑ ہی تنہا عورت ہے جو قیامت کے دن سوار ہو کر گذرے گی۔ وہ ایسی ناقہ پر بیٹھی ہوں گی جس کا سر خوف خدا کا جلوہ جس کی دو آنکھیں نور خدا، جس کی لجام حق تعالیٰ کی بڑائی اور جلالت، جس کی گردن الٰہی حسن و نورانیت، جس کا اوپر والا حصّہ خوشنودی خدا، نچلے والا حصّہ پاکیزگی اور اس کے چاروں پاؤں عزت خدا سے ہوں گے۔ جب وہ چلے گی تو خدا کی تسبیح کرے گی، جب آواز نکالے گی تو خدا کی تقدیس کرے گی۔

اس پر ایک نور کا کجاوہ ہوگا، جو خاتون اس میں بیٹھی ہوگی وہ انسانی شکل میں حور ہوگی۔ وہ بے نظیر وجود جو جمع ہوا ہے اور پیدا ہوا ہے۔ اور ترکیب پایا ہے اور ظاہر ہوا ہے تین طرح کا ہے۔

(اول) خوشبو دار مشک سے ہے، اس کا درمیان ایسے سیاہ رنگ عنبر سے ہوگا جس پر سفیدی غالب ہوگی اور اس کا آخر ایسے سرخ زعفران سے ہوگا جو آب حیات سے مخلوط ہوگا۔

اگر سات ایسے سمندروں میں جن کا پانی کڑوا ہو، وہ اپنا لعاب دہن ڈالے تو سبھی میٹھے ہو جائیں گے، اگر چھوٹی انگلی کے ناخن کو دنیا میں ظاہر کرے تو سورج اور چاند ماند پڑ جائیں گے۔

جبرائیل اس کے دائیں طرف اور میکائیل بائیں طرف اور علیؑ آگے آگے اور امام حسنؑ و حسینؑ اس کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں گے، اور خدا تعالیٰ اس کا محافظ ہوگا، پس وہ اس شان و شوکت کے ساتھ قیامت کے میدان میں داخل ہوگی کہ اچانک خدا کی طرف سے ایک ندا آئے گی۔

معاشر الخلائق غضو ابصارکم ونکسوا رؤسکم هذه فاطمة بنت محمد نبیکم وزوجة علی امامکم ام الحسن والحسین

"اے لوگو اپنی آنکھیں بند کرلو اور سر نیچے کرلو کیونکہ تمہارے نبی محمدؐ کی بیٹی

تمہارے امام علیؑ کی زوجہ اور حسنؑ و حسینؑ کی والدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام گذر رہی ہیں"

فاطمہؑ پل صراط سے اس حال میں گذریں گی کہ دوسفید چادریں پہنی ہونگی جب جنت میں داخل ہوں گی اور ان نعمتوں اور عنایات خداوندی کو دیکھیں گی جوخدا نے انہیں عطا کی ہوں گی تو اس آیت کی تلاوت کریں گی۔

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذهَبَ عَنَّا الحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَکُورٌ الَّذِی اَحَلَّنَا دَارَ المُقَامَۃِ مِن فَضلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیهَا نَصَبٌ وَلَا یَمَسُّنَا فِیهَا لُغُوب

(سورہ فاطر: آیت ۳۴ اور ۳۵)

"شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے جس نے ہم سے غم و اندوہ کو برطرف کیا ہے، بے شک ہمارا خدا گناہ گاروں کو بخشنے والا اور نیک لوگوں کو جزا دینے والے ہے۔ وہ جس نے ہمیں اپنے لطف و کرم سے ہمیشہ رہنے والے گھر میں داخل فرمایا ایسا گھر جس میں نہ کوئی رنج اور نہ کوئی درد ہم تک پہنچے گا۔ اور تھکاوٹ رنج و غم اور کمتری ہرگز ہمارے پاس نہ آئے گی"

اس حدیث کو جاری رکھتے ہوئے رسولؐ خدا نے فرمایا: اس کے بعد خدا فاطمہؑ کو پیغام دے گا۔

یا فاطمۃؑ سلینی اعطک وتمنی علی ارضک

"اے فاطمہؑ جو چاہتی ہو مجھ سے مانگو تاکہ تجھے عطا کروں اور جو آرزو ہو کرو اسے پورا کروں تاکہ تو راضی وخشنود ہو جائے"

اس وقت فاطمہؑ عرض کریں گی:

الٰهی انت المنی وفوق المنی اسالک ان لا تعذب محبی ومحبی عترتی بالنار

"پروردگار! تو میری آرزو سے بھی بلند تر ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ میرے اور میری اولاد کے محبوں کو جہنّم کا جلانے والا عذاب نہ دے"

تب بارگاہ ایزدی سے ندا آئے گی۔

یا فاطمة وعزتی وجلالی وارتفاع مکانی لقد آلیت علی نفسی من قبل ان اخلق السماوات والارض بالفی عام ان لا اعذب محبیک و محبی عترتک بالنار

"اے فاطمہؑ! مجھے میری عزت و جلالت اور بلند مقام و مرتبہ کی قسم، میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے دوہزار سال پہلے قسم کھائی ہے کہ تیرے اور تیرے محبوں کو عذاب جہنّم سے دور رکھوں گا"

(تاویل الآیات: ۲/۳۸۳ حدیث ۱۲، بحارالانوار: ۲۷/۱۳۹ حدیث ۱۴۴)

دو دریاں سے مراد کون؟

(۲۷۷/۲۶) فرات اپنی تفسیر میں ابوذر، ابن عباس، امام صادقؑ اور حضرت رضاؑ سے آیہ شریفہ

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (سورہ الرحمٰن: آیت ۱۹)

کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ ان دودریاؤں سے مراد علی اور فاطمہ ہیں اور (**بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ**) میں برزخ سے مراد رسول خدا ہیں اور (**يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ**) میں لولو اور مرجان سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں، جو اس کائنات کے دو قیمتی گوہر ہیں اور نبوت و امامت کی پیوند کا ثمرہ ہیں۔ (تفسیر فرات: ۴۵۹ حدیث ۵۹۹-۶۰۲)

دو گہرے سمندر

شیخ صدوق کتاب خصال میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان علیا و فاطمة بحران من العلم عمیقان

"بے شک علیؑ اور فاطمہؑ علم کے دو گہرے سمندر ہیں"

(الخصال:۱/ ۶۵ دیث ۹۶، تفسیر برہان:۴/ ۲۶۵ حدیث ۲ بحارالانوار:۲۴/ ۹۸ حدیث ۵)

سمندر نبوت

ایک دوسری روایت میں ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ علیؑ علم کا سمندر اور فاطمہ نبوت کا سمندر ہے اور پیغمبر اکرمؐ ان دو کے درمیان فاصلہ ہیں علیؑ کو روکتے ہیں اس لئے کہ وہ دنیا کے مصائب سے غمگین نہ ہوں۔

(مناقب ابن شہر آشوب:۳/ ۳۱۹، تفسیر برہان:۴/ ۲۱۶ حدیث ۱۰)

فاطمہؑ دین قیم ہیں

(۲۷/۲۷۸) جابر امام باقرؑ سے آیۂ شریفہ

وَذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَة (سورہ بینہ: آیت/۵)

''یہ ہے دین محکم''

کی تاویل میں نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد فاطمہ ہیں۔

(تاویل الآیات:۲/ ۸۲۹ حدیث ۱، تفسیر برہان:۴/ ۴۸۹ حدیث ۱)

فاطمہؑ منصورہ ہیں

(۲۸/۲۷۹) امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ جبرائیل نے فرمایا:

ان فاطمة مسماة في السماء بمنصورة

''بے شک آسمانوں میں فاطمہؑ کا نام منصورہ ہے''

اور آیہ شریفہ

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللّٰهِ (سورہ روم: آیت ۴)

''اور اس دن مومنین خدا کی مدد کے ساتھ خوش ہوں گے''

خدا کی مدد سے مراد فاطمہؑ کے محبوں کی مدد ہے۔

(معانی الاخبار:۳۷۷ حدیث ۵۳، تفسیر برہان:۳/ ۲۵۸ حدیث ۶، تفسیر فرات:۳۲۱ حدیث ۴۳۵، بحارالانوار:۴۳/ ۱۸ حدیث ۱۷)

فاطمہؑ کا ہمسر

(۲۸/۲۸۰) شیخ صدوق کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں امیر المومنین اور آپ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ خدا سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا:

لولم اخلق علیا لما کان لفاطمة ابنتک کفو علی وجه الارض من آدم فمن دونه

"اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو تیری بیٹی فاطمہؑ کے لئے زمین کے اوپر اولین وآخرین میں سے کوئی کفو نہ ہوتا"

(عیون اخبار الرضاؑ :۱/۲۲۵احدیث ۱۳اور۱۴، بحار الانوار:۴۳/۹۲ح ۳)

فاطمہؑ حور ہیں

طبری دلائل الامامۃ میں اس جیسی ایک روایت نقل کرتے ہیں، جس کے اول میں اضافہ کرتے ہوئے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

ان فاطمة خلقت حورية فی صورة الانسية وان بنات الانبياء لا يحضن

(دلائل الامامۃ :۱۴۶احدیث ۵۲، بحار الانوار:۸۱/۱۱۲احدیث ۳۷)

اس کے بعد گذشتہ روایت نقل کی ہے۔

"بے شک فاطمہؑ انسانوں کی شکل میں حور بنائی گئی ہیں ۔ تحقیق انبیاء کی بیٹیوں کو حیض نہیں آتا، اگر علیؑ نہ ہوتے تو زمین کے اوپر آدم اور غیر آدم سے فاطمہ کے لئے کوئی ہمسر نہ ہوتا"

نور فاطمہؑ

(۳۰/۲۸۱) علامہ مجلسی بحار الانوار میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن رسول خدا ابطح کی ریتلی زمین پر بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس آپ کے چچا حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت علی عمار بن یاسر، منذر بن ضحضاح، ابو بکر اور عمر حاضر تھے،

امیر المومنین فرماتے ہیں: پیغمبر اکرمؐ کا معمول یہ تھا کہ جب افطاری کا وقت ہوتا تو مجھے فرماتے: دروازہ کھول دو تا کہ جو آنا چاہتا ہے آجائے، لیکن آج رات مجھ سے فرمایا: دروازہ بند کردو، کیونکہ اس غذا کو میرے علاوہ کسی کے لئے کھانا حرام ہے۔

علیؑ فرماتے ہیں: میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا، پیغمبر اکرمؐ اکیلے کھانے کے پاس رہ گئے، آپؐ نے طشت کے اوپر سے رومال اٹھایا، اس میں ایک تازہ کھجور کا گچھا اور ایک انگور کا گچھا تھا، رسول خداؐ نے اس سے کھایا اور اس کے بعد پانی پی کر سیراب ہوگئے۔ پھر آپؐ نے ہاتھ دھونے کا ارادہ کیا تو جبرائیل نے ہاتھوں پر پانی ڈالا، میکائیل نے ان کو دھویا اور اسرافیل نے تولیے کے ساتھ صاف کیے۔ پھر باقی ماندہ غذا کو برتن کے ساتھ آسمان کی طرف لے گئے۔

رسول خداؐ نماز پڑھنے کے لئے اٹھے، جبرائیل آئے اور عرض کی: ابھی نماز پڑھنے کا وقت نہیں ہے، بلکہ اٹھیں اور خدیجہ کے گھر کی طرف جائیں اور ان کے ساتھ شب بسری کریں کیونکہ خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ آج رات آپ کی صلب سے ایک پاک بچی پیدا کرے۔

رسولؐ خدا اس حکم کے بعد فوراً خدیجہ کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔

خدیجہؑ کہتی ہیں: میں اس مدت کے دوران تنہائی میں رہنے کی عادی ہو چکی تھی، جیسے ہی رات ہوتی، اپنے سر کو ڈھانپ لیتی، پردہ نیچے گرا دیتی، گھر کے دروازے کو بند کر دیتی، اپنی نماز اور دعا پڑھتی اور پھر چراغ بند کرکے اپنے بستر پر آرام کیا کرتی۔

اس رات میں ابھی اچھی طرح سوئی نہیں تھی کہ کسی نے دروازے کا کنڈا کھٹکھٹایا، میں نے آواز دی، کون ہے جو دروازے کو کھٹکھٹا رہے ہیں؟ اس دروازے کو سوائے محمدؐ کے کھٹکھٹانے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ پیغمبر اکرمؐ نے اپنی دلنشین کلام اور میٹھے لہجے کے ساتھ فرمایا: اے خدیجہ! دروازہ کھولو، میں محمدؐ ہوں۔ خدیجہ کہتی ہیں کہ میں خوشی خوشی اٹھی اور دروازہ کھولا، رسولؐ خدا گھر میں داخل ہوئے، آپ کا معمول یہ تھا کہ جب آپ گھر آتے تو پانی کا برتن منگواتے وضو کیا کرتے اور دو رکعت مختصری نماز پڑھتے۔ پھر اپنے بستر پر آتے تھے۔ لیکن آج

رات پانی کا برتن طلب نہ کیا اور نماز کے لئے تیاری نہ کی، بلکہ مجھے بلایا اور میرے ساتھ بستر پر لیٹ گئے۔اس خدا کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا اور چشموں کو روانی بخشی، رسولؐ خدا مجھ سے جدا نہ ہوئے مگر یہ کہ میں نے فاطمہؑ کے نور کو اپنے اندر محسوس کیا: (بحارالانوار:۱۶/۷۸)

مؤلف فرماتے ہیں۔جس چیز نے مجھے فاطمہؑ کی جلالت وعظمت پر حیران اور متعجب کیا ہے وہ دو چیزیں ہیں۔

(۱) جیسے اوپر والی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ سیدہ کا نور پیغمبر اکرمؐ کے خدیجہ سے چالیس دن اور رات دور رہنے کے بعد خدیجہ کی طرف منتقل ہوا تھا، حضرت کا اس طرح دور رہنا اور جنتی میووں کے ساتھ روزہ کا افطار کرنا درحقیقت اس تحفہ اور ہدیہ کی تیاری تھی جو پروردگار عالم نے فاطمہؑ کی نورانی شکل میں عطا کیا، جیسا کہ آپ کی زیارت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

فاطمه بنت رسول الله وبضعة لحمه وصميم قلبه وفلذة كبده والتحية منك له والتحفة.

"فاطمہؑ رسولؐ خدا کی بیٹی آپ کے تن کا ٹکڑا، دل کا سہارا، جگر کا پارہ ہے جو خدا کی طرف سے پیغمبرؐ کیلئے ہدیہ اور تحفہ ہے۔ (بحارالانوار:۱۰۰/۲۰۰سطر۱۵)

رسول خداؐ کا خدیجہ سے دور رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ فاطمہ سیدۃ النساء العالمین کی عظمت اور مقام کتنا بلند تھا۔ایسی عظمت جس کو قلم لکھنے سے عاجز ہے۔

(۲) اور خدا تبارک وتعالیٰ راضی نہ ہوا کہ فاطمہؑ اپنے شوہر علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ظاہری حکومت کے زمانے تک باقی رہتیں، کیونکہ خدا کی نظر میں سیدہ کی وہ شرافت ملحوظ خاطر تھی جو پیغمبر اکرمؐ اور علیؑ کے بعد ان کو حاصل تھی۔جیسے کہ امام حسینؑ کی وہ گفتگو جو حضرت زینبؑ کے ساتھ عاشورہ کے دن واقع ہوئی، اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے اپنے جملات کے ضمن میں اپنی بہن کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا:

وامی كانت خير منی

"میری ماں جو مجھ سے بہتر تھی اس دنیا سے چلی گئی"

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ولها	جلال	ليس	فوق جلاله
الا	جلال	الله	جل جلاله
ولها	نوال	ليس	فوق نواله
الا	نوال	الله	عم نواله

"زہراء علیہا السلام کے لئے وہ بلند مقام اور عظمت ہے کہ اس کے اوپر کوئی مقام بلند و بالا اور پر عظمت نہیں ہے مگر عظمت خداوندی کہ جو بلند تر مرتبہ ہے۔ اورسیدہ کے لئے عطا اور بخشش ہے کہ جس کے اوپر کوئی عطا نہیں ہے مگر خدا کی بخشش جو ہمیشہ رہنے والی ہے"

رسولؐ اور بتولؑ کی محبت کا ایک انداز

(۳۱/۲۸۲) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں عائشہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں:

ما رایت من الناس احد اشبه كلاما وحديثا برسول الله من فاطمة

"لوگوں کے درمیان میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو فاطمہؑ سے زیادہ رسولؐ خدا کے ساتھ بات اور کلام میں مشابہت رکھتا ہو"

جب فاطمہؑ رسولؐ خدا کے پاس آتیں تو حضورؐ اسے خوش آمدید کہتے، ان کے ہاتھوں کو چومتے۔ اورانہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ جب رسولؐ خدا فاطمہ کے پاس جاتے تو آپ اپنی جگہ سے اٹھتیں، پیغمبر اکرم کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کے دست نازنین کا بوسہ لیتیں۔

(امالی طوسی: ۴۰۰ حدیث ۴۰ مجلس ۱۴، بحار الانوار: ۴۳/۲۵ حدیث ۲۲ اور ص ۴۰ حدیث ۴۱)

عظمت زہراءؑ

(۳۲/۲۸۳) امام صادق فرماتے ہیں۔

''میری ماں جو مجھ سے بہتر تھی اس دنیا سے چلی گئی''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ولها	جلال	لیس	فوق جلاله
الا	جلال	الله	جل جلاله
ولها	نوال	لیس	فوق نواله
الا	نوال	الله	عم نواله

''زہراءؑ علیھا السلام کے لئے وہ بلند مقام اور عظمت ہے کہ اس کے اوپر کوئی مقام بلند و بالا اور پر عظمت نہیں ہے مگر عظمت خداوندی کہ جو بلند تر مرتبہ ہے۔ اور سیدہ کے لئے عطا اور بخشش ہے کہ جس کے اوپر کوئی عطا نہیں ہے مگر خدا کی بخشش جو ہمیشہ رہنے والی ہے''

رسولؐ اور بتولؑ کی محبت کا ایک انداز

(۳۱/۲۸۲) شیخ طوسیؒ کتاب امالی میں عائشہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتی ہیں:

مارایت من الناس احد اشبه کلا ما وحدیثا برسول الله من فاطمة

'' لوگوں کے درمیان میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو فاطمہؑ سے زیادہ رسولؐ خدا کے ساتھ بات اور کلام میں مشابہت رکھتا ہو''

جب فاطمہؑ رسولؐ خدا کے پاس آتیں تو حضورؐ اسے خوش آمدید کہتے، ان کے ہاتھوں کو چومتے ۔اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔ جب رسولؐ خدا فاطمہ کے پاس جاتے تو آپ اپنی جگہ سے اٹھتیں، پیغمبر اکرم کو خوش آمدید کہتیں اور آپ کے دست نازنین کا بوسہ لیتیں۔

(امالی طوسی: ۴۰۰ حدیث ۴۰ مجلس ۱۴، بحارالانوار: ۴۳/ ۲۵ حدیث ۲۲ اور ص ۴۰ حدیث ۴۱)

عظمت زہراءؑ

(۳۲/۲۸۳) امام صادق فرماتے ہیں۔

كان النبي لا ينام ليلة حتى يضع وجهه بين ثديي فاطمة

"رسول خداؐ اس وقت تک رات کو نہ سوتے جب تک فاطمہ کے سینے کے درمیان اپنا منہ نہ رکھ لیتے تھے"

یہ وہ مقام ہے جہاں سے آپ بہشت کی خوشبو سونگھا کرتے تھے۔

(مناقب ابن شہر اشوب:۳/۳۳۴، بحار الانوار:۴۳/۴۲)

خیر العمل سے مراد ولایت

(۳۳/۲۸۴) محدث نوری کتاب "مستدرک" میں روایت کرتے ہیں کہ امام صادق سے پوچھا گیا: حَیَّ عَلٰی خَیرِ العَمَلِ کا معنی کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا:

خير العمل الولاية

خیر العمل سے مراد ہم اہل بیت کی ولایت ہے۔

ایک دوسری روایت میں فرمایا:

بر فاطمة وولدها

"بہترین عمل فاطمہ اور ان کی اولاد کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا ہے"

(مستدرک ۴/۷۰ سطر۴، معانی الاخبار:۳۸ حدیث۱، التوحید:۲۴۱ حدیث۲)

زہراء اور طواف

(۳۴/۲۸۵) کلینیؒ کافی میں موسیٰ بن قاسم سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جواد الائمہ سے عرض کیا:

میں نے آپ کی طرف سے اور آپ کے والد بزرگوار کی طرف سے طواف کرنا چاہا تو مجھے لوگوں نے کہا اوصیاء کی طرف سے طواف نہیں کرنا چاہیے۔

امامؑ نے فرمایا:

جتنے چاہتے ہو، طواف کرو، یہ جائز ہے۔

تین سال کے بعد میں نے حضرت سے عرض کیا: میں نے آپ سے اجازت مانگی تھی کہ آپ کی اور آپ کے والد کی طرف سے طواف کرلوں، تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمائی تھی۔ اور میں نے اتنی مقدار میں طواف کیے جن کی تعداد خدا جانتا ہے، پھر میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میں نے اس پر عمل کیا۔

امامؑ نے فرمایا: تیرے دل میں کس چیز کا خیال آیا؟

میں نے عرض کیا: میں نے یہ سوچا ایک دن رسولؐ خدا کی طرف، حضرتؐ نے تین مرتبہ آپ پر درود بھیجا۔ دوسرے دن امیر المومنین کی طرف سے، تیسرے دن امام حسنؑ کی طرف سے، چوتھے امام حسینؑ کی طرف سے، پانچویں امام سجاد کی طرف سے، چھٹے دن امام باقرؑ کی طرف سے، ساتویں دن جعفر بن محمدؑ کی طرف سے، آٹھویں دن آپ کے جد حضرت موسیٰ بن جعفر کی طرف سے، نویں دن آپ کے والد حضرت رضاؑ کی طرف سے، اور دسویں دن خود آپ کی طرف سے طواف بجا لاؤں۔ جن کا نام لیا ہے یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی ولایت کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ حضرت جواد الائمہ نے فرمایا:

اذا و الله تدين الله بالدين الذی لا يقبل من العباد غيره

"خدا کی قسم، ایسے دین کے ساتھ خدا کی عبادت کرتے ہو خدا اس دین کے علاوہ بندوں سے کوئی دین قبول نہ کرے گا"

راوی کہتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: کبھی کبھی میں آپ کی جدہ فاطمہؑ کی طرف سے طواف بجالاتا ہوں اور بعض اوقات نہیں بجالاتا ہوں:

استكثر من هذا فانه افضل ما انت عامله ان شاء الله

"اس طواف کو زیادہ کرو کیونکہ یہ کام جو تو نے انجام دیا ہے اس کی فضیلت باقی سے زیادہ ہے" (الکافی:۴/۳۱۴، بحار الانوار:۵۰/۱۰۱ حدیث ۱۵)

چوتھا حصّہ

وحی و قرآن کے دامن میں پرورش پانے والے اور علم و شرافت کے مجسمے حضرت امام حسن مجتبیٰ صلوات اللہ علیہ کے افتخارات و کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ۔

یہ سارے جنتی ہیں

(۱/۲۸۶) برسیؒ کتاب مشارق میں خذیفہ بن یمان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتا ہے: میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا، آپؐ نے امام حسن مجتبیٰؑ کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے اور فرما رہے ہیں:

ایها الناس هذا ابن علی فاعرفوه والذی نفس محمد بیده انه لفی الجنة ومحبه فی الجنة ومحب محبیه فی الجنة

"اے لوگو! یہ علیؑ ابن ابی طالب کا بیٹا ہے، اسے پہچان لو۔اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں مجھ محمدؐ کی جان ہے، وہ خود بھی جنتی ہے اور اس کا محبّ بھی جنتی ہے اور اس کے محبان کا محبّ بھی جنتی ہے"(مشارق الانوار:۵۳)

حسنینؑ کی عظمت

(۲/۲۸۷) طریحیؒ کتاب "مجمع البحرین" میں فرماتے ہیں:

اہل سنت اور شیعہ کی متفقہ روایت ہے کہ پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ دونوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرماتے تھے۔

بابی انت وامی

"تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں" (مجمع البحرین:۱/۴۴)

امام حسن کا معجزہ

(۳/۲۸۸) محمد بن جریر طبریؒ کتاب "نوادر المعجزات" میں زید بن ارقم سے نقل کرتے ہیں:

میں مکہ مکرمہ میں ایک گروہ کیساتھ موجود تھا، وہاں امام حسن مجتبیٰؑ بھی تشریف فرماتے تھے، ہم نے امام حسنؑ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں کوئی معجزہ دیکھائیں، جسے ہم شہر کوفہ میں اپنے دوستوں کے لئے بیان کریں۔جب ہم نے یہ کہا تو ہم نے دیکھا حضرت نے چند کلمات ارشاد فرمائے۔

اچانک خانہ کعبہ اوپر چلا گیا، یہاں تک کہ ہوا میں معلق ہو گیا، مکہ والوں کو اس کی کوئی خبر نہ تھی، وہ اپنے اپنے کاموں میں مشغول تھے، جو لوگ اس واقعہ اور معجزہ کے گواہ تھے، ان میں سے کچھ کہنے لگے: یہ جادو ہے، کچھ نہ کہا: یہ کام عجیب اور خارق العادہ ہے۔ بہت سے لوگ خانہ کعبہ کے نیچے سے گذر رہے تھے اور وہ ہوا میں لٹکا ہوا تھا، پھر امامؑ اسے اپنی اصلی حالت پر لے آئے۔

(نوادر المعجزات: ۱۰۴ حدیث ۱۰، دلائل الامامۃ: ۱۶۹ حدیث ۱۱۵ مدینۃ المعاجز: ۴/ ۲۳۸ حدیث ۲۱)

حسنینؑ جنت کی زینت

(۴/۲۸۹) کتاب فضائل امیر المومنین میں حمید بن علی بن بجلی سے نقل کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا: جب اہل بہشت کو بہشت کی طرف بھیجا جائے گا تو بہشت عرض کرے گی:

یا رب الیس قد وعدتنی ان تزیننی بر کنین؟

"اے خدا! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہ کیا تھا کہ مجھے دو رکنوں سے مزین فرمائے گا؟"

اس وقت ندا آئے گی۔

الیس قد زینتک بالحسن والحسین

"کیا میں نے تجھے حسنؑ اور حسینؑ کے ذریعے سے زینت نہیں دی؟"

(بحار الانوار: ۴۳/ ۲۷۶ اور ۲۹۳ اور ۳۰۴)

امام حسنؑ ہوا میں

(۵/۲۸۰) محمد بن جریر طبریؒ جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰؑ کو دیکھا کہ ہوا میں اوپر چلے گئے ہیں اور آسمان میں چھپ گئے ہیں، اور تین دن تک وہاں رہے، جب تین روز کے بعد واپس آئے تو آپ میں

ایک خاص قسم کا سکون اور آرام تھا۔آپ نے فرمایا:

بروح آبائی نلت مانلت

''مجھے اپنے آباؤ اجداد کی قسم، میں جو چاہتا تھا میں نے وہ پالیا''

(نوادر المعجزات:۱۰۰حدیث۳،دلائل الامامۃ:۱۲۶حدیث۷،مدینۃ المعاجز:۴/۲۳۳حدیث۱۳)

مؤلف فرماتے ہیں:اگر کہا جائے کہ کیسے ممکن ہے اپنے جسم کے ساتھ اوپر جائے اور حدیث نمبر تین کے مطابق کیسے ممکن ہے خانہ کعبہ اوپر جائے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ اس اعتراض کا جواب پہلے حصّے کی حدیث نمبر ۲۷ میں گذر چکا ہے وہاں رجوع کریں۔

امام حسنؑ اور مچھلی

(۶/۲۹۱) سید ہاشم بحرانی کتاب ''مدینۃ المعاجز'' میں ابن جریر سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰؑ سے عرض کیا: مجھے کوئی خاص معجزہ دکھلائیں، تاکہ دوسروں کے سامنے بیان کروں، جب میں نے یہ درخواست کی تو میں نے امامؑ کو دیکھا کہ آپ اپنی جائے نماز سے زمین کے اندر چلے گئے اور چھپ گئے، پھر جب واپس لوٹے تو اپنے ساتھ ایک بڑی مچھلی لائے اور فرمایا:

جئتک به من البحور السبع

''میں اس کو سات سمندروں سے لایا ہوں''

ابن جریر کہتے ہیں: میں نے مچھلی امامؑ سے لے لی اور اپنے ساتھ لے گیا۔اور بہت سے دوستوں کو اس کے ساتھ کھانا کھلایا۔(مدینۃ المعاجز:۴/۲۳۷حدیث۲۰)

آسمانی دروازے

(۷/۲۹۲) محمد بن جریر طبریؒ محمد بن حجارہ سے نقل کرتے ہیں:

میں نے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو دیکھا، جب کہ ہرنوں کا ایک گروہ آپ کے پاس سے گذر رہا تھا، امامؑ نے انہیں آواز دی، سب نے جواب دیا، اور آپ کے سامنے حاضر

ہوگئے۔ ہم نے حضرت سے عرض کیا: یابن رسول اللہ یہ حیوان وحشی ہیں، ہمیں کوئی آسمانی معجزہ دیکھائیں، امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھا گویا اس کے دروازے کھل گئے، ایک نور نیچے آیا اور مدینے کے تمام گھروں کا اس نور نے احاطہ کرلیا اور پھراچانک سب گھر ایسے لرزنے لگے جیسے گرنے والے ہوں۔ہم نے عرض کیا: یا بن رسولؐ اللہ اس کو واپس پلٹا دیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

نحن الاولون والاخرون ونحن الامرون ونحن النور ننور الروحانيين ننور بنور الله ونروح بروحه فينا مسكنه واليها معدنه الاخر مناكلاول والاول مناكالاخر

''ہم وہ اول ہیں جن سے خلقت کا آغاز ہوا، ہم وہ آخر ہیں جن سے کائنات کا اختتام ہوگا، ہم ایسے امر کرنے والے ہیں جن کے حکم کی ہر چیز اطاعت کرتی ہے، ہم وہ نور ہیں جو فرشتوں کو نور بخشتا ہے، خدا کے نور کیساتھ ان کو منور کرتے ہیں اور الٰہی بشارت کے ذریعے سے ہم انہیں مسرور کرتے ہیں، خدا کے نور کا ٹھکانہ اور کان ہم ہیں اور ہمارا پہلا آخری کی طرح ہے اور ہمارا آخری اول کی طرح ہے''

(نوادر المعجزات:۱۰۳حدیث۸، دلائل الامامۃ:۱۶۸حدیث۱۳، مدینۃ المعاجز:۴/۲۳۶حدیث۱۹)

شہر بقہ

(۸/۲۹۳) طبریؒ سعد بن منقذ سے نقل کرتے ہیں۔

امام حسن مجتبیٰؑ کو میں نے مکہ میں دیکھا کہ آپ نے چند کلمات اپنی زبان پر جاری کئے اور خانہ کعبہ کو اوپر لے گئے۔یا اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کردیا۔ہمیں یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، ہم نے اس معجزہ کو دوسروں کے لئے بیان کیا، لیکن وہ ہماری بات ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ ہم نے حضرت کے ساتھ مسجد کوفہ میں ملاقات کی، اور

آپ کی خدمت میں عرض کیا: یابن رسولؐ اللہ! کیا آپ نے اس طرح نہیں کیا تھا؟ آپ نے فرمایا:

لو شئت لحولت مسجدکم الی فم بقه وهو ملتقی النهرین نهر الفرات ونهر الاعلی.

"اگر میں چاہوں تو تمہاری اس مسجد کو شہر بقہ کی طرف منتقل کردوں جو شہر نہر فرات اور نہر اعلیٰ کے سنگھم میں ہے"

جب امامؑ نے یہ فرمایا تو ہم نے حضرت سے درخواست کی کہ ایسا کر کے دکھائیں، آپ نے ایسا کیا اور پھر مسجد کو واپس اپنی اصلی جگہ پر لے آئے، اس کے بعد ہم حضرت کے معجزات کی کوفہ میں تصدیق کیا کرتے تھے۔

(نوادر المعجزات:۱۰۴حدیث ۱۱، دلائل الامامہ:۱۶۹حدیث۱۶ مدینۃ المعاجز:۴/۲۳۸حدیث۲۲)

جنت میں

(۹/۲۹۴) کتاب جامع ترمذی" فضائل احمد شرف المصطفیٰ، فضائل سمعانی، امالی ابن شریح، اور امالی ابانۃ بن بطہ میں نقل ہوا ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور فرما رہے تھے۔

من احبنی واحب هذین واباهما وامهما کان معی فی درجتی فی الجنة یوم القیامة

"جس نے بھی مجھے ان دو بچوں کے ساتھ ان کے باپ اور ماں کو دوست رکھا وہ قیامت کے دن جنت میں میرے درجے میں ہوگا"

ابوالحسن نے کتاب نظم الاخبار میں اس حدیث کو نظم کی شکل میں ذکر کیا ہے۔

اخذالبنی یدالحسین وصنوه
یوما وقال وصحبه فی مجمع

من ودنی یا قوم او هذین او

ابویهما فالخلد مسکنه معی

(مناقب ابن شہر اشوب ۳/۳۸۲، سفینۃ البحار: ۱/۶۱۱)

"پیغمبر اکرمؐ نے ایک دن حسینؑ اور ان کے بھائی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا جب کہ وہاں سب اصحاب جمع تھے اور فرمایا: اے لوگو! جو کوئی بھی مجھے، ان دو بچوں اور ان کے باپ اور ماں کو دوست رکھتا ہو، وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا"

کوئی مجھے دیکھ رہا ہے

(۱۰/۲۹۵) روایت ہوئی ہے کہ حضرت امام حسنؑ رسولؐ خدا کی محفل میں حاضر ہوتے تھے جب کہ ابھی آپ سات سال سے اوپر نہ تھے، خدا کی وحی کو پیغمبر اکرمؐ کے مبارک لبوں سے سنتے تھے، اسے حفظ کرتے تھے اور جب گھر واپس آتے تو جو یاد کیا ہوتا، سب کچھ اپنی والدہ کو بیان کرتے، جب علیؑ حضرت زہراءؑ کے پاس آتے تو قرآن اور وحی کے تازہ کلمات ان سے سنتے اور حضرت زہراءؑ سے سوال کرتے، یہ کلمات کہاں سے نقل کیے ہیں؟

سیدہ عرض کرتی: اپنے بیٹے حسن سے ایک دن علیؑ اپنے گھر میں چھپ گئے، امام حسنؑ گھر میں آئے اور چاہتے تھے کہ وہ نورانی کلمات جو وحی الٰہی کے سنے تھے بیان کریں، لیکن بیان نہ کر سکے، کانپنے لگے اور کلمات صحیح طرح زبان سے نہ نکل سکے۔

حضرت امام حسنؑ کی والدہ حضرت زہراء نے بڑا تعجب کیا، امام حسن مجتبیٰ نے عرض کیا:

لا تعجبین یا اما ہ فان کبیرا یسمعنی واستماعہ قد اوقفنی

"اے امی جان! تعجب نہ کریں، ایسے لگ رہا ہے جیسے کوئی بہت بڑا شخص میری باتوں کو سن رہا ہے اور اس کا میری باتوں کو سننا مجھے کلام کرنے سے روک رہا ہے"

اس وقت علیؑ باہر آگئے اور اپنے پیارے بیٹے کو بوسہ دیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام حسنؑ نے عرض کیا:

یا اماہ قل بیانی و کل لسانی لعل سید یرعانی

"اے امی جان! میرا بیان کم ہوگیا ہے اور میری زبان میں طاقت نہیں رہی ایسے ہے جیسے کوئی آقا مجھے دیکھ رہا ہے"

(مناقب ابن شہر اشوب:۴/۸، بحارالانوار:۴۳/۳۸۸ حدیث۱۱، معالی السبطین:۹)

اسم حسنؑ

(۱۱/۲۹۶) شیخ صدوقؒ کتاب "معانی الاخبار" میں امام صادقؑ سے اور آپ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ:

جبرائیل نے امام حسنؑ کا نام مبارک جب کہ بہشت کے ریشمی کپڑے کے درمیان تھا رسولؐ خدا کو ہدیہ کیا اور امام حسینؑ کا نام حسن سے لیا گیا ہے۔

(معانی الاخبار:۵۵ حدیث۸، علل الشرائع:۱/۱۳۹ حدیث۹، بحارالانوار:۴۳/۲۴۱ ح۱۱)

جنت میں دو درخت

عروہ بارقی کی روایت جو پیغمبر اکرمؐ سے نقل ہے سے ظاہر ہوتا ہے کہ حسن اور حسین علیہما السلام جنت میں دو درختوں کے نام ہیں، جن سے رسول خداؐ نے شب معراج میوہ کھایا تھا۔

حکایت ہوئی ہے کہ خدا نے ان دو ناموں کو لوگوں سے چھپا کر رکھا یہاں تک کہ فاطمہؑ کے دو بیٹوں کے نام ان سے رکھے گئے۔ (بحارالانوار:۴۳/۳۱۴ حدیث۷۳، تہذیب الاسماء:۱/۱۵۸، الاحقاق:۱۰/۴۸۸)

اے کریم مولا!

(۱۲/۲۹۷) ابن شہر آشوبؒ کتاب "مناقب" میں لکھتے ہیں کہ امام حسنؑ جب بھی وضو کرتے تھے تو آپ کے اعضاء لرزتے تھے اور آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا تھا، جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

حق علی کل من وقف بین یدی رب العرش ان یصفر لونه وترتعد مفاصله

"جوشخص بارگاہ رب العرش میں حاضر ہوتا ہے، تو اس پر حق بنتا ہے کہ اس کا رنگ زرد ہو جائے اور اعضاء کانپنے لگیں اور جب آپ مسجد کے پاس پہنچتے تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتے اور کہتے"۔

الھی ضیفک ببابک ، یا محسن قد اتاک المسی فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندک یا کریم

"اے پروردگار! تیرا مہمان تیرے گھر میں کھڑا ہے۔اے احسان کرنے والے! تیرا گناہ گار بندہ تیرے پاس آیا ہے، اپنی اچھائیوں کے ذریعے سے میری برائیوں سے درگذر فرما۔اے کریم مولا!

(مناقب ابن شہر اشوب:۴/۱۴،المستدرک:۱/۳۵۴حدیث۴،بحارالانوار:۴۳/۳۳۹حدیث۱۳)

امام حسنؑ کا گریہ

(۱۳/۲۹۸) شیخ صدوقؒ "کتاب "امالی" میں رقم طراز ہیں:

امام حسنؑ جب حج کے سفر کے لئے جاتے تو پیدل جاتے اور کبھی پاؤں سے ننگے جاتے، جب موت کو یاد کرتے تو آنسو بہاتے اور جب قبر کو یاد کرتے یا قبر سے باہر آنے کو یاد کرتے یا میدان محشر کو یاد کرتے یا پل صراط سے گذرنے کے بارے میں سوچتے تو گریہ کرتے تھے اور جب بارگاہ الہی میں حاضر ہونے اور اعمال کے حساب و کتاب کو یاد کرتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے۔

جب آپ بارگاہ ایزدی میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ کے بدن میں لرزہ پیدا ہو جاتا اور جب بہشت یا دوزخ کو یاد کرتے تو پریشان ہو جاتے اور ایک ڈسنے والے سانپ کی طرح پیچ و تاب کھاتے، اور خدا سے بہشت کی درخواست کرتے اور اس سے دوزخ

کی آگ سے پناہ مانگتے۔

(امالی صدوق :۲۲۴ حدیث ۱۰ مجلس ۴۳، بحارالانوار :۴۳/ ۳۳۱ حدیث ۱، حلیۃ الابرار :۳/ ۵۳ حدیث ۱، معالی السبطین :۱۳)

روایت ہوئی ہے کہ آپ نے اپنا تمام مال دو مرتبہ اور ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ فقیروں کے درمیان تقسیم کیا اور پچیس مرتبہ پیدل حج خانہ کعبہ کیا

(بحارالانوار :۴۳/ ۳۳۹ حدیث ۱۳)

درخت کا دوڑنا

(۱۴/۲۹۹) ابوجعفر محمد بن جریر طبری ؒ ابراہیم بن سعد سے نقل کرتے ہیں :

میں نے محمد بن اسحاق سے سنا کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ ابھی بچے تھے اور کھیل رہے تھے، اس حال میں میں نے دیکھا کہ امام حسنؑ نے کھجور کے ایک درخت کو آواز دی تو وہ درخت آپ کی طرف ایسے آیا جیسے کوئی بچہ اپنے باپ کی طرف دوڑا آتا ہے۔

(نوادر المعجزات :۱۰۰ حدیث ۱، دلائل الامامۃ :۱۶۴ حدیث ۴، مدینۃ المعاجز :۴/ ۲۳۱ حدیث ۱۰)

امام حسنؑ کی سخاوت

(۱۵/۳۰۰) طبریؒ نے قبیصہ بن ایاس سے نقل کیا ہے :

میں امام حسنؑ کے ساتھ ہمسفر تھا، ہم شام کی طرف جا رہے تھے، آپ روزہ کی حالت میں تھے، سوائے سواری کے جو آپ کے ساتھ تھی کوئی زاد و توشہ ہمراہ نہ تھا، جیسے ہی سورج کی سرخی چھپ گئی اور نماز واجب کا وقت آیا تو آپ نے نماز پڑھی، پس ایسے لگا جیسے آسمان کے دروازے کھل گئے ہوں اور چراغ لٹک چکے ہوں، فرشتے نیچے آئے اور اپنے ساتھ غذا اور میوے کے برتن، نیز کچھ طشت اور پانی کے برتن زمین پر لا کر رکھے، دستر خوان بچھا دیا گیا اور ہم سب مل کر ستر آدمی تھے، اس دستر خوان سے ہم نے ہر چیز کھائی، امامؑ اور ہم سب سیر ہو گئے، دوبارہ اس دستر خوان کو بغیر اس کے کہ اس سے کوئی چیز کم ہوئی ہو واپس لے گئے۔ (نوادر المعجزات :۱۰۲ حدیث ۶، دلائل الامامۃ :۱۶۷ حدیث ۱۰، مدینۃ المعاجز :۴/ ۲۳۵ حدیث ۱۶)

انوکھی ولادت

(۱۶/۳۰۱) طبریؒ حضرت جواد الائمہ سے نقل کرتے ہیں:

امیر المومنین اپنے بیٹے امام حسن مجتبیٰ اور سلمان کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے، لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہوگئے، اچانک ایک مرد بڑی خوبصورت شکل کے ساتھ وہاں داخل ہوا اور آپؑ کو سلام کرکے بیٹھ گیا، پھر عرض کی: یا امیر المومنینؑ! آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں، اگر آپ نے جواب دے دیئے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ لوگوں نے آپ کے علاوہ دوسرے کا انتخاب کرکے ایسے گناہ کا ارتکاب کیا ہے جو بخشا نہیں جائے گا اور دنیا و آخرت میں ہلاک ہو جائے گا۔ اور اگر آپ جواب نہ دے سکے تو میں سمجھ جاؤں گا کہ آپ میں اور ان کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

امیر المومنین نے فرمایا: جو تیرا دل چاہتا ہے پوچھو۔ اس نے عرض کیا:

اخبرنی عن الرجل اذا انام این تذھب روحہ؟ وعن الرجل کیف یذکر و ینسی ؟ وعن الرجل کیف یشبہ ولدہ الا عمام والا خوال؟

"مجھے بتائیں آدمی کی نیند کے وقت روح کہاں جاتی ہے؟ اور کس طرح آدمی ایک مطلب کو یاد رکھتا ہے اور کسی مطلب کو بھول جاتا ہے؟ اور کس طرح آدمی کا بچہ اپنے دودھیال اور ننھیال والوں کے ساتھ شباہت رکھتا ہے؟"

جب اس شخص کے سوالات مکمل ہوگئے تو امیر المومنینؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کی طرف رخ کیا اور فرمایا: اے ابو محمد! تو اس شخص کے سوالات کے جواب دے۔

امام حسنؑ نے فرمایا: رہا تیرا پہلا سوال تو جواب یہ ہے کہ اس کی روح ہوا میں اور ہوا فضا میں لٹک جاتی ہے، اس وقت تک کہ یہ شخص اپنے آپ کو بیدار کرنے کے لئے حرکت دے۔ پس اگر خدا تعالیٰ اس روح کو صاحب روح کی طرف لوٹنے کی اجازت دے دے تو روح ہوا کو اور ہوا فضا کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر کار روح واپس لوٹ آتی ہے اور صاحب

روح کے بدن میں چلی جاتی ہے، اور اگر خدا تعالیٰ روح کو لوٹنے کی اجازت نہ دے تو معاملہ الٹ ہو جاتا ہے۔یعنی فضا ہوا کو اور ہوا روح کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور قبر سے نکلنے کے وقت تک روح صاحب روح کے بدن کی طرف واپس نہیں آتی۔

تیرا دوسرا سوال یہ تھا کہ انسان کسی چیز کو یاد کیسے رکھتا ہے اور بھول کیسے جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کا دل ایک طرف میں ہے اور اس پر ایک پردہ ہے۔اگر چاہتا ہے کہ کسی مطلب کو یاد میں لائے تو ایک مکمل درود محمد و آل محمد علیہم السلام پر بھیجتا ہے۔تو وہ پردہ جو دل پر ہوتا ہے وہ ایک طرف ہو جاتا ہے اس طرح دل کھل جاتا ہے اور روشن ہو جاتا ہے۔اور وہ شخص جس چیز کو بھول گیا ہوتا ہے اسے یاد آ جاتی ہے۔

اور اگر محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود نہ بھیجے یا ناقص درود بھیجے "یعنی آل کو درود میں ذکر نہ کرے" تو دل پر جو پردہ ہے وہ ایک طرف نہیں اٹھتا تو نتیجتہً دل اسی طرح تاریک رہتا ہے اور وہ مطلب بھولا رہتا ہے۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے جب آدمی اپنی زوجہ کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے اگر اس کا دل مطمئن، رگیں پرسکون اور بدن میں کوئی لرزہ اور اضطراب نہ ہو تو نطفہ رحم میں داخل ہو جاتا ہے، اور اگر اس کے برخلاف آدمی کا دل مطمئن نہ ہو، اس کی رگیں پرسکون نہ ہوں، اس کا بدن کسی خوف یا وحشت یا کسی اور وجہ سے کانپنے لگے اور مضطرب ہو جائے تو نطفہ بھی کانپ جاتا ہے اور کسی نہ کسی رگ پر جا گرتا ہے، اگر دودھیال والی رگوں پر جا گرے تو بچہ اپنے چچاؤں وغیرہ کی شکل پر جاتا ہے اور اگر نطفہ ننھیال والی رگوں پر جا گرے تو بچہ اپنے ماموں کی شکل پر جاتا ہے۔

سوال کرنے والے شخص نے جب اپنے سوالوں کے جواب سنے تو عرض کرنے لگا:

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔اور میں ہمیشہ اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد امیر المومنینؑ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسولؐ

خدانے اپنے بعد آپ کو وصیت کی اور آپ ان کے جانشین اور وصی ہیں، اور ان کی روشن دلیلوں کو واضح کرتے ہیں۔ پھر امام حسنؑ کی طرف اشارہ کیا اور عرض کی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے باپ کے بعد ان کے وصی اور جانشین ہیں اور ان کی حجتوں اور دلائل کو قائم کرو گے۔ پھر عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ حسین بن علیؑ اپنے بھائی کے بعد حجت خدا ہے، اور لوگوں کو دلیل اور برہان دکھلائے گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن الحسینؑ حسینؑ کے امر کو زندہ رکھنے والا ہے۔ یعنی ان کے بعد ہدایت کے پرچم کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؑ بن علیؑ، علی بن الحسینؑ کے امر کو قائم رکھنے والا ہے او ان کی راہ کو برقرار رکھنے والے ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں جعفرؑ بن محمدؑ، محمدؑ بن علیؑ کے بعد ان کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں، اور ان کے بعد ولی امر ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ جعفرؑ ابن محمدؑ کے امر کو باقی رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد صاحب اختیار ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن موسیٰؑ، موسیٰؑ بن جعفرؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں، اور ان کے بعد لوگوں کے پیشوا ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؑ بن علیؑ، علیؑ بن موسیٰؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد جن وانس کے راہنما ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن محمدؑ، محمدؑ بن علیؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد امور کے والی ہیں۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حسنؑ بن علیؑ، علیؑ بن محمدؑ کے امر کو قائم رکھنے والے ہیں اور ان کے بعد شیعوں کی ہدایت کرنے والے ہیں۔

واشهد ان رجلا من ولد الحسن بن علی لا یسمی ولا یکنی حتی یظهر امره فیملاها قسطا وعدلا کما ملئت جورا

"میں گواہی دیتا ہوں آخری امام حسنؑ بن علیؑ کی اولاد سے ایک مرد ہے

جن کا اصلی نام اور کنیت ان کے ظہور تک نہیں کہنی چاہیے پس وہ جہان کو عدل سے پر کردیں گے جیسے یہ ظلم اور ستم سے پر ہو چکی ہوگی''

اس کے بعد عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ پر خدا کا درود اور رحمت ہو، پھر اٹھا اور چلا گیا۔امام حسنؑ اس کے پیچھے مسجد سے باہر گئے، جب واپس آئے تو امیر المومنینؑ سے عرض کیا: جیسے ہی اس نے اپنے پاؤں مسجد سے باہر رکھے تو پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا۔حضرت نے فرمایا: اے ابو محمد کیا اسے جانتے ہو؟ آپ نے عرض کیا: خدا اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ بہتر جانتے ہیں۔

علیؑ نے فرمایا: وہ خضرؑ تھے۔

(دلائل الامامۃ :۴/۱۷۴حدیث۲۶،المحاسن:۲/۲۷۴حدیث۱۹۹،کمال الدین:۳۱۳،عیون الاخبار:۱/۶۵حدیث۳۵)

کفلین سے مراد کیا ہے؟

(۳۰۲/۱۷) کتاب مناقب میں آیت شریفہ:

یَا اَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهٖ یُؤتِكُم كِفلَینِ مِن رَّحمَتِهٖ وَیَجعَل لَّكُم نُورًا تَمشُونَ بِهٖ (سورہ حدید: آیت ۲۸)

'' اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لے آؤ تا کہ وہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے عنایت فرمائے اور تمہارے لئے نور قرار دے جس کے ذریعے سے تم بہشت تک جا سکو''

کی تفسیر کے متعلق امام صادقؑ سے نقل ہے کہ آپ نے فرمایا:

الكفلين الحسن والحسينؑ والنور عليؑ

''کفلین سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔اور نور سے مراد علیؑ ہیں''

(مناقب ابن شہر اشوب :۳/۳۸۰، بحار الانوار:۲۳/۳۱۷حدیث۲۶ تاویل الآیات:۲/۶۶۹حدیث۲۸،تفسیر برہان:۴/۳۰۰حدیث۶)

آیات سے مراد

(۱۸/۳۰۳) اسی کتاب میں ان دو آیتوں (وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ)

(سورہ تین: آیت ۱اور۲)

کے بارے میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:
والتین والزیتون سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور طور سنین سے مراد علیؑ ہیں اور والبلاء الامین سے مراد محمدؐ ہیں۔

(مناقب ابن شہر اشوب:۳/۳۹۴ بحارالانوار:۲۴/۱۰۵ حدیث ۱۵ اور تفسیر برہان:۴/۴۷۷ حدیث ۴)

سیب کی گردش

(۱۹/۳۰۴) علامہ مجلسیؒ بحارالانوار میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

ایک دن میں رسولؐ خدا کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ وہاں امیر المومنینؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ بھی موجود تھے۔ اچانک جبرائیل نازل ہوا اور اپنے ساتھ ایک سیب لایا جو رسولؐ خدا کو بطور ہدیہ دیا، پیغمبر اکرمؐ نے اس کو قبول کیا اور امیر المومنینؑ کو ھدیہ کردیا۔

امیر المومنینؑ نے اسے قبول کیا چوما اور رسولؐ خدا کو واپس کردیا، پیغمبر اکرمؐ نے سیب لے کر امام حسن مجتبیٰؑ کو ہدیہ کیا، امام حسنؑ نے لیا، چوما اور رسول خداؐ کو واپس کردیا۔ رسولؐ خدا نے وہی سیب امام حسینؑ اور حضرت زہراءؑ کو باری باری ہدیہ کیا، دونوں نے لیا اور چوم کر واپس رسولؐ خدا کو لٹا دیا، رسولؐ خدا نے دوبارہ علیؑ کو وہ سیب دیا، جب علیؑ نے اس سیب کو واپس کرنا چاہا تو وہ زمین پر گر گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ پس اس سے ایک ایسا نور نکلا جس نے آسمان اور زمین کو روشن کردیا، ہم نے دیکھا کہ اس پر قلم قدرت پروردگار سے دو سطریں ہوئی ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحیم تحیة من الله الی محمد المصطفی وعلی المرتضی وفاطمة الزهراء والحسن والحسین سبطی رسول الله

وامان لمحبیھما یوم القیامة من النار

(بحارالانوار:۴۳/۳۰۷حدیث۲۷، مائۃ منقبۃ:۲۶منقبت ۸،غایۃ المرام:۶۵۹)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ پروردگار کی طرف سے محمد مصطفیؐ ،علی مرتضٰی ؑ ، فاطمہ زہراءؑ حسنؑ اور حسینؑ کے لئے تحفہ، اور ان کے دوستوں کے لئے جہنم کی آگ سے امان نامہ ہے۔

ہار کے موتی

(۲۰/۳۰۵) اسی کتاب میں روایت ہوئی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے تحریر لکھی تھی۔

امام حسنؑ نے اپنے بھائی حسینؑ سے فرمایا: میرا خط تیرے خط سے خوبصورت ہے، امام حسینؑ نے فرمایا: نہیں، میرا خط آپ کے خط سے خوبصورت ہے، دونوں نے اپنی والدہ فاطمہؑ سے عرض کیا: آپ ہمارے درمیان فیصلہ کریں ،حضرت زہراء ؑ نہیں چاہتی تھیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ناراض کرے لہٰذا فرمایا: اپنے باپ سے جا کر پوچھو۔جب حضرت علیؑ سے پوچھا تو وہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ کوئی بچہ ناراض ہو، لہٰذا آپ نے فرمایا: اپنے نانا رسولؐ خدا سے جاکر پوچھو۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: میں اس وقت تک آپ کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا مگر یہ کہ جبرائیل سے پوچھ نہ لوں، جب جبرائیل آیا تو اس نے عرض کیا: میں فیصلہ نہیں کر سکتا، اسرافیل فیصلہ کرے گا۔اسرافیل نے عرض کیا: میں اس وقت تک فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک بارگاہ ایزدی سے سوال نہ کرلوں جب خدا سے پوچھا گیا تو خدا نے فرمایا: میں فیصلہ نہیں کروں گا بلکہ ان کی والدہ زہراءؑ فیصلہ کرے، حضرت زہراءؑ نے عرض کیا: اے پروردگار! میں آپ کے حکم کی اطاعت کرتی ہوں اور فیصلہ کرتی ہوں۔حضرت زہراءؑ کے پاس ایک ہار تھا آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا: میں اس ہار کے موتیوں کو تمہارے سامنے زمین پر گرا دیتی ہوں جس نے تم دونوں میں سے زیادہ چن لیے اس کا خط زیادہ خوبصورت ہے، پھر آپ نے اپنا ہار کھولا اور موتی زمین پر گرا

دیئے ۔جبرائیل اس وقت عرش الٰہی کے پاس تھا، خدانے حکم دیا، فوراً جا اور موتیوں کو برابر دو حصوں میں تقسیم کردے تا کہ ان دوشہزادوں میں سے کوئی ناراحت نہ ہو جائے ۔

ففعل ذلک جبرئیل اکراما لهما وتعظیما

''جبرائیل نے ان دونوں کے اکرام اور تعظیم کی خاطر فوراً ایسا کردیا''

(بحارالانوار:۴۳/۳۰۹سطر۵الانوار:النعمانیہ:۱/۱۹)

پانچواں حصّہ

وحی و قرآن کے دامن میں پرورش پانے والے، کامل شدہ علم شرافت اور کائنات کے شہیدوں کے سردار حضرت ابا عبداللہ الحسین صلوات اللہ علیہ۔ کے افتخارات اور کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ۔

حدیث بھول گئی

(۱/۳۰۶) قطب الدین راوندیؒ کتاب خرائج میں امام صادق سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص امام حسینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی: خدانے آپ کو جو فضائل عطا کیئے ہیں ان کے بارے میں ہمیں بتائیں۔

امامؑ نے فرمایا: تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ تو ان کو سن سکے اور قبول کر سکے۔اس نے عرض کیا: یابن رسول اللہ! آپ بیان کریں، میں برداشت کروں گا اور قبول کروں گا۔امامؑ نے جب اس کے اصرار کو دیکھا تو اس کے لئے ایک حدیث بیان فرمائی۔

لیکن ابھی آپ کی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ اس شخص کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے اور وہ حدیث کو بھول گیا امام حسینؑ نے فرمایا:

ادرکته رحمة الله حيث نسى الحديث

''خدا کی رحمت اس کے شامل حال ہوئی کہ وہ فوراً حدیث کو بھول گیا''

(الخرائج:۲/۷۹۵حدیث۵،مختصر البصائر:۱۰۸،اثبات الہداۃ:۵/۱۹۵حدیث۳۰)

عقل زائل ہوگئی

(۲/۳۰۷) روایت ہوئی ہے کہ تین آدمی حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوئے اور آپ سے اس طرح کی حدیث کی درخواست کی، جب حضرت نے ان سے ایک کے لئے حدیث بیان فرمائی تو وہ جب اٹھا، اس کی عقل ختم ہو چکی تھی اور الٹا ہو کر چلنے لگا، اس کے دونوں ساتھیوں نے بڑی کوشش کی کہ اس کے ساتھ بات کریں لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا اور سب واپس لوٹ گئے۔

(الخرائج:۲/۷۹۵حدیث۴،مختصر البصائر:۱۰۷)

(۳/۳۰۸) علامہ مجلسیؒ کے نواسے سید محمد حسین اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: نوے ہجری سے بعد کا ایک واقعہ ہے کہ شہر تستر کی نہر میں ایک سنگریزہ ملا، جس پر سرخ رنگ سے

کچھ کلمات لکھے ہوئے تھے، اس شہر کے حاکم نے وہ سنگریزہ بادشاہ کے پاس بھیج دیا،اس نے کندہ کاری اور صنعت گری میں ماہر لوگوں کو دیکھایا۔ تاکہ اس کے نقش میں غور وفکر کریں، ان سب نے غور وفکر کرنے کے بعد گواہی دی کہ یہ کسی بشر کے ہاتھ کا لکھا ہوانہیں ہے، بلکہ قدرتی طور پر ہے اور پروردگار کے قلم قدرت سے اسی پتھر پر لکھا ہوا ہے۔جو کلمات اس پتھر کے ٹکڑے پر لکھے ہوئے تھے وہ یہ تھے۔

بسم الله الرحمن الرحیم .لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله قتل الامام الشهید المظلوم الحسین بن الامام علی بن ابی طالب علیهما السلام و کتب بدمه باذن الله وحوله علی کل ارض وحصاة (وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَنقَلِبُونَ)

(سورہ شعراء: آیت ۲۲۷)

"خدا کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہؐ کے رسول ہیں، علیؑ اللہ کے ولی ہیں، امام شہید مظلوم حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام قتل کر دیئے گئے، اور حکم خدا اور اس کی قدرت سے زمین کے ہر سنگریزے پر لکھا گیا ہے (عنقریب ظلم کرنے والے جان لیں گے کہ وہ کس سزا کی طرف لوٹ کر آنے والے ہیں"

پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس پتھر کو چاندی میں زینت دی جائے، تاکہ میں اسے اپنے بازو پر باندھ سکوں۔

اس حکایت کے مشابہ ایک خبر شیخ بہائیؒ نے نقل کی ہے کہ زمین کربلا میں سرخ رنگ کا ایک پتھر ملا جس پر یہ دو شعر لکھے ہوئے تھے۔

انا در من السماء نثرونی
یوم تزویج والد السبطین
کنت اصفی من اللجین بیاضا

صبغتنی دماء نحر الحسین

(ریاض المدح والرثاء:۲۲۱فاطمۃ الزہراء بھجۃ قلب المصطفیٰ:۴۶۸)

''میں وہ موتی ہوں جو حسنؑ و حسینؑ کے والد (علیؑ) کی شادی کے موقع پر آسمان سے زمین کی طرف نثار کیا گیا تھا۔

میرا رنگ خام چاندی سے بھی سفید تر تھا، امام حسینؑ کے گلے کے خون نے مجھے اس طرح سرخ کر دیا ہے''

زیارت امام کی فضیلت

(۴/۳۰۹) شیخ صدوقؒ کتاب ''امالی'' میں عبداللہ بن فضیل سے روایت نقل کرتے ہیں۔

میں امام صادقؑ کے پاس تھا کہ اہل طوس سے ایک مرد آپ کے پاس آیا اور سوال کیا: یا بن رسول اللہ! جو کوئی امام حسینؑ کی قبر کی زیارت کرے اس کا کتنا ثواب ہے۔

امامؑ نے اسے فرمایا:

یا طوسی من زار قبر ابی عبداللہ الحسین بن علی علیھما السلام وھو یعلم انہ امام من اللہ مفترض الطاعۃ علی العباد غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وقبل شفاعتہ فی سبعین مذنبا ولم یسال اللہ عزوجل عند قبرہ حاجۃ الا قضا ھالہ

''اے طوسی جو کوئی امام حسین بن علی علیہما السلام کی قبر کی زیارت کو جائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اللہ کی طرف سے واجب الا طاعتہ امام ہیں (جس کی اطاعت بندوں پر خدا کی طرف سے واجب ہے) تو خدا اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہ معاف کر دے گا، ستر گناہ گاروں کے متعلق اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اور حضرت کی قبر کے پاس جو حاجت بھی خدا سے طلب کرے گا خدا اس کو پورا کرے گا''

(امالی صدوق:۲۸۳ حدیث ۱۱ مجلس ۸۶، بحار الانوار:۱۰۱/۲۳ حدیث ۱۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث میں امامؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ اس کے آئندہ گناہ

بھی خدا معاف کردے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا اسے توبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے گا اور اس کا انجام بخیر ہوگا، تاکہ اس سے یہ لازم نہ آئے کہ گناہ کا ارتکاب جو عقلی طور پر قبیح ہے جائز ہے۔

اپنے اپنے کمالات

(۵/۳۱۰) شاذان بن جبرئیل قمیؒ کتاب فضائل میں نقل کرتے ہیں:

ایک دن رسول خداؐ بیٹھے ہوئے تھے اور امیر المومنینؑ بھی آپ کے پاس موجود تھے کہ اچانک امام حسینؑ آگئے، پیغمبر اکرمؐ نے ان کو پکڑ کر اپنی گود میں لے لیا اور ان کی پیشانی اور ہونٹوں کا بوسہ دیا، اس وقت آپ کی عمر چھ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ امیر المومنینؑ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! کیا آپ میرے بیٹے سے محبت کرتے ہیں پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

کیف لا احبه وهو عضو من اعضای

''کس طرح میں اس سے محبت نہ کروں جب کہ وہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے''

علیؑ نے عرض کیا: آپ مجھے زیادہ دوست رکھتے ہیں یا حسینؑ کو؟ رسولؐ خدا کے جواب دینے سے پہلے امام حسینؑ نے عرض کیا:

یا ابة من کان اعلیٰ شرفا کان احب الی النبی واقرب الیه منزلة

''بابا جان! جو از حیث نسب برتر اور از حیث شرف بلند ہوگا وہ نبیؐ کے نزدیک محبوب تر اور مقام و درجہ کے لحاظ سے ان کے نزدیک تر ہوگا''

حضرت علیؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: کیا اپنے اپنے افتخارات اور کمالات بیان نہ کریں؟

امام حسینؑ نے عرض کیا: ہاں! اگر آپ راضی ہیں تو میں تیار ہوں۔

علیؑ نے فرمایا: بیٹا میں مومنوں کا حاکم، سچوں کی زبان، مصطفیٰؐ کا معاون، مددگار، خدا کے علم کا خزانہ دار اور مخلوق کے درمیان اس کا چنا ہوا ہوں۔

میں پہلے زمانے کے لوگوں کی بہشت کی طرف رہبری کرنے والا ہوں، میں رسولؐ

خدا کے قرضوں کو ادا کرنے والا ہوں، میرا چچا حمزہ سید الشہداء ہے جس کا ٹھکانا بہشت برین ہے، میرا بھائی جعفر طیار ہے، جو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے، میں رسولؐ خدا کی طرف سے منصب قضاوت رکھتا ہوں، میں ان کا علم بردار ہوں، میں وہ ہوں جس نے سورہ برأت کو حکم خدا سے اہل مکہ کے سامنے تلاوت کیا اور میں وہ ہوں جس کو خدا نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا ہے۔

میں خدا کی وہ محکم و مضبوط رسی ہوں، جس کے بارے میں خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ تمسک کرو۔ وہ فرماتا ہے

وَاعتصِمُوا بِحَبلِ اللّٰهِ جَمِيعًا (سورہ آل عمران: آیت ۱۰۳)

''سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو''۔

میں خدا کا چمکتا ہوا ستارہ ہوں میں وہ ہوں جس کی آسمان کے فرشتے زیارت کرتے ہیں، میں خدا کی بولتی زبان اور اس کے بندوں پر اس کی طرف سے حجت ہوں، میں خدا کا باقتور ہاتھ ہوں، میں آسمانوں میں خدا کا چہرہ ہوں اور اس کی روشن جانب وطرف ہوں۔

میں وہ ہوں جس کے حق میں خدا فرماتا ہے۔

بَل عِبادٌ مُكرمُونَ٥لا يَسبِقُونَهُ بِالقَولِ وَهُم بِامرِهِ يَعمَلُونَ

'' بلکہ وہ خدا کے مقرب بندے ہیں جو ہرگز اس کی بات سے آگے نہیں بڑھتے اور ہمیشہ اس کے حکم کی پیروی کرتے ہیں'' (انبیاء: ۲۶/۲۷)

میں خدا کی طرف سے ایسی محکم دستاویز ہوں، جس کے لئے شکست نہیں ہے۔ اور نہ ہی ٹوٹتی ہے، خدا سننے والا اور جاننے والا ہے۔

انا باب الله الذی یوتی منه، انا علم الله علی الصراط انا بیت الذی من دخله کان آمنا ضمن تمسک بولایتی ومحبتی امن من النار

'' میں خدا کا وہ دروازہ ہوں جس سے داخل ہونا چاہیے، میں پل صراط پر خدا کی نشانی ہوں، میں خدا کا وہ گھر ہوں، جس میں جو بھی داخل ہوگیا وہ امان

پا گیا، اور جس نے بھی میری ولایت اور محبت کو پکڑ لیا وہ آتش جہنم سے محفوظ ہوگیا، میں وہ ہوں جس نے عہد توڑنے والے اہل جمل کو، ظلم کرنے والے اہل صفین اور دین سے خارج ہونے والے اہل خوارج کو قتل کیا، میں کافروں کو قتل کرنے والا اور یتیموں کا باپ اور بیوہ عورتوں کی پناہ ہوں، میں وہ ہوں جس کی ولایت کے متعلق قیامت کے دن سوال ہوگا۔

کیونکہ آیہ شریفہ میں ہے۔

لَتُسئَلُن یَومَئِذٍ عَنِ النَّعِیمِ (سورہ تکاثر: آیت ۸)

"لازمی طور پر اس دن نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا"۔

اور میں خدا تعالیٰ کی وہ نعمت ہوں جو اس کے بندوں کو دی گئی۔

میں وہ ہوں جس کی شان میں خدا فرماتا ہے۔

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُمَ دِینَکُمَ وَاَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ لَکُمُ الاَسلاَمَ دَیِنًا (سورہ مائدہ، آیت ۳)

"آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تمہارے اوپر نعمتیں تمام کردیں اور میں راضی ہوں کہ تمہارا دین اسلام ہو"۔

فمن احبنی کان مسلما مومنا کامل الدین

"پس جو بھی مجھ سے محبت کرے گا وہ واقعی مسلمان ہوگا اور ایسا مومن ہوگا جس کا دین کامل ہوگا"

میں وہ ہوں جس کے سبب تم نے ہدایت پائی ہے۔میرے اور میرے دشمن کے متعلق خدا فرماتا ہے۔

وَقِفُوھُمَ اَنَّھُم مَّسئُولُونَ (سورہ صافات: آیت ۲۴)

"ان کو روکو ان سے سوال کیا جانا ہے یعنی میری ولایت کے متعلق قیامت کے دن ان سے سوال کیا جائے گا اور میں وہ عظیم خیر ہوں"

میں وہ ہوں جس کے سبب سے خدانے اپنے دین کو غدیر خم میں اور معرکہ خیبر میں مکمل کردیا، میں وہ ہوں جس کے متعلق رسولؐ خدانے فرمایا:

من كنت مولاه فعلى مولاه

"میں مؤمن کی نماز کی روح ہوں۔حی علی الصلوۃ میں صلوۃ سے مراد حی علی الفلاح میں فلاح سے مراد اور حی علی خیرالعمل میں خیرالعمل سے مراد میں ہی ہوں، میں وہ ہوں جس کے دشمنوں کے خلاف یہ آیت نازل ہوئی۔

سَاَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ

(سورہ معارج: آیت ۱اور۲)

"ایک سائل نے ایسے عذاب کے بارے میں سوال کیا جس کا واقع ہونا حتمی ہے اور جس کے منع کرنے والا کوئی نہیں"

میں لوگوں کو حوض کی طرف بلاؤں گا اور میرے علاوہ کوئی بھی مومنوں کو حوض کی طرف نہیں بلائے گا، میں پاک اور معصوم اماموں کا باپ ہوں، میں قیامت کے دن اعمال کا ترازو ہوں، میں اہل دین کا سردار اور مومنوں کو اچھائیوں کی طرف راہنمائی کرنے والا اور اپنے پروردگار کی بخشش ہوں، میرے اصحاب اور ساتھی قیامت کے دن میرے دوست ہوں گے، کیونکہ انہوں نے میرے دشمنوں سے دوری اختیار کی۔اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا، وہ موت کے وقت نہ ڈریں گے اور نہ کوئی غم کھائیں گے، ان کو قبر میں کسی قسم کا عذاب نہ ہوگا، وہ شہداء اور صدیقین کے مرتبہ پر فائز ہوں گے جو بارگاہ ایزدی میں خوشحال اور شادمان زندگی بسر کررہے ہیں، میں وہ ہوں جس کے شیعوں نے عہد کیا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہ کریں گے اور ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات نہ رکھیں گے اگرچہ وہ ان کے والدین اور اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔

میں وہ ہوں جس کے شیعہ حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے، میں وہ ہوں جس کے پاس میرے شیعوں کے ناموں کی فائل ہے۔

میں اہل ایمان کا مددگار ہوں اور خدا کے نزدیک ان کی شفاعت کروں گا۔

انا لضارب بالسیفین انا الطاعن بالرمحین انا قاتل الکافرین یوم بدر وحنین انا مردی الکماۃ یوم احد انا ضارب ابن عبدود لعنۃ اللہ تعالی یوم الاحزاب انا قاتل عمرو مرحب انا قاتل فرسان خیبر

""میں دو تلواروں اور دو نیزوں کے ساتھ زخم لگانے والا ہوں، میں بدر اور حنین کے دن کافروں کو قتل کرنے والا ہوں۔ میں وہ ہوں، جس نے اسلحہ سے لیس شجاع لوگوں کو احد کے دن جہنم واصل کیا، میں جنگ احزاب میں عمرو بن عبدود کو قتل کرنے والا ہوں، میں عمرو اور مرحب کو قتل کرنے والا ہوں میں وہ ہوں جس نے خیبر کے بہادروں کو قتل کیا"

میں وہ ہوں جس کے متعلق جبرائیل نے ندا دی۔

لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی

" ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ہے اور علی کے علاوہ کوئی جوانمرد نہیں ہے"

فتح مکہ کا سہرا میرے سر پر ہے، میں نے لات وعزیٰ دو بتوں کو زمین پر گرایا اور ان کی تمام شان وشوکت کو ملیامیٹ کردیا، ہبل اعلیٰ اور مناۃ ثالثہ کو میں نے ویران کیا، میں وہ ہوں جو پیغمبر اکرمؐ کے کندھوں پر چڑھا اور بتوں کو نیچے گرایا، میں وہ ہوں جس نے بت یغوث، یعوق اور نسر کو توڑا، میں وہ ہوں جس نے راہ خدا میں کافروں کے ساتھ جنگ کی۔

انا الذی تصدق بالخاتم انا الذی نمت علی فراش النبیؐ ووقیتہ بنفسی من المشرکین

" میں وہ ہوں جس نے اپنی انگوٹھی فقیر کو عطا کی، میں وہ ہوں جو بستر نبیؐ پر سویا اور خود کو خطرے میں ڈال کر حضرت کو مشرکوں سے بچایا"

میں وہ ہوں کہ جس کے خشم وغضب سے جن خوفناک ہیں، میں وہ ہوں جس کے سبب خدا کی عبادت کی جاتی ہے، میں وحی الٰہی کا ترجمان اور علم خدا کا آئینہ ہوں، میں رسولؐ خدا کے بعد

جمل اور صفین کے جنگجوؤں کو قتل کرنیوالا ہوں، میں بہشت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

اس وقت علیؑ چپ ہوگئے تو رسول خداؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا: اے ابو عبداللہ کیا جو تیرے والد بزرگوار نے کہا وہ تونے سنا ہے؟ اور جو کچھ انہوں نے شمار کیا ہے یہ ان کے فضائل کے دسویں حصے کا بھی دسواں حصہ ہے بلکہ وہ ان تمام فضائل سے بھی بلند تر ہے۔

امام حسینؑ نے عرض کیا:

الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المومنین وعلی جمیع المخلوقین وخص جدنا بالتنزیل والتاویل والصدق ومناجاة الامین جبرائیل وجعلنا خیار من اصطفاه الجلیل و رفعنا علی الخلق اجمعین

"تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے اکثر مؤمن بندوں اور تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے، ہمارے نانا کو نزول قرآن، تاویل، سچائی اور جبرائیل امین کے ساتھ کلام کرنے کے لئے خاص کیا ہمیں اپنے چنے ہوئے بندوں میں سے اختیار کیا اور اپنی تمام مخلوق پر بلندی اور برتری عطا کی"

پھر امام حسینؑ نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ آپ نے جو کچھ فرمایا: اس میں آپ سچے اور امین ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اے میرے بیٹے اب تم اپنے فضائل بیان کرو۔

امام حسینؑ نے عرض کیا: اے بابا جان! میں علی ابن ابی طالب کا بیٹا ہوں، میری ماں فاطمہ زہراءؑ تمام عورتوں کی سردار ہے، میرے نانا محمد مصطفیٰؐ ہیں جو اولاد آدم کے سردار اور آقا ہیں۔

یا علیؑ خدا اور تمام لوگوں کے نزدیک میری ماں کا مقام آپ کی والدہ سے بڑھ کر ہے، میرے نانا خدا اور تمام لوگوں کے نزدیک آپ کے نانا سے افضل ہیں۔

وانا فی المهد ناغانی جبرائیل وتلقانی اسرافیل

"میں وہ ہوں جس کا جبرائیل نے جھولا جھلایا اور اسرافیل جس کے دیدار کے لئے آیا"

یا علی انت عند اللہ افضل منی وانا افخر منک بالاباء والامہات والاجداد

''یا علیؑ آپ کا مقام خدا کے نزدیک افضل ہے اور میں اپنے آباؤ و اجداد اور ماؤں کے حسب ونسب کے ذریعے سے آپ سے زیادہ افتخار رکھتا ہوں''

اس کے بعد امام حسین علیہ السلام اٹھے اور اپنے ہاتھ اپنے والد بزرگوار کے گلے میں ڈال کرانہیں چومنے لگے، علیؑ نے بھی اپنے بیٹے کو سینے سے لگا کر بوسہ دیا اور فرمایا:

زادک اللہ شرفا وفخرا وعلما وحلما ولعن اللہ تعالی ظالمیک یا ابا عبداللہ

'' خدا تعالیٰ تیرے شرف ، فخر، علم اور حلم میں اضافہ فرمائے۔اور اے ابا عبداللہ جو تیرے اوپر ظلم کریں خدا ان پر لعنت کرے''

(الفضائل ابن شاذان:۸۳،حلیۃ الابرار،۲/۱۲۳حدیث۶،معالی السبطین :۵۸)

نوے ہزار سبز گنبد

(۶/۳۱۱) ابن قولویہ کتاب کامل الزیارات میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گویا ایک نور کا تخت لگایا گیا ہے اور ایک سرخ یاقوت کا گنبد جو جواہرات کے ساتھ مزین ہے اس پر رکھا ہوا ہے۔

وکانی بالحسین بن علی جالسا علی ذلک السریر وحولہ تسعون الف قبۃ خضراء وکانی یا المومنین یزوورونہ ویسلمون علیہ

''گویا میں حسینؑ بن علیؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس تخت پر تشریف فرما ہیں اور ان کے اردگرد نوے ہزار سبز گنبد ہیں، گویا میں مؤمنین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ حضرت کی زیارت کر رہے ہیں اور آپ پر سلام کر رہے ہیں''

خدا تعالیٰ ان کو فرما رہا ہے۔

اولیائی سلونی فطالما اوذیتم وذللتم واضطهدتم فهذا یوم لا تسالونی حاجة من حوائج الدنیا والاخرة الا قضیتها لکم فیکون اکلهم وشربهم من الجنة فهذه والله الکرامة

''اے میرے دوستو! مجھ سے جو چاہتے ہو مانگو تم طویل مدت دشمنوں کی طرف سے اذیت اور تکلیف میں گرفتار رہے ہو، اور ذلیل ہوتے رہے ہو اور تمہارے خاص مذہب کی وجہ سے تم پر ظلم کرتے رہے ہیں۔ آج مجھ سے دنیا اور آخرت کی حاجات میں سے جو مانگو گے میں اسے پورا کروں گا، پس ان کی خوراک اور پانی بہشت سے ہوگا خدا کی قسم یہ ایک بڑا عظیم مقام ہے''

(کامل الزیارات: ۲۵۸ حدیث ۳ باب ۵۰، بحار الانوار: ۵۳/ ۱۱۶ حدیث ۱۴۰ اور ۱۰۱/ ۶۵ حدیث ۵۳ المستدرک: ۱۰/ ۲۴۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ یہ صورت حال عالم برزخ کے ساتھ مربوط ہو اور یہ کہ حدیث دنیاوی حاجات کا ذکر ہوا ہے یہ ان کی اپنی حاجات نہ ہوں بلکہ ان کے رشتہ داروں ہمسایوں اور مومنوں کی ہوں جو زندہ ہیں اور دنیا میں رہتے ہیں۔

عید کا روز

(۳۱۲/ ۷) بعض شیعہ کتب میں ام سلمہ سے نقل ہے:

آپ نے فرمایا: میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے اپنے نواسے حسینؑ کے بدن پر لمبا لباس پہنایا، جو دنیاوی لباس نہ تھا۔ میں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ یہ کیسا لباس؟ آپؐ نے فرمایا:

هذه هدیة اهداها الی ربی للحسین وان لحمتها من زغب جناح جبرائیل وها انا البسه ایاها وازینه بها فان الیوم یوم الزینة وانی احبه

'' یہ میرے پروردگار کی طرف سے حسینؑ کے لئے تحفہ ہے، اس کا دھاگہ جبرائیل کے نرم پروں سے ہے، آج عید کا دن ہے میں یہ لباس اسے

پہناؤں گا اور اس لباس کے ساتھ اسے زینت دوں گا، بے شک میں اس سے محبت کرتا ہوں'' (بحارالانوار:۴۳/۲۷۱حدیث ۳۸)

پوشیدہ معرفت

(۸/۳۱۳) ایک مشہور حدیث ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا:

ان للحسین فی بواطن المومنین معرفة مکتومة

(الخرائج:۲/۸۴۲حدیث ۶۰، بحارالانوار:۴۳/۲۷۱حدیث۳۹، معالی السبطین:۴۱)

''بے شک مؤمنوں کے دل میں حسینؑ کے لئے معرفت پوشیدہ ہے''

حسینؑ چراغ ہدایت ہے

(۹/۳۱۴) شیخ صدوق '' کتاب عیون اخبار الرضا'' میں امام حسینؑ سے نقل کرتے ہیں: میں رسول خداؐ کے پاس گیا، وہاں آپؐ کے پاس ابی بن کعب بھی تھا۔ رسولؐ خدا نے مجھ سے فرمایا:

مرحبا بک یا ابا عبدالله یا زین السماوات والارضین

'' خوش آمدید یا ابا عبداللہ! اے آسمان اور زمین کی زینت

ابی بن کعب نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کیسے ممکن ہے آپ کے علاوہ کوئی اور آسمانوں اور زمین کی زینت ہو؟ آپؐ نے فرمایا:۔

یا ابی والذی بعثنی بالحق نبیا ان الحسین بن علیؑ فی السماء اکبر منه فی الارض واله لمکتوب عن یمین عرش الله: حسین مصباح هدی وسفینة نجاة

''اے ابی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا، بے شک حسینؑ کا مرتبہ زمین سے کہیں زیادہ آسمان پر ہے اور خدا کے عرش کے دائیں طرف لکھا ہوا ہے حسینؑ چراغ ہدایت اور نجات کی کشتی ہے''

(عیون اخبار الرضاؑ :۱/ ۵۹ حدیث۲۹، بحارالانوار:۹۴/ ۱۸۴ حدیث۱،کمال الدین
:۱/ ۲۶۴ حدیث۱۱،اعلام الوری :۴۰۰،مدینۃ المعاجز:۴/ ۵۱حدیث۱۳۳)

حسینؑ کی خوراک

(۳۱۵/ ۱۰) شیخ صدوق "علل الشرایع اور کلینی" کافی میں امام صادقؑ سے نقل کرتے ہیں:

کان رسول الله یاتی الحسین فی کل یوم فیضع لسانه فی فمه فیمصه حتی یروی فانبت الله عزوجل لحمه من لحم رسول الله ولم یرضع من فاطمة ولا من غیرها لبناقط

"رسولِ خدا ہر روز حسینؑ کے پاس آتے اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں رکھ دیتے اور وہ چوستے، یہاں تک کہ وہ سیر ہو جاتے، اس طرح ان کا گوشت رسولِ خدا کے گوشت سے بنا ہے، انہوں نے فاطمہؑ یا کسی اور کا ہرگز دودھ نہ پیا" (علل الشرایع:۱/ ۱۹۶،بحارالانوار:۴۳/ ۲۴۵حدیث۲۰، الکافی:۱/ ۴۶۵ حدیث۴،المنتخب :۱۵۸)

ابن شہر آشوب کتاب مناقب میں کہتے ہیں ۔رسول خداؐ نے چالیس دن رات تک یہ کام جاری رکھا، یہاں تک کہ امام حسینؑ رسولِ خدا کے گوشت سے پرورش پا گئے ۔

(مناقب ابن شہراشوب:۴/ ۱۵۸)

انداز تبلیغ

(۳۱۶/ ۱۱) اخلاقیات کی بعض کتب میں نقل ہے:

عصام بن معطلق کہتا ہے: میں مدینہ گیا اور حسینؑ بن علیؑ کو دیکھا، آپ کے حسن و ہیبت اور حرکات و سکنات نے مجھے تعجب میں ڈال دیا، حسد کی وجہ سے میرے اندر جو ان کے والد کے بارے میں بغض تھا میں نے ظاہر کیا اور ان سے کہا: ابوتراب کے بیٹے تم ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب انہوں نے جواب دیا تو میں نے جو کچھ مجھ سے ہو سکا ان کو اور ان کے

والد کو برا بھلا کہا اور گالیاں دیں (نعوذ باللہ من ذلک) امام حسینؑ نے محبت اور مہربانی کے ساتھ میری طرف دیکھا اور فرمایا:۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (خُذِ الْعَفْوَ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاھِلِیْنَ٥وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّیْطَانِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُبْصِرُوْنَ٥وَاِخْوَانُھُمْ یَمُدُّوْنَھُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ (سورۂ اعراف: آیت ۱۹۹۔۲۰۲)

"شیطان ملعون رجیم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور خدا رحمٰن و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں، عفو و بخشش کو اپنا پیشہ بنالو، نیکی کا حکم دو، نادان لوگوں سے دور ہو جاؤ، اور جب شیطان تیرے اندر وسوسے ڈالنے لگے تو خدا کی پناہ طلب کرو۔ بے شک وہ سننے والا اور دانا ہے۔اہل تقویٰ جب شیطانی خیالات اور وسوسوں سے دوچار ہوتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے ہیں پس فوراً آگاہ ہوجاتے ہیں اور شیاطین اپنے بھائیوں کو ضلالت اور گمراہی کی طرف کھینچ لیتے ہیں اور پھر ان کو گمراہ کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے"

ان آیات کی تلاوت کے بعد آپ نے مجھے فرمایا: آہستہ رہو اور آرام و سکون کرو، میں اپنے اور تیرے لئے خدا سے معافی طلب کرتا ہوں، اگر مدد چاہتے ہو تو تمہاری مدد کروں گا اور اگر کوئی ہدیہ و تحفہ چاہتے ہو تو تجھے عطا کروں گا، اور اگر راہنمائی چاہتے ہو تو تمہاری راہنمائی کروں گا۔عصام کہتا ہے۔ میں اپنی کہی ہوئی بری باتوں پر بڑا پشیمان ہوا اور امامؑ نے جب میرے چہرے پر شرمندگی کے آثار دیکھے تو فرمایا:

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

(سورہ یوسف: آیت ۹۲)

"آج کوئی ملامت اور سرزنش تم پر نہیں ہے خدا تم کو معاف کردے گا وہ

بہت بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اس کے بعد آپ نے مجھے فرمایا: کیا تم اہل شام سے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی: آپ نے فرمایا: (سنشنة اعرفها من اخزم) یہ ایک ضرب المثل ہے۔جو عرب میں ایسے لوگوں کے لئے بولی جاتی ہے جو بد اخلاقی میں اپنے آباء واجداد پر گیا ہو لیکن یہاں پر امامؑ کی مراد یہ ہے کہ یہ بد اخلاقی اہل شام کا شیوا ہے جیسے امیر شام معاویہؓ نے رواج دیا ہے۔

پھر امام حسینؑ نے فرمایا:

حیانا الله وایاک

''خدا ہمیں اور تجھے باقی رکھے''

اس کے بعد آپ نے فرمایا: بغیر کسی شرمندگی جو چاہتے ہو مانگو، اگر تم ہم سے مانگو تو تیرے وہم و گمان سے کہیں زیادہ تمہیں دیں گے۔عصام کہتا ہے، زمین اپنی وسعت کے ساتھ مجھ پر تنگ ہوگئی اور میرا دل چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں، اب مجھ میں طاقت نہ تھی کہ وہاں ٹھہروں، تھوڑا تھوڑا ایک طرف ہو کر دور چلا گیا لیکن اس کے بعد زمین کے اوپر آپ اور آپ کے والد بزرگوار سے بڑھ کر کوئی محبوب تر نہ تھا۔

(سفینۃ البحار:۲/۱۱۶، معالی السبطین:۶۰)

عجائبات کا مجموعہ

(۱۲/۳۱۷) شیخ حسن بن سلیمانؒ جو آٹھویں ہجری کے علماء میں سے ہیں، اپنی کتاب بصائر میں امام باقرؑ سے اور آپ اپنے والد بزرگوار سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: امام حسن علیہ السلام کے بعد کچھ لوگ امام حسینؑ کے پاس آئے اور عرض کی ۔آپ کے والد ہمیں معجزات اور عجائبات دیکھا یا کرتے تھے، کیا آپ بھی معجزات دیکھا سکتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: کیا تم میرے والد کو پہچانتے ہو؟

سب نے جواب دیا ہم سب ان کو پہچانتے ہیں، امامؑ نے کمرے کے ایک طرف

جو پردہ تھا اوپر اٹھایا اور فرمایا: اس کمرے کے اندر دیکھو سب نے دیکھ کر کہا:۔

هذا امير المومنين ونشهد انک خليفة لله

''یہ تو امیر المومنینؑ ہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے خلیفہ ہیں''

(الخرائج:۲/۸۱۱حدیث۲۰،مختصر البصائر:۱۱۰،مدینۃ المعاجز:۳/۵۷حدیث۳۹)

وہ حسینؑ تھے

(۱۳/۳۱۸) محمد بن حسن صفارؒ کتاب ''بصائر الدرجات'' میں امام باقرؑ سے نقل کرتے ہیں:

میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ زمینوں کی طرف نکلا، جیسے ہی ہم صحرا میں پہنچے تو ایک بوڑھا آدمی آپ کے سامنے آ گیا، حضرت اس کی طرف چلے، اس پر سلام کیا۔ میں نے سنا کہ میرے والد بزرگوار فرما رہے تھے۔(جعلت فداک) میں آپ پر قربان جاؤں۔ پھر دونوں نے تھوڑی دیر گفتگو کی، اس کے بعد انہیں الوداع کیا وہ بوڑھا آدمی اٹھا اور وہاں سے چل پڑا، میرے والد بزرگوار اسے اس وقت تک دیکھتے رہے جب تک وہ آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوگیا۔ میں نے والد سے عرض کیا: یہ بوڑھا شخص کون تھا جس کا آپ اپنی گفتگو میں بڑا احترام کررہے تھے؟ آپ نے فرمایا: میرے بیٹے! وہ آپ کے دادا حسینؑ تھے۔

(بصائر الدرجات:۲۸۳حدیث۸،المختصر:۱۲،بحارالانوار:۶/۲۳۱حدیث۴۲،الخرائج:۲/۸۱۹حدیث۳۰،مختصر البصائر:۱۱)

اس واقعہ کی طرح ایک واقعہ حضرت موسیٰ ابن جعفرؑ سے نقل ہوا ہے:

میں اپنے باپ کے ساتھ گھر سے باہر نکلا، راستے میں ایک بوڑھے شخص نے آپ کے ساتھ ملاقات کی، میں نے جب سوال کیا کہ یہ بوڑھا شخص کون تھا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ میرے والد بزرگوار تھے۔ (بصائر الدرجات:۲۷۴حدیث۳،الخرائج:۲/۸۱۷حدیث۲۷)

قرض کس سے لیں؟

(۱۴/۳۱۹) شیخ فقیہ ابو محمد حسن بن علی بن شعبہ صاحب کتاب ''تحف العقول'' میں نقل کرتے ہیں۔

انصار میں سے ایک مرد امام حسینؑ کی خدمت میں آیا اور وہ حضرت سے کوئی درخواست کرنا چاہتا تھا۔امامؑ نے اس سے فرمایا:۔

یا اخا الانصار صن وجھک عن بذلة المسالة وارفع حاجتک فی رقعة وات بھا ساسرک انشاء اللہ

"اے انصاری بھائی! اپنی عزت کو اظہار احتیاج کی برائی سے محفوظ کرو اور اپنی حاجت کو کسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر میرے پاس لے آؤ، انشاء اللہ میں تجھے خوش کردوں گا"

اس مرد نے کاغذ پر لکھا: یا ابا عبداللہ! میں نے فلاں شخص کو پانچ سو دینار قرض واپس کرنا ہے، وہ شخص مجھ پر بڑا دباؤ ڈال رہا ہے اور مجھے تنگ کر رہا ہے، میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے مہلت لے دیں تاکہ میں آسانی سے اس کا قرض لٹا سکوں۔جیسے ہی امامؑ نے اس کی درخواست کو پڑھا تو اٹھے اور گھر چلے گئے اور وہاں سے ایک تھیلی اٹھائی جس میں ہزار دینار تھے لاکر اس شخص کو دی اور فرمایا: پانچ سو دینار اس شخص کا قرضہ دے دو، اور باقی پانچ سو اپنے پاس سنبھال رکھو۔ مشکلات کے وقت تیرے کام آئیں گے اور یاد رکھو کبھی بھی اپنی حاجت ان اشخاص کے علاوہ کسی سے طلب نہ کرنا۔

الی ذی دین او مروة او حسب

"وہ شخص یا تو دین دار ہو یا بامروت ہو اور یا خاندانی شرافت رکھتا ہو"

(تحف العقول:۲۴۵، بحارالانوار:۷۸/۱۱۸)

مؤلف فرماتے ہیں۔یا ابا عبداللہ! میں بھی اپنی دنیاوی اوراخروی مشکلات اور سختیوں میں آپ سے اور آپ کے فضل وکرم کے سمندر سے مدد طلب کرتا ہوں، کیونکہ آپ دیندار بلکہ دین کی جڑ اور بنیاد ہیں۔ اور جوانمردی وشرافت بھی آپ کے وجود مبارک پر نازاں ہے۔

امامؑ نے حاجت مند کو یہ جو فرمایا کہ اپنی حاجت کو لکھ کر لے آؤ، یہ آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ کی اقتداء کی ہے۔کیونکہ روایت میں آیا ہے ایک شخص امیر

المومنینؑ کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور عرض کی، میری ایک حاجت ہے، آپ نے فرمایا: اپنی حاجت کو زمین پر لکھ، دو کیونکہ میں واضح طور پر تیرے چہرے میں بیچارگی اور محتاجی کے آثار دیکھ رہا ہوں۔ اس نے زمین پر لکھا سچ ہے کہ میں فقیر اور محتاج ہوں۔

حضرت علیؑ نے قنبر سے فرمایا: اسے دو لمبی پوشاکیں پہنا دو۔

اس مرد نے اشعار پڑھتے ہوا کہا:

☆ آپ نے مجھے ایسا لباس پہنایا ہے جس کی خوبصورتی ماند پڑ سکتی ہے، لیکن میں آپ کو خوبصورت مدح وثناء کا لباس پہناتا ہوں۔

☆ اگر آپ نے میری اچھی ثناء کو حاصل کرلیا تو آپ نے سرمایہ فضیلت حاصل کرلیا۔ اور اس کی جگہ کسی دوسری چیز کو طلب نہ کرو گے۔

☆ مدح وتعریف صاحب مدح کو زندہ رکھتی ہے۔ ایسے جیسے بارش پہاڑوں اور صحرا کو اپنی رطوبت سے زندہ رکھتی ہے۔

☆ جو نیکی آپ نے کی ہے زمانہ اسے حقیر نہیں سمجھتا، کیونکہ ہر بندے کو اس کے عمل کے مطابق بدلہ ملے گا۔

ان اشعار کے پڑھنے کے بعد امیر المومنین علیؑ نے حکم دیا کہ اسے سو دینار اور دے دو، آنحضرت سے عرض کیا گیا کہ یا امیر المومنینؑ آپ نے تو اسے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت نے فرمایا: میں نے رسولؐ خدا سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا:

انزلوا الناس منازلھم

"لوگوں میں سے ہر ایک کو اس کے مقام و مرتبہ پر قرار دو (یعنی جیسی کسی کی شخصیت ہو ویسے ہی اس کے ساتھ پیش آؤ"

پھر آپ نے فرمایا: واقعاً میں تعجب کرتا ہوں ان اشخاص سے جو غلام مردوں کو اپنے مال و دولت کے ساتھ خرید لیتے ہیں، لیکن آزاد لوگوں کو اپنے نیک کام کے ساتھ نہیں خریدتے۔

(امالی صدوق: ۲۴۷ حدیث ۱۲ مجلس ۴۶، بحار الانوار: ۴۱/۳۴ حدیث ۷ اور ۴۷/۴۰۷ حدیث ۲)

حسینؑ کی پشت پر ایک داغ

(۱۵/۳۲۰) روایت ہوئی ہے کہ عاشور کے دن آنحضرت کی پشت پر ایک اثر دیکھا گیا تو حضرت امام زین العابدینؑ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔تو آپ نے فرمایا:

هذا مما کان ینقل الجراب علی ظهره الی منازل الا را مل والیتامی والمساکین

"یہ ان بوریوں کا ہے جو آپ اپنی پشت پر لاد کر بیوہ یتیموں اور مسکین لوگوں کے گھروں تک پہنچاتے تھے" (مناقب ابن شہر اشوب:۴/۶۶، بحارالانوار:۴۴/۱۹۰حدیث۳)

ھیبت سادات

(۱۶/۳۲۱) سید شریف محمد بن علی علوی کتاب "تغازی" میں نقل کرتے ہیں کہ امام حسنؑ اپنے بھائی امام حسینؑ کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپکی ایسے تعظیم کرتے جیسے وہ امام حسنؑ سے بڑے ہوں۔ابن عباس کہتا ہے: میں نے امام حسنؑ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:

انی لا هابه کهیبة امیر المومنین

"اس کی ہیبت میری نظر میں امیرالمومنینؑ کی سی ہے"

(معالی السبطین :۵۹،سفینۃ البحار:۱/۶۱۳)

حسینؑ بہشتی دروازہ

(۱۷/۳۲۲) پیغمبر اکرمؐ کے فضائل میں سے حدیث نمبر چونتیس جو گذر چکی ہے اس میں آپؐ نے فرمایا:

الا وان الحسین باب من ابواب الجنة من عانده حرم الله علیه ریح الجنة

"آگاہ رہو۔حسینؑ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، جو کوئی بھی حسینؑ کے ساتھ دشمنی کرے گا خدا بہشت کی خوشبو اس پر حرام کردے گا"

(مائۃ منقبۃ:۲۲)

نواسئہ رسول

(۱۸/۳۲۳) سید ہاشم بحرانیؒ کتاب مدینۃ المعاجز میں کہتے ہیں۔ آسمان میں کوئی ایسا فرشتہ باقی نہ رہا جو رسولؐ خدا کی خدمت میں شرفیاب نہ ہوا ہو اور ان کے نواسے حسینؑ کے متعلق اظہار تعزیت نہ کیا ہو۔ اور اس تقرب اور اجروثواب کی خبر دی جو خدا روز قیامت ان کو عطا کرے گا اور اسی طرح حضرت کے زائر اور آپ پر گریہ کرنے والے کو جو اجروثواب ملے گا آپ کو بتایا ان تمام چیزوں کے باوجود رسول خداؐ فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اخذل من خذله واقتل من قتله ولا تمتعه بما امله فی الدنیا واصله حرنارک فی الاخرة

”خداوندا! جو حسینؑ کو ذلیل کرے تو اسے ذلیل کر، جو حسینؑ کو قتل کرے تو اس کو قتل کر اور اسے دنیا میں اس کی آرزو تک نہ پہنچا اور آخرت میں اسے اپنی جلانے والی آگ کے ذریعے سے عذاب دے“

(مدینۃ المعاجز:۳/۴۳۸ حدیث۹، منتخب طریحی:۶۳، مقتل خوارزمی:۱/۱۶۲)

گلے کے بوسے

(۱۹/۳۲۴) طاؤس یمانی نے نقل کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کسی تاریک مکان میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی اور گردن سے نور چمکتا تھا، لوگ اسے دیکھ کر حضرت کی طرف جانے کا راستہ تلاش کرتے تھے اور وہ نور پیغمبر اکرمؐ کے بوسہ دینے کے مقام سے چمکتا، کیونکہ آپؐ بہت زیادہ حسینؑ کی پیشانی اور گلے کو چومتے تھے۔ جبرائیل ایک دن گھر میں آیا اور دیکھا، حضرت زہراءؑ آرام کر رہی ہیں اور حسین گہوارے میں رو رہے ہیں، جبرائیل گہوارے کے پاس بیٹھ گئے، اور بڑی پیاری آواز کے ساتھ جھولا

جھولا نے لگ گئے، حسینؑ چپ ہوگئے، اس کے بعد فاطمہؑ بھی بیدار ہوگئیں۔

(سفینہ طریحی :۱۹۸/ بحارالانوار:۴۴/۱۸۷حدیث ۱۶،مناقب ابن شہر اشوب :۴/۷۵)

مؤلف فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کی زوجہ رباب نے بھی اپنے مرثیہ میں اسی چیز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ حضرت رباب اپنے مرثیہ میں فرماتی ہیں۔

ان الذی کان نورا یستضاء به بکر بلا قتیل غیر مدفون

(سفینۃ البحار:۱/۶۱۳،معالی السبطین:۵۹،منتخب طریحی:۱۹۸)

"بے شک وہ جس سے نور چمکتا تھا کربلا میں قتل ہوگیا اور ان کا جسم اطہر زمین پر دفن کئے بغیر پڑا ہے"

زائرین کے لیے دعا

(۲۰/۳۲۵) معاویہ بن وہب سے نقل ہوا ہے کہ امام صادقؑ، حضرت امام حسینؑ کے زائرین کے لئے یوں دعا کرتے تھے۔

اللهم یا من خصنا بالکرامتووعدنا الشفاعة وحملنا الرسالة وجعلناورثة الانبیاء وختم بنا الامم السالفة وخصنا بالوصیة واعطانا علم ما مضی وعلم مابقی وجعل افئدة من الناس تهوی الینا. اغفرلی ولا خوانی ولزوار قبرالحسین بن علی صلوات الله علیهما.

"اے پروردگار! اے وہ ذات جس نے ہمیں کرامت سے نوازہ، ہمیں شفاعت کاوعدہ دیا، رسالت کو ہمارے کندھوں پر رکھا، ہمیں انبیاء کاوارث بنایا، گذشتہ اور آئندہ کا علم عطا کیا۔اور بعض لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف متوجہ اور مائل کیا۔مجھے، میرے بھائیوں اور امام حسینؑ کی قبر کے زائرین کو معاف فرما۔اورجنہوں نے اپنے اموال کو اپنے راستے کا خرچ قراردیا، اپنے جسموں کو سفر کی مشکلات میں ڈال دیا۔اور انہوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ وہ ہمارے ساتھ نیکی کرنے کو پسند کرتے تھے ۔جو احسان انہوں نے ہم پر کیا اس کے

عوض وہ تیرے لطف اور مہربانی کے امیدوار ہیں، یہ کام انہوں نے تیرے پیغمبرؐ
کو خوش کرنے کے لئے کیا اور ہمارے فرمان پر لبیک کہتے ہوئے، جواب دیا
ہے، تا کہ ہمارے دشمنوں کو خشم و غضب میں مبتلاء کریں"

خدایا! وہ اس عمل کے ذریعے تیری خوشنودی چاہتے ہیں، لہٰذا ان کو ہماری طرف سے اور اپنی طرف سے رضا اور خوشنودی سے نوازا اور اجر عظیم عطا فرمایا، دن رات ان کی حفاظت فرما، انہوں نے جو اہل و عیال چھوڑے ہیں ان کے لئے ان کا جانشین بن اور ان کا ساتھ دے، ان کو اپنی مخلوق میں سے ہر طاقتور اور کمزور و ظالم و سرکش کے شر سے بچا۔ جنوں اور انسانوں میں سے شیطان کے شر سے محفوظ و مامون فرما، ان کو اس سے بہتر عطا کر جو وہ تجھ سے مانگتے ہیں، کیونکہ انہوں نے پردیس کو پسند کیا ہے اور امام حسینؑ کی قبر مطہر پر رہنے کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہنے پر ترجیح دی ہے۔ اے پروردگار! ہمارے دشمن ان کے اس طرح زیارت کے لئے آنے کو عیب اور برا سمجھتے ہیں، لیکن دشمنوں کی سرزنش ان کو ہماری طرف آنے سے روک نہ سکی، تا کہ وہ ہمارے دشمنوں کی مخالفت کر سکیں۔

پس خداوندا! ان چہروں پر رحم فرما، جو ان کی وجہ سے تبدیل ہوگئے ہیں۔

اور ان زائرین پر رحم فرما جو ابا عبداللہ الحسینؑ کی قبر مطہر پر گرد آلود چہروں سے حاضر ہیں اور ان آنکھوں پر رحم فرما، جنہوں نے ہماری دلسوزی پر آنسو بہائے اور ان دلوں پر رحم فرما جو ہماری خاطر بے تاب اور پریشان ہیں اور آگ میں جل رہے ہیں، اور ان فریادوں پر رحم فرما جو تہہ دل سے ہماری خاطر نکلتی ہیں۔

خدایا! ان جانوں اور بدنوں کو میں تیرے حوالے کرتا ہوں، یہاں تک کہ حوض کوثر پر پیاس کے وقت ان کو سیراب کرے۔ پس حضرت نے اس دعا کو سجدے میں متواتر پڑھا، جب آپ کا سجدہ اور دعا مکمل ہوئی تو میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان جاؤں، یہ جو میں نے آپ سے سنا ہے اگر ایسے شخص کے حق میں ہوتا جو خدا کی معرفت نہیں رکھتا، تو میرے گمان میں آگ اس کو بھی نقصان نہ پہنچا سکتی، خدا کی قسم میں نے یہ آرزو کی ہے کہ کاش میں

امام حسینؑ کی زیارت کو گیا ہوتا بجائے حج پر جانے کے۔امام نے مجھ سے فرمایا: تو اس قبر مطہر کے کتنا قریب ہے، کون سی چیز تیرے لئے زیارت پر جانے سے مانع ہے؟

پھر آپ نے فرمایا: اے معاویہ (بن وہب) اس کام کو ہرگز ترک نہ کرو۔

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں مجھے معلوم نہ تھا کہ زیارت امام حسینؑ اس قدر اہمیت کی حامل ہے۔امام نے فرمایا:

یا معاویة ومن یدعو لزواره فی السماء اکثر ممن یدعو لهم فی الارض لا تدعه لخوف احد فمن ترکه لخوف رای من الحسرة مایتمنی ان قبره کان بیده

''اے معاویہ زمین پر امام حسینؑ کے زائرین کی نسبت آسمان میں زائر بننے کی تمنا کرنے والے کہیں زیادہ ہیں کسی صورت میں خوف کی وجہ سے زیارت کو ترک نہ کر۔جو کوئی خوف کی وجہ سے زیارت کو ترک کرے گا تو بعد میں حسرت اور ندامت میں ہوگا، اور آرزو کرے گا کہ کاش میں ہمیشہ اس قبر مبارک کے پاس ہوتا''

کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ایسے لوگوں کے درمیان ہو، جن کے لئے پیغمبر اکرمؐ امیر المومنین فاطمہؑ اور آئمہؑ دعا کرتے ہیں؟ کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ان میں سے ہو جن کے ساتھ قیامت کے دن فرشتے مصافحہ کریں گے؟

کیا تو پسند نہیں کرتا کہ ان لوگوں میں سے ہو جن کے ساتھ قیامت کے دن رسول خداؐ مصافحہ کریں گے۔

(ثواب الاعمال: ۹۵، کامل الزیارات: ۲۲۸ حدیث ۳۳۶، بحارالانوار: ۱۰۱/۵۱ حدیث ۱، المستدرک: ۱۰/۲۳۲)

(۲۱/۳۲۶) خطیب بغدادی اپنی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

میں رسولؐ خدا کی خدمت میں تھا، آپؐ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کو اپنے بائیں زانو پر اور حسینؑ بن علیؑ کو دائیں زانو پر بٹھایا ہوا تھا، کبھی ابراہیم کو بوسہ دیتے اور کبھی حسینؑ کو،

اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے جو خدا کی وحی لے کر آیا تھا۔ جب خدا کا پیغام اس کے رسولؐ تک پہنچادیا، تو وہاں سے چلا گیا۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: جبرائیل خدا کی طرف سے آیا اور مجھے خبر دی کہ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: یہ دو بچے جو آپ نے اپنے زانو پر بٹھائے ہوئے ہیں ان دونوں کو باقی نہیں رکھوں گا ان دو میں سے ایک کو دوسرے پر قربان کرنا پڑے گا۔

رسولؐ خدا ابراہیمؑ کو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور جب حسینؑ کو دیکھتے تو رونے لگ جاتے۔ آپؐ نے فرمایا:

ان ابراهیم امه امة ومتی مات لم یحزن علیه غیری وام الحسین فاطمة وابوه علی ابن عمی لحمی دمی ومتی مات حزنت ابنتی وحزن ابن عمی وحزنت انا علیه وانا اوثر حزنی علی حزنهما یا جبرائیل تقبض ابراهیم فقد فدیت الحسین به

”ابراہیم کی ماں ایک کنیز ہے، جب وہ مرے گا تو میرے علاوہ کوئی اس پر غمگین نہ ہوگا، لیکن حسینؑ کی ماں فاطمہؑ ہے اور باپ علیؑ میرا چچا زاد ہے جو میرا گوشت اور خون ہے، جب حسینؑ اس دنیا سے جائے گا تو اس کی ماں اور اس کا باپ اس پر غمگین ہوگا میں اس پر غمگین ہوں گا، اور میرا غم ان دو کے غم سے زیادہ ہوگا، اے جبرائیل! ابراہیم کو مجھ سے لے لو، میں نے اسے اپنے حسین پر نثار کیا، تین دن کے بعد ابراہیم اس دنیا سے رخصت ہو گئے، اس کے بعد جب بھی حسینؑ آپ کی طرف آئے تو آپ انہیں اپنی گود میں بٹھاتے اور چومتے۔ ان کے لبوں، گلے اور دانتوں کو چومتے اور فرماتے۔

فدیت من فدیته یا بنی ابراهیم

”میں اس پر قربان جس کے لئے میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کیا۔“

(۲۲/۳۲۷) اہل سنت کے عالم ترمذی اور علامہ مجلسیؒ، یعلی بن مرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

حسین منی وانا من الحسین احب اللّٰہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط

"حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں، خدا اسے دوست رکھتا ہے جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے حسینؑ میرا نواسہ ہے "یا حسین از لحاظ عظمت ایک امت ہے"

(فردوس الاخبار:۲/۱۵۸حدیث۲۸۰۵،حلیۃ الابرار:۳/۱۲۷حدیث۱۷،مسابح السنۃ:۴/۱۹۵حدیث۴۸۳۳ معالی السبطین :۵۶)

مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں جو پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ" میں حسینؑ سے ہوں" ممکن ہے اس سے مراد یہ ہو کہ میں اور حسینؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور ممکن ہے دوسرا لطیف معنی مراد لیا گیا ہو، جس کی طرف بعد والی حدیث اشارہ کرتی ہے۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱] شیخ صدوقؒ
۲] علامہ مجلسیؒ
۳] علامہ سا ظہیر حسین
۴] علامہ سید علی نقی
۵] بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید سجاد حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی

۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید انعام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ہما زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی

۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم